

# موسیٰ زکریا



عبدالمصطفیٰ اعظمی





يَخْلُقُ فِيهَا مَنَاسِكَارًا مِّنْ ذَهَبٍ، وَنُحُورًا مِّنْ لُّؤْلُؤٍ،  
جنت میں جنتیوں کو سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیور پہنا جائینگے

# جنتی زیور

اسلامی مسائل و نخصائل کا خزانہ

تالیف

حضرت شیخ الحدیث

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہ

ناشر

شبیر پبلشرز، ۴۰ بی اردو بازار لاہور

فون

۷۲۴۶۰۰۶

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : \_\_\_\_\_ جنتی زیور

مصنف : \_\_\_\_\_ علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مدظلہ

مطبع : \_\_\_\_\_ ایم اشفاق پریس لاہور

ناشر : \_\_\_\_\_ شبیر برادرزادہ بازار لاہور

کتابت : \_\_\_\_\_ محمد نعیم کیلانی

قیمت : \_\_\_\_\_ ۱۰۰ روپے



## تقریظ

### حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی مدظلہ

علامہ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا الحاج عبدالمصطفیٰ صاحب اعظمی  
 امجدی قبلہ مدظلہ العالی اپنے علمی جاہ و جلال اور فضل و کمال کے اعتبار  
 سے اکابر علماء اہل سنت میں ایک خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز ہیں۔  
 آپ ایک مسلم الثبوت، ماہر درسیات، ساحر البیان اور ایک خصوصی  
 طرز تحریر کے موجد و کامیاب مصنف ہونے کی بناء پر ملک و بیرون ملک  
 میں ”جامع الصفات“ مشہور ہیں۔ چند خاص خاص اور اہم موضوعات  
 پر آپ کی چھوٹی بڑی پندرہ کتابیں طبع ہو کر عوام و خاص سے خراج تحسین  
 حاصل کر چکی ہیں۔

زیر نظر کتاب ”جنتی زیور“ آپ نے عوام اور خاص کر عورتوں  
 کے لیے تصنیف فرمائی ہے جس کو میں بغور پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں  
 کہ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے یہ کتاب بہت ہی اہم، نہایت ہی انمول



اور بے حد مفید ہیں اور مجددہ تعالیٰ صحیح و معتمد مسائل اور بہترین آداب و  
خصائص کے ساتھ ساتھ عبرت خیز نصیحتوں اور رقت انگیز واقعات  
کا لاجواب مجموعہ ہے۔

مولیٰ تعالیٰ حضرت مصنف قبلہ کو جزاء عطا فرمائے اور برادرانِ  
اہل سنت و خواتین ملت کو اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت  
کی توفیق بخشے آمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ  
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین

جلال الدین احمد امجدی  
خادم دارالافتاء فیض الرسول براؤن شریف  
ضلع بستی

۲۵، ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ





## سبب تالیف

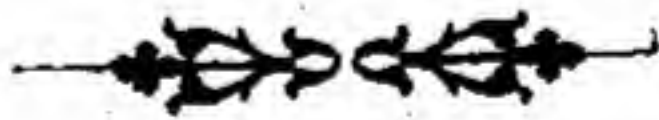
مسلمان عورتوں کی آزاد خیالی سے مسلم معاشرہ کی تباہی و بد حالی دیکھ کر بار بار دل کرٹھنا اور جلتا تھا۔ اس لیے ایک مدت سے یہ خیال تھا کہ مسلمان عورتوں کی صلاح و فلاح اور ان کی بد اعتقادیوں اور بد اعمالیوں کی اصلاح کے لیے ایک کتاب لکھ دوں مگر افسوس کہ کثرتِ کاری و هجومِ انکار کے میدانِ محشر میں اس طرف توجہ کی فرصت ہی نہیں ملی۔ یہاں تک کہ میرے مخلص مرید مولوی اعجاز حسین صاحب قادری مالک اعجاز بکڈپو موڑہ نے بڑی دل سوزی کے ساتھ میرے نام ایک خط میں تحریر کیا کہ ایک ایسی کتاب کی بے حد ضرورت ہے جو مسلمان عورتوں کی دینی و دنیاوی ضرورتوں کے متعلق ضروری معلومات کی جامع ہو تاکہ وہ مسلمان بچیوں کے تعلیمی کورس میں داخل ہو سکے اور مسلمان لڑکیوں کو جہیز میں دی جاسکے۔ اس کے بعد میری تصانیف کے دوسرے قدر دانوں نے بھی زبانی اور قلمی طور پر تقاضوں کا ایسا طومار باندھ دیا کہ میں اجاب کے اس مطالبہ کو نظر انداز نہ کر سکا۔ حد ہو گئی کہ سب سے آخر میں ضلع بستی کے سیٹھ الحاج ملا محمد حنیف یار علوی جن کا بمبئی کے علم و دست و دیندار سیٹھوں میں شمار ہے انھوں نے برائے شریف میں میرے دو برو بیٹے کو جہیز دے دیا کہ آپ نے ہمارے لڑکوں کے ہاتھوں میں دینے کے لیے تو بہت سی کتابیں لکھ دی ہیں لیکن ہماری لڑکیوں کے ہاتھوں میں دینے کے لیے آپ نے اب تک کچھ بھی نہیں لکھا۔ یہ سن کر مجھے بے حد تاثر ہوا اور میں نے یہ عزم کر لیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک ایسی کتاب لکھوں گا جو عورتوں اور مردوں دونوں کی اصلاح کے لیے ذریعہ ہدایت اور مجھ گنہگار کے لیے سامانِ آخرت بن جائے چنانچہ خداوند کریم کا بے شمار شکر ہے کہ صرف چند ماہ کی قلیل مدت میں قسم قسم کے گلہائے مضامین کو چُن چُن کر مسائل و حقائق کا ایک خوبصورت دستہ ”جنتی زیور“ کے نام سے ناظرین کی خدمت میں نذر کرتا ہوں۔



یہ کتاب مندرجہ ذیل دس عنوانوں کا مجموعہ ہے۔

- ۱۔ محاطات ۲۔ اخلاقیات ۳۔ رسومات ۴۔ ایمانیات ۵۔ عبادات ۶۔ اسلامیات
  - ۷۔ تذکرہ صالحات ۸۔ متفرق ہدایات ۹۔ عملیات ۱۰۔ میلاد و نعت
- اور مجاہدہ تعالیٰ ہر عنوان کے تحت ضروری ہدایات اور اسلامی مسائل و خصائل کا ایک حد تک کافی ذخیرہ جمع کر دیا ہے اس لیے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ میری کوتاہیوں کی اصلاح فرمائیں گے اور امت مسلمہ کی صلاح و فلاح کے لیے اس کتاب کی اشاعت میں اپنی طاقت بھر ضرور حصہ لیں گے۔ خداوند کریم میری اس حقیر قلمی خدمت دین کو شرف قبول سے سرفراز فرمائے آمین آخر میں حضرت گرامی مولانا الحاج مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف و عزیز القدر مولانا قدرت اللہ صاحب رضوی مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کا شکریہ گزار ہوں کہ ان دونوں صاحبان نے کتاب کی تصحیح میں حصہ لے کر میرے بار کو بکا اور میرے قلب کو مطمئن کر دیا۔ فَجَزَاهُمَا اللَّهُ تَعَالَى أَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَهُوَ حَسْبِي وَنَعُوذُ بِاللَّهِ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

عبد المصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ  
گھوسی، شوال ۱۳۹۹ھ



# انتساب

## میری اہلیہ صالحہ خاتون کے نام

جو ۲۳ برس سے نہایت وفاداری کے  
ساتھ میری خدمت کر رہی ہیں۔ میرے  
بچوں کو پالا، میرا گھر سنبھالا اور مجھے  
علمی و دینی خدمتوں کے لیے خوشنگی  
فکروں سے آزاد کر دیا۔ ان کے لیے  
میری دعا ہے کہ ۵

تم سلامت رہو ہزار برس  
ہر ربیل کے ہوں دن بچاس ہزار

عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

۶ شوال ۱۴۹۹ھ

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۷	مسلمان عورتوں کا پردہ		۱۔ معاملات
۵۸	پردہ عزت ہے بے عزتی نہیں		عورت کیا ہے ؟
۵۹	کن لوگوں سے پردہ فرض ہے	۲۲	عورت اسلام سے پہلے
۶۰	بہترین شوہر کی شان	۲۴	عورت اسلام کے بعد
۶۱	بہترین شوہر وہ ہے	۲۶	عورت کی زندگی کے چار دور
۶۱	عورت ماں بننے کے بعد	۲۸	عورت کا بچپن
۶۲	بچوں کے حقوق	۲۸	عورت جب بالغ ہو جائے
۶۳	اولاد کی پرورش کا طریقہ	۲۹	عورت شادی کے بعد
۶۷	ماں باپ کے حقوق	۳۱	نکاح
۶۹	رشتہ داروں کے حقوق	۳۱	شوہر کے حقوق
۷۱	پڑوسیوں کے حقوق	۳۲	شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنا
۷۲	عام مسلمانوں کے حقوق	۳۲	بہترین بیوی کی پہچان
۷۳	انسانی حقوق	۳۳	بہترین ہو وہ ہے
۷۴	جانوروں کے حقوق	۳۴	ماس ہو کا جھگڑا
۷۵	راستوں کے حقوق	۳۴	ماس کے ذرائع
۷۶	حقوق ادا کر دیا معاف کراؤ	۳۶	ہو کے ذرائع
۷۸	۲۔ اخلاقیات	۳۶	بیٹے کے ذرائع
۷۸	چند بری عادتیں	۳۷	بیوی کے حقوق



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۵	برگمانی	۷۸	غصہ
۹۶	کان کا کچا ہونا	۷۹	غصہ کب بڑا اور کب اچھا
۹۶	ریا کاری	۷۹	غصہ کا علاج
۹۷	تعریف پسندی	۸۰	حسد
۹۸	چند اچھی عادتیں	۸۰	حسد کا علاج
۹۸	علم	۸۱	لاالچ
۹۹	تواضع و انکساری	۸۲	لاالچ کا علاج
۱۰۰	عفو و درگزر	۸۲	کنجوسی
۱۰۰	صبر و شکر	۸۲	بخل کا علاج
۱۰۱	قناعت	۸۳	میکبر
۱۰۱	رحم و شفقت	۸۵	گھمنڈ کا علاج
۱۰۲	خوش اخلاقی	۸۵	چغلی
۱۰۲	حیاء	۸۶	غیبت
۱۰۳	صفائی ستھرائی	۸۸	کن کن لوگوں کی غیبت جائز ہے
۱۰۴	سادگی	۸۹	بتان
۱۰۴	سخاوت	۹۰	جھوٹ
۱۰۴	شیریں کلامی	۹۰	کب اور کونسا جھوٹ جائز ہے ؟
۱۰۵	گناہوں کا بیان	۹۱	عیب جوئی
۱۰۵	گناہ کبیرہ کس کو کہتے ہیں ؟	۹۱	گالی گلوچ
۱۰۵	گناہ کبیرہ کون کون ہیں ؟	۹۲	فضول بکواس
۱۰۶	گناہوں سے دنیاوی نقصان	۹۲	ناشکری
۱۰۷	عبادتوں کے دنیاوی نقصان	۹۲	جھگڑا تکرار
		۹۲	کاہلی
		۹۵	ضد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۵	جن کا بیان	۱۰۹	۳۔ رسومات
۱۳۶	آسمانی کتابیں	۱۰۹	مسلمانوں کی رسموں کا بیان
۱۳۶	تقدیر کا بیان	۱۱۳	چند بڑی رسمیں
۱۳۷	عالم بزرخ	۱۱۵	جہیز
۱۳۹	قیامت کا بیان	۱۱۵	ہتواروں کی رسمیں
۱۴۲	ضروری ہدایات	۱۱۶	مہینوں اور دنوں کی خواست
۱۴۲	کفر کی باتیں	۱۱۷	محرم کی رسمیں
۱۴۷	ولایت کا بیان	۱۱۸	محرم میں کیا کرنا چاہیے
۱۴۹	پیری مریدی	۱۱۹	شبِ عاشورا کی نفل نماز
۱۵۰	۵۔ عبادات	۱۱۹	عاشورا کا روزہ
۱۵۰	مسائل کی چند اصطلاحیں	۱۱۹	مجالسِ محرم
۱۵۰	فرض	۱۲۰	فاتحہ
۱۵۱	واجب	۱۲۰	محرم کا کھچڑا
۱۵۱	سنت مؤکدہ	۱۲۱	شبِ براءت کا صومہ
۱۵۱	سنت غیر مؤکدہ	۱۲۲	۴۔ ایمانیات
۱۵۱	مستحب	۱۲۴	چند کلمے
۱۵۱	مباح	۱۲۵	ایمانِ مجمل
۱۵۲	حرام	۱۲۵	ایمانِ مفصل
۱۵۲	مکروہ تحریمی	۱۲۶	اللہ تعالیٰ
۱۵۲	اساعت	۱۲۸	نبی و رسول
۱۵۲	مکروہ تنزیہی	۱۳۳	صحابی
۱۵۲	خلافِ اولیٰ	۱۳۴	فرشتوں کا بیان
	• • •		



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷۵	نجاستوں کا بیان	۱۵۲	نماز
۱۷۸	حیض و نفاس اور جنابت کا بیان	۱۵۳	شرائط نماز
۱۸۰	حیض و نفاس کے احکام	۱۵۴	پاکی کے مسائل
۱۸۲	استحاضہ کے احکام	۱۵۴	وضو کا طریقہ
۱۸۲	جنب کے احکام	۱۵۶	وضو کے فرائض
۱۸۳	معذور کا بیان	۱۵۷	وضو کی سنتیں
۱۸۴	نماز کے وقتوں کا بیان	۱۵۷	وضو کے مستحبات
۱۸۴	فجر کا وقت	۱۵۸	وضو کے مکروہات
۱۸۵	ظہر کا وقت	۱۵۹	وضو توڑنے والی چیزیں
۱۸۵	فائزہ	۱۶۱	غسل کے مسائل
۱۸۵	عصر کا وقت	۱۶۲	غسل کا طریقہ
۱۸۵	مغرب کا وقت	۱۶۳	ضروری تنبیہ
۱۸۶	عشاء کا وقت	۱۶۳	کن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے
۱۸۶	نماز وتر کا وقت	۱۶۵	تیمم کا بیان
۱۸۶	مکروہ وقتوں کا بیان	۱۶۶	تیمم کا طریقہ
۱۸۸	اذان کا بیان	۱۶۶	تیمم کے فرائض
۱۹۰	اذان کا طریقہ	۱۶۶	تیمم کی سنتیں
۱۹۰	اذان کا جواب	۱۶۸	استنجا کا بیان
۱۹۱	صلاة پڑھنا	۱۶۸	پانی کا بیان
۱۹۱	اقامت	۱۶۸	کن کن پانیوں سے وضو جائز ہے؟
۱۹۲	استقبال قبلہ کے مسائل	۱۶۸	کن کن پانیوں سے وضو جائز نہیں؟
۱۹۲	رکعتوں کی تعداد اور نیت	۱۷۲	جانوروں کے جھوٹے کا بیان
۱۹۸	نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۷۳	کنوئیں کے مسائل
۲۰۰	نماز میں عورتوں کے چند مسائل		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۱	نمازِ تہجد	۲۰۱	افعال نماز کی قسمیں
۲۲۲	صلوٰۃ التبیح	۲۰۱	فرائض نماز
۲۲۲	نماز حاجت	۲۰۲	نماز کے واجبات
۲۲۴	نماز صلوٰۃ الاسرار	۲۰۳	نماز کی سنتیں
۲۲۴	نماز استخارہ	۲۰۵	نماز کے مستحبات
۲۲۵	تراویح کا بیان	۲۰۵	نماز کے بعد کی ذکر و دعا
۲۲۶	نمازوں کی قضا	۲۰۶	ایک سنون و طیفہ
۲۲۸	جمعہ کا بیان	۲۰۶	جماعت و امامت کا بیان
۲۲۹	نمازِ عیدین کا بیان	۲۰۸	وتر کی نماز
۲۳۰	نمازِ عیدین کا طریقہ	۲۰۸	دعاے قنوت
۲۳۱	تکبیر تشریق	۲۰۹	سجدہ سو کا بیان
۲۳۲	قربانی کا بیان	۲۱۰	نماز فاسد کرنے والی چیزیں
۲۳۲	قربانی کا طریقہ	۲۱۱	نماز کے مکروہات
۲۳۳	عقیقہ کا بیان	۲۱۳	نماز توڑ دینے کا عذر
۲۳۴	گھن کا بیان	۲۱۳	بیمار کی نماز کا بیان
۲۳۵	میت کے متعلقات	۲۱۴	مسافر کی نماز کا بیان
۲۳۵	میت کے نہلانے کا طریقہ	۲۱۵	سجدہ تلاوت کا بیان
۲۳۶	کفن کا بیان	۲۱۶	قراوت کا بیان
۲۳۷	جنازہ لے چلنے کا بیان	۲۱۷	نماز کے باہر تلاوت کا بیان
۲۳۸	نمازِ جنازہ کی ترکیب	۲۱۸	احکام مسجد کا بیان
۲۳۹	قبر پر تلقین	۲۲۰	سنتوں اور نفیوں کا بیان
۲۴۰	زیارتِ قبور	۲۲۱	نمازِ تحیۃ الوضوء
۲۴۲	زکوٰۃ	۲۲۱	نمازِ اشراق
۲۴۳	زکوٰۃ کی زکوٰۃ	۲۲۱	نمازِ چاشت



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۶۲	سفر حج و زیارت کے آداب	۲۴۴	عشر کا بیان
۲۶۸	حاجی گھر سے نکلتے وقت	۲۴۵	زکوٰۃ کا مال کن کو دیا جائے ؟
۲۶۹	حاجی بمبئی میں	۲۴۵	کن کو زکوٰۃ کا مال دینا منع ہے ؟
۲۷۰	حاجی جہاز میں	۲۴۶	قابلِ توجہ تنبیہ
۲۷۰	حاجی جدہ میں	۲۴۷	صدقہ فطر کا بیان
۲۷۱	احرام	۲۴۸	سوال کے حلال ہے اور کسے نہیں ؟
۲۷۱	ضروری ہدایت	۲۴۹	صدقہ کرنے کی فضیلت
۲۷۲	طواف کعبہ مکرمہ	۲۵۱	روزہ
۲۷۳	مقام ابراہیم کی دعا	۲۵۳	چاند دیکھنے کا بیان
۲۷۵	دعاء ملتزم	۲۵۵	روزہ توڑنے والی چیزیں
۲۷۵	دعاء زمزم	۲۵۶	جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا
۲۷۵	صفا و مروہ کی سعی	۲۵۶	روزہ کے مکروہات
۲۷۶	منیٰ کی روانگی	۲۵۷	روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ
۲۷۷	میدانِ عرفات میں	۲۵۷	کب روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ؟
۲۷۸	رات بھر مزدلفہ میں	۲۵۷	چند نفسی روزوں کی فضیلت
۲۷۹	مکہ کی چند زیارت گاہیں	۲۵۹	اعتکاف
۲۸۰	مکہ مکرمہ سے روانگی	۲۶۱	حج
۲۸۰	حاضری دربارِ مدینہ	۲۶۱	حج واجب ہونے کی شرطیں
۲۸۲	مدینہ طیبہ کے چند کنوئیں	۲۶۲	وجوبِ ادا کے شرائط
۲۸۷	مدینہ منورہ کی چند مسجدیں	۲۶۳	صحّت ادا کی شرطیں
۲۹۰	دربارِ اقدس سے واپسی	۲۶۳	حج کے فرائض
۲۹۱	۶۔ اسلامیات	۲۶۳	حج کے واجبات
۲۹۱	کھانے کا طریقہ	۲۶۵	حج کی سنیتیں
		۲۶۵	ضروری تنبیہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۲	لہو و لعب کا بیان	۲۹۳	پینے کا سلیقہ
۲۳۴	علم دین کی فضیلت	۲۹۴	سونے کے آداب
۲۳۵	حلال روزی کمانے کا بیان	۲۹۵	لباس کا بیان
۲۳۶	ضروری تنبیہ	۲۹۶	زینت کا بیان
۲۳۸	پیری مریدی کیلئے ہدایت	۲۹۹	متفرق مسائل
۲۴۰	مرید کو کس طرح رہنا چاہیے؟	۳۰۲	چلنے کے آداب
۲۴۳	خیر و برکت والی مجلسیں	۳۰۳	آداب مجلس کا بیان
۲۴۴	میلاد شریف	۳۰۵	مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا
۲۴۴	رجبی شریف	۳۰۵	زبان کی حفاظت
۲۴۴	گیا رہویں شریف	۳۰۶	مکان میں جانیکی اجازت لینا
۲۴۵	سیرت پاک کے اجلاس	۳۰۷	سلام کے مسائل
۲۴۵	حلقہ ذکر	۳۱۲	مصافحہ و معافقہ و بوسہ و قیام
۲۴۵	عرس نبرگان دین	۳۱۴	بوسہ کی قسمیں
۲۴۶	ایصالِ ثواب	۳۱۵	چھینک کی جگہ ہی
۲۴۸	تیجہ کی فاتحہ	۳۱۶	ضرید و فروخت کے چند مسائل
۲۴۸	چالیسویں اور برسی کی فاتحہ	۳۲۱	نشہ والی چیزوں کا بیان
۲۴۸	شبِ برات کی فاتحہ	۳۲۲	بلا اجازت کسی کی چیز لے لینا
۲۴۸	کوٹوں کی فاتحہ	۳۲۲	تصویروں کا بیان
۲۴۹	فاتحہ کا طریقہ	۳۲۳	بیوہ عورتوں کا نکاح
۳۵۱	تذکرہ صالحات	۳۲۵	بیماری اور علاج کا بیان
۳۵۲	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	۳۲۵	بیمار پرہی
۳۵۴	حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۳۲۷	قرآن کی تلاوت کا ثواب
۳۵۶	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۳۲۹	قرآن مجید اور کتابوں کے آداب
		۳۳۰	مسجد اور قبلہ کے آداب



صفحه	عنوان	صفحه	عنوان
	حضرت فاطمه بنت خطاب	۳۵۷	حضرت حفصه رضی اللہ عنہا
۳۸۴	رضی اللہ عنہا	۳۵۸	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۳۸۵	حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا	۳۶۰	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
۳۸۵	حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا	۳۶۱	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
۳۸۶	حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا	۳۶۴	حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
۳۸۷	حضرت حواء بنت توت رضی اللہ عنہا	۳۶۵	حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
۳۸۷	حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ عنہا	۳۶۵	حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
۳۸۸	حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا	۳۶۷	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
۳۸۹	حضرت مالہ رضی اللہ عنہا	۳۶۸	حضرت زینب رضی اللہ عنہا
۳۸۹	حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا	۳۷۰	حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
۳۸۹	حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا	۳۷۰	حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
۳۹۲	حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا	۳۷۱	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
۳۹۳	حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا	۳۷۲	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
۳۹۴	حضرت ام مانی رضی اللہ عنہا	۳۷۳	حضرت انصاریہ رضی اللہ عنہا
۳۹۵	حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا	۳۷۳	حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا
۳۹۵	حضرت شفاء رضی اللہ عنہا	۳۷۵	حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا
۳۹۶	حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا	۳۷۶	حضرت لبنیہ رضی اللہ عنہا
۳۹۶	حضرت ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا	۳۷۷	حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا
۳۹۷	حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا	۳۷۷	حضرت ام عیسیٰ رضی اللہ عنہا
۳۹۷	حضرت ام سائب رضی اللہ عنہا	۳۷۷	حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہا
۳۹۸	حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا	۳۷۸	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا
۳۹۹	حضرت خنساء رضی اللہ عنہا	۳۸۰	حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا
	حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ	۳۸۱	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا
۴۰۰	رضی اللہ عنہا	۳۸۳	حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۱۶	سلیقہ اور آرام کی باتیں	۴۰۱	حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
۴۲۲	کارآمد تدبیریں	۴۰۱	حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا
۴۲۴	کیرے مکوروں کو بھگانا	۴۰۲	حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا
۴۲۵	زمانہ حمل کی تدبیریں	۴۰۳	حضرت فاطمہ نیشاپوریہ رضی اللہ عنہا
۴۲۶	زچہ کی تدبیریں کا بیان	۴۰۳	حضرت آمنہ رملیہ رضی اللہ عنہا
۴۲۷	بچوں کی احتیاط اور تدابیر	۴۰۴	حضرت میمونہ سودا رضی اللہ عنہا
۴۲۹	۹۔ عملیات	۴۰۶	۸۔ متفرق ہدایات
۴۳۰	اعمال اور دعاؤں کے شرائط	۴۰۶	دستکاری اور پیشیوں کا بیان
۴۳۱	وظائف کے ضروری آداب	۴۰۷	بعض نبیوں کی دستکاری
۴۳۲	سفلی درحمانی عملیات	۴۰۸	بعض آسان دستکاریاں
۴۳۳	موکلاتی عملیات سے بچو	۴۱۱	نہ تکلیف دو نہ تکلیف اٹھاؤ
۴۳۳	خواص بسم اللہ	۴۱۱	آداب سفر
۴۳۴	ہر طرح کی حاجت ردائی	۴۱۲	اللہ و رسول کا محب یا محبوب کون؟
۴۳۴	دشمنی دور ہو جائے	۴۱۲	مسلمانوں کے عیوب چھپاؤ
۴۳۴	ہر درد و مرض دور ہو جائے	۴۱۲	دل کی سختی کا علاج
۴۳۵	چور اور اچانک موت سے حفاظت	۴۱۳	بوجڑھوں کی تعظیم کرو
۴۳۵	حاجتوں کیسے بسم اللہ اور نماز	۴۱۳	بہترین گھر اور بدترین گھر
۴۳۵	اولاد زندہ رہے گی	۴۱۳	غرور اور گھمنڈ کی برائی
۴۳۵	زہر کا اثر نہ ہو	۴۱۴	بڑھیا عورتوں کی خدمت
۴۳۵	بخار سے شفاء	۴۱۴	مردکیوں کی پرورش
۴۳۶	تب لہزم سے شفاء	۴۱۵	ماں باپ کی خدمت
۴۳۶	بازار میں نقصان نہ ہو	۴۱۵	بیٹیاں جنہم سے پردہ نہیں گی
۴۳۶	آسیب دور ہو جائے	۴۱۶	انسان کی تین غلطیاں



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۴۵	خواص سورہ توبہ	۴۳۶	خطرہ میں پڑ جانے کے وقت
۴۴۵	خواص سورہ یونس	۴۳۷	ہر آفت سے امان
۴۴۶	خواص سورہ ہود	۴۳۷	رفع آسیب و ردِ سحر
۴۴۶	خواص سورہ یوسف	۴۳۸	ظالم اور شیطان سے پناہ
۴۴۶	خواص سورہ زمر	۴۳۹	دعاء انس رضی اللہ عنہ
۴۴۶	خواص سورہ ابراہیم	۴۴۰	ہر مرض سے شفاء
۴۴۶	خواص سورہ حجر	۴۴۰	حرز ابو دجانہ
۴۴۶	خواص سورہ نحل	۴۴۲	حفظان کا تعویذ
۴۴۷	خواص سورہ بنی اسرائیل	۴۴۲	خواص سورہ فاتحہ
۴۴۷	خواص سورہ کہف	۴۴۲	روزی کی فراوانی
۴۴۷	خواص سورہ مریم	۴۴۲	مکان سے جن بھاگ جائے
۴۴۷	خواص سورہ طہ	۴۴۲	شفاء امراض
۴۴۷	خواص سورہ انبیاء	۴۴۳	بیماری اور آفت رفع ہو
۴۴۷	خواص سورہ حج	۴۴۳	خواص سورہ بقرہ
۴۴۷	خواص سورہ مومنون	۴۴۳	شیطان بھاگ جائے
۴۴۷	خواص سورہ نور	۴۴۳	بڑی برکت
۴۴۸	خواص سورہ فرقان	۴۴۳	خواص آیت الکرسی
۴۴۸	خواص سورہ شعراء	۴۴۴	تمھیں کوئی نہ دیکھ سکے
۴۴۸	خواص سورہ نمل	۴۴۵	خواص سورہ آل عمران
۴۴۸	خواص سورہ قصص	۴۴۵	خواص سورہ نساء
۴۴۸	خواص سورہ عنکبوت	۴۴۵	خواص سورہ مائدہ
۴۴۸	خواص سورہ روم	۴۴۵	خواص سورہ النعام
۴۴۸	خواص سورہ طہ	۴۴۵	خواص سورہ اعراف
۴۴۸	خواص سورہ سجدہ	۴۴۵	خواص سورہ انفال

صفحة	عنوان	صفحة	عنوان
٢٥٢	خواص سورة الحديد	٢٢٨	خواص سورة احزاب
٢٥٢	خواص سورة مجادلة	٢٢٨	خواص سورة سبا
٢٥٢	خواص سورة حشر	٢٢٩	خواص سورة فاطر
٢٥٢	خواص سورة ممتحنة	٢٢٩	خواص سورة يس
٢٥٢	خواص سورة صف	٢٢٩	خواص سورة الصافات
٢٥٣	خواص سورة جمعة	٢٥٠	خواص سورة ص
٢٥٢	خواص سورة منافقون	٢٥٠	خواص سورة زمر
٢٥٢	خواص سورة طلاق	٢٥٠	خواص سورة مؤمن
٢٥٢	خواص سورة تحریم	٢٥٠	خواص سورة حم سجدہ
٢٥٢	خواص سورة ملک	٢٥٠	خواص سورة شوریٰ
٢٥٢	خواص سورة ن	٢٥٠	خواص سورة زخرف
٢٥٢	خواص سورة حاقة	٢٥٠	خواص سورة دخان
٢٥٢	خواص سورة معارج	٢٥٠	خواص سورة جاثیه
٢٥٢	خواص سورة نوح	٢٥٠	خواص سورة احقاف
٢٥٢	خواص سورة جن	٢٥٠	خواص سورة محمد
٢٥٢	خواص سورة منزل	٢٥١	خواص سورة فتح
٢٥٢	خواص سورة مدثر	٢٥١	خواص سورة حجرات
٢٥٢	خواص سورة قیامہ	٢٥١	خواص سورة ق
٢٥٢	خواص سورة دہر	٢٥١	خواص سورة زاریات
٢٥٢	خواص سورة مرسلات	٢٥١	خواص سورة طور
٢٥٢	خواص سورة نبار	٢٥١	خواص سورة نجم
٢٥٢	خواص سورة التازعات	٢٥١	خواص سورة قمر
٢٥٢	خواص سورة عبس	٢٥١	خواص سورة الرحمن
٢٥٢	خواص سورة تکویر	٢٥١	خواص سورة واقعه



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۷	خواص سورہ قریش	۲۵۲	خواص سورہ انفطار
۲۵۷	خواص سورہ ماعون	۲۵۵	خواص سورہ تطہیف
۲۵۷	خواص سورہ الکوشر	۲۵۵	خواص سورہ الشقاق
۲۵۷	خواص سورہ کافرون	۲۵۵	خواص سورہ بروج
۲۵۸	خواص سورہ نصر، تبت	۲۵۵	خواص سورہ طارق
۲۵۸	خواص سورہ اخلاص	۲۵۵	خواص سورہ اعلیٰ
۲۵۸	خواص سورہ فلق، والناس	۲۵۵	خواص سورہ غاشیہ
۲۵۹	دوسرے مختلف عملیات	۲۵۵	خواص سورہ فجر
۲۵۹	دماغ کی کمزوری	۲۵۵	خواص سورہ بلد
۲۵۹	نظر کا کمزور ہونا	۲۵۵	خواص سورہ والشمس
۲۵۹	زبان میں لکنت	۲۵۵	خواص سورہ واللیل
۲۵۹	اختلاج قلب	۲۵۵	خواص سورہ والفتحی
۲۵۹	درد شکم	۲۵۶	خواص سورہ الم نشرح
۲۵۹	تلی بڑھ جانا	۲۵۶	خواص سورہ دانتین
۲۵۹	ناف مل جانا	۲۵۶	خواص سورہ اقراء
۲۶۰	بخار	۲۵۶	خواص سورہ قدر
۲۶۰	بھڑا بھنسی	۲۵۶	خواص سورہ بقیہ
۲۶۰	گھر سے سانپ بھگانا	۲۵۶	خواص سورہ زلزال
۲۶۰	باؤ لے کتے کا کاٹ لینا	۲۵۶	خواص سورہ والعیات
۲۶۰	بانجھ ہونا	۲۵۷	خواص سورہ القارعہ
۲۶۱	جمل گھرنا	۲۵۷	خواص سورہ نکاثہ
۲۶۱	پیدائش کا درد	۲۵۷	خواص سورہ والعصر
۲۶۱	بچہ زندہ نہ رہنا	۲۵۷	خواص سورہ الہجرہ
۲۶۱	بچوں کو نظر لگنا رونا چونکنا	۲۵۷	خواص سورہ نبیل



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶۹	۱۰۔ میلادِ ولادت	۴۶۲	ہیضہ اور سردابی امراض
۴۶۹	میلادِ منظوم	۴۶۲	چیچک کا گنڈہ
۴۷۰	میلادِ شریف	۴۶۲	دردِ کم ہونا
۴۷۸	گنجینہٴ نعت	۴۶۲	جادو ٹونا کے لیے
۵۰۴	ترانہٴ نماز	۴۶۳	ایامِ مہواری کی کمی
۵۰۴	شجرہٴ نقشبندیہ مجددیہ	۴۶۳	ایامِ مہواری کی زیادتی
۵۰۵	شجرہٴ قادریہ رضویہ	۴۶۳	غائب کو واپس بلانا
۵۰۷	فاتحہٴ سلسلہ	۴۶۴	غربی دور ہونے کے لیے
۵۰۸	پنج گنج قادری	۴۶۴	بچوں کا زیادہ ہونا
۵۰۸	مناجات	۴۶۴	دردِ سر کے لیے
	❖ ❖ ❖	۴۶۴	دردِ سر آدھا سیسی
			چند مفید دعائیں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



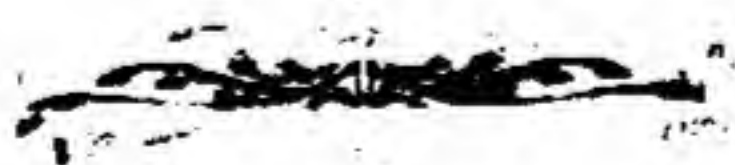
اے خداوندِ جہاں! اے خالقِ لیل و نہار  
 ہو نہیں سکتی تری حمد و ثنا ہے بے شمار  
 تو دو عالم کا حقیقی مالک و مختار ہے  
 ذرے ذرے پر ترا چلتا ہے حکم و اقتدار  
 تو نے بخشی ہے فلک کے چاند تاروں کو چمک  
 تیری قدرت سے گل و غنچہ پہ آتا ہے نکھار  
 رحمتِ عالم کے دامانِ کرم کا واسطہ  
 بخش دے میرے گناہوں کو ہوں نادم، شرمسار  
 کھول دے میری دعاؤں کے لیے بابِ قبول  
 عرض کرتا ہوں ترے آگے بخشیم اشکبار



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

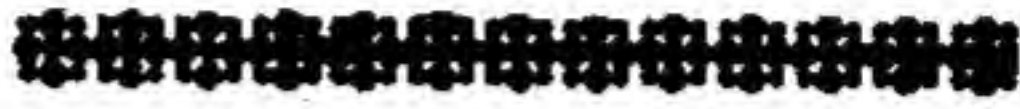


روضہ پُر نور پہ ہم کو بلائیں یا رسولؐ  
 پھر وہاں سے عمر بھر واپس نہ آئیں یا رسولؐ  
 منظرِ طیبہ بنا دیتا ہے دل کو بے قرار  
 یاد آتی ہیں مدینہ کی فضا میں یا رسولؐ  
 گلستانِ زندگی نذرِ خزاں ہونے لگا  
 بھیج دو باغِ مدینہ کی ہوائیں یا رسولؐ  
 گنبدِ خضرا کو دیکھیں دشت و صحرا میں پھر  
 تیری آغوشِ کرم میں سُکرائیں یا رسولؐ  
 آپ کے دربارِ اقدس میں ہزاروں کی طرح  
 ہم بھی آکر داستانِ غم سنائیں یا رسولؐ



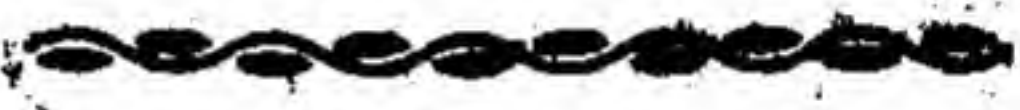
①

## مُعَامَلَات



✓ معاملات نہ ہوں گے درست انسان کے  
تو جانور سے بھی بدتر ہے آدمی کی حیات

### عورت کیا ہے؟



عورت : خدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔  
عورت : دنیا کی آباد کاری اور دنیاداری میں مردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے  
عورت : مرد کے دل کا سکون، روح کی راحت، ذہن کا اطمینان، بدن کا چین ہے۔  
عورت : دنیا کے خوبصورت چہرہ کی ایک آنکھ ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی  
صورت کافی ہوتی۔

عورت : آدم علیہ السلام و حضرت حوا کے سوا تمام انسانوں کی ”ماں“ ہے اس لیے  
وہ سب کے لیے قابلِ احترام ہے۔

عورت : عورت کا وجود انسانی تمدن کے لیے بے حد ضروری ہے اگر عورت نہ ہوتی تو  
مردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی۔

عورت : بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے شادی کے بعد شوہر سے محبت  
کرتی ہے۔ ماں بن کر اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے۔ اس لیے عورت  
دنیا میں پیار و محبت کا ایک ”تاج محل“ ہے۔





نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

## عورت اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے عورتوں کا حال بہت خراب تھا۔ دنیا میں عورتوں کی کوئی عزت و وقعت ہی نہیں تھی۔ مردوں کی نظر میں اس سے زیادہ عورتوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ایک ”کھلونا“ تھیں۔ عورتیں دن رات مردوں کی قسم قسم کی خدمت کرتی تھیں اور طرح طرح کے کاموں سے یہاں تک کہ دوسروں کی محنت مزدوری کر کے جو کچھ کماتی تھیں وہ بھی مردوں کو دے دیا کرتی تھیں۔ مگر ظالم مرد بھیر بھی ان عورتوں کی کوئی قدر نہیں کرتے تھے بلکہ جانوروں کی طرح ان کو مار تے پیٹتے تھے۔ خرافہ جیسی بات پر عورتوں کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹ لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی قتل بھی کر ڈالتے تھے۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو دفن کر دیا کرتے تھے اور باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے۔ اسی طرح اپنے باپ کی بیویوں کے بھی مالک بن جایا کرتے تھے اور ان عورتوں کو زبردستی لونڈیاں بنا کر رکھ لیا کرتے تھے۔ عورتوں کو ان کے ماں باپ، بھائی، بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ نہ عورتیں کسی چیز کی مالک ہوا کرتی تھیں۔ عرب کے بعض قبیلوں میں یہ ظالمانہ دستور تھا کہ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا۔ وہ جھونپڑے سے باہر نہیں نکل سکتی تھیں نہ غسل کرتی تھیں نہ کپڑے بدل سکتی تھیں۔ کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرتی تھیں۔ بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مرجاتی تھیں۔ اور جو زندہ بچ جاتی تھیں تو ایک سال کے بعد ان کے آپنچل میں اونٹ کی مینگیاں ڈال دی جاتی تھیں



اور ان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنے بدن کو گرہیں پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں چکر لگائیں اور ادھر ادھر اونٹ کی مینگنیاں پھینکتی ہوئی چلتی رہیں۔ یہ اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ ان عورتوں کی عدت ختم ہو گئی ہے۔ اسی طرح کی دوسری بھی طرح طرح کی خراب اور تکلیف دہ رسمیں تھیں جو غریب عورتوں کے لیے مصیبتوں اور بلاؤں کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں اور بے چاری مصیبت کی ماری عورتیں گھٹ گھٹ کر اور رو کر اپنی زندگی کے دن گزارتی تھیں اور ہندوستان میں تو بیوہ عورتوں کے ساتھ ایسے ایسے دردناک ظالمانہ سلوک کیے جاتے تھے کہ جن کو سوچ سوچ کر کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے۔ ہندو دھرم میں ہر عورت کے لیے فرض تھا کہ وہ زندگی بھر قسم قسم کی خدمت کر کے ”پتی پوجا“ (شوہر کی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی ”پتا“ کی آگ کے شعلوں پر زندہ لپیٹ کر سستی ہو جائے۔ یعنی شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ عورت بھی جل کر رکھ ہو جائے۔ غرض پوری دنیا میں بے رحم اور ظالم مرد عورتوں پر ایسے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے کہ ان ظلموں کی داستان سن کر ایک درد مند انسان کے سینے میں رنج و غم سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ان مظلوم اور بے کس عورتوں کی مجبوری اور لاچارگی کا یہ عالم تھا کہ سماج میں نہ ان عورتوں کے کوئی حقوق تھے نہ ان کی مظلومیت پر داد و فریاد کے لیے کسی قانون کا کوئی سہارا تھا۔ ہزاروں برس تک یہ ظلم و ستم کی ماری دکھیااری عورتیں اپنی اس بے کس اور لاچارگی پر روتی، بیدلتی اور آنسو بہاتی رہیں مگر دنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مرہم رکھنے والا اور ان کی مظلومیت کے آنسوؤں کو پونچھنے والا دور دور تک نظر نہیں آتا تھا۔ نہ دنیا میں کوئی بھی ان کے دکھ درد کی فریاد کو سننے والا تھا۔ نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لیے بال برابر بھی رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔ عورتوں کے اس حال زار پر انسانیت رنج و غم سے بے چین اور بے قرار تھی۔ مگر اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ رحمت خداوندی کا انتظام کرے کہ ارحم الراحمین غیب سے کوئی ایسا سامان پیدا فرمادے کہ اچانک ساری دنیا میں ایک انوکھا انقلاب نمودار ہو جائے اور لاچار عورتوں کا سارا دکھ درد دور ہو کر ان کا بیڑہ پار ہو جائے چنانچہ رحمتہ للعالمین کی رحمت کا آفتاب جب طلوع ہو گیا تو ساری دنیا نے اچانک یہ



محسوس کیا کہ

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا  
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

## عورت اسلام کے بعد

جب ہمارے رسول رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے  
”دین اسلام“ لے کر تشریف لائے تو دنیا بھر کی ستانی ہوئی عورت کی قسمت کا ستارا  
چمک اٹھا اور اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم و ستم سے کچی اور روندی ہوئی عورتوں کا  
درجہ اس قدر بلند ہو گیا کہ عبادات و معاملات بلکہ زندگی اور موت کے ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر عورتیں  
مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو گئیں اور مردوں کی برابری کے درجہ پر پہنچ گئیں۔ مردوں کی  
طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہو گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لیے خداوندی  
قانون آسمان سے نازل ہو گئے اور ان کے حقوق دلانے کے لیے اسلامی قانون کی ماتحتی  
میں عدالتیں قائم ہو گئیں، عورتوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے۔ چنانچہ عورتیں اپنے مہر کی  
رقموں، اپنی تجارتوں اپنی جائیدادوں کی مالک بنادی گئیں اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن  
اولاد اور شوہروں کی میراثوں کی وارث قرار دی گئیں۔ غرض وہ عورتیں جو مردوں کی جوتیوں سے  
زیادہ ذلیل و خوار اور انتہائی مجبور و لاچار تھیں وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور ان کے گھروں کی  
ملکہ بن گئیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے صاف صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا کہ

خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا  
لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمُ  
مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ط

اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیاں  
پیدا کر دی تاکہ تمہیں ان سے سکین حاصل ہو  
اور اس نے تمہارے درمیان محبت و شفقت  
پیدا کر دی۔

اب کوئی مرد بلا وجہ نہ عورتوں کو مار پیٹ سکتا ہے نہ ان کو گھروں سے نکال  
سکتا ہے، نہ ان کے کوئی مال و اسباب یا جائیدادوں کو چھین سکتا ہے بلکہ ہر مرد مذہبی



طور پر عورتوں کے حقوق ادا کرنے پر مجبور ہے چنانچہ خداوند قدس نے قرآن مجید میں فرمایا کہ :-  
 وَكَهْنٌ مِّثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ  
 بِالْمَعْرُوفِ (سورۃ بقرہ رکوع ۲۸)

اور مردوں کے لیے یہ فرمان جاری فرمادیا کہ :-

وَعَاثِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ  
 (سورہ نساء رکوع ۳)

تمام دنیا دیکھ لے کہ دین اسلام نے میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کی صدارت اگرچہ مرد کو عطا فرمائی ہے اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنا دیا ہے تاکہ نظام خانہ داری میں اگر کوئی بڑی مشکل آن پڑے تو مرد اپنی خداداد طاقت و صلاحیت سے اس مشکل کو حل کر دے ، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر واجب کر دیے ہیں ۔ وہاں عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیے ہیں ۔ اس لیے عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کے حقوق میں جکڑے ہوئے ہیں تاکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کر کے اپنی اجتماعی زندگی کو شادمانی و مسرت کی جنت بنا دیں اور نفاق و شقاق اور ٹرائی جھگڑوں کے جہنم سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جائیں ۔

عورتوں کو درجات و مراتب کی اتنی بلند منزلوں پر پہنچا دینا ۔ یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ احسانِ عظیم ہے کہ تمام دنیا کی عورتیں اگر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس احسان کا شکریہ ادا کرتی رہیں پھر بھی وہ اس عظیم الشان احسان کی شکر گزاری کے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتیں ۔ سبحان اللہ تمام دنیا کے محسنِ اعظم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت کا کیا کہنا ؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا      مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنی والا      وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقروں کا مادی ضعیفوں کا ملجی

یتیموں کا دالی غلاموں کا مولیٰ



## عورت کی زندگی کے چار دور

عورت کی زندگی کے راستہ میں یوں تو بہت سے موڑ آتے ہیں مگر اس کی زندگی کے چار دور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) عورت کا بچپن (۲) عورت بالغ ہونے کے بعد

(۳) عورت بیوی بن جانیکے بعد (۴) عورت ماں بن جانے کے بعد

اب ہم عورت کے ان چاروں زمانوں کا اور ان وقتوں میں عورت کے فرائض اور اس کے حقوق کا مختصر تذکرہ صاف صاف لفظوں میں تحریر کرتے ہیں تاکہ ہر عورت ان حقوق و فرائض کو ادا کر کے اپنی زندگی کو دنیا میں بھی خوش حال بنائے اور آخرت میں بھی جنت کی لازوال نعمتوں اور دولتوں سے سرفراز و مالا مال ہو جائے۔

### (۱) عورت کا بچپن

عورت بچپن میں اپنے ماں باپ کی پیاری بیٹی کہلاتی ہے۔ اس زمانے میں جب تک وہ نابالغ بچی رہتی ہے شریعت کی طرف سے نہ اس کی طرف کوئی چیز فرض ہوتی ہے نہ اس پر کسی قسم کی ذمہ داریوں کا کوئی بوجھ ہوتا ہے وہ شریعت کی پابندیوں سے بالکل آزاد رہتی ہے اور اپنے ماں باپ کی پیاری اور لادلی بیٹی بنی ہوئی کھاتی پیتی، پہنتی، اوڑھتی اور منستی کھیلتی رہتی ہے اور وہ اس بات کی حقدار ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن اور سب رشتہ ناطہ والے اس سے پیار و محبت کرتے رہیں اور اس کی دل بستگی اور دل جوئی میں لگے رہیں اور اس کی صحت و صفائی اور اس کی عافیت اور بھلائی میں ہر قسم کی انتہائی کوشش کرتے رہیں تاکہ وہ ہر قسم کی فکر و دل اور رنجوں سے فارغ البال اور ہر وقت خوش و خرم اور خوش حال رہے جب وہ کچھ بولنے لگے تو ماں باپ پر لازم ہے کہ اس کو اللہ و رسول کا نام سنائیں پھر اس کو کلمہ وغیرہ پڑھائیں۔ جب وہ کچھ اور زیادہ سمجھ دار ہو جائے تو اس کو صفائی ستھرائی کے ڈھنگ اور سلیقے سکھائیں۔ اس کو نہایت پیار و محبت اور نرمی کے ساتھ انسانی شرافتوں کی باتیں



بتائیں اور اچھی اچھی باتوں کا شوق اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔ جب پڑھنے کے قابل ہو جائے تو سب سے پہلے اس کو قرآن شریف پڑھائیں جب کچھ اور زیادہ ہوشیار ہو جائے تو اس کی پاکی و ناپاکی، وضو و غسل وغیرہ کا اسلامی طریقہ بتائیں اور سیرات اور ہر کام میں اس کو اسلامی آداب سے آگاہ کرتے رہیں جب وہ سات برس کی ہو جائے تو اس کو نماز وغیرہ ضروریات دین کی باتیں تعلیم کریں اور پردہ میں رہنے کی عادت سکھائیں اور برتن دھونے کھانے پینے، سینے پر دھونے اور چھوٹے موٹے گھریلو کاموں کا ہنر بتائیں اور عملی طور پر اس سے یہ سب کام لیتے رہیں اور اس کی کاہلی اور بے پروائی اور شرارتوں پر دوک ٹوک کرتے رہیں اور خراب عورتوں اور بدچلن گھرانوں کے لوگوں سے میل جول پر پابندی لگا دیں اور ان لوگوں کی صحبت سے بچاتے رہیں۔ عاشقانہ اشعار اور گنتیوں اور عاشقی معشوقی کے مضامین کی کتابوں سے، گانے بجانے اور کھیل تماشوں سے دور رکھیں تاکہ بچیوں کے اخلاق و عادات اور چال چلن خراب نہ ہو جائیں۔ جب تک بچی بالغ نہ ہو جائے ان باتوں کا دھیان رکھنا ہر ماں باپ کا اسلامی فرض ہے۔ اگر ماں باپ اپنے ان فرائض کو پورا نہ کریں گے تو وہ سخت گناہگار ہوں گے۔

## (۲) عورت جب بالغ ہو جائے

جب عورت بالغ ہو گئی تو اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے شریعت کے تمام احکام کی پابند ہو گئی۔ اب اس پر نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے تمام مسائل پر عمل کرنا فرض ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کی وہ ذمہ دار ہو گئی۔ اب اس پر لازم ہے کہ وہ خدا کے تمام فرضوں کو ادا کرے اور چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچتی رہے اور یہ بھی اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ماں باپ اور بڑوں کی تعظیم و خدمت بجا لائے اور اپنے چھوٹے بھائی بہنوں اور دوسرے عزیز و اقارب سے پیار و محبت کرے بڑوسیوں اور رشتہ خاندان کے تمام چھوٹوں بڑوں کے ساتھ ان کے مراتب و درجات کے لحاظ سے نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے، اچھی اچھی عادتیں سیکھے اور تمام خراب عادتوں کو چھوڑ دے



اور اپنی زندگی کو پورے طور پر اسلامی ڈھانچے میں ڈھال کر سچی پکی پابند شریعت اور ایمان والی عورت بن جائے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت اور صبر و رضا کی عادت ڈالے محقر یہ کہ شادی کے بعد اپنے اوپر آنے والی تمام گھریلو ذمہ داریوں کی معلومات حاصل کرتی رہے کہ شوہر والی عورت کو کس طرح اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اور اپنا گھر سنبھالنا چاہیے وہ اپنی ماں اور بڑی بوڑھی عورتوں سے پوچھ پوچھ کر اس کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھے اور اپنے رہن سہن اور چال چلن کو اس طرح سدھارے اور سنوارے کہ نہ شریعت میں گنہگار ٹھہرے نہ بربادی و سماج میں کوئی اس کو طعنہ مار سکے، کھانے پینے، پہننے اور ڈھننے، سونے جاگنے، بات چیت غرض ہر کام ہر بات میں جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھائے مگر گھر والوں کو راحت و آرام پہنچائے بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہ کوئی سامان اپنے استعمال میں لائے نہ کسی دوسرے کو دے نہ گھر کا ایک پیسہ یا ایک دانہ ماں باپ کی اجازت کے بغیر خرچ کرے نہ بغیر ماں باپ سے پوچھے کسی کے گھر یا ادھر ادھر جائے غرض ہر کام، ہر بات میں ماں کی اجازت اور رضامندی کو اپنے لیے ضروری سمجھے، کھانے پیتے سینے پر دینے، اپنے بدن اور اپنے کپڑے اور مکان و سامان کی صفائی غرض سب گھریلو کام دھندوں کا ڈھنگ سیکھ لے اور اس کی عملی عادت ڈال لے تاکہ شادی کے بعد اپنی سسرال میں نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور میکہ والوں اور سسرال والوں کے دونوں گھروں کی چہیتی اور پیاری بنی رہے۔

پردہ کا خاص طور پر خیال اور دھیان رکھے۔ غیر محرم مردوں اور لڑکوں کے سامنے آنے جانے، تاک جھانک اور منسی مذاق سے انتہائی پرہیز کرے۔ عاشقانہ اشعار، اخلاق کو خراب کرنے والی کتا ہیں اور رسائل و اخبارات کو ہرگز نہ دیکھے۔ بدکردار اور بے حیا عورتوں سے بھی پردہ کرے اور ہرگز کبھی ان سے میل جول نہ رکھے۔ کھیل تماشوں سے دور رہے اور مذہبی کتا ہیں خصوصاً سیرت المصطفیٰ و سیرت رسول عربی، تمہید ایمان اور میلاد شریف کی کتا ہیں مثلاً زینۃ المیلاد وغیرہ علمائے اہلسنت کی کتا ہیں پڑھتی رہے۔

فرض عبادتوں کے ساتھ نقلی عبادتیں بھی کرتی رہے مثلاً تلاوت قرآن و سیرج فاطمہ و میلاد شریف پڑھتی پڑھاتی رہے اور گیارہویں شریف و بارہویں شریف و محرم شریف وغیرہ کی



نیاز و فاتحہ بھی کرتی رہے کہ ان اعمال سے دنیا و آخرت کی بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ہرگز ہرگز ان کی بات نہ مننے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔

## (۲) عورت شادی کے بعد

**نکاح** جب لڑکی بالغ ہو جائے تو ماں باپ کو لازم ہے کہ جلد از جلد مناسب رشتہ تلاش کر کے اس کی شادی کر دیں۔ رشتہ کی تلاش میں خاص طور سے اس بات کا دھیان رکھنا ہے ضروری ہے کہ ہرگز ہرگز کسی بد مذہب کے ساتھ رشتہ نہ ہونے پائے بلکہ دیندار اور پابند شریعت اور مذہب اہل سنت کے پابند کو اپنی رشتہ داری کے لیے منتخب کریں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے شادی کرنے میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں

(۱) دولت مندی (۲) خاندانی شرافت (۳) خوبصورتی (۴) دینداری

لیکن تم دینداری کو ان سب چیزوں پر مقدم سمجھو (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۶، مجتہائی) اولاد کی تمنا اور اپنی ذات کو بدکاری کی نیت سے بچانے کے لیے نکاح کرنا سنت اور بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ

یعنی تم لوگ بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دو۔ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)

حدیث شریف میں ہے کہ توراۃ شریف میں لکھا ہے کہ ”جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ گئی اور اس نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور وہ لڑکی بدکاری کے گناہ میں پڑ گئی تو اس کا گناہ لڑکی والے کے سر پہ بھی ہوگا“ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۷، مجتہائی) دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

”اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی امداد اپنے ذمہ کر لی ہے (۱) وہ غلام جو



اپنے آقا سے آزاد ہونے کے لیے کسی قدر رقم ادا کرنے کا عہد کرے اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو (۲) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا (۳) وہ نکاح کرنے والا یا نکاح کرنے والی جو نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۶۷ مجتہبی)

عورت جب تک اس کی شادی نہیں ہوتی وہ اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور ذمہ داریاں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے۔ اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آجاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لیے بہت ہی بڑا فریضہ ہے یاد رکھو کہ شوہر کے حقوق کو اگر عورت نہ ادا کرے گی تو اس کی دنیاوی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتی رہے گی اور اس کی قبر میں سانپ بچھو اس کو ڈستے رہیں گے اور وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہے گی۔ اس لیے شریعت کے حکم کے مطابق ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرتی رہے اور عمر بھر اپنے شوہر کی فرماں برداری و خدمت گزاری کرتی رہے۔

**شوہر کے حقوق** اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ اس لیے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے حکم کی تابعداری کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے۔ یاد رکھو کہ اپنے شوہر کو راضی اور خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۱ مجتہبی)



اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ————— ”جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ عورت جنت میں جائیگی“  
 اور یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کیلئے بلائے تو وہ عورت اگرچہ چولہے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی آئے۔“  
 حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ ”اگر شوہر اپنی عورت کو یہ حکم دے کہ پیسے رنگ کے پہاڑ کو کالے رنگ کا بنادے اور کالے رنگ کے پہاڑ کو سفید بنادے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجالانا چاہیے۔“

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۳ مجتہبائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار سے دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو عورت کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کے حکم کی فرمانبرداری کے لیے اپنی طاقت بھر کر لب تہنا چاہیے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ ————— جب شوہر بیوی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کر دے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر سو رہے تو رات بھر خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۰۰ مجتہبائی)

پیارے بہنو! ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ شوہر کا بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا فرض ہے۔ شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے نیچے لکھے ہوئے یہ چند حقوق بہت زیادہ قابلِ عاطف ہیں۔

(۱) عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر نہ کسی دوسرے کے گھر۔

(۲) شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی کوئی



چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

(۳) شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی این ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

(۴) عورت ہر گز ہر گز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

(۵) بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لیے بہت بڑا فریضہ ہے۔

(۶) عورت کو لازم ہے کہ مکان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوپھو، میل کچلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پوری کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۶۸ مجتہبی)

شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ | یاد رکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمری

بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آگئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور حین کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے ہزار ہو کر دن رات موت کی



دعائیں مانگا کرتے ہیں اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد و عورت ان پر عمل کر لیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائیگا اور مسلمانوں کا ہر گھرا من و سکون اور آرام و راحت کی جنت بن جائیگا۔

(۱) ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لیے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی بچھا جھلتی رہو تو عورت کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ مٹھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

(۲) عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے، اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، پینے اور کھنا اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے خواہ شوہر کی مرضی کے لیے عورت وہی کام کرے جو شوہر کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہرگز ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کرے نہ کوئی کام۔

(۳) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا ٹیکھا جواب دے نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوئی دے نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے، نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر بتائے نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل و صورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہ جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سُن کر بُرا لگے اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آ جاتی ہے یا بیوی



اپنے میکہ میں بیٹھ رہتے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھانجیوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکہ اور سسرال والوں کے دونوں خاندانوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آ جاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقتدمات کا ایک ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

(۴) عورت کو چاہیے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر منہسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ اگر کوئی زور یا کھڑا یا سامان پسند آجائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لاسکے تو کبھی ہرگز ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ پھیلانے نہ طعنہ مارے نہ افسوس ظاہر کرے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے ہاں اگر شوہر خود ہی پوچھے کہ میں تمہارے لیے کیا لاؤں تو عورت کو چاہیے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب شوہر کوئی چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ ہی چاہیے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا۔ اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ہٹ کر دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر ہجڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

(۵) عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت و سیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں بولے کہ مائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سکھی نہیں رہی۔ ملنے ملنے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اُجڑے گھر میں اگر میں نے کیا دیکھا۔ میرے ماں باپ نے مجھے مھاڑ میں



جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا مجھ کو گڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا  
 ٹائے میں کس پھکڑ اور دلدر سے بیاہی گئی اس گھر میں تو ہمیشہ اُلٹی بولتا رہا۔ اس قسم کے  
 طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی  
 گردن پر چھری پھیر دینے کے برابر ہے۔ ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن  
 سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک  
 طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوش گوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی جس پر تمام  
 عمر بچھتا ناٹھنے کا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو  
 طعنے اور کوسنے دیتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی ہی رہتی ہیں۔ حدیث  
 شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا  
 یہ سن کر صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر  
 آئیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بری خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں  
 پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں۔ دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی  
 رہتی ہیں۔ چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو۔ لیکن اگر  
 کبھی ایک فدا سی کمی تمھاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی  
 بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۹)

۶۔ بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے، بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے  
 سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھے۔ شوہر جب کبھی بھی باہر سے  
 گھر میں آئے تو عورت کو چاہیے کہ سب کام چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف توجہ ہو  
 جائے اس کی مزاج پرسی کرنے اور فوراً ہی اس کے آرام و راحت کا انتظام کر دے اور اس  
 کے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہرگز ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے  
 جس سے شوہر کا دل دکھے۔

۷۔ اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش  
 ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے



اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ میں مجھ کر برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ خور و مکھڑ کر اور کال بھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ساتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر حسب طرح وہ مانے اسے منالے اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ رہنا نہیں چاہیے بلکہ شوہر کے ساتھ عاجزی اور انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہیے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لیے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

(۸) عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیونکہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہروں کو چڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جایا کرتی ہے کہ میری بیوی ہو کر مجھ پر حکومت جاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جلنے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۹) جب تک ساس اور سرزندہ ہیں عورت کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے ورنہ یاد رکھو کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چانپ چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائیگا اور میاں بیوی کے باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے۔ اسی طرح اپنے بیٹھوں، دیوروں اور زندوں، بھادجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتے اور ان جھجوں کی دلجوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے



تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سسرال میں ساس اور خسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ مل جل کر رہنے میں ہی مچھلائی ہے۔ کیونکہ ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی نشاوری کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی مچھلاہٹ پیدا ہوگی۔ اس لیے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم ختم کھے فتنہ و فساد شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی نفدگی بھر ہرگز ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ماں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

(۱۰) عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکہ میں آکر چیغلی نہ کھائے کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکہ میں آکر ماں باپ سے کرنی یہ بہت ہی خراب اور بُری بات ہے۔ سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی متظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

(۱۱) عورت کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بدن اور اپنے کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا



خیال رکھے۔ میلی کچیلی اور مچھوٹہ نہ بنی رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ  
سنگار بھی کرتی رہے۔ کم سے کم ہاتھ پاؤں میں ہندی، کنگھی چوٹی، سرے کا جل وغیرہ کا اہتمام  
کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میٹھے کچیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا مچھوٹہ بن عام طور پر  
شوہروں کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ شوہر عورت کے مچھوٹہ بن کی وجہ  
سے مستقر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف تاک جھانک شروع کر دے تو پھر عورت  
کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر رونے دھونے اور سر پیٹنے کے سوا  
کوئی چارہ کار نہیں رہ جائے گا۔

(۱۲) عورت کے لیے یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور  
ساس اور خسر وغیرہ نہ کھاپی لیں خود نہ کھائے بلکہ سب کو کھلا پا کر خود سب سے اخیر میں  
کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی  
قدر و منزلت اور محبت بڑھ جائیگی۔

(۱۳) عورت کو چاہیے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکہ والوں کی بہت زیادہ تعریف اور  
بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو  
بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے۔ اس لیے سسرال  
والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

(۱۴) گھر کے اندر ساس ننڈیں یا جھٹھانی دیورانی یا کوئی دوسری دو عورتیں آپس میں چپکے  
چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہیے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ  
یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلا وجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے  
بہی متعلق باتیں ہو رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے  
کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو بہت بڑا گناہ ہے۔ نئے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا  
سبب بن جایا کرتا ہے۔

(۱۵) عورت کو یہ بھی چاہیے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کا کوئی کام کرتے دیکھے  
تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی وہ کام کرنے لگے۔ اس سے ساس اور نندوں کے دل میں یہ اثر



پیدا ہوگا کہ وہ عورت کو اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی خصوصاً ساس، خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہیے کہ ایسی باتوں سے ساس، خسر، نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

(۱۶) عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھر بیو کام کاج کے لیے نوکرائی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھر بیو کام کاج خود کر لیا کرے۔ اس میں ہرگز ہرگز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم،۔ بخاری شریف کی بہت سی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔ کنوئیں سے پانی بھر کر اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں۔ خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پس لیتی تھیں اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چھالے پڑ جاتے تھے۔ اس طرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لیے ہاتھوں میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لیے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کی مالش بھی کرتی تھیں۔

(۱۷) ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی ہے اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بے جافرائشوں کا بوجھ نہ ڈالے اس لیے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیا اور خدا نہ کرے اس کا قرض ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھر بیو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائیگا



اور میاں بیوی دونوں کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔ اس لیے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو ہرگز ہرگز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

(۱۸) عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد صدا اور مہیٹ دھری کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہے یہ بہت بُری عادت ہے لیکن میکہ میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لیے میکہ میں تو صدا اور مہیٹ دھری اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کے ناز اٹھانے کو تیار ہوگا۔ اس لیے سسرال میں عورت کی صدا اور مہیٹ دھری اور غصہ اور چڑچڑاپن عورت کے لیے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے عورت سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

(۱۹) عموماً سسرال کا ماحول میکہ کے ماحول سے الگ مختلف ہوتا ہے اور سب نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے اس لیے سچ پوچھو تو سسرال ہر عورت کے لیے ایک امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت و سکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس، نندوں، کنبھی کنبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں، کوسنوں، کمرطوی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے عورت کو چاہیے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان کے طعنوں کو سنوں پر صبر کر کے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سا دھ لے یہ بہترین طریقہ عمل ہے ایسا کرتے رہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی تشرمندہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آہٹیں گی۔



(۲۰) عورت کو سسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہیے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے جو سسرال والوں اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت و خوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لیے کہ یہ غرور و گھنڈ کی علامت ہے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے اور اتنی نرم اور پیار بھرے لہجوں میں بات کرے کہ کسی کو ناگوار نہ گزرے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تاکہ عورت سسرال والوں اور رشتہ ناٹھ والوں اور پڑوسیوں سب کی نظروں میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

**بہترین بیوی کی پہچان** اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ :-

**بہترین بیوی وہ ہے !** ۱۔ جو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

۲۔ جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

۳۔ جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

۴۔ جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

۵۔ جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کامطالبہ نہ کرے اور حوصلہ جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

۶۔ جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے۔ نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

۷۔ جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

۸۔ جو شوہر کے مال اور مکان و سامان اور خود اپنی خات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

۹۔ جو اپنے شوہر کی معیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

۱۰۔ جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔



۱۱۔ جو میکہ اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو !  
 ۱۲۔ جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا  
 برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں۔

۱۳۔ جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتی ہو۔

۱۴۔ جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی ہے۔

۱۵۔ جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پئے۔

ساس بہو کا جھگڑا | ہمارے ہندوستانی سماج کا یہ ایک بہت قابل افسوس اور  
 دردناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بہو کی  
 لڑائی کا معرکہ جاری ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیوں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ  
 ہو گیا مگر ساس بہو کی جنگِ عظیم یہ ایک ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدان  
 جنگ بنا ہوا ہے۔

کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ماں کتنے لاڈ پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی  
 ہے اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا  
 دیکھنے کے لیے سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے  
 بیٹے کی دلہن تلاش کرتی پھرتی ہے یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی  
 رچاتی ہے اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی، مگر جب  
 غریب دلہن اپنا میکہ چھوڑ کر اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور رشتہ ناٹھ والوں سے جدا  
 ہو کر اپنی سسرال میں قدم رکھتی ہے تو ایک دم ساس اپنی بہو کی حریف بن کر اپنی بہو سے  
 لڑنے لگتی ہے اور ساس بہو کی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور بے چارہ شوہر ماں اور  
 بیوی کی لڑائی کے چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کچلنے اور پسے لگتا ہے۔ غریب شوہر  
 ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا اور دوسری طرف بیوی کی محبت میں  
 جکڑا ہوا ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے  
 اور اس کے لیے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت



کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور میکہ چلی جلتے کی دھمکیوں سے اس کا بھیجہ کھولنے لگتا ہے اور اگر بیوی کی پاسداری میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ دیکار اور کوسنوں سے سارا گھر سرپاٹھا لیتی ہے اور ساری برادری میں ”عورت کا مہرید“ ”زن پرست“ ”بیوی کا غمٹا“ کہلاتے لگتا ہے اور ایسے گرم گرم اور دل خراش طعنے سنتا ہے کہ رنج و غم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ قصور ضرور ہوتا ہے لیکن میرا برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس کا ہوا کرتا ہے حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہورہ چلی ہوتی ہے مگر وہ اپنے بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی سو فیصدی بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے اور دن رات میں سینکڑوں مرتبہ اماں، اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے اس سے ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول کر سوپ بھر کا ہو جایا کرتا ہے اور ماں اس خیال میں گن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالک ہوں اور میرا بیٹا میرا فرما بردار ہے۔ لیکن شادی کے بعد جب بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رخ کر لیتی ہے اور بیٹا کچھ نہ کچھ اپنی بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر ایک بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا میں سے اس کو پال پوس کر بڑا کیا اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب اماں اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارا کرتا ہے۔ اپنی کمائی مجھے دیتا تھا۔ اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا کرتا ہے۔ اب میں گھر کی مالک نہیں رہی۔ اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو جذبہ حسد میں اپنی حریف اور مد مقابل بنا کر اس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگتی ہے اور بہو میرا طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے اور قسم قسم کے طعنے اور کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے۔ بہو شروع شروع میں تو یہ خیال کر کے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے کچھ دنوں تک چپ رہتی ہے مگر جب ساس حد سے



زیادہ ہو کے گلے میں انگلی ڈالنے لگتی ہے تو ہو کو بھی پہلے تو نفرت کی متلی آنے لگتی ہے پھر وہ بھی ایک دم سینہ تان کر ساس کے آگے طعنوں اور کوسنوں کی تہ کر رہے لگتی ہے اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے ترکی نہ ترکی سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ گالیوں کی بمباری شروع ہو جاتی ہے پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور ہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور دونوں خاندانوں میں بھی جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔

میرے خیال میں اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریق یعنی ساس، ہو اور بیٹا تینوں اپنے اپنے حقوق و فرائض کو ادا کرنے لگیں، تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے اس جنگ کا خاتمہ یقینی ہے۔ ان تینوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ ان کو بغور پڑھو۔

**ساس کے فرائض** | ساس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی ہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے اگر ہو سے اس کی کمسنی یا نا تجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنہ مارنے اور کوسنے دینے کی بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کم عمر اور نا تجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کہ ہمارے گھر میں آئی ہے۔ اس کے لیے یہ گھر نیا اور اس کا ماحول نیا ہے۔ اس کا یہاں ہمارے سوا کون ہے؟ اگر ہم نے اس کا دل دکھایا تو اس کو تسلی دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے اور مٹھان لے کہ مجھے اپنی ہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنی ہے۔ ہو خواہ مجھے کچھ بھی سمجھے مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی تو پھر سمجھ لو کہ ساس ہو کا جگہ ادا دے سے زیادہ ختم ہو گیا۔

**ہو کے فرائض** | ہر ہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرماں برداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی کے ساتھ سن لے اور ہرگز نہ



خبردار خبردار کبھی ساس کو پٹ کر الٹا سیدھا جواب نہ دے بلکہ صبر کرے اسی طرح اپنے خسر کو بھی اپنے باپ کی جگہ جان کر اس کی تعظیم و خدمت کو اپنے لیے لازم سمجھے اور ساس خسر کی زندگی میں ان سے الگ رہنے کی خواہش نہ ظاہر کرے اور اپنی دیورانیوں اور چٹائیوں اور زندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ رکھے اور یہ مٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انھی لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

**بیٹے کے فرائض** | ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دہن گھر میں آجائے تو حسب دستور اپنی دہن سے خوب خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت میں ہرگز ہرگز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے۔ اب بھی ہر چیز کا لین دین ماں ہی کے ہاتھ سے کرتا رہے اور اپنی دہن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر میری ماں اور میرے باپ کی رائے لیے ہرگز ہرگز نہ کوئی کام کرے نہ بغیر ان دونوں سے اجازت لیے گھر کی کوئی چیز استعمال کرے۔ اس طرز عمل سے ساس کے دل کو سکون و طینان رہے گا کہ اب بھی گھر کی مالکہ میں ہی ہوں اور بیٹا بہو دونوں میرے فرمانبردار ہیں پھر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی جو لڑنے کے بعد اپنی ماں سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دہن کو گھر کی مالکہ بنالیا کرتے ہیں عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں لیکن جن گھروں میں ساس بہو اور بیٹے اپنے مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی اس لیے یہی ضروری ہے کہ سب اپنے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال و لحاظ رکھیں۔ خداوند کریم سب کو توفیق دے اور ہر سلمان کے گھر کو امن و سکون کی بہشت بنادے (آمین)

**بیوی کے حقوق** | اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیے ہیں جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح حقوق ہیں حسب طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



فرمایا ہے کہ ”تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔“

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبیٰ)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ ”میں تم لوگوں کو عورتوں کے بار میں

وصیت کرتا ہوں لہذا تم لوگ میری وصیت کو قبول کرو“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبیٰ)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ”کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض و نفرت

رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو اس کی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی“

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبیٰ)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں بلکہ

اس میں کچھ اچھی کچھ بری ہر قسم کی عادتیں ہوں گی تو مرد کو چاہیے کہ عورت کی صرف خراب

عادتوں ہی کو نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے منظر پھیر کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے

بہر حال اللہ و رسول نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیے ہیں لہذا

ہر مرد پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرتا رہے ورنہ خدا کے دربار میں بہت بڑا

گنہگار اور برادری سماج کی نظروں میں یہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا۔

۱۔ ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے پینے اور

رہنے اور دوسری ضروریات زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بمطابق انتظام

کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی

ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور تمام عزیز و اقارب سے جدا ہو کر صرف میری

ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے اس لیے

اسکی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے یاد رکھو کہ جو مرد اپنی لا پرواہی سے

اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور اخراجات زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار

حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار و عذاب نار کے سزاوار ہیں۔

۲۔ عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اسکی

کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہیے کہ عورت کی خواہش پوری



ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرے جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق نہیں ادا کرتے وہ حق العبد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں اگر خدا نہ کرے تو ہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو نہ ادا کر سکے تو شوہر پر پلازم ہے کہ عورت سے اس کے اس حق کو معاف کر لے۔ بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے اس بارے میں حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیر و نصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المؤمنین رات کو رعایا کی خبر گیری کیلئے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی، آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر پڑھ رہی دردناک لہجہ میں پڑھ رہی تھی کہ

قَوَّالِہُ کَوْلَا اللّٰہُ تَخْشٰی عَوَاقِبَہُ  
لَزَحْزَحَ مِنْ ہَذَا السِّرِّ جَوَانِبَہُ

(یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چارپائی کے کنارے جنبش میں ہوتے)

امیر المؤمنین نے سچ کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے۔ امیر المؤمنین کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۹۵)

۳۔ عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے کبھی ہرگز نہ مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارا کرتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے صحبت بھی کرے (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبیٰ)

ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا قصور کر بیٹھے تو بدلہ لینے یا دکھ دینے کیلئے نہیں بلکہ عورت کی



اصلاح اور تنبیہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے (قرآن مجید)  
فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے سکتا ہے  
اور وہ چار باتیں یہ ہیں۔

۱۔ شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگار اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ بھوپڑ  
اور سیلی کچیلی بنی رہے۔

۲۔ شوہر صحبت کرنیکی خواہش کرے اور بیوی بلا کسی عذر شرعی منع کرے  
۳۔ عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔

۴۔ بلا وجہ نماز ترک کرتی ہو۔

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہیے کہ پہلے بیوی کو سمجھائے اگر مان جائے تو  
بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھمکائے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو اس شرط کے ساتھ مارنے  
کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے اور ایسی سخت مار نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے  
یا بدن پر زخم ہو جائے۔

۳۔ میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کیلئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات  
کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا  
خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح  
عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لیے وبال جان ہو جاتی ہے اس لیے مرد کو لازم  
ہے کہ عورت کی سیرت و صورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی  
اور نکتہ چینی نہ کرے۔ نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سلمنے  
بڑا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ  
پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی  
ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذابِ جان  
بن جاتی ہے۔



۵۔ مرد کو چاہیے کہ خبردار۔ خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لیے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو! کہ جس طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز بھی اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو۔ بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں۔ لہذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔

۶۔ مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر پھر مرد کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔ کیونکہ اگرچہ عورت جبراً قہراً وہ کام کر دے گی۔ مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

۷۔ مرد کو چاہیے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لیے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں۔ ماسوائے ڈانٹ پھکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ تو ان کی بیویوں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھوں غلطیاں کرے مگر پھر بھی بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور



شوخی ہو کر شوہروں کو اپنی انگلیوں پر سچاتی رہتی ہیں۔ اس لیے شوہروں کو چاہیے کہ حضرت  
شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کریں کہ

درشتی وزری بہم در بہ است

چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقع پر بہت اچھی چیز ہیں جیسے فصد کھولنے  
والا کہ زخم بھی لگتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہیے کہ نہ بہت ہی  
کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا۔ بلکہ سختی اور نرمی موقعہ موقعہ سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

۸۔ شوہر کو یہ بھی چاہیے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ  
ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی  
کے لیے ضرور لائے۔ کچھ نہ ہو تو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے یہ کہے کہ یہ  
خاص تمہارے ہی لیے میں لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا  
اور وہ اس خیال سے بہت ہی خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت  
ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے اور اس کو  
میرا خیال لگا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کسی قدر  
زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

۹۔ عورت اگر اپنے میکہ سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے۔ تو مرد کو چاہیے کہ اگر وہ  
وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو۔ مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی تپاک  
اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے  
سامنے کہہ دے تاکہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بند ہو جائے۔ خبردار  
خبردار عورت کے پیش کیے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز نہ ٹھکرائے۔ نہ ان کو حقیر  
بتائے نہ ان میں عیب نکالے۔ ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ  
پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ تو جوڑا جاسکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل  
سے جوڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح



ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دہیہ باقی ہی رہ جاتا ہے۔

۱۰۔ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی۔ اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

۱۱۔ شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھر کی معاملات اس کے سپرد کر دے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو بچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھر کی معاملات کے انتظام کو سنبھالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا بیوی پر اعتماد کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ داریاں کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھر کی بکھیروں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی !

۱۲۔ عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے۔ بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے۔ پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔ (مسلم جلد ۱ ص ۶۴)

۱۳۔ شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کپیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس و بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ کیوں کہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔ اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچلا نہ رہے۔ لہذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و



احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلہ کچیل بنا رہے اور اس کے بال اُلجھے رہیں۔ اسی حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیے۔

۱۴۔ عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر عورت کی نفاست اور بناؤ سنگار کا سامان یعنی صابون، تیل، کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے۔ تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے۔ اور بناؤ سنگار کے ساتھ رہے۔

۱۵۔ شوہر کو چاہیے کہ معمولی معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے۔ یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بنا پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھا اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ نہ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لیے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کاٹے رنگ کا ہوا ہو۔ اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنالیا ہو۔ اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ (بخاری جلد ۲ ص ۴۹)



اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے اس بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بنا پر اپنی بیوی کے اوپر لازم لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۶۔ اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا تشدد کی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے۔ بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کہ کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے۔ کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۰۳ باب کراہۃ الطلاق مجتہائی)

اگر خدا نخواستہ ایسی سخت ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے سے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے اور نہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے! بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پھپھکتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا۔ کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماسواری کی حالت میں تھی۔ کبھی کہتے ہیں کہ میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں حالانکہ ان گنواروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بد نصیب ہیں کہ تین طلاق دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی کو رکھ لیتے ہیں اور پھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہ جاتی بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی



عورت ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کر کے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ (امین)

۱۷۔ اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی بناؤ سنگار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے۔ اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یاد رکھو! کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حق دار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدانِ محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔“

(ترمذی جلد ۱ ص ۱۳۶)

۱۸۔ اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بد خوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے۔ کیوں کہ عورتوں کا ٹیڑھاپن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو پسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے گی مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکے گی ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ ٹوٹ جائے گی یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی۔ لہذا اگر عورت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا لو یہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح

ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی“ (بخاری جلد ۲ ص ۹۷)

۱۹۔ شوہر کو چاہیے کہ عورت کے اغراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ



کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم، نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

۲۰۔ شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور بڑوسیوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بداخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

**مسلمان عورتوں کا پردہ** | اللہ و رسول رحل جلالہ، و صلی اللہ علیہ وسلم، نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند

کرنے کے لیے عورتوں کو پردے میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پردے کی فرضیت اور اس کی اہمیت قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر پردہ فرض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ  
الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ۔

پارہ ۲۲، رکوع ۱

تم اپنے اپنے گھروں کے اندر ہو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دور جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہا کریں اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں۔ اور بازاروں اور سیلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں۔ اسلام نے اس بے پردگی کی بے حیائی سے روکا اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانہ



جاہلیت کے مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں۔ بلکہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے“ (ترمذی جلد ۱ ص ۱۲۱)

اور ایک حدیث میں ہے کہ ”بناؤ سنگار کر کے اترا اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس میں بالکل روشنی ہی نہ ہو“ (ترمذی جلد ۱ ص ۱۲۱)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بدچلن ہے“ (نسائی)

پیارے بہنو! آج کل جو عورتیں بناؤ سنگار کر کے اور عریاں لباس پہن کر خوشبو لگائے بلا پردہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں اور سینا، تھپیڑوں میں جاتی ہیں وہ ان حدیثوں کی روشنی میں اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لیں کہ وہ کون ہیں؟ اور کیسی ہیں؟ اور کتنی بڑی گناہگار ہیں؟ اسے اللہ کی بندوبست خدا کے فضل سے مسلمان ہو۔ اللہ و رسول نے تمہیں ایمان کی دولت

سے مالا مال کیا ہے۔ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ و رسول کے احکام کو سنو اور ان پر عمل کرو۔ اللہ و رسول نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے تم کو لازم ہے کہ تم پردہ میں رہا کرو اور اپنے شوہر اور اپنے باپ داداؤں کی عزت و عظمت اور ان کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی اتنی فانی ہے۔ یاد رکھو! ایک دن مرنا ہے اور پھر قیامت کے دن اللہ و رسول کو ہنہ دکھانا ہے۔ قبر اور جہنم کے عذابوں کو یاد کرو۔ حضرت عائشہ بنت ابی بکر فاطمہ زہرا اور اہل بیت کی ماؤں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارو۔ اور خدا کے لیے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی عورتوں کے طریقوں پر چلنا چھوڑ دو۔

پر وہ عزت ہے۔ بے عزتی نہیں | آج کل بعض مہدمقم کے دشمنان اسلام مسلمان عورتوں کو یہ کہہ کر بہکا پا کر تسمہ ہیں کہ اسلام نے



عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عورتوں کی بے عزتی کی ہے اس لیے عورتوں کو پردوں سے نکل کر ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو جانا چاہیے مگر پیاری بہنو! خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ان مردوں کا یہ پروپیگنڈہ اتنا گندا اور گھناؤنا فریب اور دھوکہ ہے کہ شاید شیطان کو بھی نہ سوچا ہو گا۔

اے اللہ کی بندو! تمہیں انصاف کرو کہ تمام کتابیں کھلی پڑی رہتی ہیں اور بے پردہ رہتی ہیں مگر قرآن شریف پر ہمیشہ غلاف چڑھا کر اس کو پردے میں رکھا جاتا تو بتاؤ کیا قرآن مجید پر غلاف چڑھانا یہ قرآن شریف کی عزت ہے یا بے عزتی؟ اسی طرح تمام دنیا کی مسجدیں تنگی اور بے پردہ رکھی گئی ہیں۔ مگر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اس کو پردہ میں رکھا گیا ہے۔ تو بتاؤ کیا کعبہ مقدسہ پر غلاف چڑھانا اس کی عزت ہے یا بے عزتی؟ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اور کعبہ معظمہ پر غلاف چڑھا کر ان دونوں کی عزت و عظمت کا اعلان کیا گیا ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے افضل و اعلیٰ قرآن مجید ہے۔ اور تمام مسجدوں میں افضل و اعلیٰ کعبہ معظمہ ہے اسی طرح مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دے کر اللہ و رسول کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اقوام عالم کی تمام عورتوں میں مسلمان عورت تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

پیاری بہنو! اب تمہیں کو اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام نے مسلمان عورتوں کو پردہ میں رکھ کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا ان کی بے عزتی کی ہے؟

**کن لوگوں سے پردہ فرض ہے** | ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو خواہ رشتہ دار باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر ہر ایک سے

پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہاں ان مردوں سے جو عورت کے محرم ہوں ان سے پردہ کرنا عورت پر فرض نہیں۔ محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً باپ۔ دادا۔ چچا۔ ماموں۔ نانا۔ بھائی۔ بھتیجا۔ بھانجا۔ پوتا۔ نواسہ خسران لوگوں سے پردہ ضروری نہیں ہے۔ غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہو سکتا ہے جیسے چچا زاد بھائی۔ ماموں زاد بھائی۔ پھوپھی زاد بھائی۔ خالہ زاد بھائی



جیٹھ۔ دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں۔ اور ان سب لوگوں سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہندوستان میں یہ بہت ہی غلط اور خلافِ شریعت رواج ہے کہ عورتیں اپنے دیوروں سے بالکل ہی پردہ نہیں کرتیں۔ بلکہ دیوروں سے ہنسی مذاق، اور ان کے ساتھ ہاتھ پائی تک کرنے کو برا نہیں سمجھتیں۔ حالانکہ دیور عورت کا محرم نہیں ہے۔ اس لیے دوسرے تمام غیر محرم مردوں کی طرح عورتوں کو دیوروں سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک دیوروں سے پردہ کی تاکید ہے کہ ”الْحَمُّ وَالْمَوْتُ“ یعنی دیور عورت کے حق میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسے کہ موت۔ اور عورت کو دیور سے اسی طرح دور بھاگنا چاہیے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔ (شکوۃ جلد ۲ ص ۲۶۸)

بہر حال خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ چاہے وہ اجنبی مرد یا رشتہ دار، دیور، جیٹھ بھی غیر محرم ہی ہیں اس لیے ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے اسی طرح کفار و مشرکین کی عورتوں سے بھی مسلمان عورت کو پردہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح مسیحیوں اور بدچلن عورتوں سے بھی پردہ کرنا لازم ہے۔ اور ان کو گھروں میں آنے جانے سے روک دینا چاہیے۔

مسئلہ، عورت کا پر بھی عورت کا غیر محرم ہے۔ اس لیے مردہ کو اپنے پر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ اور پر کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنی مردہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے۔ بلکہ پر کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْ عَوْرَتِهِنَّ فَامْتَحِنِي“ فرماتے تھے جو عورت اس آیت میں ذکر کی ہوئی باتوں کا اقرار کرتی تھی تو آپ اس سے فرمادیتے تھے کہ میں نے تجھ سے یہ بیعت لے لی۔ یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی۔ خدا کی قسم کبھی بھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا رہا۔ (بخاری جلد ۲ ص ۲۶۸)

بہترین شوہر کی شان | شوہروں کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی ہدایات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین شوہر کون ہے؟ تو اس



سوال کا جواب یہ ہے کہ

بہترین شوہر وہ ہے! | ۱۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے!

- ۲۔ جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے!
- ۳۔ جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔
- ۴۔ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔
- ۵۔ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔
- ۶۔ جو اپنی بیوی کی تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔
- ۷۔ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔
- ۸۔ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

- ۹۔ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔
- ۱۰۔ جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔
- ۱۱۔ جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزقِ حلال کھلائے۔
- ۱۲۔ جو اپنی بیوی کے میکہ والوں اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔
- ۱۳۔ جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔
- ۱۴۔ جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔
- ۱۵۔ جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔

۲۔ عورت ماں بن جانے کے بعد

عورت جب صاحبِ اولاد اور بچوں کی ماں بن جائے تو اس پر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے کیوں کہ شوہر اور والدین وغیرہ کے حقوق کے علاوہ بچوں کے حقوق بھی عورت کے سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ جن کو ادا کرنا ہر ماں کا فرضِ منصبی ہے۔ جو ماں اپنے



بچوں کا حق نہ ادا کرے گی یقیناً وہ شریعت کے نزدیک بہت بڑی گناہگار، اور سماج کی نظر میں ذلیل و خوار ٹھہرے گی۔

## بچوں کے حقوق

۱۔ ہر ماں پر لازم ہے کہ اپنے بچوں سے پیار و محبت کرے اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرے اور ان کی دلجوئی و وابستگی میں لگی رہے اور ان کی پرورش اور تربیت میں پوری پوری کوشش کرے۔

۲۔ اگر ماں کے دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو تو ماں اپنا دودھ اپنے بچوں کو پلائے کہ دودھ کا بچوں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

۳۔ بچوں کی صفائی ستھرائی۔ ان کی تندرستی و سلامتی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔

۴۔ بچوں کو ہر قسم کے رنج و غم اور تکلیفوں سے بچانی رہے۔

۵۔ بے زبان بچے اپنی ضروریات بتا نہیں سکتے۔ اس لیے ماں کا فرض ہے کہ بچوں کے اشارات کو سمجھ کر ان کی ضروریات کو پوری کرتی رہے۔

۶۔ بعض ماںیں چلا کر یا بلی کی بولی بول کر یا سپاہی کا نام لے کر، یا کوئی دھماکہ کر کے پھوٹے بچوں کو ڈرایا کرتی ہیں۔ یہ بہت ہی بُری باتیں ہیں۔ بار بار ایسا کرنے سے بچوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بڑے ہونے کے بعد ڈرپوک ہو جاتا کرتے ہیں۔

۷۔ بچے جب کچھ بولنے لگیں تو ماں کو چاہیے کہ انہیں بار بار اللہ و رسول کا نام سنائے ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھے۔ یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔

۸۔ جب بچے بچیاں تعلیم کے قابل ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآن شریف اور مہینیات کی تعلیم دلائیں۔

۹۔ بچوں کو اسلامی آداب و اخلاق اور دین و مذہب کی باتیں سکھائیں۔

۱۰۔ اچھی باتوں کی رغبت دلائیں اور بُری باتوں سے نفرت دلائیں۔

۱۱۔ تعلیم و تربیت پر خاص طور پر توجہ کریں اور تربیت کا دھیان رکھیں۔ کیوں کہ سچے سادہ ورق کے مانند ہوتے ہیں۔ سادہ کاغذ پر جو نقش و نگار بنائے جائیں وہ بن جاتے ہیں۔ اور بچوں بچیوں کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ اس لیے ماں کی



تعلیم و تربیت کا بچوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ لہذا ہر ماں کا فرض منصبی ہے کہ بچوں کو اسلامی تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھال کر ان کی بہترین تربیت کرے۔ اگر ماں اپنے اس حق کو نہ ادا کرے گی تو گناہگار ہوگی !

۱۲۔ جب بچہ یا بچی سات برس کے ہو جائیں تو ان کو طہارت اور وضو و غسل کا طریقہ سکھائیں اور نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں اور پاکی و ناپاکی اور عدل و حرام اور فرض و سنت وغیرہ کے مسائل ان کو بتائیں۔

۱۳۔ خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت، ان کے ساتھ کھیلنے سے بچوں کو روکیں اور کھیل تماشوں کے دیکھنے سے، ناچ گانے، سینما ٹھیٹر، وغیرہ لغویات سے بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر بچائیں۔

۱۴۔ ہر ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں اور بچیوں کو ہر بُرے کاموں سے بچائیں اور ان کو اچھے کاموں کی رغبت دلائیں تاکہ نیچے اور بچیاں اسلامی آداب و اخلاق کے پابند اور ایمانداری و دینداری کے جوہر سے آراستہ ہو جائیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اسلامی زندگی بسر کریں۔

۱۵۔ یہ بھی بچوں کا حق ہے کہ ان کی پیدائش کے ساتویں دن ماں باپ ان کا سر منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور نیچے کا کوئی اچھا نام رکھیں۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز بچوں اور بچیوں کا کوئی برا نام نہ رکھیں۔

۱۶۔ جب بچہ پیدا ہو تو فوراً ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں تاکہ بچہ شیطان کے خلل سے محفوظ رہے اور چھوڑا رہے وغیرہ کوئی میٹھی چیز جیسا کہ اس کے منہ میں ڈال دیں تاکہ بچہ شریں زبان اور با اخلاق ہو۔

۱۷۔ نیاموہ، نیاپھل، پہلے بچوں کو کھلائیں۔ پھر خود کھائیں کہ بچے بھی تازہ پھل ہیں۔ نئے پھل کو نیا پھل دینا اچھا ہے۔

۱۸۔ چند نیچے بچیاں ہوں تو جو چیزیں دیں سب کو یکساں اور برابر دیں۔ ہرگز کمی بیشی نہ کریں۔ ورنہ بچوں کی حق تلفی ہوگی۔ بچیوں کو ہر چیز بچوں کے برابر ہی دیں۔ بلکہ بچیوں کی



- ۷۔ بچوں کے ہاتھ سے فقیروں کو کھانا اور پیسہ دلایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں بچوں کے ہاتھ سے اس کے بھائی بہنوں کو یا دوسری بچوں کو دلایا کرو تا کہ سخاوت کی عادت ہو جائے اور خود غرضی اور نفس پروری کی عادت پیدا نہ ہو اور بچہ کنجوس نہ ہو جائے۔
- ۸۔ چلا کر بولنے اور جواب دینے سے ہمیشہ بچوں کو روکو۔ خاص کر بچوں کو تو خوب خوب ڈانٹ چٹکار کرو۔ ورنہ بڑی ہونے کے بعد بھی یہی عادت پڑی رہے گی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل و خوار بنی رہے گی اور منہ پھٹ اور بدتمیز کہلائے گی۔
- ۹۔ غصہ کرنا اور بات بات پر روٹھ کر منہ پھلانا بہت بُرا ہے اور بہت زور سے ہنسنا خواہ مخواہ بھائی بہنوں سے لڑنا جھگڑنا چغلی کھانا۔ کالی بکنا ان حرکتوں پر لڑکوں اور خاص کر لڑکیوں کو بہت زیادہ تنبیہ کرو۔ ان بری عادتوں کا پڑ جانا عمر بھر کے لیے رسوائی کا سامان ہے۔

۱۰۔ اگر بچہ کہیں سے کسی کی کوئی چیز اٹھا لے اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہو۔ اس پر سب گھر والے خفا ہو جائیں اور سب گھر والے بچے کو چور۔ چور کہہ کر شرم دلائیں اور بچے کو مجبور کریں کہ وہ فوراً اس چیز کو جہاں سے وہ لایا ہے اسی جگہ اس کو رکھ آئے۔ پھر چوری سے نفرت دلانے کے لیے اس کا ہاتھ دھلیں اور کان پکڑ کر اس سے توبہ کرائیں تاکہ بچوں کے ذہن میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ پرانی چیز لینا چوری ہے اور چوری بہت ہی بُرا کام ہے۔

۱۱۔ بچے غصہ میں اگر کوئی چیز توڑیں پھوڑیں۔ یا کسی کو مار بیٹھیں تو بہت زیادہ ڈانٹو۔ بلکہ مناسب سزا دو تاکہ بچے پھر ایسا نہ کریں۔ اس موقع پر لاطہ پیار نہ کرو۔

۱۲۔ کبھی کبھی بچوں کو بزرگوں اور نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو۔ مگر خبردار۔ خبردار۔ عاشقی معشوقی کے قصے کہانیاں بچوں کے کان میں نہ پڑیں۔ نہ ایسی کتابیں بچوں کے ہاتھوں میں دو جن سے اخلاق خراب ہوں۔

۱۳۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھا دو جس سے ضرورت کے وقت وہ کچھ کمائے۔ مثلاً سلائی کا طریقہ۔ یا موزہ بنانا۔ سوڑ بنانا۔ یا سیٹنا یا چرخہ کاٹنا۔



خبردار خبردار ان ہنر کی باتوں کو سکھانے میں شرم و عار محسوس نہ کرو۔

۱۲۔ بچوں کو بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں وہ اپنا بچھونا خود اپنے ہاتھ سے بچھائیں۔ اور صبح کو خود اپنے ہاتھ سے اپنا بستر لپیٹ کر اس کی جگہ پر رکھیں۔ (اپنے کپڑوں اور زیوروں کو خود سنبھال کر رکھیں)۔

۱۵۔ لڑکیوں کو برتن دھونے اور کھانے پینے گھروں اور سامانوں کی صفائی ستھرائی اور سجاوٹ کپڑا دھونے۔ کپڑا رنگنے۔ سینے پر دھونے کا سب کام ماں کو لازم ہے کہ بچپن ہی سے سکھانا شروع کر دے اور لڑکیوں کو محنت مشقت اٹھانے کی عادت پڑ جائے۔ اس کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۶۔ ماں کو لازم ہے کہ بچوں کے دل میں باپ کا ڈر بٹھاتی رہے تاکہ بچوں کے دلوں میں باپ کا ڈر رہے۔

۱۷۔ بچے اور بچیاں کوئی کام چھپ چھپا کر کریں تو ان کی روک ٹوک کر دے یہ اچھی عادت نہیں۔

۱۸۔ بچوں سے کوئی محنت کا کام لیا کرو مثلاً لڑکوں کے لیے لازم کر دو کہ وہ کچھ دور دوڑ لیا کریں اور لڑکیاں چرخہ چلائیں۔ یا چکی پس لیں تاکہ ان کی صحت ٹھیک رہے۔

۱۹۔ بچوں اور بچیوں کو کھانے، پینے اور لوگوں سے ملنے ملانے اور محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھانا ماں باپ کے لیے ضروری ہے۔

۲۰۔ چلنے میں تاکید کر دو کہ بچے جلدی جلدی اور دوڑتے ہوئے نہ چلیں اور نظر اوپر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں۔ اور نہ بیچ سڑک پر چلیں۔ بلکہ ہمیشہ سڑک کے کنارے کنارے چلیں۔

**ماں باپ کے حقوق** | ہر مرد و عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کو بھی ادا کرنا فرض ہے۔ خاص کر نیچے لکھے ہوئے چند حقوق کا تو بہت ہی خاص طور سے دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے۔

۱۔ خبردار۔ خبردار۔ ہرگز ہرگز اپنے کسی قبل و فعل سے ماں باپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیں۔ اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زیادتی بھی کریں مگر پھر بھی اولاد پر فرض ہے کہ وہ



ہرگز ہرگز کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائیں۔

۲۔ اپنی مہربانیاں اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرے اور ہمیشہ ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھے۔

۳۔ ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرمانبرداری کرے۔

۴۔ اگر ماں باپ کو کوئی بھی حاجت ہو تو جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔

۵۔ اگر ماں باپ اپنی ضرورت سے اولاد کے مال و سامان میں سے کوئی چیز لے لیں۔ تو

خبردار۔ خبردار ہرگز ہرگز برا نہ مانیں۔ نہ اظہار ناراضگی کریں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا مال سب ماں باپ ہی کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے یہ فرمایا کہ ”اَنْتَ وَ مَالُکَ وَ بَيْتُکَ“ یعنی تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

۶۔ ماں باپ کا انتقال ہو جائے تو اولاد پر ماں باپ کا یہ حق ہے کہ ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں اور اپنی نفلی عبادتوں اور خیر و خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچاتے رہیں کھانوں اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلا کر ان کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔

۷۔ ماں باپ کے دوستوں اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔

۸۔ ماں باپ کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں یا جن کاموں کی وہ وصیت کر گئے ہوں۔ ان کی وصیتوں پر عمل کریں۔

۹۔ جن کاموں سے زندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہو کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں کہ اس سے ان کی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔

۱۰۔ ابھی کبھی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کے لیے بھی جایا کریں۔ ان کے مزاروں پر

فاتحہ پڑھیں۔ سلام کریں اور ان کے لیے دعا و مغفرت کریں۔ اس سے ماں باپ کی ارواح کو خوشی ہوگی اور فاتحہ کا ثواب فرشتے نور کی تھالیوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کریں گے اور ماں باپ خوش ہو کر اپنے بیٹے بیٹیوں کو دعائیں دیں گے۔



دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ چچا۔ چھوچی۔ ماموں۔ خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں۔ یوں ہی بڑے بھائی کا حق بھی باپ ہی جیسا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

وَحَقُّ كَبِيرٍ اَوْ خَوَّةٍ حَقُّ الْوَالِدِ  
یعنی بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا  
ہی ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۱۱ مجتہائی)

اس زمانے میں لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کے حقوق سے بالکل ہی جاہل اور غافل ہیں۔ ان کی تعلیم و تکریم اور فرمانبرداری و خدمت گزاری سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ کچھ تو اتنے بڑے بدبخت اور نالائق ہیں کہ ماں باپ کو اپنے قول و فعل سے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں۔ اور اسی طرح گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر قہر و غضب جبار میں گرفتار، اور عذابِ بہیم کے حق دار بن رہے ہیں۔

خوب یاد رکھو! تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا یا بُرا جو سلوک بھی کرو گے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی جان لو کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سپے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو ہرگز ہرگز کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر ایمان رکھو کہ

ہزار فلسفیوں کی چنیں چنساں بدلی  
نبی کی بات بدلتی نہ تھی۔ نہیں بدلی

رشتہ داروں کے حقوق | اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں بار بار رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور اچھے برتاؤ کا حکم فرمایا ہے۔ لہذا ان لوگوں کے حقوق کو بھی ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم اور ضروری ہے۔ خاص طور پر ان چند باتوں پر عمل کرنا تو لازمی ہے۔

۱۔ اگر اپنے عزیز و اقربا مفلس و محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اپنی طاقت بھر اور اپنی گنجائش کے مطابق ان کی مالی مدد کرتے رہیں۔

۲۔ کبھی کبھی اپنے رشتہ داروں کے یہاں آتے جاتے بھی رہیں اور بان کی خوشی اور



شعی میں ہمیشہ شریک رہیں۔

۲۔ خبردار۔ خبردار۔ ہرگز نہ گزرنے کی بھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے رشتہ کو نہ کاٹیں

رشتہ داری کاٹ ڈالنے کا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔  
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاتِعٌ۔  
یعنی اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۱۹۹ مجتہبیٰ) والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

اگر رشتہ داروں کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس پر صبر کرنا اور پھر بھی ان سے میل جول اور تعلق کو برقرار رکھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو تم سے تعلق توڑے لے تم اس سے میل ملاپ رکھو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو۔ اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہو۔  
اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے آدمی

اپنے اہل و عیال کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کی مال داری بڑھ جاتی ہے اور اس کی عمر میں درازی اور برکت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۱۹۹ مجتہبیٰ)

ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا کتنا بڑا

اجر و ثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے فوائد و منافع کس قدر زیادہ ہیں اور رشتہ داروں

کے ساتھ بدسلوکی، اور ان سے تعلق کاٹ لینے کا گناہ کتنا بھیانک اور خوفناک ہے اور دونوں

جہاں میں اس کا نقصان اور وبال کس قدر زیادہ خطرناک ہے اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت

پر لازم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک

سلوک کرنے کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ یاد رکھو کہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا ہی مسلمان

کے لیے دونوں جہاں میں صلاح و فلاح کا سامان ہے۔ شریعت کو چھوڑ کر بھی کوئی مسلمان

دونوں جہاں میں نپ نہیں سکتا۔

جو لوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالاؤں، ماموں، چچاؤں

بھتیجیوں، بھانجیوں وغیرہ سے یہ کہہ کر قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ آج سے میں تیرا رشتہ دار نہیں اور

تو بھی میرا رشتہ دار نہیں۔ اور پھر سلام کلام، ملنا جلنا بند کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ رشتہ داروں



کی شادی وغنی کی تقریبات کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں حدیث کوئی کہ بعض بد نصیب اپنے قریبی رشتہ داروں کے جنازہ اور کفن و دفن میں بھی شریک نہیں ہوتے تو ان حدیثوں کی روشنی میں تم خود ہی فیصلہ کر دو کہ یہ لوگ کتنے بڑے بد بخت، حرام نصیب اور گناہگار ہیں؟ (توسہ، توسہ نعوذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں میں ہمایوں اور پڑوسیوں کے بھی کچھ حقوق مقرر فرمائے ہیں۔ جن کو ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے لازم و ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ  
الْجُنُبِ۔ یعنی قریبی اور دور والے پڑوسیوں کے  
ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ رکھو۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید عنقریب پڑوسی کو اپنے پڑوسی کا وارث ٹھہرا دیں گے۔  
(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۲۲ مجتہبی)

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرما رہے تھے تو صحابہ کرام آپ کے وضو کے دھون کو لوٹ لوٹ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے یہ منظر دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ اللہ و رسول کی محبت کے جذبے میں یہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ و رسول سے محبت کرے۔ یا اللہ و رسول اس سے محبت کریں اس کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ ہر بات میں سچ بولے۔ اور اس کو جب کسی چیز کا امین بنایا جائے تو وہ امانت کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص کامل درجے کا مسلمان نہیں جو خود بھر پیٹ کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے۔  
(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۲۲ مجتہبی)

بہر حال اپنے پڑوسیوں کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔



۱۔ اپنے پڑوسی کے دکھ سکھ میں ہمیشہ شریک رہے اور بوقتِ ضرورت ان کی ہر قسم کی امداد بھی کرتا رہے۔

۲۔ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی خیر خواہی اور بھلائی میں ہمیشہ لگا رہے۔  
۳۔ کچھ بدیوں اور تحفوں کا بھی لین دین رکھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم لوگ شہر سے بھاؤ۔ تو اس میں کچھ زیادہ پانی ڈال کر شور مچاؤ تا کہ تم لوگ اس کے ذریعہ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی مدد کو دشکوۃ جلد اصالاً مجتبائی

عام مسلمانوں کے حقوق | جانا چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے علاوہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر بھی کچھ حقوق

ہیں۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان کو ادا کرے۔ ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ ملاقات کے وقت ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام کرے اور مرد مرد سے

اور عورت عورت سے صافحہ کرے تو یہ بہت ہی اچھا اور بہترین عمل ہے۔

مگر اس کا دھیان رہے کہ کافروں، مشرکوں اور مرتدوں اسی طرح جو اکیلے اور شراب

پینے اور اس قسم کے گناہوں میں مشغول رہنے والوں کو دیکھے تو ہرگز ہرگز ان لوگوں کو

سلام نہ کرے۔ کیونکہ کسی کو سلام کرنا یہ اس کی تعظیم ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ

جب کوئی مسلمان کسی فاسق کی تعظیم کرتا ہے تو غضبِ الہی سے عرش کا نپ کر ہل جاتا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کے سلام کا جواب دے۔ یاد رکھو کہ سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

۳۔ مسلمان چھینک کر "الحمد للہ" کہے تو "یرحمک اللہ" کہہ کر اس کا

جواب دے۔

۴۔ کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے۔

۵۔ اپنی طاقت بھر ہر مسلمان کی خیر خواہی اور اس کی مدد کرے۔

۶۔ مسلمانوں کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شریک ہو۔

۷۔ ہر مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اعزاز و اکرام کرے۔

۸۔ کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔



۹۔ مسلمان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور ان کو اخلاص کے ساتھ ان عیبوں سے باز رہنے کی نصیحت کرے۔

۱۰۔ اگر کسی بات میں کسی مسلمان سے بخش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ اس سے سلام و کلام بند نہ رکھے۔

۱۱۔ مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرادے۔

۱۲۔ کسی مسلمان کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائے نہ کسی مسلمان کی ابر و ریزی کرے۔

۱۳۔ مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے اور بُری باتوں سے منع کرتا رہے۔

۱۴۔ ہر مسلمان کا تحفہ قبول کرے اور خود بھی اس کو کچھ تحفہ میں دیا کرے۔

۱۵۔ اپنے سے بڑوں کا ادب و احترام، اور اپنے چھوٹوں پر رحم و شفقت کرتا رہے۔

۱۶۔ مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کرے۔

۱۷۔ جو بات اپنے لیے پسند کرے وہی ہر مسلمان کے لیے پسند کرے۔

۱۸۔ مسجدوں یا مجلسوں میں کسی مسلمان کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

۱۹۔ راستہ بھولے ہوؤں کو سیدھا راستہ بتائے۔

۲۰۔ کسی مسلمان کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کرے۔

۲۱۔ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔ نہ اس پر بہتان لگائے۔

**انسانی حقوق** | بعض ایسے بھی حقوق ہیں جو ہر آدمی کے ہر آدمی پر ہیں۔ خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان، نیکو کار ہو یا بدکار۔ ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ بلا خطا ہر گز ہرگز کسی انسان کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچائے۔

۲۔ بلا کسی شرعی وجہ کے کسی انسان کے ساتھ بدنہ بانی و سخت کلامی نہ کرے۔

۳۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھے یا کسی کو بھوک و پیاس یا بیماری میں مبتلا پائے تو اس کی مدد

کرے۔ کھانا پانی دے دے۔ دوا علاج کر دے۔

۴۔ جن صورتوں میں شریعت نے سزاؤں یا پڑاؤں کی اجازت دی ہے ان صورتوں

میں خسارِ خیر و ارحام سے زیادہ نہ بڑھے اور ہر گز ہرگز ظلم نہ کرے۔ یہ شریعتِ اسلام کی



مقدس تعلیم کی رو سے ہر انسان کا ہر انسان پر حق ہے۔ جو انسانی حیثیت سے ایک دوسرے پر لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ۔

الَّذِي أَحْمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ  
الَّذِي يَرْحَمُونَ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُهُمُ  
مَنْ فِي السَّمَاءِ۔

یعنی رحم کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے۔  
تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو۔ تو آسمان والا  
تم لوگوں پر رحم فرمائے گا۔

رواہ ابو داؤد و مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۲۲ معتبائی

اور ایک دوسری حدیث میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ۔  
أَخْلَقَ عِيَالُ اللَّهِ فَاحْبَبِ  
الْخَلْقَ إِلَى اللَّهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى  
عِيَالِهِ۔

یعنی تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے جو اس کی پرورش  
کی محتاج ہے اور تمام مخلوق میں سب سے  
زیادہ اللہ کے نزدیک وہ پیارا ہے جو اللہ کی  
عیال یعنی اسکی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

## جانوروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم اور ارحم الراحمین ہے اور اس کے  
پیارے رسول رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس لیے اسلام جو خدا  
کا بھیجا ہوا اور رسول کا لایا ہوا دین ہے وہ رحمت والا دین ہے۔ اس لیے اس دین میں جانوروں  
کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ جانوروں کے چند حقوق یہ ہیں۔  
۱۔ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے جب تک وہ ایذا نہ پہنچائیں بلا ضرورت ان کو  
قتل کرنا منع ہے۔

۲۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کو بھی جب کہ کھانے کے لیے نہ ہو بلکہ محض  
تفریح کے لیے بلا ضرورت قتل کرنا جیسا کہ بعض شکاری لوگ کھانے یا کوئی فائدہ اٹھانے  
کے لیے نہیں شکار کرتے بلکہ شکار کھلتے ہیں یعنی محض کھیل کود کے طور پر جانوروں کا  
خون کر کے ان کو ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔

۳۔ جو پالتو جانور کام کرتے ہیں ان کو گھاس چارہ اور پانی دینا فرض ہے۔ اور ان کی طاقت  
سے زیادہ ان سے کام لینا یا بھوکا پیاسا رکھنا اور بلا ضرورت خصوصاً ان کے چہروں



پر بارنا گناہ اور ناجائز ہے۔

۴۔ پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لینا یا پرندوں کو پنجروں میں بند کر دینا اور بلا ضرورت ان پرندوں کے مال باپ اور جوڑے کو دکھ پہنچانا بہت بڑی بے رحمی اور ظلم ہے جو کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔

۵۔ بعض لوگ کسی جاندار کو باندھ کر لٹکا دیتے ہیں۔ اور اس پر غلیں یا بندوق سے نشانہ بانی کی مشق کرتے ہیں یہ بھی پرلے درجے کی بے رحمی اور ظلم ہے۔ جو ہر مسلمان کے لیے حرام ہے۔

۶۔ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا ہو تو مسلمان کے لیے لازم ہے کہ اس کو تیز ہتھیار سے بہت جلد ذبح یا قتل کر دے کسی جانور کو ٹرمارٹیا کر یا بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالنا یہ بھی بہت بڑی بے رحمی ہے جو ہرگز ہرگز اسلام میں جائز نہیں ہے۔

**راستوں کے حقوق** | بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! راستوں میں بیٹھنے سے تو ہم لوگوں کے لیے کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان راستوں میں تو ہم لوگ بٹھ کر بات چیت کیا کرتے ہیں۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ راستوں پر بیٹھو تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! راستوں کے حقوق کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ راستوں کے حقوق پانچ ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ نگاہ نیچی رکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ راستہ چونکہ عام گزرگاہ ہوتا ہے اس لیے راستہ پر بیٹھنے والوں کو لازم ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ غیر محرم عورتوں اور مسلمانوں کے عیوب مثلاً کوڑھی، سفید داغ والے، یا لنگرے لوے کو بار بار گھور گھور کر نہ دیکھیں جس سے ان لوگوں کی دل آزادی ہو۔

۲۔ کسی مسافر یا راہگیر کو ایذا نہ پہنچائیں۔ مطلب یہ ہے کہ راستوں میں اس طرح نہ بیٹھیں



کہ راستہ تنگ ہو جائے۔ یوں ہی راستہ چلنے والوں کا مذاق نہ اڑائیں۔ سنہ ان کی تحقیر اور عیب جوئی کریں۔ نہ دوسری کسی قسم کی تکلیف پہنچائیں۔

۲۔ ہرگز رنے والے کے سلام کا جواب دیتے رہیں۔

۳۔ راستہ چلنے والوں کو اچھی باتیں بتاتے رہیں۔

۵۔ خلافِ شریعت اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہیں۔ بخاری کتاب الاستیذان ص ۹۷

حقوق کو ادا کرو، یا معاف کرا لو!

اگر کسی کا تمہارے اوپر کوئی حق تھا اور تم اس کو کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکے تو اگر وہ حق ادا کرنے

کے قابل کوئی چیز ہو مثلاً کسی کا تمہارے اوپر قرض رہ گیا تھا تو اس حق کو ادا کرنے کی نین صودہ نہیں ہی یا تو خود حق والے کو اس کا حق دے دو۔ یعنی جس سے قرض لیا تھا اسی کو قرض ادا کر دو۔ یا اس سے قرض معاف کرا لو۔ اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو اس کا حق یعنی قرض ادا کر دو۔ اور اگر وہ حق ادا کرنے کی چیز نہ ہو بلکہ معاف کرانے کے قابل ہو مثلاً کسی کی غیبت کی ہو یا کسی پر نہمت لگائی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے اس کو معاف کرا لو۔ اور اگر کسی وجہ سے حق داروں سے نہ ان کے حقوق کو معاف کرا سکا نہ ادا کر سکا۔ مثلاً صاحبانِ حق مر چکے ہوں تو ان لوگوں کے لیے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا رہے تو امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صاحبانِ حق کو بہت زیادہ اجر و ثواب دے کر اس بات کے لیے راضی کر دے گا کہ وہ اپنے حقوق کو معاف کر دیں۔

اور اگر تمہارا کوئی حق دوسروں پر ہو اور اس حق کے ملنے کی امید ہو تو نرمی کے ساتھ تقاضا کرتے رہو اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے حق کو معاف کر دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے میں بہت بڑا اور بہت زیادہ اجر و ثواب ملے گا (واللہ تعالیٰ اعلم)

عام طور پر لوگ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ بندوں کے حقوق کا معاملہ بہت ہی اہم نہایت ہی سنگین اور بے حد خوفناک ہے۔ بلکہ ایک حیثیت سے دیکھا جائے تو حقوق اللہ (اللہ کے حقوق) سے زیادہ حقوق العباد (بندوں



کے حقوق سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر رحم فرما کر اپنے حقوق معاف فرما دے گا۔ مگر بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں معاف فرمائے گا۔ جب تک بندے اپنے حقوق کو نہ معاف کر دیں۔ لہذا بندوں کے حقوق کو ادا کرنا یا معاف کر لینا بے حد ضروری ہے ورنہ قیامت میں بڑی مشکلوں کا سامنا ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس درہم اور دوسرے مال سامان نہ ہوں وہی مفلس ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت میں اعلیٰ درجے کا مفلس وہ شخص ہے کہ وہ قیامت کے دن نماز و روزہ اور زکوٰۃ کی نیکیوں کو لے کر میدانِ حشر میں آئے گا مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر بہت لگائی ہوگی۔ کسی کا مال کھالیا ہوگا۔ کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا تو یہ سب حقوق والے اپنے اپنے حقوق کو طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں سے تمام حقوق والوں کے حقوق نہ ادا ہو سکے بلکہ نیکیاں ختم ہو گئیں اور حقوق باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ سہم دے گا کہ تمام حقوق والوں کے گناہ اس کے سر پہ لا دو۔ چنانچہ سب حق والوں کے گناہوں کو یہ سر پہ اٹھائے گا پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو یہ شخص سب سے بڑا مفلس ہوگا۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۵)

اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ یا تو حقوق کو ادا کر لو۔ یا معاف کرالو۔ ورنہ قیامت کے دن حقوق والے تمہاری سب نیکیوں کو چھین لیں گے اور ان کے گناہوں کا بوجھ تم اپنے سر پر لے کر جہنم میں جاؤ گے۔ خدا کے لیے سوچو کہ تمہاری بے بسی اور مفلسی کا قیامت میں کیا حال ہوگا۔



## اخلاقیات

محمد یعنی وہ عربِ نخستیں کلکِ فطرت کا  
کیا جس نے مکمل نسخہ ”اخلاقِ انسانی“

### چند بُری باتیں

ہر مرد و عورت پر لازم ہے کہ بری خصلتوں اور خراب عادتوں سے اپنے آپ کو اور  
اپنے اہل و عیال کو بچائے رکھے اور نیک خصلتوں اور اچھی عادتوں کو خود بھی اختیار کرے اور  
اپنے سب متعلقین کو بھی اس پر کار بند ہونے کی انتہائی تاکید کرے۔ یوں تو اچھی عادتوں  
اور بُری عادتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ہم یہاں ان چند بُری خصلتوں اور خراب عادتوں  
کا ذکر کرتے ہیں۔ جن میں اکثر مسلمان خصوصاً عورتیں گرفتار ہیں اور ان بُری عادتوں کی وجہ  
سے لوگ اپنے دین و دنیا کو تباہ و برباد کر کے دونوں جہاں کی سعادتوں سے محروم  
ہو رہے ہیں۔

۱۔ غصہ | بے محل اور بے موقع بات بات پر بکثرت غصہ کرنا، یہ بہت خراب عادت  
ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان غصہ میں آکر دنیا کے بہت سے بے بنائے  
کاموں کو بگاڑ دیتا ہے اور کبھی کبھی غصہ کی جھڑپ میں خداوند کریم کی ناشکری اور کفر کا کلمہ  
بکنے لگتا ہے۔ اور اپنے اہل و عیال کی دولت کو غارت اور برباد کر ڈالتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بے محل اور بات بات پر غصہ کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ



حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے مگر بہت ہی تھوڑا ہو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”غصہ مت کر“ اس نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ ”غصہ مت کر“ غرض کئی بار اس شخص نے دریافت کی مگر ہر مرتبہ آپ نے یہی فرمایا کہ ”غصہ مت کر“ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۳ واجیاد العلوم جلد ۲ ص ۱۶۵ مصری)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو تھچھاڑ دیتا ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۳ محتبائی)

غصہ کب بُرا کب اچھا ہے؟  
 غصہ کے معاملہ میں یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ غصہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ بُرا۔ درحقیقت غصہ

کی اچھائی اور بُرائی کا دار و مدار موقع اور محل کی اچھائی اور بُرائی پر ہے اگر بے محل غصہ کیا اور اس کے اثرات بُرے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ بُرا ہے۔ اور اگر بے محل غصہ کیا اور اس کے اثرات اچھے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ اچھا ہے۔ مثلاً کسی بھوکے پیاسے دودھ پیتے بچے کے روتے پر تم کو غصہ آگیا اور تم نے بچے کا گلا گھونٹ دیا تو چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل ہی بے محل ہے اس لیے یہ غصہ بُرا ہے اور اگر کسی ڈاکو کو ڈاکہ ڈالتے وقت دیکھ کر تم کو غصہ آگیا اور تم نے بندوق چلا کر اس ڈاکو کا خاتمہ کر دیا تو چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل ہی بے محل ہے۔ لہذا یہ غصہ بُرا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ حدیث شریف میں جس غصہ کی مذمت اور بُرائی بیان کی گئی ہے۔ یہ وہی غصہ ہے جو بے محل ہو اور جس کے اثرات بُرے ہوں۔ بالکل ظاہر بات ہے کہ غصہ میں رحم کی جگہ بے رحمی اور عدل کی جگہ ظلم، شکر کی جگہ ناشکری، ایمان کی جگہ کفر ہو تو مجاہد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ غصہ اچھا ہے؟ یقیناً یہ غصہ بُرا ہے اور یہ بہت ہی بری خصلت اور نہایت ہی خراب عادت ہے اس سے بچنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے لازم ہے۔

غصہ کا علاج  
 جب بے محل غصہ کی جھلاہٹ آدمی پر سوار ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کو چاہیے کہ وہ فوراً ہی وضو کرے۔



اس لیے کہ بے محل اور مفر غصہ دلانے والا شیطان ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اس لیے وضو غصہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۲۲ مجتہبی) اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آجائے تو آدمی کو چاہیے کہ فوراً بیٹھ جائے تو غصہ اتر جائے گا۔ اور اگر بیٹھنے سے بھی غصہ نہ اترے تو لیٹ جائے تاکہ غصہ ختم ہو جائے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۲۲)

۲۔ حسد | کسی کو کھانا پیتا یا پھلتا پھوتا آسودہ حال دیکھ کر دل جلانا اور اس کی نعمتوں کے نوال کی تمنا کرنا۔ اس غراب جذبہ کا نام ”حسد“ ہے۔ یہ بہت ہی خبیث عادت

اور نہایت ہی بری بلا، اور گناہ عظیم ہے۔ حسد کرنے والے کی ساری زندگی جہنم اور گھٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور اسے چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ حسد کرنے والے کے حسد سے آپ خدا کی پناہ مانگتے رہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ بکڑی کو کھا لیتی ہے۔ (اجیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۸۷ مصری) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ اور اے اللہ کے بندو تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (اجیاء العلوم ج ۳ ص ۱۸۷)

حسد اس لیے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فی الواقع تم نعمت کسے قابل نہیں تھو۔ اس کو یہ نعمت کیوں دی ہے؟ اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض کرنا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

حسد کا علاج | حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے

کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہرگز ہرگز کسی کی دولت و نعمت برباد نہیں ہو سکتی۔ اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ کو ہی پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی



جلن میں مبتلا ہوں اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں۔ اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت میں اس کو مل جائیں گی۔ پھر یہ بھی سوچے کہ میں جس پر حسد کر رہا ہوں۔ اس کو خداوند کریم نے یہ نعمتیں دی ہیں اور میں اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں گویا خداوند تعالیٰ کے فعل پر اعتراض کر کے اپنا دین و ایمان خراب کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جھائے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ جو شخص جس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز عطا فرماتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں۔ اللہ کے نزدیک چونکہ وہ ان نعمتوں کا اہل تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور میں چونکہ ان کا اہل نہیں تھا اس لیے اللہ تعالیٰ مجھے نہیں دیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔

(اجیاء العلوم ج ۳ ص ۱۹۶ مصری)

سچ ہے۔ اس کے الطاف تو میں عام شہیدی سب پر

تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

۳۔ لالچ | یہ بہت ہی بُری خصلت اور نہایت خراب عادت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو جو رزق و نعمت اور مال و دولت یا جاہ و مرتبہ ملا ہے اس پر راضی ہو کر قناعت کر لینا چاہیے۔ دوسروں کی دولتوں اور نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر خود بھی اس کو حاصل کرنے کے پھیر میں پریشان حال رہنا اور غلط و صحیح ہر قسم کی تدبیروں میں دن رات لگے رہنا۔ یہی جذبہ حرص و لالچ کہتا ہے اور حرص و طمع درحقیقت انسان کی ایک پیدائشی خصلت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر کر سونا ہو جائے تو پھر وہ ایک تیسرے میدان کو طلب کرے گا کہ وہ بھی سونے سے بھر جائے اور ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص اس سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰ م مجتبیٰ)

اور ایک حدیث میں ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی



ہیں ایک اُمید دوسری مال کی محبت۔ (اجیاد العلوم ج ۲ ص ۲۳۸ وغیرہ)

لاچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت، غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔ اگر لاچ کا جذبہ کسی انسان میں بڑھ جاتا ہے تو وہ انسان طرح طرح کی بدافذ قیوں اور بے مروتی کے کاموں میں پڑ جاتا ہے اور بڑے سے بڑے گناہوں سے بھی نہیں چوکتا۔ بلکہ سچ پوچھیے تو حرص و طمع اور لاچ درحقیقت ہزاروں گناہوں کا سرچشمہ ہے اس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

**لاچ کا علاج** | اس قلبی مرض کا علاج صبر و قناعت ہے یعنی جو کچھ خدا کی طرف سے بندے کو مل جائے اس پر راضی ہو کر خدا کا شکر بجالائے اور اس عقیدہ پر جم جائے کہ انسان جب مال کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اسی وقت فرشتہ خدا کے حکم سے انسان کی چار چیزیں لکھ دیتا ہے۔ انسان کی عمر، انسان کی روزی، انسان کی نیک نصیبی، انسان کی بد نصیبی۔ یہی انسان کا نوشتہ تقدیر ہے۔ لاکھ سہارہ و مگر وہی ملے گا تو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ سمجھ کر کہ خدا کی رضا اور اس کی عطا پر راضی ہو جاؤ اور یہ کہہ کر لاچ کے قلعے کو ڈھا دو کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ مجھے ملا اور جو میری تقدیر میں ہو گا وہ آئندہ ملے گا اور اگر کچھ کمی کی وجہ سے قلب میں تکلیف ہو اور نفس ادھر ادھر لپکے تو صبر کر کے نفس کی لگام کھینچ لو۔ اسی طرح رفتہ رفتہ قلب میں قناعت کا نور چمک اٹھے گا اور حرص و لاچ کا اندھیرا بادل چھٹ جائے گا۔ یاد رکھو!۔

حرص ذلت بھری فقیری ہے

جو قناعت کرے، تو نگر ہے

**۴۔ کنجوسی** | بخیلی بہت ہی منحوس خصلت ہے۔ بخیل مال رکھتے ہوئے کھاتے پینے پہننے اور ٹھننے، وطن اور سفر ہر جگہ ہر حال میں ہر چیز میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھاتا ہے اور ہر جگہ ذلیل ہوتا ہے اور کوئی بھی اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سخی اللہ سے قریب ہے جنت سے قریب ہے انسانوں سے قریب ہے۔ جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔



انسانوں سے دور ہے۔ جہنم سے قریب ہے اور یقیناً سخی جاہل، عبادت گزار بخیل سے زیادہ اللہ کو پیارا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۵ مجتہائی)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دھوکہ باز اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۵ مجتہائی)

اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جو دونوں ایک ساتھ مومن میں اکٹھا جمع نہیں ہوں گی۔ ایک کنجوسی دوسری بداخلاقی (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۵ مجتہائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں خصلتیں بُری ہیں اور یہ دونوں بُری خصلتیں مومن میں ایک ساتھ نہیں پائی جائیں گی۔ مومن اگر بخیل ہوگا تو بداخلاق نہیں ہوگا۔ اور اگر بداخلاق ہوگا تو بخیل نہیں ہوگا۔ اور اگر تم کسی ایسے منحوس آدمی کو دیکھو کہ وہ بخیل بھی ہے اور بداخلاق بھی ہے تو سمجھ لو کہ اس کے ایمان میں کچھ فتور ضرور ہے اور کامل درجے کا مسلمان نہیں ہے۔

**بخیل کا علاج** | حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کنجوسی ایک ایسا مرض ہے کہ اس کا علاج بے حد دشوار ہے خصوصاً بڑھا آدمی اگر بخیل ہو تو وہ تقریباً لا علاج ہے اور کنجوسی کا سبب مال کی محبت ہے۔ جب تک مال کی محبت دل سے زائل نہیں ہوگی کنجوسی کی بیماری رفع نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی اس کے دو علاج بہت ہی کامیاب اور کارآمد ہیں اور وہ یہ ہیں اول یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ مال کے مقاصد کیا ہیں؟ اور میں کس لیے پیدا کیا گیا ہوں؟ اور مجھے دنیا میں مال جمع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ عالم آخرت کے لیے بھی ذخیرہ جمع کرنا چاہیے۔ جب یہ خیال دل میں جم جائے گا تو پھر دل میں دنیا کی بے ثباتی اور عالم آخرت کا دھیان پیدا ہوگا اور ناگہاں دل میں ایک ایسا نور پیدا ہو جائے گا کہ دنیا سے اور دنیا کے مال و اسباب سے بے رغبتی اور نفرت پیدا ہونے لگے گی پھر بخیل اور کنجوسی کی بیماری خود بخود دفع ہو جائے گی اور جذبہ سخاوت اس طرح پیدا ہو جائے گا کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے اس کو لذت محسوس ہونے لگے گی۔

اور دوسرا علاج یہ ہے کہ بخیلوں اور سخی لوگوں کی حکایات پڑھے اور عالموں سے بحضرت اس قسم کے واقعات سنتا رہے کہ بخیلوں کا انجام کتنا بُرا ہوا ہے اور سخی لوگوں کا



انجام کتنا اچھا اچھا ہوا ہے۔ اس قسم کے واقعات و حکایات پڑھتے پڑھتے، سنتے سنتے بخیل سے نفرت اور سخاوت کی رغبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ کنجوسی کا مرض زائل ہو جاتا ہے راجیاء العام ج ۳ ص ۲۶۲ وغیرہ)

۵۔ تکبر | یہ شیطانی خصلت اتنی بُری اور اس قدر تباہ کن عادت ہے کہ یہ بھوت بن کر جس انسان کے سر پر سوار ہو جائے سمجھ لو کہ اس کی دنیا و آخرت کی تباہی یقینی ہے۔ شیطان اپنی اس منحوس خصلت کی وجہ سے مرد و دبار گاہ الہی ہوا۔ اور خداوند قہار و جبار نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پہنا کر اس کو جنت سے نکال دیا۔

تکبر کے معنی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھے۔ یہی جذبہ شیطانی ملعون کے دل میں پیدا ہو گیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو فرشتے چوں کہ تکبر کی نحوست سے پاک تھے سب فرشتوں نے سجدہ کر لیا لیکن شیطان کے سر میں تکبر کا سودا سما یا ہوا تھا اس نے اکر کر کہہ دیا کہ۔

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ  
وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ۔  
یعنی میں حضرت آدم سے اچھا ہوں۔ اے اللہ!  
تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی  
سے پیدا فرمایا۔

اس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے حقیر سمجھا اور سجدہ نہیں کیا۔ یاد رکھو کہ جس آدمی میں تکبر کی شیطانی خصلت پیدا ہو جائے گی اس کا وہی انجام ہوگا جو شیطان کا ہوا کہ وہ دونوں جہاں میں خداوند قہار و جبار کی پھٹکار سے مردود اور ذلیل و خوار ہو گیا۔

یاد رکھو کہ تکبر خدا کو بے حدنا پسند ہے اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایان ہوگا وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۳۲ بحوالہ)  
ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میدان محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہوں گی مگر ان کے قد چوٹیوں کے برابر ہوں گے اور زلزلت و رسوائی



میں یہ گھر سے ہوئے ہوں گے اور یہ لوگ گھیسٹے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اُس چل خانہ میں قید کر دیے جائیں گے جس کا نام "بوس" (ناامیدی) ہے اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جو تمام آگوں کو جلا دے گی جس کا نام "نار الانبار" ہے اور ان لوگوں کو جہنمیوں کا پیپ پلایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲۲)

پیاری بہنو اور عزیز بھائیو! کان کھول کر سن لو کہ تم لوگ جو کھانے، کپڑے، چال چلن، مکان سامان، تہذیب و تمدن، مال و دولت ہر چیز میں اپنے کو دوسروں سے اچھا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھتے رہتے ہو۔ اسی طرح بعض علماء اور بعض عبادت گزار علم و عبادت میں اپنے کو دوسروں سے بہتر اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھ کر اڑتے ہیں۔ یہی تکبر ہے خدا کے لیے اس شیطانی عادت کو چھوڑ دو اور تواضع و انکساری کی عادت ڈالو۔ یعنی دوسروں کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو ہر چیز میں دوسروں سے کمتر سمجھو۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ کے لیے تواضع و انکساری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرما دے گا۔ وہ خود کو چھوٹا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی نگاہوں میں اس کو عظمت والا بنا دے گا اور جو شخص گھمنڈ اور تکبر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سبت کر دے گا وہ خود کو بڑا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے زیادہ ذلیل بنا دے گا۔

**گھمنڈ کا علاج** | گھمنڈ اور تکبر کا علاج یہ ہے کہ غریبوں اور مسکینوں کی صحبت میں رہنے لگے اور ان لوگوں کی خدمت کرے۔ تواضع و انکساری

کا طریقہ اختیار کرے اور اپنے دل میں یہ ٹھکان لے کہ میں ہر مسلمان کی تعظیم اور اس کا اعزاز و کرام کروں گا۔ خواہ اس کے کپڑے کتنے ہی میلے کیوں نہ ہوں میں اس کو اپنے برابر بیٹھاؤں گا اور ہر وقت اس کا دھیان رکھے کہ خداوند کریم کا شکر ہے کہ مجھ کو اُس نے دوسروں سے اچھا بنا دیا ہے لیکن وہ جب چاہے مجھ کو سارے جہاں سے بدتر بنا سکتا ہے۔ اپنی کمتری اور کوتاہی کا خیال اگر دل میں جم گیا تو تکبر کا بھوت لاکھوں کوس دور بھاگ جائے گا (اللہ تعالیٰ اعلم)

**لا چغلی** | یعنی کسی کی بات سن کر کسی دوسرے سے اس طور پر کہہ دینا کہ دونوں میں اختلاف



اور جھگڑا لڑائی ہو جائے۔ یہ بہت بڑا گناہ اور بہت خراب عادت ہے۔ تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس گناہ میں مبتلا ہیں۔ حدیث شریف میں چغلی خوری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ بتایا ہے۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں داخل ہو گا اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ وہ ہے جو ادھر ادھر کی باتوں میں لگائی بھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور بھوٹ ڈالتا ہے۔ اور ایک حدیث میں یہ بھی فرمان رسول ہے کہ چغل خور کو آخرت سے پہلے اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ چغلی کی برائی کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۵۵)

مسلمان بھائیو اور بہنو! کسی کی کوئی بات سنو تو خوب سمجھ لو کہ تم اس بات کے امین ہو گئے اگر دوسروں تک اس بات کے پہنچانے میں کوئی دین و دنیا کا فائدہ ہو جب تو تم ضرور اس بات کا چرچا کرو۔ لیکن اگر اس بات کو دوسروں تک پہنچانے میں دو مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑے کا اندیشہ ہو تو خبردار۔ خبردار نہ گز بھی بھی اس بات کا نہ چرچا کرو نہ کسی دوسرے سے کہو ورنہ تم پر امانت میں خیانت کرنے اور چغل خوری کا گناہ ہو گا اور اس گناہ کا دنیا میں بھی تم پر یہ وبال پڑے گا کہ تم سب کی نگاہوں میں بے وقار اور ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذاب جہنم کے حق دار ٹھہرو گے۔

کسی کو غائبانہ بڑا کہنا یا پیٹھ پیچھے اس کا کوئی عیب بیان کرنا یہ غیبت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے والے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند سمجھتا ہے۔ یہی غیبت ہے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ اگر میرے اُس دینی بھائی میں واقعی وہ باتیں موجود ہوں۔ تو کیا ان باتوں کا ذکر کرنا بھی غیبت کہلائے گا؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس کے اندر وہ باتیں واقعی ہوں گی۔ جہنمی تو تم اس کی غیبت کرتے والے کہلاؤ گے اور اگر اس میں وہ باتیں نہ ہوں اور تم اپنی



طن سے گھڑ کر کہو گے جب تو تم اس پر بہتان لگائے والے ہو جاؤ گے جو ایک دوسرا گناہ  
کبیرہ ہے جس کا کرنے والا جہنم کا ایندھن بنے گا۔

(مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۲)

یاد رکھو کہ غیبت اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ  
الْغَيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ یعنی غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے۔

(مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے معراج کی رات میں کچھ لوگوں  
کو اس حال میں دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو کھرچ کھرچ کر نوچ رہے  
ہیں میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ  
لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کی غیبت اور اکبر و درازی کیا کرتے تھے (احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۴۱)  
یاد رکھو کہ پیٹھ پیچھے کسی آدمی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ پسند نہیں کرتا یہ غیبت ہے  
خواہ اس کا کوئی ظاہری عیب ہو یا باطنی، اس کا پیدائشی عیب ہو یا اس کا اپنا پیدا کیا ہوا عیب  
ہو۔ اس کے بدن اس کے کپڑوں، اس کے خاندان و نسب، اس کے اقوال و افعال چالی ڈھال  
اس کی بول چال غرض کسی عیب کو بھی بیان کرنا یا طعنہ مارنا یہ سب غیبت ہی میں داخل ہے۔ لہذا  
اس غیبت کے گناہ سے ہر مسلمان مرد و عورت کو بچنا لازم اور ضروری ہے۔  
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ  
مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ۔ (حجرات) پ ۲۶ کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ غیبت اس قدر گناہ اور گھناؤنا گناہ ہے جسے اپنے مردہ بھائی کا  
گوشت کھانا تو جس طرح تم ہرگز ہرگز بھی یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کی  
لاش کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاؤ۔ اسی طرح ہرگز ہرگز بھی کسی کی غیبت مت کیا کرو۔



## کن کن لوگوں کی غیبت جائز ہے؟

حضرت علامہ ابو زکریا محی الدین بن تہوف  
نوی (متوفی ۶۷۶ھ) نے مسلم شریف

کی شرح میں لکھا ہے کہ شرعی اغراض و مقاصد کے لیے کسی کی غیبت کرنی جائز اور مباح ہے اور اس کی چھ صورتیں ہیں۔

**اول:** مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب کو بیان کرنا تاکہ اس کی دادرسی ہو سکے۔

**دوم:** کسی شخص کی برائیوں کو روکنے کے لیے کسی صاحب اقتدار کے سامنے اس کی برائیوں کو بیان کرنا تاکہ وہ اپنے رعب داب سے اس شخص کو برائیوں سے روک دے۔

**سوم:** مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لیے کسی کے عیوب کو پیش کرنا۔

**چہارم:** مسلمانوں کو شر و فساد اور نقصان سے بچانے کے لیے کسی کے عیوب کو بیان کر دینا

مثلاً جھوٹے راولوں، جھوٹے گواہوں، بد مذہبوں کی گمراہیوں، جھوٹے مصنفوں اور

واعظوں کے جھوٹ اور ان لوگوں کے مکرو فریب کو لوگوں سے بیان کر دینا۔ تاکہ

لوگ گمراہی کے نقصان سے بچ جائیں۔ اسی طرح شادی بیاہ کے بارے میں مشورہ کرنے

والے سے فریق ثانی کے واقعی عیوب کو بتا دینا یا خریداروں کو نقصان سے بچانے

کے لیے سامان یا سودا بیچنے والے کے عیوب سے لوگوں کو آگاہ کر دینا۔

**پنجم:** جو شخص علی الاعلان فسق و فجور اور قسم قسم کے گناہوں کا مرتکب ہو۔ مثلاً چور، ڈاکو، زنا کار

خیانت کرنے والا، ایسے اشخاص کے عیوب کو لوگوں سے بیان کر دینا تاکہ لوگ نقصان

سے محفوظ رہیں اور ان لوگوں کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔

**ششم:** کسی شخص کی پہچان کرانے کے لیے اس کے کسی مشہور عیب کو اس کے نام کے ساتھ

ذکر کر دینا۔ جیسے حضرات محدثین کا طریقہ ہے کہ ایک ہی نام کے چند راولوں میں امتیاز

اور ان کی پہچان کے لیے اعش (چندھا)، اعرج (نگڑا)، اعلیٰ (اندھا)، اتول (پھینکا) وغیرہ

عیوب کو ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ جس کا مقصد ہرگز ہرگز نہ توہین و

تفقیص ہے نہ ایذا رسانی۔ بلکہ اس کا مقصد صرف راولوں کی شناخت اور ان کی



پہچان کا نشان بتانا ہے۔

(نواوی علی المسلم ص ۳۲۲)

اوپر ذکر کی ہوئی صورتوں میں چونکہ کسی کے عیوں کو بیان کر دینا ہے اس لیے بلاشبہ یہ غیبت تو ہے۔ لیکن ان صورتوں میں شریعت نے جائز رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کی غیبت کرے تو نہ کوئی حرج ہے نہ کوئی گناہ بلکہ بعض صورتوں میں اس قسم کی غیبت مسلمانوں پر واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایسے موقعوں پر کہ اگر تم نے کسی کے عیب کو نہ بیان کر دیا تو کسی مسلمان کے نقصان میں پڑ جانے کا یقین یا غالب گمان ہو۔ مثال کے طور پر ایک مسلمان رقم لے کر جا رہا ہو اور ایک سفید پوش ڈاکو تبیغ و مصلیٰ لیے ہوئے بزرگ بنا ہو اس مسلمان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو اور مسلمان بالکل ہی اس ڈاکو کے بارے میں لاعلم ہو اور تم کو یقین ہے کہ یہ ڈاکو ضرور ضرور اس بھولے بھالے مسلمان کو دھوکا دے کر لوٹے گا اور تم اس ڈاکو کے عیب کو جانتے ہو تو اس صورت میں ایک بھولے بھالے مسلمان کو نقصان سے بچانے کے لیے ڈاکو کے عیب کو اس مسلمان سے بیان کر دینا تم پر واجب ہے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است

اگر خاموشی می مانی گناہ است

یعنی تم اگر دیکھو کہ ایک اندھا جا رہا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے تو تم پر لازم ہے کہ اندھے کو تباہ و کہ تیرے آگے کنواں ہے اس سے بچ کر چل۔ اور اگر تم اس کو دیکھ کر چپ رہ گئے۔ اور اندھا کنویں میں گر پڑا تو یقیناً تم گناہگار ٹھہرو گے۔

۱۔ بہتان

بھوٹ موٹ اپنی طرف سے گڑھ کر کسی پر کوئی الزام یا عیب لگانا اس کو افتراء و تہمت اور بہتان کہتے ہیں یہ بہت خبیث اور ذلیل عادت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔ خاص کر کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کاری کی تہمت لگانا یہ تو اتنا بڑا گناہ ہے کہ شریعت کے قانون میں اس شخص کو اسی کوڑے مارے جائیں گے اور عمر بھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور قیامت کے دن یہ شخص دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔



## ۹۔ جھوٹ

یہ وہ گندی گھناؤنی اور ذلیل عادت ہے کہ دین و دنیا میں جھوٹے کا کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں۔ جھوٹا آدمی ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے اور ہر مجلس اور ہر انسان کے سامنے بے وقار اور بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرما دیا ہے کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ یعنی کان کھول کر سن لو کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے اور وہ خدا کی رحمتوں سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں اور بہت سی حدیثوں میں جھوٹ کی برائیوں کا بیان ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اس لعنتی عادت سے زندگی بھر بچتا رہے بہت سے ماں باپ بچوں کو چپ کرانے کے لیے ڈرانے کے طور پر کہہ دیا کرتے ہیں کہ چپ رہو گھر میں ”ماؤں“ بیٹھا ہے یا چپ رہو صندوق میں لٹور رکھے ہوئے ہیں تم رو دو گے تو سب لٹو دھول مٹی ہو جائیں گے۔ حالانکہ نہ گھر میں ”ماؤں“ ہوتا ہے نہ صندوق میں لٹو ہوتا ہے نہ روکنے سے لٹو دھول مٹی ہو جاتا ہے تو خوب سمجھ لو یہ سب بھی جھوٹ ہی ہے۔ اس قسم کی بولیاں بول کر ماں باپ گناہ کبیرہ کرتے رہتے ہیں اور اس قسم کی باتوں کو لوگ جھوٹ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یقیناً ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو وہ جھوٹ ہے اور ہر جھوٹ حرام ہے خواہ نیچے سے جھوٹی بات ہو یا پیٹے سے۔ آدمی سے جھوٹی بات ہو یا جانور سے۔ جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور جھوٹ حرام ہے۔

کافر یا ظالم سے اپنی جان بچانے کے لیے یا دو مسلمانوں کو جنگ سے بچانے اور

## کب اور کونسا جھوٹ جائز ہے

صلح کرانے کے لیے اگر کوئی جھوٹی بات بول دے تو شریعت نے اس کی رخصت دی ہے۔ مگر جہاں تک ہو سکے اس موقع پر بھی ایسی بات بولے اور ایسے الفاظ منہ سے نکالے کہ کھلا ہوا جھوٹ نہ ہو بلکہ کسی معنی کے لحاظ سے وہ صحیح بھی ہو اس کو عربی زبان میں ”تور یہ“ کہتے ہیں۔ مثلاً ”اگر تم نے تم سے پوچھا کہ تمہارے پاس مال ہے کہ نہیں؟“ اور تم کو یقین ہے کہ اگر میں اقرار کروں گا تو تم کو مجھے قتل کر کے میرا مال لوٹ لے گا تو اس وقت تم یہ کہہ دو کہ ”میرے پاس کوئی مال نہیں ہے“ اور نیت یہ کہ لو کہ میری جیب یا میرے ہاتھ میں کوئی مال نہیں ہے پس



یا جھوٹے ہیں ہے تو اس معنی کے لحاظ سے تمہارا یہ کہنا کہ ”میرے پاس کوئی مال نہیں ہے“ یہ سچ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے کہ میری ملکیت میں کوئی مال نہیں ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ اسی قسم کے الفاظ کو عربی میں ”تور یہ“ کہا جاتا ہے۔ اور جہاں جہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں فلاں موقعوں پر مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ ”تور یہ“ کے الفاظ بولے۔ اور اگر کھلا ہوا جھوٹ بولنے پر کوئی مسلمان مجبور کر دیا جائے تو اس کو لازم ہے کہ وہ دل سے اس جھوٹ کو بُرا جانتے ہوئے جان و مال کو بچانے کے لیے صرف زبان سے جھوٹ بول دے اور اس سے توبہ کرے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

**۱۰۔ عیب جوئی** | ادھر ادھر کان لگا کر لوگوں کی باتوں کو چھپ چھپ کر سننا یا تاک جھانک کر لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرنا۔ یہ بڑی ہی چھپھوری حرکت اور خراب عادت ہے۔ دنیا میں اس کا انجام بدنامی اور ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں اس کی سزا جہنم کا عذاب ہے ایسا کرنے والوں کے کانوں اور آنکھوں میں قیامت کے دن سیہ بگھلا کر ڈالا جائے گا۔ قرآن مجید میں اور حدیثوں میں خداوند قدوس اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”وَلَا تَجَسَّوْا“، یعنی کسی کے عیبوں کو تلاش کرنا حرام اور گناہ ہے مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں یہ عیب زیادہ پایا جاتا ہے۔ لہذا پیاری بہنو! تم اس گناہ سے خود بھی بچو اور دوسری عورتوں کو بھی بچاؤ۔

**۱۱۔ گالی گلوچ** | اس گندی عادت کی برائی ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے۔ یقیناً چھوٹا اور بڑا نفس الفاظ اور گندے کلاموں کا بولنا یہ کمینوں اور رذیل و ذلیل لوگوں کا طریقہ ہے۔ اور شریعت میں حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ یعنی کسی مسلمان سے گالی گلوچ کرنا یہ فاسق کا کام ہے۔

آج کل عورت و مرد بھی اس بلا میں مبتلا ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بڑوں کی فحش کلامیوں اور گالیوں کو سن سن کر بچے بھی گندی اور چھوٹا گالیاں بکنے لگتے ہیں اور چھپچھپ سے ہڑھالے تک اس گندی عادت میں گرفتار رہتے ہیں۔ لہذا ہر مرد و عورت پر لازم ہے کہ کبھی ہرگز ہرگز گالیاں اور گندے الفاظ منہ سے نہ نکالیں۔ کون نہیں جانتا کہ کبھی کبھی گالی گلوچ کی وجہ سے



نوں ریز لڑائیاں ہو جایا کرتی ہیں اور مسلمانوں کی جان و مال کا عظیم نقصان ہو جایا کرتا ہے اس لیے مسلم معاشرہ کو تباہ کرنے میں بدزبانوں اور گالیوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ لہذا اس عادت کو ترک کر دینا بے حد ضروری ہے خاص کر عورتوں کو اپنی سسرال میں اس کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ سینکڑوں عورتوں کو طلاق ان کی بدزبانوں اور گالیوں کی وجہ سے ہو جایا کرتی ہے اور پھر میکہ اور سسرال والوں میں مستقل جھگڑوں کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور دونوں خاندان تباہی و بربادی کے غار میں گر کر ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔

## ۱۲۔ فضول بکواس

مردوں اور عورتوں کی بُری عادتوں میں سے ایک بہت بُری عادت بہت زیادہ بولنا اور فضول بکواس ہے۔ کم بولنا اور ضرورت کے مطابق بات چیت یہ بہت ہی پسندیدہ عادت ہے۔ ضرورت سے زیادہ بات اور فضول کی بکواس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی ایسی باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں جس سے بہت بڑے بڑے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور شر و فساد کے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وَكِرَہَ نَكْمٌ قَبْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّوَالِ وَاصْنَعَةُ اَلْمَالِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند ہے کہ بلا ضرورت قبل اور قال اور فضول اقوال آدمی کی زبان سے نکلیں۔ اسی طرح کثرت سے لوگوں کے سامنے کسی چیز کا سوال کرتے رہنا اور فضول کاموں میں اپنے مالوں کو برباد کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے یہ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنی زبانوں کو فضول باتوں سے ہمیشہ بچائے رکھو کیونکہ بہت سی فضول باتیں ایسی بھی زبانوں سے نکل جاتی ہیں جو بولنے والوں کو جہنم میں پہنچا دیتی ہیں۔ اسی لیے تمام بزرگوں نے یہ فرمایا ہے کہ تین عادتوں کو لازم پکڑو۔ کم بولنا۔ کم سونا کم کھانا۔ کیونکہ زیادہ بولنا۔ زیادہ سونا۔ زیادہ کھانا۔ یہ عادتیں بہت ہی خراب ہیں اور ان عادتوں کی وجہ سے انسان دین و دنیا میں ضرور نقصان اٹھاتا ہے۔

## ۱۳۔ ناشکری

خداوندِ کریم کے انعاموں اور انسانوں کے احسانوں کی ناشکری اس منحوس اور بُری عادت میں نوے فیصد مرد و عورت گرفتار ہیں۔ بلکہ عورتیں تو ننانوے فیصد اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ذرا کسی گھرانے کو یا کسی عورت کے کپڑوں



یا زیورات کو اپنے سے خوشحال اور اچھا دیکھ لیا تو خدا کی ناشکری کرنے لگتی ہیں اور کہنے لگتی ہیں کہ خدا نے ہمیں نہ معام کس مجرم کی سزا میں مغلّس اور غریب بنا دیا۔ خدا کا ہم پر کوئی فضل ہی نہیں ہوتا۔ میں نگوڑی ایسے چھوٹے کرم لے کر آئی ہوں کہ نہ سیکے میں سکھ نصیب ہو نہ سسرال میں ہی کچھ دیکھا۔ فانی فلانی بھی دودھ میں نہا رہی ہیں۔ اور میں فاقوں سے مر رہی ہوں۔ اسی طرح عورتوں کی عادت ہے کہ اس کا شوہر اپنی طاقت بھر کر پڑے، زیورات، ساز و سامان دیتا رہتا ہے لیکن اگر کبھی کسی مجبوری سے عورت کی کوئی فرائض پوری نہیں کر سکتا تو عورتیں کہنے لگتی ہیں کہ تمہارے گھر میں ہائے کبھی سکھ نصیب نہیں ہوا اس اجڑے گھر میں ہمیشہ تنگی بھوک ہی رہ گئی کبھی بھی تمہاری طرف سے میں نے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ میری قسمت چھوٹ گئی جو تمہارے جیسے مفتوفتیر سے بیاہی گئی میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا۔ اس قسم کی ناشکری کرتی اور جلی کٹی باتیں سناتی رہتی ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی تو صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں زیادہ تعداد میں جہنم ہی ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ عورتیں ایک دوسرے پر بہت زیادہ لعنت ملامت کرتی رہتی ہیں اور ناشکری کرتی رہتی ہیں۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا عورتیں خدا کی ناشکری کیا کرتی ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں احسان کی ناشکری کرتی ہیں اور اپنے شوہر و مال کی ناشکری کرتی ہیں۔ ان عورتوں کی یہ عادت ہے کہ تم پوری زندگی بھر میں ان کے ساتھ احسان کرتے رہو لیکن اگر کبھی کچھ بھی کمی دیکھیں گی تو یہی کہہ دیں گی کہ میں نے کبھی بھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷ وغیرہ)

عزیز ہونا! سن لو خدا کے انعاموں، اور شوہر یا دوسروں کے احسانوں کی ناشکری بہت ہی خراب عادت، اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنوں سے کمزور اور گری ہوئی حالت والوں کو دیکھا کرے کہ اگر میرے پاس گھٹیا کپڑے اور زیور ہیں تو خدا کا شکر ہے کہ فلاں اور فلانی سے تو ہم بہت ہی اچھی حالت میں ہیں کہ ان لوگوں کو بدن ڈھانپنے کے لیے پھٹے پرانے کپڑے بھی نصیب نہیں ہوتے اسی طرح اگر میرے



شوہر نے میرے لیے معمولی غذا کا انتظام کیا ہے تو اس پر بھی شکریہ کیونکہ فلاںی فلاںی عورتیں  
توفیقہ کیا کرتی ہیں۔ بہر حال اگر تم اپنے سے کمزوروں اور غریبوں پر نظر رکھو گے تو شکر ادا کرو گے  
اور اگر تم اپنے سے مالداروں پر نظر کرو گے تو تم ناشکری کی بلا میں پھنس کر اپنے دین و دنیا کو  
تباہ و برباد کر ڈالو گے اس لیے لازم ہے کہ ناشکری کی عادت چھوڑ کر ہمیشہ خدا کے انعاموں اور  
شوہر وغیرہ کے احسانوں کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔  
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ یعنی اگر تم شکر ادا کرتے رہو گے تو میں تم کو  
زیادہ نعمتیں دیتا رہوں گا۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ہ

اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بہت  
ہی سخت ہے۔

اس آیت نے اعلان کر دیا کہ شکر ادا کرنے سے خدا کی نعمتیں بڑھتی ہیں اور ناشکری کرنے  
سے خدا کا عذاب اتر پڑتا ہے۔

۱۴۔ جھگڑا تکرار | بات بات پر ساس سسر اور بیو یا شوہر یا عام مسلمان مردوں اور  
عورتوں سے جھگڑا تکرار کر لینا یہ بھی بہت بری عادت اور گناہ کا کام

ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جھگڑا لو آدمی خدا کو بے حد نا پسند ہے۔ اس لیے اگر کسی  
سے کوئی اختلاف ہو جائے یا مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو سہولیت اور معقول  
گفتگو سے معاملات کو طے کر لینا نہایت ہی عمدہ اور بہترین عادت ہے۔ جھگڑے تکرار  
کی عادت کمینوں اور بد تنہیب لوگوں کا طریقہ ہے اور یہ عادت انسان کے لیے ایک بہت  
بڑی مصیبت ہے۔ کیونکہ جھگڑا لو آدمی کا کوئی بھی دوست نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر شخص کی نگاہوں  
میں قابل نفرت ہو جاتا ہے اور لوگ اس کے جھگڑے کے ڈر سے اس کو منہ نہیں لگاتے  
اس سے بات نہیں کرتے۔

۱۵۔ کاہلی | یہ ایسی منحوس عادت ہے کہ اس کی وجہ سے سینکڑوں دوسری خراب عادتیں  
پیدا ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مکان، سامان، کپڑوں اور بدن کی گندگی  
برتنوں اور سامانوں کی بے ترتیبی، وقت پر کھانے پینے سے محرومی، شوہر اور سسرال



والوں کی ناراضگی، بچوں کا چھوڑنا، طرح طرح کی بیماریاں وغیرہ وغیرہ یہ ساری بلائیں اور مصیبتیں اسی کاہلی کے سبب انڈے بچھے ہیں۔ اسی لیے اس عادت کو ہرگز ہرگز اپنے قریب نہیں آنے دینا چاہیے بلکہ دینی و دنیاوی کاموں میں ہر وقت چاق و چوبند ہو کر گئے رہنا چاہیے۔ خوب یاد رکھو! کہ محنتی آدمی ہر شخص کا پیارا ہوتا ہے۔ اور کاہل آدمی ہر ایک در سے پھٹکارا جاتا ہے اور ہر کام میں مار پڑتی ہے۔ کاہل آدمی نہ دنیا کا کام کر سکتا ہے۔ نہ دین کا۔ اسی لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ  
یعنی اے اللہ! میں کاہلی سے تیری پناہ  
اَلْکَسْلِ۔ مانگتا ہوں۔

۱۶۔ ضد | اپنی کسی بات پر اس طرح اڑ جانا کہ کوئی لاکھ سمجھائے مگر کسی کی بات اور سفارش قبول نہ کرے۔ اس بری خصلت کا نام ”ضد“ ہے۔ یہ اس قدر خراب اور منحوس عادت ہے کہ آدمی کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہے۔ ایسے آدمی کو دنیا میں سب لوگ ”ضدی“ اور بدھٹ دھرم“ کہنے لگتے ہیں۔ اور کوئی بھی اس کو منہ لگانے اور اس سے بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وہ خبیث عادت تھی جس نے ابوجہل کو جہنم میں دھکیل دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے اس کو لاکھوں مرتبہ سمجھایا۔ اور اُس نے شق الفراق اور کنکریوں کے کلمہ پڑھنے کا معجزہ بھی دیکھ لیا مگر پھر بھی اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اور ایمان نہیں لایا۔ قرآن و حدیث میں یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں اور مخلص دوستوں کا مشورہ ضرور مان لے۔ اور مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کر کے اپنی رائے اور اپنی بات کو چھوڑ دے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد ہرگز ہرگز اپنی رائے اور اپنی بات پر ضد کر کے اڑنا نہ رہے۔ بہت سے آدمی خاص طور سے عورتیں اس بُری عادت میں مبتلا ہیں۔ خدا کے لیے ان سب کو چاہیے کہ اس بُری عادت کو چھوڑ کر دونوں جہان کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔

۱۷۔ بدگمانی | بہت سے مردوں اور عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں انہوں نے دو آدمیوں کو مانگ ہو کر چکے چکے باتیں کرتے ہوئے دیکھا کہ فوراً



ان کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ یہ میرے ہی متعلق کچھ باتیں ہو رہی ہیں اور میرے ہی خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اسی طرح عورتیں اگر اپنے شوہروں کو اچھا لباس پہن کر کہیں جاتے ہوئے دیکھتی ہیں یا شوہروں کو کسی عورت کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے سن لیتی ہیں تو ان کو فوراً اپنے شوہروں کے بارے میں یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ ضرور میرے شوہر کی فلانی عورت سے کچھ ساز باز ہے۔ اسی طرح شوہروں کا حال ہے کہ اگر ان کی بیویاں میکے میں زیادہ ٹھہر گئیں یا میکے کے رشتہ داروں سے بات یا ان کی خاطر و مدارت کرنے لگیں تو شوہروں کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ میری بیوی فلان فلاں مردوں سے محبت کرتی ہے کہیں کوئی بات تو نہیں ہے۔ بس اس بدگمانی میں طرح طرح کی جستجو اور ٹوہ لگانے کی فکر میں مبتلا ہو کر دن رات دماغ میں آلم غلم قسم کے خیالات کی کھچڑی پکانے لگتے ہیں اور کبھی کبھی رائی کا پہاڑ اور پچانس کا بانس بنا ڈالتے ہیں۔

پیارے بہنو اور بھائیو! یاد رکھو کہ بدگمانیوں کی یہ عادت بہت بری بلا، اور بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔  
 اِنَّ بَعْضَ الظُّلُمَاتِ  
 یعنی بعض گمان گناہ ہیں۔

لہذا جب تک کھلی ہوئی دلیل سے تم کو کسی بات کا یقین نہ ہو جائے ہرگز ہرگز محض بے بنیاد گمانوں سے کوئی رائے قائم نہ کیا کرو۔

بہت سے مردوں اور عورتوں میں یہ خراب عادت ہوا کرتی ہے کہ  
**۱۸۔ کان کا کچا** | اچھا بُرا یا سچا جھوٹا جو آدمی بھی کوئی بات کہہ دے اس پر یقین کر لیتے ہیں اور بلا چھان بین اور تحقیقات کے اس بات کو مان کر اس پر طرح طرح کے خیالات و نظریات کا محل تعمیر کرنے لگتے ہیں یہ وہ عادت بد ہے کہ آدمی کو شکوک و شبہات کے دلدل میں پھنسا دیتی ہے۔ اور خواہ مخواہ آدمی اپنے مخلص دوستوں کو دشمن بنا لیتا ہے اور خود غرض و فتنہ پرداز لوگ اپنی چالوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ۔



اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ مِّنْ بَنِيكُمْ  
 كَتَبْنٰهُ لَكُمْ۔  
 یعنی جب کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر  
 لائے۔ تو تم خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لو۔

مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کی خبر پر پھر دہرے کر کے تم یقین مت کر لیا کرو۔ بلکہ خوب اچھی طرح  
 تحقیقات اور چھان بین کے خبروں پر اعتماد کرو۔ درنہ تم سے بڑی بڑی غلطیاں ہوتی رہیں گی۔ لہذا  
 خبردار کان کے کچے مت بنو۔ اور ہر آدمی کی بات سن کر بلا تحقیقات کیے نہ مان لیا کرو۔

۱۹۔ ریاکاری | کچھ مردوں اور عورتوں کی یہ غراب عادت ہوتی ہے کہ وہ دین یا دنیا کا جو کام  
 بھی کرتے ہیں۔ وہ شہرت، ناموری، اور دکھاوے کے لیے کرتے ہیں۔

اس غراب عادت کا نام ”ریا کاری“ ہے۔ اور یہ سخت گناہ کی بات ہے حدیث شریف میں  
 ہے کہ ریا کاری کرنے والوں کو قیامت کے دن خدا کا منادی اس طرح میں ان محشر میں پکارے  
 گا کہ اے بدکار اے بدعہد۔ اے ریا کار! تیرا عمل غارت ہو گیا، عروہ و ثواب برباد  
 ہو گیا۔ تو خدا کے دربار سے نکل جا اور اس شخص سے اپنا ثواب طلب کر جس کے لیے تو نے  
 عمل کیا تھا۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۶۴)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس عمل میں ذرہ بھر بھی ریا کاری کا شائبہ ہو  
 اس عمل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ہے۔ اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
 فرمایا کہ۔ جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ریا کاری کرنے والے قاریوں  
 کے لیے تیار فرمایا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۹۴)

۲۰۔ تعریف پسندی | کچھ مرد اور عورتیں اس غراب عادت میں مبتلا ہیں کہ جو شخص ان  
 کے منہ پر ان کی تعریف کر دے وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں

اور جو شخص ان کے عیبوں کی نشاندہی کر دے اس پر بارے غصہ کے آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔  
 آدمی کی یہ خصلت بھی نہایت ناقص اور بہت بری عادت ہے۔ اپنی تعریف کو پسند کرنا اور  
 اپنی تنقید پر ناراض ہو جانا یہ بڑی بڑی گمراہیوں اور گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص  
 تمہاری تعریف کرے تو تم اپنے دل میں سوچو کہ اگر واقعی وہ خوبی تمہارے اندر موجود ہو تو تم اس  
 پر خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو اس کی توفیق عطا فرمائی اور ہرگز نہ گزرا اپنی اس خوبی پر



اکڑ کر اور اترا کر خوش نہ ہو جاؤ۔ اور اگر کوئی شخص تمہارے سامنے تمہاری خامیوں کو بیان کرے تو ہرگز ہرگز اس پر ناراضگی کا اظہار نہ کرو۔ بلکہ اس کو اپنا مخلص دوست سمجھ کر اس کی قدر کرو اور اپنی خامیوں کی اصلاح کر لو اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہر تعریف کرنے والے دوست نہیں ہوا کرتا۔ اور ہر تنقید کرنے والا دشمن نہیں ہوا کرتا۔ قرآن و حدیث کی مقدس تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہو کر پھول جانے والا آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بے حد ناپسند ہے۔ اور اس قسم کے مردوں اور عورتوں کے ارد گرد اکثر چالوسی کرنے والوں کا مجمع اکٹھا ہو جایا کرتا ہے اور یہ خود غرض لوگ تعریفوں کا پل باندھ کر آدمی کو بیوقوف بنایا کرتے ہیں۔ اور جھوٹی تعریفوں سے آدمی کو اٹوٹ بنا کر اپنا مطلب نکال یا کرتے ہیں۔ اور پھر لوگوں سے اپنی مطلب برآری اور بیوقوف بنانے کی داستان بیان کر کے لوگوں کی خوش طبعی اور منسنے ہنسانے کا سامان فراہم کرتے رہتے ہیں۔ لہذا ہر مرد و عورت کو چالوسی کرنے والوں اور منہ پر تعریف کرنے والوں کی عیار نہ چالوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ اور ہرگز ہرگز اپنی تعریف سن کر خوش نہ ہونا چاہیے۔

## چند اچھی عادتیں

۱۔ حلم | غصہ کو برداشت کر لینا اور غصہ دلانے والی باتوں پر غصہ نہ کرنا اس کو حلم اور بردباری کہتے ہیں۔ یہ مسلمان کی بہت ہی بلند مرتبہ عادت ہے اور اس عادت والے کو خداوند قدوس دنیا و آخرت میں بڑے بڑے مراتب و درجات عطا فرماتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں رب العزۃ جل جلالہ سے فرمایا کہ۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ  
یعنی غصہ کو پی جانے والوں، اور لوگوں کو معاف کر دینے والوں اور اس قسم کے اچھے اچھے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے

اللہ اکبر! غصہ کو ضبط اور برداشت کرنے والوں کو خداوند قدوس اپنا محبوب بنالیتا ہے سبحان اللہ! کوئی بندہ باندی اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بن جائے اس سے بڑھ کر اور کون سی



دوسری نعمت ہو سکتی ہے؟

لہذا پیاری بہنو اور بھائیو! تم اپنی یہ عادت بنا لو کہ کوئی کتنی ہی سخت بات تم کو کہہ دے مگر تم اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کو لو اور اگر غصہ آجائے تو غصہ کو پی جاؤ اور ہرگز ہرگز اپنے غصہ کا اظہار نہ کرو نہ کوئی انتقام لو۔ اگر تم نے یہ عادت ڈال لی تو پھر یقین کر لو کہ تم خدا اور اس کی تمام مخلوق کے پیارے بن جاؤ گے اور خداوند کریم بڑے بڑے درجات و مراتب کا تم کو تاج پہنا کر نیک بختی اور خوش نصیبی کا تاجدار بنا دے گا۔

۲۔ تواضع و انکساری | اپنے کو دوسروں سے چھوٹا اور کمتر سمجھ کر دوسروں کی تعظیم و تکریم کے ساتھ خاطر و مدارت کرنی اس عادت کو تواضع اور

انکساری کہتے ہیں۔ یہ نیک عادت درحقیقت جو مہربانیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو اس عادت کی توفیق عطا فرمادیتا ہے گویا اس کو خیر کثیر کا خزانہ عطا فرمادیتا ہے جو شخص ہر ایک کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھے گا وہ ہمیشہ گھمنڈ اور تکبر کی شیطانی خصلت سے بچا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہاں میں سر بلندی اور عزت و عظمت کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنا دے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ

مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ۔  
یعنی جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے تواضع اور انکساری کی خصلت اختیار کرے گا اللہ

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۴۰) تعالیٰ اس کو سر بلندی عطا فرمائے گا۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

مرا پیر دانائے روشن شہاب دو آندوز فرمود بر دوائے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بین مباشش دگر آنکہ بر غیر بد بین مباشش

یعنی مجھ کو میرے پیر عارف خدا اور روشن دل شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے

دریائی سفر میں کشتی پر یہ دو نصیحت فرمائی ہیں ایک یہ کہ اپنے کو اچھا اور بڑا نہ سمجھو۔ اور دوسری

یہ کہ دوسروں کو بُرا اور کمتر نہ سمجھو۔ بلکہ سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھ کر

دوسروں کے سامنے تواضع و انکساری کا مظاہرہ کرتے رہو اور خبردار ہرگز ہرگز کبھی بھی تکبر اور



گھمنڈ کی شیطانی ڈگر پر چل کر دوسروں کو اپنے سے حقیر نہ سمجھو۔

یاد رکھو کہ تواضع اور عاجزی و انکساری کی عادت رکھنے والا آدمی ہر شخص کی نظروں میں عزیز ہو جاتا ہے۔ اور متکبر آدمی سے ہر شخص نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس لیے ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ تواضع کی عادت اختیار کرے اور کبھی بھی ہرگز تکبر اور گھمنڈ نہ کرے۔

۳۔ **عفو و درگزر** | اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ ظلم و زیادتی کر بیٹھے یا ایذا پہنچائے یا کسی سے کوئی خطا یا قصور ہو جائے یا تمہیں کسی طرح کا نقصان پہنچائے تو

بدلہ و انتقام لینے کی بجائے اس کو معاف کر دینا۔ یہ بہت ہی بہترین خصلت، اور نہایت ہی نفیس عادت ہے۔ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دینا یہ قرآن مجید کا مقدس حکم اور رسولوں کا مبارک طریقہ ہے۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا: **اَعْفُوا وَاصْفَحُوا** یعنی لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دو اور درگزر کی خصلت اختیار کرو۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے ان مجرموں اور خطاکاروں کو جنہوں نے برسوں تک آپ پر طرح طرح کے ظلم کیے تھے۔ فتح مکہ کے دن جب یہ سب مجرمین آپ کے سامنے رزتے اور کانپتے ہوئے آئے تو آپ نے ان سب مجرموں کی خطاؤں کو معاف فرما دیا اور کسی سے بھی کوئی انتقام اور بدلہ نہیں لیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ تمام کفار مکہ نے اس اخلاق محمدی سے متاثر ہو کر کلمہ پڑھ لیا۔

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! تم بھی اپنی یہی عادت بنا لو کہ گھریں یا گھر کے باہر ہر جگہ لوگوں کے قصور کو معاف کر دیا کرو۔ اس سے لوگوں کی نظروں میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا اور خداوند کریم بھی تم پر مہربان ہو کر تمہاری خطاؤں کو بخش دے گا۔

۴۔ **صبر و شکر** | مصیبتوں اور جسمانی و روحانی تکلیفوں پر اپنے نفس کو اس طرح قابو میں رکھنا کہ نہ زبان سے کوئی بُرا لفظ نکلے نہ گھبرا گھبرا کر اور پریشان

حال ہو کر ادھر ادھر بھٹکتا اور بھاگتا پھرے بلکہ بڑی سے بڑی آفتوں اور مصیبتوں کے سامنے عزم و استقلال کے ساتھ جم کر ٹٹے رہنا۔ اس کا نام ”صبر“ ہے۔ صبر کا کتنا بڑا ثواب اور اجر ہے۔ اس کو بچہ بچہ جانتا ہے۔ قرآن مجید میں خداوند کریم کا فرمان ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ یعنی صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوا۔



کرتی ہے اور خداوند کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرمایا کہ۔

فَاَصْبِرْ كَمَا صَبَرَاؤُكَ الْعَزْمُ  
یعنی اسے محبوب! آپ اسی طرح صبر کریں جس  
طرح تمام امت زمانے رسولوں نے صبر کیا ہے۔  
مِنَ الرَّسُلِ۔

اس دنیا میں رنج و راحت اور غمی و خوشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہر شخص کو اس دنیاوی  
زندگی میں تکلیف اور آرام دونوں سے پالا پڑنا ضروری ہے۔ اس لیے ہر انسان پر لازم ہے کہ کوئی  
نعمت و راحت ملے تو اس پر خدا کا شکرا ادا کرے اور کوئی تکلیف و رنج پہنچے تو اس پر  
صبر کرے۔ غرض صبر کی عادت ایک نہایت ہی بہترین عادت ہے اور شل مشہور ہے کہ صبر کا پھل  
ہمیشہ میٹھا ہوا کرتا ہے۔ اس لیے ہر مرد و عورت کو چاہیے کہ صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹے  
انسان کو جو کچھ خدا کی طرف سے مل جائے اس پر راضی ہو کر زندگی بسر  
کرتے ہوئے حرص اور لالچ کو چھوڑ دینا۔ اس کو "قناعت" کہتے

## ۵۔ قناعت

ہیں۔ قناعت کی عادت انسان کے لیے خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ قناعت پسند انسان سکون و  
اطمینان کی دولت سے مالا مال رہتا ہے اور حرص اور لالچی انسان ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ کسی  
نے کیا خوب کہا ہے۔

اے قناعت تو نگرم گرواں

کہ ورائے تو بیچ نعمت نیست

یعنی اسے قناعت کی عادت تو مجھ کو تو نگر اور مالدار بنا دے۔ کیونکہ تجھ سے بڑھ کر  
دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ ہر انسان خصوصاً عورتوں کو چاہیے کہ ان کو بیٹے شوہروں کی طرف  
سے جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہ کر قناعت کریں۔ اور دوسری عورتوں کی دیکھا دیکھی حرص اور  
لالچ کی عادت سے ہمیشہ دور رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی زندگی نہایت ہی سکون و اطمینان کے  
ساتھ بسر ہوگی اور نہ وہ خود پریشان حال رہیں گی نہ اپنے شوہر کو پریشانی میں ڈالیں گی۔

خدا کی ہر مخلوق انسان ہو یا جانور اگر وہ رحم کے لائق ہوں تو  
ان پر رحم کرنا، اور ان کے ساتھ مہربانی و شفقت کا سلوک اور

## ۶۔ رحم و شفقت



برتاؤ کرنا یہ انسان کی بہترین خصلت، اور اعلیٰ درجے کی قابل تعریف عادت ہے اور دنیا و آخرت میں اس پر بے حد ثواب ملتا ہے۔ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ  
 رَاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ اَرْحَمُوا رَحِمَ كَرْنِ وَالْوَلَدِ رَحِمَ رَحْمَنٍ رَحِمَ فَرَاتَانِ هَا  
 مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ - (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲۲ مجتہبائی) تم پر رحم فرمائے گا۔

ہ  
 کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

نرم خوئی، مہربانی اور رحم و کرم کی عادت خداوند کریم کی بہت ہی بڑی نعمت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس کو رفیق اور نرم دلی کی عادت خداوند کریم کی طرف سے عطا کر دی گئی اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا بہت بڑا حصہ مل گیا اور جو نرم دلی اور رحم و مہربانی کی خصلت سے محروم کر دیا گیا۔ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۱ مجتہبائی)

ہر ایک کے ساتھ خوش روی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا یہ وہ پیغمبرانہ خصلت ہے جس کے بارے میں حضور

## ۱۔ خوش اخلاقی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُ مَخْلَقًا۔ یقیناً تم سب مسلمانوں میں سب سے زیادہ مجھے

وہ شخص محبوب ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۱)

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے بہترین چیز جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہے وہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”اچھے اخلاق“ اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزن دار نیکی اچھے اخلاق ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۱ مجتہبائی)

ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ اپنے گھر والوں اور پیڑوسیوں، بلکہ ہر ملنے جلنے والے کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئے۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے لوگوں



سے ملنا جلنا بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی عادت اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ہر وقت کال پھدائے، منہ ٹکائے، اور پشیمانی پر پل ڈالے ہوئے تھوڑی چڑھائے ہوئے ہر آدمی سے بد اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ بہت ہی منحوس و مغرور ہیں اور وہ دنیا و آخرت کی سعادتوں اور خوش نصیبیوں سے محروم ہیں۔ نہ ان کو کبھی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ نہ ان سے مل کر دوسروں کا دل خوش ہوتا ہے بلکہ ایسے مردوں اور عورتوں کے چہروں پر ہر وقت ایسی رعونت اور نحوست برتی رہتی ہے کہ ان کا چہرہ دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابھی ابھی سوکراٹھے ہیں اور ابھی منہ نہیں دھویا ہے۔

۸۔ حیاء | ہر آدمی خصوصاً عورتوں کے حق میں حیا کی عادت وہ انمول زیور ہے جو عورت کی عفت و پاک دامنی کا دار و مدار اور نسوانیت کے حسن و جمال کی جان ہے جس مرد یا عورت میں حیا کا جوہر ہو گا وہ تمام عیب لگانے والے اور بُرے کاموں سے فطری طور پر رک جائے گا اور تمام رذائل سے پاک و صاف رہ رہ کر اچھے اچھے کاموں اور فضائل و محاسن کے زیورات سے آراستہ ہو جائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ - یعنی حیا درخت ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ  
بخاری شریف ج ۱ کتاب الایمان ص ۶ ہے۔

۹۔ صفائی ستھرائی | یہ مبارک عادت بھی مردوں اور عورتوں کے لیے نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقری ہر حال میں صفائی و ستھرائی انسان کے وقار و شرف کا آئینہ دار، اور محبوب پروردگار ہے اس لیے ہر مسلمان کا یہ اسلامی نشان ہے کہ وہ اپنے بدن، اپنے مکان و سامان، اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے گندگی اور بھوٹہ پر انسان کی عزت و عظمت کے بدترین دشمن ہیں۔ اس لیے ہر مرد و عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ صفائی ستھرائی کے صحت و تندرستی بڑھتی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ



اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کہ پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا اور سیلے کھیلے رہے۔ اے لوگوں سے بے حد نفرت تھی۔ چنانچہ آپ اپنے صحابہ کرام کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کا حکم دیتے رہتے اور اس کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

چھوڑے عورتیں جو صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہیں وہ ہمیشہ شوہروں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتی ہیں بلکہ بہت سی عورتیں کو ان کے چھوڑے کی وجہ سے طلاق مل جاتی ہے اس لیے عورتوں کو صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

**۱۰۔ سادگی** | خوراک، پوشاک، سامان زندگی، رہن سہن ہر چیز میں بے جا تکلفات سے بچنا، اور زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی رکھنا یہ بہت ہی پیاری عادت اور نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ سادہ طرز زندگی میں امیری ہو یا فقری ہر جگہ ہر حال میں راحت ہی راحت ہے۔ اس عادت والا آدمی نہ کسی پر بوجھ بنتا ہے نہ خود قسم قسم کے بوجھوں سے زیر بار ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی مقدس بیویوں کا وہ مبارک طریقہ ہے جو تمام دنیا کے مردوں اور عورتوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیے کہ سادگی کی زندگی بسر کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنتِ کریمہ پر عمل کرے اور دنیا و آخرت کی راحتوں اور سعادتوں سے سرفراز ہو!

**۱۱۔ سخاوت** | اپنی طاقت اور حیثیت کے لحاظ سے سخاوت کی عادت ایک نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ چنانچہ کنہوسی کے بیان میں سخاوت کی فضیلت اور اس کے بارے میں حدیث شریف ہم تحریر کر چکے ہیں۔

**۱۲۔ شیریں کلامی** | ہر آدمی سے بات چیت کرنے میں نرم لہجہ اور شیریں زبانی کے ساتھ گفتگو کی عادت یہ انسانی خصائل میں سے بہترین عادت ہے۔ اس سے ہر آدمی کا دل جیتا جاسکتا ہے گفتگو میں کڑوا لہجہ، چیخنا چلنا، ڈانٹ پھسکار منہ بگاڑ کر جواب دینا یہ اتنی مردود عادتیں ہیں کہ ان سے آدمی ہر ایک کی نظر میں قابلِ نفرت ہو جاتا ہے۔



## گناہوں کا بیان

گناہ کی دو قسمیں ہیں۔ گناہ صغیرہ (چھوٹے چھوٹے گناہ)۔ گناہ کبیرہ (بڑے بڑے گناہ) گناہ صغیرہ نیکیوں اور عبادتوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن گناہ کبیرہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک کہ آدمی سچی توبہ کر کے اہل حقوق سے اُن کے حقوق کو معاف نہ کر لے۔

**گناہ کبیرہ کس کو کہتے ہیں** | گناہ کبیرہ ہر اُس گناہ کو کہتے ہیں جس سے بچنے پر خداوند قدوس نے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

(حاشیہ بخاری ص ۳۶)

اور بعض علماء کرام نے فرمایا کہ ہر وہ گناہ جس کے کرنے والے پر اللہ و رسول نے وعید سنائی، یا لعنت فرمائی۔ یا عذاب و غضب کا ذکر فرمایا وہ گناہ کبیرہ ہے۔

(فیوض الباری ج ۱ ص ۴۰۵)

**گناہ کبیرہ کون کون ہیں؟** | گناہ کبیرہ کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ان میں سے چند مشہور کبیرہ گناہوں کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

- (۱) شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) خون ناحق کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا
- (۶) جہاد کفار سے بھاگ جانا (۷) پاک دامن مومن عورتوں مردوں پر زنا کی تمت لگانا (۸) زنا کرنا (۹) اغلام بازی کرنا (۱۰) چوری کرنا (۱۱) شراب پینا (۱۲) جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینی (۱۳) ظلم کرنا (۱۴) ڈاکہ ڈالنا (۱۵) ماں باپ کو تکلیف دینا (۱۶) حیض و نفاس کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا (۱۷) جوا کھینا (۱۸) صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا (۱۹) اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جانا (۲۰) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو جانا۔ (۲۱) ناچ دیکھنا (۲۲) عورتوں کا بے پردہ ہو کر پھپھنا (۲۳) ناپ تول میں کمی کرنا (۲۴) چغلی کھانا (۲۵) غیبت کرنا (۲۶) دو مسلمانوں کو آپس میں لڑا دینا (۲۷) امانت میں خیانت کرنا (۲۸) کسی کا مال یا زمین و سامان وغیرہ غصب کر لینا (۲۹) نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض کو چھوڑ دینا۔ (۳۰) مسلمانوں کو گالی دینا۔ ان سے ناحق طور پر پار پیٹ کرنا وغیرہ وغیرہ



سینکڑوں گناہ کبیرہ ہیں جن سے بچنا ہر مسلمان مرد و عورت، پر فرض ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی ان گناہوں سے روکنا لازم اور ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی گناہ کرتے دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو گناہ کرنے سے روک دے۔ اور اگر ہاتھ سے اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کر دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم سے کم اپنے دل سے اس گناہ کو برا سمجھ کر اس سے بیزاری ظاہر کر دے اور یہ ایمان کا نہایت ہی کمزور درجہ ہے۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۶ مجتہبی)

اور ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ کوئی آدمی کسی قوم میں رہ کر گناہ کا کام کرے اور وہ قوم قدرت رکھتے ہوئے بھی اس آدمی کو گناہ کرنے سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ اس ایک آدمی کے گناہ کے سبب سچے چوری قوم کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۶)

## گناہوں سے دنیاوی نقصان

گناہوں سے آخرت کا نقصان، اور عذاب جہنم کی سزاؤں، اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا اس کو تو ہر شخص جانتا ہے مگر یاد رکھو کہ گناہوں کی نحوست سے آدمی کو دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہنچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) روزی کم ہو جانا (۲) بلاؤں کا ہجوم (۳) عمر گھٹ جانا (۴) دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو کر صحت خراب ہو جانا (۵) عبادتوں سے محروم ہو جانا (۶) عقل میں فتور پیدا ہو جانا (۷) لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جانا (۸) کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہو جانا (۹) نعمتوں کا چھین جانا (۱۰) ہر وقت دل کا پریشان رہنا۔ (۱۱) اچانک لا علاج بیماریوں میں مبتلا ہو جانا (۱۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، اور اس کے نبیوں، اور اس کے نیک بندوں کی نعمتوں میں گرفتار ہو جانا (۱۳) چہرے سے ایمان



کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہونا (۱۲) شرم و غیرت کا جانا رہنا (۱۵) ہر طرف سے ذلتوں، رسوائیوں اور نا کامیوں کا ہجوم ہو جانا (۱۶) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا وغیرہ وغیرہ گناہوں کی نحوست سے بڑے بڑے دنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

## عبادتوں کے دنیاوی فوائد

عبادتوں سے آخرت کے فوائد تو ہر شخص کو معلوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو آخرت میں جنت کی بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا۔ لیکن اس سے غافل نہ رہو کہ عبادت سے آخرت کے فائدوں کے علاوہ عبادت کی برکت سے بہت سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) روزی بڑھنا (۲) مال سامان اولاد ہر چیز میں برکت ہونا (۳) بہت سی دنیاوی تکلیفوں اور پریشانیوں کا دفع ہو جانا (۴) بہت سی بلاؤں کا ٹل جانا (۵) سب کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا (۶) نور ایمان کی وجہ سے چہرے کا بارونق ہو جانا۔ (۷) عمر کا بڑھ جانا (۸) پیداوار میں خیر و برکت ہو جانا (۹) بارش ہونا (۱۰) ہر جگہ عزت و ابرو ملنا (۱۱) فاقہ سے بچا رہنا (۱۲) دن بدن نعمتوں میں ترقی ہونا (۱۳) بہت سی بیماریوں سے شفا پا جانا (۱۴) آئندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ پہنچانا (۱۵) شادمانی و مسرت اور اطمینان قلب کی زندگی نصیب ہونا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دنیاوی فوائد ہیں جو عبادت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

## عبادت کی شان

رحمتِ کبریا عبادت ہے      راحتِ مصطفیٰ عبادت ہے  
حُسنِ نورِ خدا عبادت ہے      طلعتِ جاں فزا عبادت ہے



حاصل زیست معرفت حق کی      خلق کا مدنا عبادت ہے  
 دونوں عالم کا ہے بھلا اس سے      دولت بے بے با عبادت ہے  
 یہ خدا سے تجھے ملائے گی      قبلہ حق نما عبادت ہے  
 روشنی معرفت کی گر چاہو      چشم دل کی ضیا عبادت ہے  
 روح کو ملتی ہے تو انائی      ہر مرض کی دوا عبادت ہے

اعظمیٰ کر علاج عصیاں کا  
 معصیت کی شفا عبادت ہے



## رسومات

محبت خصوصیات ہیں کھو گئی  
یہ امت رسومات ہیں کھو گئی

### مسلمانوں کی رسموں کا بیان

جب تک اسلام عرب کی زمین تک محدود رہا۔ اس وقت مسلمانوں کا معاشرہ اور ان کا طرز زندگی بالکل ہی سیدھا سادہ اور ہر قسم کی رسومات اور بدعات و خرافات سے پاک صاف رہا۔ لیکن جب اسلام عرب سے باہر دوسرے ملکوں میں پہنچا تو دوسری قوموں اور دوسرے مذہب والوں کے میل جول اور ان کے ماحول کا اسلامی معاشرہ، اور مسلمانوں کے طریقہ زندگی پر بہت زیادہ اثر پڑا اور کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی بہت سی غلط سلط اور من گھڑت رسموں کا مسلمانوں پر ایسا جارحانہ حملہ ہوا۔ اور مسلمان ان مشرکانہ رسموں میں اس قدر ملوث ہو گئے کہ اسلامی معاشرہ کا چہرہ مسخ ہو گیا اور مسلمان رسم و رواج کی بلاؤں میں گرفتار ہو کر خیر القرون کی سیدھی سادھی اسلامی طرز زندگی سے بہت دور ہو گئے۔ چنانچہ خوشی غمی، پیدائش و موت، غتنہ شادی بیاہ، وغیرہ مسلمانوں کی جمیع تقریبات بلکہ مسلمانوں کی زندگی و موت کے ہر مرحلہ اور موڑ پر قسم قسم کی رسموں کی فوجوں کا اس طرح عمل دخل ہو گیا ہے کہ مسلمان اپنی تقریبات کو باب فاد اول کی ان روایتی رسموں سے الگ کر ہی نہیں سکتے اور یہ حال ہو گیا ہے کہ

یہ امت روایات میں کھو گئی  
حقیقت خرافات میں کھو گئی



ہمارے ہندوستان میں مسلمانوں کی تقریبات میں جن رسموں کا رواج پڑ گیا ہے ان کے بارے میں تین قسم کے مکتب خیال کے لوگ ہیں جو اپنے اپنے مسلک کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

اول :- لال، پیلے، ہرے رنگ کے لباسوں والے گیسو دار قسم کے رنگین مزاج باباؤں کا گردہ جو تصوف کا لبادہ اوڑھے ہوئے صوفی بنے پھرتے ہیں ان حقیقت و معرفت کے ٹھیکیداروں نے تو تمام خرافات اور خلافِ شریعت رسومات کو جائز ٹھہرا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ ڈھولک اور طبکہ کی تھاپ، اور ہار مونیما اور سارنگی کے راگ پر ان لوگوں کو معرفت کی معراج حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی جمالت سے مسلم معاشرہ کو تہمتیں نہیں، اور اسلام کے مقدس چہرہ کو خرافات و بدعات اور خلافِ شریعت رسومات کے داغ دھبوں سے مسخ کر ڈالا ہے۔ یہ لوگ بلاشبہ خطا کار ہیں۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں کی صحبت، اور ان لوگوں کی پیروی سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

دوم :- وہابیوں دیوبندیوں کا فرقہ ہے جنہوں نے اصلاح کے نام سے اسلامی معاشرہ اور دین اسلام کی حجامت بنا ڈالی ہے۔ ان لوگوں نے یہ ظلم کیا ہے کہ مسلم معاشرہ کی جائز و ناجائز تمام رسومات کو حرام و بدعت بلکہ کفر و شرک ٹھہرا دیا ہے۔ اور یہ لوگ یہاں تک حد سے بڑھ گئے کہ دولہا کے سر پر سہرا باندھنے کو کفر و شرک لکھ دیا اور زیب و زینت کے لیے دیواروں پر دیوار گیری اور چھتوں میں چھت گیری لگانے کو بدعت اور حرام لکھ مارا۔ اور دوسری بہت سی جائز چیزوں مثلاً قبروں پر چادر ڈالنے، بزرگوں کی نیاز فاتحہ دلانے، مردوں کا تیجہ، چالیسواں کرنے کو بدعت و حرام قرار دے دیا۔ میلاد شریف کی مجلسوں کو حرام و بدعت بلکہ کنھیا کے جنم سے بدتر لکھ دیا قیام و سلام کو ناجائز و ممنوع قرار دیا۔ بزرگانِ دین کے عرسوں کو ناجائز و حرام لکھا۔ محرم میں ذکرِ شہادت اور سیلوں سے منع کیا۔ اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں سے جب ان رسومات کے کفر و شرک اور بدعت و حرام ہونے پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں تو ہم لوگوں نے احتیاطاً ان چیزوں کو کفر و شرک اور حرام و بدعت لکھ دیا ہے تاکہ لوگ ڈر کر ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ خدا کے لیے کوئی ان سے پوچھے کہ اللہ تعالیٰ



کی حلال کی ہوئی چیزوں کو کفر و شرک، اور حرام و ناجائز ٹھہرانا یہ احتیاط ہے یا اعلیٰ درجے کی بے احتیاطی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال بتایا ہے ان کو کفر و شرک اور حرام بتانا۔ یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء و تہمت ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا  
یعنی اُس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا؛ جو اللہ تعالیٰ پر تھوٹی تہمت لگائے۔

بہر حال غلط کلام یہ ہے کہ جن رسموں کو اللہ و رسول نے حرام نہیں بتایا۔ ان کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر حرام ٹھہرانا یہ خود بہت بڑا گناہ ہے۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں سے بھی الگ تھلگ رہیں۔ اور ہرگز ہرگز ان لوگوں کی پیروی نہ کریں۔

سوم: ہم سب اہل سنت و جماعت کا مقدس طبقہ ہے۔ جس کے بڑے بڑے علمبرداروں میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و مولانا فضل رسول بدایونی، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا بحر العلوم لکھنوی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ بزرگان دین ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے ان مقدس بزرگوں کا مسلمانوں کی رسموں کے بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ مسلمانوں کی وہ رسمیں جن کو شریعت نے منع کیا ہے وہ تو یقیناً حرام و ناجائز ہیں۔ مثلاً ناچ گانا۔ باجہ بجانا آتش بازی۔ دولہا۔ کو چاندی سونے کے زیورات پہنانا۔ تقریبات میں عورتوں مردوں کلبے پر دگی کے ساتھ جمع ہونا۔ گھر کے اندر عورتوں کے درمیان دو میان دولہا کو بلانا اور عورتوں کا بے پردہ اس کے سامنے آنا۔ اور سایوں وغیرہ کا ہنسی مذاق کرنا۔ دولہا کے جوتوں کو چرائینا پھر زبردستی دولہا سے انعام وصول کرنا وغیرہ وغیرہ لیکن شریعت نے جن رسموں کو جائز بتایا۔ یا وہ رسمیں جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے اُن کو ہرگز ہرگز ناجائز اور حرام نہیں کہا جاسکتا۔ غلط یہ ہے کہ جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے نہ ثابت ہو۔ اس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ خواہ مخواہ مسلمانوں کی تمام رسموں کو کھینچ تان کر ممنوع اور حرام قرار دینا۔ اور بلاوجہ مسلمانوں کو بدعتی اور حرام کا منکب کہنا یہ بہت بڑی زیادتی اور دین میں حد سے بڑھ جانا ہے۔ کیوں کہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مسلمانوں کی رسموں اور رواجوں کی بنیاد عرف پر ہے۔



یہ کوئی مسلمان بھی نہیں سمجھتا کہ یہ سب رسمیں شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں۔ بعض مولویوں کا یہ کہنا کہ چونکہ فلاں رسم کو لوگ فرض سمجھنے لگے ہیں اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے ہیں اس لیے لوگوں کو ہم اس رسم سے روکتے ہیں کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اور درحقیقت یہ لوگ خود بھی دھوکے میں ہیں۔ اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا کرنے والا اس کو فرض سمجھتا ہے کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنا یہ اور بات ہے۔ اور اس کو فرض سمجھ لینا اور بات ہے۔ دیکھو وضو کرنے والا ہمیشہ وضو میں کانوں اور گردن کا مسح ضرور کرتا ہے کبھی بھی گردن اور کانوں کے مسح کو نہیں چھوڑتا۔ تو کیا کوئی بھی اس پر یہ الزام لگا سکتا ہے؟ کہ وہ سر کے مسح کی طرح گردن اور کانوں کے مسح کو بھی فرض سمجھتا ہے حالانکہ کانوں اور گردن کا مسح سنت و مستحب ہے اور کیا کوئی بھی اس کی جرات کر سکتا ہے کہ لوگوں کو کانوں اور گردن کے مسح سے منع کر دے کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔

بس اسی طرح سمجھ لو کہ لوگ ہمیشہ عید کے دن سوئیاں اور شب برات کو حلوہ پکاتے ہیں اور بلا شریف میں ہمیشہ شیرینی بانٹتے ہیں اور کبھی بھی اس کو ترک نہیں کرتے مگر اس کو ہمیشہ کرنے سے یہ الزام نہیں آتا کہ لوگ ان کاموں کو فرض سمجھنے لگے ہیں جس طرح گردن اور کانوں پر ہمیشہ مسح کرنے والا ہمیشہ کرنے کے باوجود یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ کانوں اور گردن کا مسح فرض نہیں ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔ اسی طرح ہمیشہ عید کو سوئیاں اور شب برات کو حلوہ پکانے والا یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ فرض نہیں ہیں بلکہ جائز و مباح ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ کسی چیز کو فرض سمجھنا یا فرض نہ سمجھنا اس کا تعلق عقیدہ سے ہے نہ کہ عمل سے کہاں عمل؟ اور کہاں عقیدہ؟ عمل اور چیز ہے اور عقیدہ اور چیز دونوں میں بڑا فرق ہے۔

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں رواج پا جانے والی تمام رسومات حرام و ناجائز نہیں۔ بلکہ کچھ رسمیں ناجائز ہیں اور کچھ جائز۔ اور جائز رسموں کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جائز رسموں کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہ ہو۔



## چند بُری رسمیں

اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ بچوں کی پیدائش یا عقیقہ یا ختنہ یا شادی بیاہ کے موقعوں پر محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں۔ یہ ناجائز و حرام ہے کہ اوگا ڈھول بجانا ہی حرام۔ پھر عورتوں کا گانا اور زیادہ بُرا۔ عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی۔ اور وہ بھی عشق اور ہمدردی کے اشعار اور گیت ظاہر ہے کہ یہ کتنے فتنوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی طرح عورتوں کا رنج گاہ بھی ہے کہ رات بھر عورتیں گاتی بجاتی رہتی ہیں اور گلگلے پکتے رہتے ہیں۔ پھر صبح کو گاتی بجاتی ہوئی مسجد میں طاق بھرنے کے لیے جاتی ہیں۔ اس میں بہت سی خرافات پائی جاتی ہیں نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں۔ عورتوں کو جلانے کی کیا ضرورت ہے؟ ان عورتوں کے ہاتھ میں ایک آٹے کا بنا ہوا چار بتیوں والا چراغ بھی ہوتا ہے جو گھسی سے جدا یا جانا ہے نور کیجئے کہ جب صبح ہو گئی تو چراغ کی کیا ضرورت؟ اور اگر چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا چراغ کافی ہے آٹے کا چراغ بنایا۔ اور تیل کی جگہ گھی جلانا بالکل ہی اسراف اور فضول خرچی اور مال کو برباد کرنا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ دولہا دلہن کو اُٹھن ملوانا۔ مائیوں بٹھانا جائز ہے لیکن دولہا کے ہاتھ پاؤں میں زینت کے لیے ہندی لگانا جائز نہیں ہے۔ یوں ہی دولہا کو ریشمی پوشاک یا زیورات پہننا حرام ہے۔ خالص پھولوں کا سہرا جائز ہے بلا وجہ اس کو ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں سونے چاندی کے تاروں، گوٹوں، لچھوں اور کلابتوں وغیرہ کا بنا ہوا سہرا دولہا کے لیے حرام اور دلہن کے لیے جائز ہے۔ ناچ باج، آتش بازی حرام ہیں۔ شادیوں میں دو قسم کے ناچ کر لے جاتے ہیں۔ ایک رنڈیوں کا ناچ جو مردوں کی محفل میں ہوتا ہے دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی یا مران ناچتی ہے اور مگر کوٹھے ٹکا ٹکا کر اور ہاتھوں سے چپکا چپکا کرتا کرتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ناچ حرام و ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ ایک نامحرم عورت کو سب مرد بے پردہ دیکھتے ہیں۔ یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ اس کی شہوت انگیز آواز کو سنتے ہیں۔ یہ کانوں کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے بعض اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ ہاتھوں کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف چل کر داد دیتے



میں اور انعام کا روپیہ دیتے ہیں۔ یہ پاؤں کا زنا ہے۔ بعض بدکاری بھی کر لیتے ہیں۔ یہ اصل زنا ہے۔

آتش بازی خواہ شبِ برات میں ہو یا شادی بیاہ میں ہر جگہ ہر حال میں حرام ہے۔ اور اس میں کئی گناہ ہیں یہ اپنے مال کو فضول برباد کرنا ہے۔ قرآن مجید میں فضول مال خرچ کرنے والے کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے اور ان لوگوں سے اللہ و رسول بیزار ہیں۔ پھر اس میں ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اور بلا وجہ جان یا مال کو ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا شریعت میں حرام ہے۔

اسی طرح شادی بیاہ میں دولہا کو مکان کے اندر بلانا اور عورتوں کا سامنے آکر یا تاک جھانک کر اس کو دیکھنا، اس سے مذاق کرنا، اس کے ساتھ چوتھی کھیلنا یہ سب رسمیں حرام و ناجائز ہیں۔ شادیوں یا دوسرے موقعوں پر خا صدان، عطر دان، سرمہ والی سلائی وغیرہ چاندی سونے کا استعمال کرنا، بہت باریک کپڑے پہنا یا بچتے ہوئے زیور پہننا یہ سب رسمیں ناجائز ہیں۔

عقیقہ میں بس اس قدر سنت ہے کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور بڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دینا اور بچے کے سر میں زعفران لگا دینا۔ یہ سب کام تو ثواب کے ہیں باقی اس کے علاوہ جو رسمیں ہوتی ہیں کہ نائی سر مونڈنے کے بعد سب کنبہ و برادری کے سامنے کٹوری ہاتھ میں لے کر اپنا حق مانگتا ہے اور لوگ اس کٹوری میں پیسے ڈالتے ہیں۔ اور برادری کے لوگ جو کچھ نائی کی کٹوری میں ڈالتے ہیں وہ گھر والے کے ذمہ ایک قرض ہوتا ہے کہ جب ان دینے والوں کے یہاں عقیقہ ہو گا تو یہ لوگ اتنی ہی رقم ان کے نائی کی کٹوری میں ڈالیں گے۔ اسی طرح سوپ میں کچا انار رکھ کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح عقیقہ میں لوگوں نے یہ رسم مقرر کر لی ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استر رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا بھی ذبح کیا جائے۔ یہ سب رسمیں بالکل ہی لغو ہیں۔ شریعت میں فقط اتنی بات ہے کہ نائی کو سر مونڈنے کی اجرت دے دی جائے اور بکرا خواہ



سر مونڈنے سے پہلے ذبح کریں خواہ بعد میں سب جائز و درست ہے۔ اسی طرح ختنہ میں بعض جگہ اس رسم کی بے حد پابندی کی جاتی ہے کہ بچے کا لباس، بستر، چادر سب کچھ سرخ رنگ کا تیار کیا جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے بچہ کے ہاتھ میں چاقو یا چھری کا رکھنا لازم سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب رسمیں من گڑبٹ خرافات ہیں۔ شریعت سے ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

**جہیز** | ماں باپ کچھ کپڑے، کچھ زیورات، کچھ سامان، برتن، پلنگ، بستر، میز کرسی، تخت، جائے نماز، قرآن مجید، دینی کتابیں وغیرہ لڑکی کو دے کر اس کو سسرال بھیجتے ہیں۔ یہ لڑکی کا جہیز کہلاتا ہے۔ بلاشبہ یہ جائز ہے بلکہ سنت ہے کیوں کہ ہمارے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی حضرت زینب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں کچھ سامان دے کر رخصت فرمایا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ جہیز میں سامان کا دنیا یہ ماں باپ کی محبت و شفقت کی نشانی ہے اور ان کی خوشی کی بات ہے۔ ماں باپ پر لڑکی کو جہیز دینا یہ فرض و واجب نہیں ہے۔ لڑکی اور داماد کے لیے ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے اپنی پسند کا سامان جہیز میں وصول کریں۔ ماں باپ کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مگر جہیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ فرض لے کر بیٹی داماد کی خواہش پوری کریں۔ یہ خلاف شریعت بات ہے بلکہ آج کل ہندوؤں کے تہنک جیسی رسم مسلمانوں میں بھی چل پڑی ہے کہ شادی طے کرتے وقت ہی یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ جہیز میں فلاں فلاں سامان، اور اتنی اتنی رقم دینی پڑے گی۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اسی لیے بیابا نہیں جا رہی ہیں کہ ان کے ماں باپ لڑکی کے جہیز کی مانگ پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یہ رسم یقیناً خلاف شریعت ہے اور جبراً قہراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جہیز لینا یہ ناجائز ہے۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس بری رسم کو ختم کر دیں۔

**تہواروں کی رسمیں** | مسلمانوں میں یہ رواج ہے کہ عید کے دن سویاں پکاتے ہیں بقر عید کے دن گوشت بھری پوریاں اور رقم قسم کے کباب تیار کرتے ہیں۔



شبِ بارات میں جلوہ پکاتے ہیں۔ محرم میں کھچڑا پکاتے ہیں۔ شربت بناتے ہیں رجب کے مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکاتے ہیں۔ اور بزرگوں کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ آپس میں مل جل کر کھاتے کھلاتے ہیں۔ عزیزیوں اور رشتہ داروں کے یہاں تحفہ بھیجتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بچوں کو تہوار بیاں دیتے ہیں۔ ان سب رسموں میں چونکہ شریعت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے اس لیے یہ سب رسمیں جائز ہیں۔ بعض فرقوں والے ان چیزوں کو ناجائز بتاتے ہیں۔ اور نیاز فاتحہ کے کھانوں کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ مسلمانوں کے سر پر یہ الزام ٹھوپتے ہیں کہ مسلمان ان رسموں کو فرض و واجب سمجھتے ہیں اور طرح طرح سے کھینچ تان کر ان جائز رسموں کو ممنوع و حرام بتاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا ظلم اور زیادتی ہے کہ خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو بلا کسی شرعی دلیل کے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ان رسموں کو بلا کسی شرعی دلیل کے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ان رسموں کو ہرگز ہرگز کوئی مسلمان فرض و واجب نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان ان باتوں کو ایک جائز رسم و رواج ہی سمجھ کر کیا کرتا ہے اور یقیناً یہ سب باتیں جائز ہیں۔ بلکہ اگر اچھی نیت سے ہوں تو مستحب اور کارِ ثواب بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جابلہ عورتوں میں یہ رسم درواج ہے کہ وہ ذوالقعد  
**مہینوں اور دنوں کی نحوست**

کو "تیرہ تیری" کہتی ہیں اور ان دنوں مہینوں کو منحوس سمجھتی ہیں اور ان دنوں مہینوں میں شادی بیاہ اور ختنہ وغیرہ کو نامبارک جانتی ہیں۔ اسی طرح ہر مہینے کی ۳-۱۲-۲۱ تاریخوں اور ۸-۱۸-۲۱ تاریخوں کو منحوس سمجھ کر ان تاریخوں میں شادی بیاہ اور دوسری تمام تقریبات کرنے کو بہت ہی بُرا اور نحوست والا کام سمجھتی ہیں کچھ جاہل مرد اور عورتیں قمر در عقرب میں شادی بیاہ کرنے کو منحوس اور نامبارک مانتے ہیں۔ اسی طرح بدھ کے دن کو منحوس سمجھ کر کچھ لوگ اس دن سفر نہیں کرتے۔ کچھ عورتیں ان مہینوں اور تاریخوں کے نحوست سے بچنے کے لیے طرح طرح کے ٹوٹکے کرتی کراتی ہیں۔ کہیں کہیں رواج ہے کہ ہر تیرھویں کو کچھ گھونگیاں پکا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ اس تاریخ کی منحوسیت سے حفاظت رہے۔ کان کھول کر سن لو۔ اور یاد رکھو کہ اس قسم کے سارے اعتقادات سراسر شریعت کے خلاف ہیں۔ اور گناہ کی باتیں ہیں۔ اس لیے



ان اعتقادوں سے توبہ کرنا چاہیے۔ شریعت اسلام میں ہرگز ہرگز نہ کوئی مہینہ منحوس ہے نہ کوئی تاریخ نہ کوئی دن ہر مہینہ ہر تاریخ پھر دن اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو نہ منحوس بنایا ہے نہ نامبارک۔ یہ سب اعتقاد مشرکوں، نجومیوں اور رافضیوں کے من گھڑت عقیدوں کی پیداوار ہیں جو جاہل عورتوں میں چل پڑے ہیں۔ ان رسموں کو مٹانا بہت ضروری ہے۔ اس لیے عزیز بہنو! تم خود بھی ان اعتقادوں سے بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس جہاد کا تم کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

**محرم کی رسمیں** | محرم کے مہینے میں صرف اتنی بات ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور شہداء کو مبارکی اللہ عنہم کے مقدس روضوں کی تصویر یا نقشہ بنا کر رکھنا اور ان کو دیکھنا یہ تو جائز ہے کیونکہ یہ ایک غیر جاندار چیز کی تصویر یا نقشہ ہے لہذا جس طرح کعبہ، بیت المقدس، نعلین شریفین وغیرہ کی تصویریں اور ان کے نقشے بنا کر رکھنے کو شریعت نے جائز ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح شہداء کربلا کے روضوں کی تصویریں اور نقشے بھی یقیناً جائز ہی رہیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ محرم کے مہینے میں جو بہت سی بدعتیں اور خرافاتی رسمیں چل پڑی ہیں۔ وہ یقیناً ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ مثلاً ہر سال سینکڑوں ہزاروں روپے کے خرچ سے روضہ کربلا کا نقشہ بنا کر اس کو پانی میں ڈبو دینا۔ یا زمین میں دفن کر دینا۔ یا جنگلوں میں پھینک دینا یہ یقیناً حرام و ناجائز ہے کیونکہ یہ اپنے مال کو برباد کرنا ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ مال کو ضائع اور برباد کرنا حرام و ناجائز ہے۔ اسی طرح کی دوسری بہت سی خرافات و لغویات مثلاً دھول ماشہ بجانا۔ تعزیوں کو ماتم کرتے ہوئے گلی گلی پھرانا سینے کو ہاتھوں یا زنجیروں یا پھریوں سے پیٹ پیٹ کر اور مار مار کر اچھلتے کودتے ہوئے ماتم کرنا۔ تعزیوں کے نیچے اپنے بچوں کو لٹانا تعزیوں کی تعظیم کے لیے تعزیوں کے سامنے سجدہ کرنا۔ تعزیوں کے نیچے کی دھول اٹھا اٹھا کر بطور تبرک چہروں، سروں اور سینوں پر ملنا۔ اپنے بچوں کو محرم کا فقیر بنا کر محرم کی نیاز کے لیے بھیک منگوانا۔ بچوں کو کربلا کا پاپ اور قاصد بنا کر اور ایک خاص قسم کا لباس پہنا کر ادھر ادھر دوڑاتے رہنا، سوگ منانے کے لیے خاص قسم کے کاسے یا سبز رنگ کے کپڑے پہن کر ننگے سر ننگے پاؤں گریبان کھوئے



ہوئے یا گریبان پھاڑ کر گلی گلی بھاگے بھاگے پھرنا وغیرہ وغیرہ قسم کی لغو بات و عرفات کی رسمیں جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں یہ سب ممنوع و ناجائز ہیں اور یہ سب زمانہ جاہلیت اور رافضیوں کی نکالی ہوئی رسمیں ہیں جن سے توبہ کر کے خود بھی ان حرام رسموں سے بچنا اور دوسروں کو بچانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اسی طرح تعزلیوں کا جلوس دیکھنے کے لیے عورتوں کا بے پردہ گھروں سے نکلنا اور مردوں کے محبوں میں جانا اور تعزلیوں کو جھک جھک کر سلام کرنا یہ سب کام بھی شریعت میں منع اور گناہ ہیں۔

(فتاویٰ عزیزیہ و رسالہ تعزیه داری مصنفہ اعلیٰ حضرت و بہار شریعت)

## محرم میں کیا کرنا چاہیے؟

محرم کی دسویں تاریخ جس کا نام ”روز عاشورا“ ہے۔ دنیا کی تاریخ میں یہ بڑا ہی عظمت و فضیلت والا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں سلامتی کے ساتھ جو دی پہاڑ پر پہنچی۔ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن آپ کو ”خلیل اللہ“ کا لقب ملا۔ اور اسی دن آپ نمرود کی آگ سے نجات پائی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ملی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بلائیں ختم ہوئیں۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہما السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے یہی وہ دن ہے کہ بنی اسرائیل کے لیے دریا بھٹ گیا۔ اور فرعون بشکریہ دریا میں غرق ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے زندہ و سلامت باہر تشریف لائے۔ اسی دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے میدان کربلا میں جام شہادت نوش فرما کر حق کے پرچم کو سر بلند فرمایا۔

(مصاوی و غنیۃ الطالبین)



## شب عاشورا کی نفل نماز

عاشورا کی رات میں چار رکعت نماز نفل اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار اور

سورۃ اخلاص (قل هو اللہ) تین تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر ایک سو مرتبہ قل هو اللہ کی سورۃ پڑھے۔ گناہوں سے پاک ہوگا اور بہشت میں بے انتہا نعمتیں ملیں گی۔

(فضائل الشہور والصیام)

## عاشوراء کا روزہ

نویں اور دسویں محرم دونوں دن روزہ رکھنا چاہیے اور اگر نہ ہو سکے تو عاشورہ ہی کے دن روزہ رکھے۔ اس روزہ کا ثواب

بہت بڑا ہے۔ (مسلم شریف)

عاشوراء کے دن دس چیزوں کو علماء نے مستحب لکھا ہے۔ بعض عالموں نے ان کو ارشاد نبوی کہا ہے اور بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے۔ بہر حال یہ سب اچھے اعمال ہیں۔ لہذا ان کو کرنا چاہیے۔

- (۱) روزہ رکھنا (۲) صدقہ کرنا (۳) نماز نفل پڑھنی (۴) ایک ہزار مرتبہ قل هو اللہ پڑھنا
- (۵) علماء کی زیارت (۶) یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرنا (۷) اپنے اہل و عیال کے رزق میں وسعت کرنا
- (۸) غسل کرنا (۹) سرمہ لگانا (۱۰) ناخن تراشنا۔

اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ان دس چیزوں کے علاوہ تین چیزیں اور بھی مستحب ہیں۔ (۱) مریضوں کی بیمار پرسی (۲) دشمنوں سے ملاپ کرنا (۳) دعا عاشوراء پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا۔ یعنی زیادہ کھانا تیار کرے اور خوب پیٹ بھر کے کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس کے رزق میں وسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (ما ثبت من السنۃ)

عشرہ محرم بالخصوص دسویں محرم عاشوراء کے دن مجلس منعقد کرنا اور

مجالس محرم | صحیح روایتوں کے ساتھ شہادہ کر بلا رضی اللہ عنہم کے فضائل و واقعات کر بلا کو بیان کرنا جائز اور باعث ثواب ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جن مجالس میں صالحین



کا ذکر ہو۔ وہاں رحمت نازل ہوتی ہے۔ پھر چونکہ ان واقعات میں صبر و تحمل اور تسلیم و رضا اور پابندی شریعت کا بے مثال عملی نمونہ بھی ہے۔ اس لیے کربلا کے واقعات کو بار بار بیان کرنے سے مسلمانوں کو دین پر استقامت حاصل ہوگی جو اسلام کا عطر اور ایمان کی روح ہے۔ مگر ہاں اہل سنت کا خیال رہے کہ ان مجلسوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر خیر ہو جانا چاہیے تاکہ اہل سنت اور شیعوں کی مجلسوں میں فرق و امتیاز رہے۔ (بہار شریعت)

میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی محفلوں کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ یہ سب جائز و درست اور بہت ہی بابرکت محفلیں ہیں۔ اور یقیناً باعث ثواب اور مستحب ہیں۔ اس لیے ان کو نہایت اعلیٰ محبت سے کرنا چاہیے اور ان محفلوں اور مجلسوں میں نہایت ہی محبت و عقیدت کے ساتھ حاضر کر دینا چاہیے۔ ان محفلوں سے لوگوں کو روکنا یہ وہابیوں کا طریقہ ہے۔ ہرگز ہرگز ان لوگوں کی بات نہیں مانتی چاہیے کیوں کہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔

**فاتحہ** | محرم کے دس دنوں تک خصوصاً عاشوراء کے دن شربت پلکار، کھانا کھلا کر، شیر سی پیر یا کھچڑا پکا کر شہداء کربلا کی فاتحہ دلانا اور ان کی روتوں کو ثواب پہنچانا یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں۔ اور ان سب چیزوں کا ثواب یقیناً شہداء کربلا کی روتوں کو پہنچتا ہے اور اس فاتحہ و ایصالِ ثواب کے مسئلہ میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اہل سنت کے چاروں اماموں کا اتفاق ہے وہ ہدایہ و شرح عقائد پہلے زمانوں میں فرقہ معترضہ اور اس زمانے میں فرقہ وہابیہ اس مسئلہ میں اہل سنت کے خلاف ہیں اور فاتحہ و ایصالِ ثواب سے منع کرتے رہتے ہیں۔ تم مسلمانان اہل سنت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز نہ ان کی باتیں سنو نہ ان لوگوں سے میل جول رکھو ورنہ تم خود بھی گمراہ ہو جاؤ گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دو گے۔

دسویں محرم کو دعا و عاشوراء پڑھنے سے عمر میں شیر و برکت اور زندگی میں فلاح و نعمت حاصل ہوتی ہے یہاں ہی کتاب ”موسم رحمت“ میں پوری اور مکمل دعا و عاشوراء لکھی ہوئی ہے اس کتاب کو ضرور پڑھو۔

**محرم کا کھچڑا** | عاشوراء کے دن کھچڑا پکانا فرض یا واجب نہیں ہے لیکن اس کے حرام و ناجائز ہونے کی بھی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے بلکہ ایک روایت ہے کہ خاص عاشوراء



کے دن کھچڑا پکانا حضرت نوح علیہ السلام کی سنت ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب طوفان سے نجات پا کر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہری تو عاشورہ کا دن تھا۔ آپ نے کشتی میں سے تمام اناجوں کو باہر نکالا تو فول رطری مٹر، گیہوں، جو، مسور، چنا، چاول، پیاز، سات قسم کے کے غلے موجود تھے۔ آپ نے ان سالتوں اناجوں کو ایک ہی ہانڈی میں ملا کر پکایا۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین قلیوٹی نے فرمایا کہ مصر میں جو کھانا عاشورہ کے دن ”طبخ الجوب“ (کھچڑا) کے نام سے پکایا جاتا ہے۔ اس کی اصل دلیل یہی حضرت نوح علیہ السلام کا عمل ہے (انقلیوٹی)۔

**شب برات کا حلوہ** | سب برات میں حلوہ پکانا نہ تو فرض و سنت ہے نہ حرام و ناجائز بلکہ حق بات یہ ہے کہ شب برات میں دوسرے تمام کھانوں کی طرح حلوہ پکانا بھی ایک مباح اور جائز کام ہے اور اگر اس نیک نیتی کے ساتھ ہو کہ ایک عمدہ اور لذیذ کھانا فقراء و مساکین اور اپنے اہل و عیال کو کھلا کر ثواب حاصل کرے تو یہ ثواب کا کام بھی ہے۔

درحقیقت اس رات میں حلوے کا دستور یوں نکل پڑا کہ یہ مبارک رات صدقہ و خیرات اور ایصالِ ثواب و صلہ رحمی کی خاص رات ہے۔ لہذا انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس رات میں کوئی مرغوب اور لذیذ کھانا پکایا جائے۔ بعض عالموں کی نظر بخاری شریف کی اس حدیث پر پڑی کہ  
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلْوَاءَ وَالْعَسَلَ۔  
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوہ (شیرینی) اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

لہذا ان علماء کرام نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس رات میں حلوہ پکایا۔ پھر رفتہ رفتہ عوام بھی اس کا پیر چا اور رواج ہو گیا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے کہ ہندوستان میں شب برات کو روٹی اور حلوہ پر فاتحہ دلانے کا دستور ہے۔ اور سمرقند و بخارا میں ”قلما“ پر جو ایک سیٹھا کھانا ہے۔

الغرض شب برات کا حلوہ ہو یا عید کی سوتیاں، محرم کا کھچڑا ہو یا بالیدہ، محض ایک رسم و رواج کے طریقہ پر لوگ پکاتے کھاتے اور کھاتے ہیں۔ کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا سنت ہیں۔ اس لیے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں۔ یاد رکھو کہ کسی حلال کو حرام ٹھہرانا اللہ پر چھوٹی



تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ  
مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا  
وَحَلَالًا قُلْ اللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى  
اللَّهِ تَفْتَرُونَ -

(یونس)

یعنی کہہ دو۔ بھلا تباؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے  
لیے رزق اتارا۔ اُس میں تم نے اپنی طرف سے  
کچھ حرام کچھ حلال ٹھہرایا۔ اسے پیغمبر فرما دو کیا  
اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے، یا اللہ پر  
تم لوگ تہمت لگاتے ہو۔؟



# ایمانیات

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں  
جو ہر ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جاننا چاہیے کہ مسائلِ شریعت چار قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ مسائل ہیں جن کا تعلق ایمان و عقیدہ سے ہے جیسے توحید۔ رسالت۔ قیامت وغیرہ کا بیان۔ دوسری قسم وہ چیزیں ہیں جو بدنی و مالی عبادتوں سے تعلق رکھتی ہیں جیسے نماز۔ روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ تیسری قسم وہ باتیں ہیں جن کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ دین اور معاملات سے ہے۔ جیسے خرید و فروخت، نکاح و طلاق حکومت و سیاست وغیرہ۔ چوتھی قسم ان اوصاف کا بیان جو انسان کے اخلاق و عادات اور نفسانی جذبات سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جیسے شجاعت۔ سخاوت۔ صبر و شکر وغیرہ۔ مسائلِ شریعت کی یہ چاروں قسمیں انسان کی صلاح و فلاح و دارین کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ جب تک عقیدے صحیح اور درست نہیں ہوں گے اُس وقت تک کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ پہلے اسلام کے عقیدوں کو اچھی طرح جان کر اس پر ایمان لائیں اور سچے دل سے ان کو مان کر زبان سے اقرار بھی کریں۔ یوں سمجھو کہ عقائدِ حُر ہیں اور اعمالِ شاخیں ہیں۔ اگر درخت کی جڑ ہی کٹ جائے گی تو شاخیں کبھی ہری بھری نہیں رہ سکتیں۔ اس لیے پہلے ہم عقائدِ اسلام کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ نماز و روزہ اور زکوٰۃ و حج وغیرہ اعمالِ اسلام کا بیان بھی ہم لکھیں گے اور ان فرائض کے علاوہ دوسرے اسلامی مسائل کو بھی ہم بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے عقیدوں کو درست فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

چھ کلمے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ - (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے

سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ

اول کلمہ طیب



رسول ہیں۔

**دوم کلمہ شہادت** | اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ  
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے۔  
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور  
رسول ہیں۔

**سوم کلمہ تحمید** | سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ  
پاک ہے اور ساری خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود  
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط  
نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو  
بند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

**چہارم کلمہ توحید** | لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَلْمُلْكُ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی  
وَلَهُ الْحَمْدُ يُّحْيِيْ وَيُمِيْتُ ط وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ  
کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ساری خوبیاں، وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ  
وَالْاَكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔  
ہے کبھی بھی نہیں مرے گا۔ وہ عظمت اور بزرگی والا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں خیر ہے۔ اور وہ ہر  
چیز پر قادر ہے۔

**پنجم کلمہ استغفار** | اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنِبْتُ عَمَلًا  
میں اللہ سے بخش مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا،  
اَوْ خَطَا سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً قَاتُوْبٌ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي  
خواہ جان کر یا بے جانے چھپ کر خواہ کھلم کھلا اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جسے میں جانتا  
اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِي لَا اَعْلَمُ اَنَّكَ اَنْتَ عَزِيْزٌ



ہوں اور اُس گناہ سے بھی جو میں نہیں جانتا یقیناً تو یہی ہر غیب کو خوب جانتے والا ہے اور تُو ہی عیبوں کو  
 الْغُيُوبِ وَ سَتَّارِ الْعُيُوبِ وَ غَفَّارِ الذُّنُوبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ  
 چھپانے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند  
 اَلْعَلِيِّ الْعَظِيمِ  
 مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

**ششم کلمہ زکفر** اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ  
 اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرے ساتھ  
 شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ بِهِ وَاسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهِ ثَبْتُ  
 کسی کو شریک کروں اور وہ میرے علم میں ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس گناہ سے جس کا  
 عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكَذِبِ وَالْغَيْبَةِ  
 مجھے علم نہیں میں نے اس سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ اور  
 وَالْبِدْعَةِ وَالنِّمَمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِي كُلِّهَا  
 غیبت سے اور بُری لواحقیات سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور کسی پر بہتان  
 وَاسْلَمْتُ وَاَقُولُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ رَضِیَ اللهُ  
 باندھنے سے اور ہر قسم کی نافرمانی سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں سوائے اللہ کے کوئی  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

معبود نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

**ایمان مجمل** اَمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ وَقَبِلْتُ بِجَمِيعِ  
 میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفاتوں کے ساتھ ہے  
 اَحْكَامِهِ اِقْرَأْتُ بِاللِّسَانِ وَتَصَدِّقُهُم بِالْقَلْبِ۔

اور میں نے قبول کئے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین۔

**ایمان مفصل** اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
 میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر



وَالْقَدْرُ خَيْرٌ مِّنْ شَرِّهِ ۖ مِنَ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَالْبُعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

اور قیامت کے دن پرکہ ہر جلدی اور بُرائی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے تنبیہ :- ان پانچوں کلموں اور ایمان مجمل و ایمان مفصل کو زبانی یاد کر لو۔ اور معنوں کو خوب سمجھ کر سچے دل سے یقین کے ساتھ ان پر ایمان لاؤ۔ کیوں کہ یہی وہ کلمے ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ جب تک ان کلموں پر ایمان نہ لائے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کم نصیبی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان ان کلموں سے ناواقف یا غافل ہیں۔ حالانکہ ہر مسلمان ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچوں کو یہ اسلامی کلمے زبانی یاد کرا دیں۔ اور ان کلموں کے معنی بچوں کو بتا کر ذہن نشین کرا دیں۔ تاکہ یہ اسلامی عقیدے بچپن ہی سے دلوں میں جم جائیں اور زندگی کی آخری سانس تک ہر مسلمان مرد و عورت ان عقیدوں پر پاپاڑ کی طرح مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکے اور جن بالغ مردوں اور عورتوں کو یہ کلمے نہ یاد ہوں اُن پر بھی لازم ہے کہ وہ جلد سے جلد ان کلموں کو یاد کر لیں اور ان کے معنوں کو سمجھ کر سچے دل سے ان کو جان پہچان کر اور ایمان کران پر ایمان رکھیں اور ہر وقت ان عقیدوں کا دھیان رکھیں۔ کیوں کہ یہی عقیدے اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد ہیں۔ جس طرح کسی عمارت کی بنیاد ہل جائے یا کمزور ہو جائے تو وہ عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ ٹھیک اسی طرح اگر اسلام کے ان عقیدوں میں کوئی شک و شبہ پیدا ہو جائے تو اسلام کی عمارت بالکل ہی تہس نہس اور برباد ہو جائے گی۔

## اللہ تعالیٰ

- ۱۔ عقیدہ تمام عالم زمین و آسمان وغیرہ سارا جہان پہلے بالکل ناپید تھا۔ کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب کو پیدا کیا۔ تو یہ سب کچھ موجود ہوا۔
- ۲۔ عقیدہ جس نے تمام عالم اور دوسرے جہان کو پیدا کیا اُسی پاک ذات کا نام اللہ ہے۔
- ۳۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں۔ سارا عالم اس کا محتاج ہے



کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔ وہ سب سے یکتا اور نرالا ہے اور وہی سب کا خالق و مالک ہے۔  
**۴۔ عقیدہ** | وہ زندہ ہے وہ قدرت والا ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ سب کچھ دیکھتا ہے سب کچھ سنتا ہے۔ سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے جس کو جب تک چاہے زندہ رکھے اور جب چاہے موت دے۔ وہی سب کو جلتا اور مارتا ہے۔ وہی سب کو روزی دیتا ہے وہی جس کو چاہے عزت اور ذلت دیتا ہے۔ اور وہ جو کچھ چاہے کرتا ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ کوئی اس کا مثل اور مقابلہ نہیں۔ نہ اس کو کسی نے جنانہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ وہ بیوی بچوں والا ہے۔ (قرآن مجید)

**۵۔ عقیدہ** | وہ کلام فرماتا ہے لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح کا نہیں ہے۔ وہ زبان، آنکھ، کان وغیرہ اعضاء سے اور ہر عیب اور نقصان سے پاک ہے ہر کمال اس کی ذات میں موجود ہے۔

**۶۔ عقیدہ** | اس کی سب صفیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ کوئی صفت اس کی کبھی نہ ختم ہو سکتی ہے نہ گھٹ بڑھ سکتی ہے۔

**۷۔ عقیدہ** | وہ اپنی پیدا کی ہوئی ہر چیز پر بڑا مہربان ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ وہ بڑائی والا اور بڑی عزت والا ہے۔ سب کچھ اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ جس کو چاہے پست کر دے جس کو چاہے بلند کر دے جس کی چاہے روزی کم کر دے جس کی چاہے زیادہ کر دے۔ وہ انصاف والا ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ وہ گناہوں کا بخشنے والا اور بندوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حکم چلانے والا نہیں۔ نہ اس کو اس کے ارادہ سے کوئی روکنے والا ہے وہ سب کا کام بنانے والا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے بغیر اس کے حکم کے کوئی نہ ہل نہیں سکتا۔ اس کے کسی حکم اور اس کے کسی کام میں کسی کو روک ٹوک کی مجال نہیں۔ وہ تمام عالم اور سارے جہان کی حفاظت، اور اس کا انتظام فرماتا ہے۔ نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے نہ کبھی غافل ہوتا ہے (قرآن مجید، شرح عقائد وغیرہ)

**۸۔ عقیدہ** | اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا



فضل اور اس کی مہربانی ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۹۔ عقیدہ | وہ مخلوق کی تمام صفتوں سے پاک ہے۔ وہ بڑا ہی رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندوں کو کسی ایسے کام کا حکم نہیں دیتا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔ وہ اپنے بندوں کی بد اعمالیاں اور گناہوں سے ناراض ہوتا ہے اور بندوں کی نیکیوں اور عبادتوں سے خوش ہوتا ہے۔ اسی لیے اُس نے گناہگاروں کے لیے دوزخ کا عذاب اور نیکوکاروں کے لیے جنت کا ثواب بنایا ہے۔ (قرآن مجید و کتب عقائد)

۱۰۔ عقیدہ | اللہ تعالیٰ جہت اور مکان و زمان اور حرکت و سکون اور شکل و صورت وغیرہ مخلوقات کی تمام صفات و کیفیات سے پاک ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۱۔ عقیدہ | دنیا کی زندگی میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ ہاں دل کی نگاہ سے یا خواب میں

اللہ تعالیٰ کا دیدار دوسرے انبیاء علیہم السلام بلکہ بہت سے اولیاء کرام کو بھی نصیب ہوا۔ اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار دکھائے گا مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بلا کیفیت ہے۔ یعنی دیکھیں گے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے؟ اور کس طور پر دیکھیں گے؟ انشاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے۔ اس وقت بتا دیں گے۔ اس میں بحث کرنا جائز نہیں۔ یہ ایمان رکھو کہ قیامت میں ضرور اس کا دیدار ہوگا، جو آخرت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۲۔ عقیدہ | اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ معلوم ہوں اللہ تعالیٰ کے کسی کام کو برا سمجھنا یا اس پر اعتراض کرنا، یا ناراض ہونا یہ کفر کی

بات ہے۔ خبردار۔ خبردار کبھی ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر نہ اعتراض کرو۔ نہ ناراض رہو۔ بلکہ یہی ایمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہی اچھا ہے۔ خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم یعنی بہت زیادہ جاننے والا اور بہت زیادہ حکمتوں والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ (قرآن مجید)

نبی و رسول

۱۔ عقیدہ | اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے بہت پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا یہ سب



پنچیر تمام گناہوں سے پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نیک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سب  
 پنچیروں کا یہی کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اس کے احکام کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔  
 اللہ تعالیٰ نے ان پنچیروں کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے ان کے ہاتھوں پر ایسی ایسی حیرت اور تعجب  
 میں ڈالنے والی چیزیں ظاہر فرمائیں جو بہت ہی مشکل اور عادت کے خلاف ہیں جو دوسرے لوگ  
 نہیں کر سکتے۔ ان چیزوں کو ”معجزہ“ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کہ وہ اُتر رہا  
 کہ فرعون کے سامنے جادو گروں کے سانپوں کو ننگل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں  
 کو زندہ کرنا۔ اور ہمارے حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم چاند کو دو ٹکڑے کر دینا۔ ڈوبے  
 ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوا لینا انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری  
 کر دینا یہ سب معجزات ہیں۔ قرآن مجید و کتب عقائد

ان پنچیروں کو نبی کہتے ہیں۔ اور ان نبیوں میں سے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی آسمانی  
 کتاب اور نئی شریعت لے کر آئے وہ ”رسول“ کہلاتے ہیں۔ یہی سب مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا  
 نہ کوئی عورت نبی سب انسانوں سے زیادہ عقل مند ہوتے ہیں اور بے عیب بھی۔

۲۔ عقیدہ | سب سے پہلے پنچیر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری پنچیر حضرت  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور باقی تمام نبی و رسول ان دونوں کے  
 درمیان ہوئے۔ ان پنچیروں میں سے جو بہت مشہور ہیں۔ اور قرآن مجید اور حدیثوں میں جن کا  
 بار بار ذکر آیا ہے۔ وہ یہ ہیں:-

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت  
 اسحق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام  
 حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ  
 السلام حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت الیاس  
 علیہ السلام حضرت ایسع علیہ السلام حضرت یونس علیہ السلام حضرت لوط علیہ السلام حضرت ادریس  
 علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام حضرت  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (قرآن و حدیث)



۳۔ عقیدہ نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے جو صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ ”توریت“ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ”زبور“ حضرت داؤد علیہ السلام پر ”انجیل“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ”قرآن مجید“ جو سب سے افضل کتاب ہے وہ سب سے افضل رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (قرآن مجید)

۴۔ عقیدہ خدا کے نبیوں کی کوئی تعداد معین کرنی جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اس بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں اور نبیوں کی کسی معین تعداد پر ایمان لانے میں یہ احتمال ہے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار ہو جائے یا غیر نبی کو نبی مان لیا جائے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لیے یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی پر ایمان ایمان ہے۔

۵۔ عقیدہ مسلمان کے لیے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح ہر نبی کی نبوت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے (قرآن مجید)

۶۔ عقیدہ ہر نبی اور فرشتہ کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو نبیوں کی طرح معصوم سمجھنا بدینی و گمراہی ہے۔ نبیوں اور فرشتوں کے معصوم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سبب سے ان حضرات کا گناہ میں مبتلا ہونا شرعاً محال ہے۔ برخلاف اماموں اور اولیاء کے اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے بچاتا ہے لیکن اگر کبھی ان حضرات سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو یہ شرعاً محال نہیں۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۷۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر شریعت کے جتنے احکام تبلیغ کے لیے نازل فرمائے ان پیغمبروں نے ان تمام حکموں کو خدا کے بندوں تک پہنچا دیا ہے جو شخص یہ کہے کہ کسی نبی نے کسی حکم کو تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے چھپایا اور خدا کے بندوں تک نہیں پہنچایا وہ کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر وغیرہ)

۸۔ عقیدہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جموں کا برص و جذام وغیرہ ایسا مراض کے جن سے نفرت ہوتی ہے پاک ہونا ضروری ہے۔

۹۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں خاص کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی



غیب کی باتوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کی نظروں کے سامنے ہے۔ مگر حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے لہذا ان کا علم عطائی ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا عطائی ہونا محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کا ہر کمال ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبیوں کے علم غیب میں ایک بہت بڑا فرق تو یہی ہے کہ نبیوں کا علم غیب عطائی (اللہ کا دیا ہوا) ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے۔ یعنی کسی کا دیا ہوا نہیں ہے۔ کہاں عطائی اور کہاں ذاتی دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جو لوگ انبیاء بلکہ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی بعض آیتوں کو مانتے ہیں اور بعض آیتوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں قسم کی آیتیں ہیں۔ بعض آیتوں میں یہ ہے کہ خدا کے نبیوں کو علم غیب حاصل ہے اور بعض آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں آیتیں حق ہیں اور ان دونوں آیتوں پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور ان دونوں آیتوں میں سے کسی کا بھی انکار کرنا کفر ہے جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ نبیوں کو علم غیب حاصل ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ نبیوں کو خدا کے عطا فرمانے سے غیب کا علم حاصل ہے اور جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کسی کو بھی کسی چیز کا علم غیب حاصل نہیں ہے۔ ہرگز ہرگز ان دونوں قسم کی آیتوں میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں ہے۔

۱۰۔ عقیدہ | حضرت انبیاء کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ فرشتوں کے رسولوں سے بھی افضل ہیں ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ والا ہو مگر ہرگز ہرگز کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے وہ کافر ہے۔ (عامہ کتب عقائد)

۱۱۔ عقیدہ | حضرات انبیاء علیہم السلام کے مختلف درجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے سب سے افضل و اعلیٰ ہمارے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا درجہ ہے ان



پانچوں حضرات کو مرسلین اُولو العزم کہتے ہیں۔ اور یہ پانچوں باقی تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔

(قرآن مجید و تفاسیر)

حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں تمام لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کے لیے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور سابق اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی عطا فرمادی۔ خدا کے نبیوں کی حیات شہیدوں کی حیات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہیدوں کا ترکہ تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کا نہ ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ نہ ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔

(حیاء الموت و افادات رضویہ وغیرہ)

ہمارے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کی ذات پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا۔ حضور کے زمانہ میں یا اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کو مانے۔ یا کسی نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے وہ شخص کافر ہے۔

(قرآن شریف و شفاء شریف وغیرہ)

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے ہی جسم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کے اوپر اور وہاں سے جہان تک اللہ تعالیٰ کو منظور سوارات کے ایک مختصر حصہ میں پہنچایا اور آپ نے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور خدا کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔ اور خدا کے دربار میں آپ کو وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی نبی اور فرشتہ کو نہ کبھی حاصل ہوا نہ کبھی حاصل ہوگا۔ حضور کے اس آسمانی سفر کو "معراج" کہتے ہیں۔ معراج میں آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے جہاں انہی کا دیدار کیا اور بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا۔ اور تمام ملکوت اسموات والارض کے ذرہ ذرہ کو تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمایا۔

(تفسیرات احمدیہ وغیرہ کتب عقائد)

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن شفاعت کبریٰ اور مقام



محمود کا ثروت عطا فرمایا ہے۔ جب تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی مجالِ شفاعت نہ ہوگی بلکہ تمام انبیاء و مرسلین حضور ہی کے دربار میں اپنی اپنی شفاعت پیش کریں گے۔ اللہ کے دربار میں درحقیقت حضور ہی شفیع اول و شافع اعظم ہیں آپ کی شفاعت کے بعد تمام انبیاء و اولیاء و صلحا و شہداء وغیرہ سب شفاعت کریں گے۔ (احادیث صحیحہ)

۱۶۔ عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی محبت مدارِ ایمان بلکہ عینِ ایمان ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ اولاد بلکہ تمام جہاں سے زیادہ نہ ہو۔ کوئی شخص کامل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ (قرآن مجید و احادیث صحیحہ)

۱۷۔ عقیدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و توقیر ہر مسلمان پر فرضِ اعظم بلکہ جانِ ایمان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ و اہل بیت اور تمام متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے۔ اور ان سب کی تعلیم و تکریم کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھے۔ اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اسی لیے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ رسول سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی الفت ہو۔ (شفاء شریف وغیرہ)

۱۸۔ عقیدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں حضور کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور حضور کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حضور کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تمام جہاں کو اللہ تعالیٰ نے حضور کے زیرِ تصرف کر دیا ہے۔ اور آسمان و زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور کے مقدس ہاتھوں میں دے کر آپ کو اپنی تمام نعمتوں اور عطاؤں کا قاسم بنا دیا ہے۔ چنانچہ ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ!

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم  
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

۱۹۔ عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو حقارت کی نظر سے دیکھے یا آپ کی شان میں کوئی ادنیٰ سی گستاخی یا توہین و بے ادبی کرے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کے کلام میں شک کرے۔ یا آپ میں کوئی عیب نکالے۔ یا آپ کی کسی سنت کو برا سمجھے یا مذاق اڑائے وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ (عالمگیری و شفاء شریف وغیرہ)



## صحابی

ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ ان بزرگوں کو صحابی کہتے ہیں۔ ان حضرات کا درجہ ساری امت میں سب سے زیادہ بلند ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان شیعہ نبوت کے پر دانوں کو بڑی بڑی بزرگیاں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑے درجہ کے اولیاء بھی کسی کم سے کم درجے کے صحابی کے مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان صحابہ میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور دین اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ اسی لیے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں نبیوں کے بعد تمام امتوں میں یہ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے رسول کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

**عقیدہ** | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور تعلق کی وجہ سے تمام صحابہ کرام کا ادب و احترام اور ان بزرگوں کے ساتھ محبت و عقیدت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد، اور بیویاں، اور اہل بیت، آپ کے خاندان و آلے اور تمام وہ چیزیں جن کو آپ سے نسبت و تعلق ہو سب بزرگ و عظیم اور واجب الاحترام ہیں۔

## فرشتوں کا بیان

**۱۔ عقیدہ** | خدا کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے وجود پر بھی ایمان لانا ضروریات دین سے ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے (قرآن مجید)



۲۔ عقیدہ | اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے اور ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جس شکل میں چاہیں اس شکل میں ظاہر ہو جائیں وہ کبھی انسان کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی دوسری شکلوں میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ (احادیث صحیحہ)

۳۔ عقیدہ | فرشتے اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں۔ وہ وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے وہ خدا کے حکم کے خلاف کبھی کچھ نہیں کرتے۔ وہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔ (قرآن مجید)

۴۔ عقیدہ | اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو مختلف کاموں میں لگا دیا ہے اور جن جن کو جو جو کام سپرد فرما دیا ہے۔ وہ ان کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے ان کو پیدا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے رسول بھی جانتے ہیں۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ جو سب فرشتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ (قرآن مجید و کتب عقائد وغیرہ)

۵۔ عقیدہ | کسی فرشتہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

## جن کا بیان

اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق کو آگ سے پیدا فرما کر ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جو کسی شکل چاہیں بن جائیں۔ اس مخلوق کا نام ”جن“ ہے۔ یہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتے۔ یہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے، جیتے مرتے ہیں۔ ان کے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان میں مسلمان بھی ہیں۔ اور کافر بھی۔ نیک بھی ہیں۔ اور فاسق بھی۔ جن کے وجود کا انکار کرنے والا کافر ہے، کیوں کہ جن ایک مخلوق ہیں یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

لہذا جن کے وجود کا انکار درحقیقت قرآن مجید کا انکار ہے۔



## آسمانی کتابیں

۱۔ عقیدہ | اللہ تعالیٰ نے جتنے صحیفے اور کتابیں آسمان سے نازل فرمائی ہیں سب حق ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔ ان کتابوں میں جو کچھ ارشاد خداوندی ہوا۔ سب پر ایمان لانا اور ان کو سچ ماننا ضروری ہے کسی ایک کتاب کا انکار کرنا کفر ہے۔ ہاں البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے امتوں کے سپرد فرمائی تھی مگر امتوں سے ان کتابوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ بلکہ شریر لوگوں نے ان کتابوں میں اپنی خواہش کے مطابق کمی بیشی کر دی۔ لہذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو وہ اگر قرآن مجید کے مطابق ہو جب تو ہم اس کی تصدیق کریں گے اور اگر وہ قرآن کے مخالف ہو تو ہم یقین کر لیں گے کہ یہ شریوں کی تحریف ہے اور ہم اس بات کو رد کر دیں گے۔ اور اگر مخالفت یا موافقت کچھ بھی معلوم نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب کریں بلکہ یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔

۲۔ عقیدہ | دین اسلام چونکہ ہمیشہ رہنے والا دین ہے۔ لہذا قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد نہیں فرمائی۔ بلکہ اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔ چنانچہ اس نے ارشاد فرمایا کہ  
نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ  
یعنی بے شک ہم نے قرآن اتارا۔ اور یقیناً ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اس لیے قرآن مجید میں کوئی کمی بیشی کر دے یہ محال ہے اور جو یہ کہے کہ قرآن میں کسی نے کچھ رد و بدل یا کم زیادہ کر دیا ہے وہ کافر ہے۔

۳۔ عقیدہ | اگلی کتابوں میں نبیوں ہی کو یاد ہوا کرتی تھیں۔ لیکن یہ ہمارے نبی اور قرآن کا معجزہ ہے کہ قرآن مجید کو مسلمان کا بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔

تقدیر کا بیان | عالم میں جو کچھ مجھ بڑا ہوتا ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے



پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اُس نے اپنے اسی علم ازلی کے موافق پر بھلائی برائی مقدر فرمادی ہے۔ ”تقدیر“ اسی کا نام ہے جیسا ہونے والا ہے اور جو جیسا کرنے والا تھا۔ اس کو پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے جانا اور اسی کو لوح محفوظ پر لکھ دیا۔ تو یہ نہ سمجھو کہ جیسا اُس نے لکھ دیا مجبوراً ہم کو ویسا ہی کرنا پڑتا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا ہی اُس نے بہت پہلے لکھ دیا۔ نزدیک کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو وہ زید کے لیے بھلائی لکھتا تو اللہ تعالیٰ نے تقدیر لکھ کر کسی کو بھلائی یا برائی کرنے پر مجبور نہیں کر دیا ہے۔

۱۔ عقیدہ | تقدیر پر ایمان لانا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کا ”مجوسی“ بتایا ہے۔

۲۔ عقیدہ | تقدیر کے مسائل عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ اس لیے تقدیر کے مسائل میں زیادہ غور و فکر اور بحث و مباحثہ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق و امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرما گئے ہیں۔ پھر بھلا ہم تم کس گنتی میں ہیں کہ اس مسئلہ میں بحث و مباحثہ کریں۔ ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ ہم تقدیر پر ایمان لائیں۔ اور اس مشکل اور نازک مسئلہ میں ہرگز ہرگز کبھی بحث و مباحثہ اور عجت و تکرار نہ کریں کہ اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## عالم برزخ

مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے دنیا و آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے۔ جس کو ”عالم برزخ“ کہتے ہیں۔ تمام انسانوں اور جنوں کے مرنے کے بعد اسی عالم میں رہنا ہوتا ہے۔ اس عالم برزخ میں اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے کسی کو آرام ملتا ہے اور کسی کو تکلیف

عقیدہ | مرنے کے بعد بھی روح کا قلع بدن کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی ہے مگر بدن پر جو آرام یا صدمہ گزرے گا روح ضرور اس کو محسوس کرے گی اور متاثر ہوگی۔ جس طرح دنیاوی زندگی میں بدن پر توجہ راحت اور تکلیف پڑتی ہے



اس کی لذت اور کلفت روح کو پہنچتی ہے۔ اسی طرح عالم زیرخ میں بھی جو انعام یا عذاب بدن پر واقع ہوتا ہے۔ اس کی لذت اور تکلیف روح کو پہنچتی ہے۔

**عقیدہ** مرنے کے بعد مسلمانوں کی روہیں ان کے درجات کے اعتبار سے مختلف مقامات میں رہتی ہیں۔ بعض کی قبر پر۔ بعض کی زمزم شریف کے کنویں میں۔ بعض کی آسمان و زمین کے درمیان۔ بعض کی آسمانوں میں۔ بعض کی عرش کے نیچے قندیلوں میں۔ بعض اعلیٰ علیین میں۔ مگر روہیں کہیں بھی ہوں اپنے جسموں سے بدستور ان کو تعلق رہتا ہے جو کوئی ان کی قبر پر آئے اس کو وہ دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سنتے ہیں۔

اسی طرح کافروں کی روہیں بعض ان کے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں۔ بعض کی مین کے ایک ناکہ برہوت میں۔ بعض کی ساتوں زمین کے نیچے۔ بعض کی ”سجین“ میں۔ لیکن روہیں کہیں بھی ہوں ان کے جسموں سے ان روہوں کا تعلق برقرار رہتا ہے۔ چنانچہ جو ان کے مرگھٹ پر گزرے یا ان کی قبر پر آئے اس کو دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سنتے ہیں (مبار شریعت وغیرہ)

**عقیدہ** یہ خیال کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں چلی جائے۔ خواہ وہ کسی آدمی کا بدن ہو یا کسی جانور کا۔ جس کو فلاسفہ ”تناسخ“ اور ہندو ”آداگون“ کہتے ہیں۔ یہ خیال بالکل ہی باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

**عقیدہ** جب آدمی مرجاتا ہے تو اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو وہ جہاں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ جن میں سے

ایک کا نام ”منکر“ اور دوسرے کا نام ”نکیر“ ہے۔ یہ دونوں فرشتے مردہ سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایمان دار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں قبر میں آتی رہتی ہیں۔ اور مردہ آرام و چین کے مزہ میں پڑ کر اپنی قبر میں سکھ کی نیند سو رہتا ہے اور اگر مردہ ایماندار نہ ہو تو سب سوالوں کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں



معلوم ہے۔ پھر اس کی قبر میں دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور جہنم کی گرم گرم ہوائیں اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہیں۔ اور مردہ طرح طرح کے سخت عذابوں میں گرفتار ہو کر تڑپتا اور بے قرار رہتا ہے۔ فرشتے اس کو گزروں سے مارے رہتے ہیں اور اس کے بُرے اعمال سانپ بچھو بن کر اُسے عذاب پہنچاتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۵ مختصراً وغیرہ)

**عقیدہ** | مردہ کلام بھی کرتا ہے مگر اس کے کلام کو انسان اور جن کے سوا تمام مخلوقات جانور وغیرہ سنتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی سن لے تو وہ بیہوش ہو جائے گا۔

**عقیدہ** | ایمان دار اور نیکوں کی قبریں کسی کی شتر شتر ہاتھ چوڑی ہو جاتی ہیں۔ اور کسی کسی کی قبریں اتنی چوڑی ہو جاتی ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے اور کافروں اور بعض گنہگاروں کو قبر اس زور سے دباتی ہے اور اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی پسلیاں ادھر ہو جاتی ہیں۔

**عقیدہ** | قبر میں جو کچھ عذاب و ثواب مردے کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس پر گزرتی ہے وہ سب چیزیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ زندہ لوگوں کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ جیسے سوتا ہوا آدمی خواب میں آرام و تکلیف اور قسم قسم کے مناظر سب کچھ دیکھتا ہے۔ لذت بھی پاتا ہے اور تکلیف بھی اٹھاتا ہے۔ مگر اس کے پاس ہی میں جاگتا ہوا آدمی ان سب باتوں سے بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

## قیامت کا بیان

توحید و رسالت کی طرح قیامت پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین میں سے ہے جو شخص قیامت کا انکار کرے وہ گھلا ہوا کافر ہے۔

ہر مسلمان کے لیے اس عقیدہ پر ایمان لانا فرض عین ہے کہ ایک دن یہ زمین آسمان بلکہ کل عالم اور سارا جہاں فنا ہو جائے گا اسی دن کا نام ”قیامت“ ہے۔

قیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن میں سے چند نشانیاں یہ ہیں۔

۱۔ دنیا میں تین جگہ آدمی زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ایک مشرق میں۔

۲۔ علم اٹھ جائے گا۔



۲۔ جمالت کی کثرت ہوگی۔

۳۔ اعلانیہ زنا کاری بکثرت ہونے لگے گی۔

۴۔ مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتیں بہت زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

۵۔ ملک عرب میں کھیتی باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔

۶۔ دین پر قائم رہنا اتنا ہی دشوار ہوگا جیسے ٹھہی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

۷۔ لوگ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لیے نہیں۔

۸۔ مرد اپنی عورت کا فرمانبردار ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔

۹۔ مسجدوں میں لوگ شور مچائیں گے۔

۱۰۔ گانے بجانے کا رواج بہت زیادہ ہو جائے گا۔

۱۱۔ اگلے لوگوں پر لوگ لعنت کریں گے اور برا کہیں گے۔

۱۲۔ جانور آدمیوں سے کلام کریں گے۔

۱۳۔ ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں۔ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔

۱۴۔ وقت میں برکت ختم ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ برس مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ایک ہفتہ کے۔ اور ایک ہفتہ مثل ایک دن کے گزر جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ

الغرض اللہ و رسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتلائی ہیں سب یقیناً ظاہر ہو کر رہیں گی یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ یا جوج و ماجوج جو بہت ہی زبردست لوگ ہیں۔ وہ نکل کر تمام زمین پر پھیل جائیں گے۔ اور بڑے بڑے فساد اور بربادی برپا کریں گے پھر خدا کے

قبر سے ملک ہو جائیں گے۔ پچھم سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید کے حروف اڑ جائیں گے۔ یہاں تک کہ روئے زمین کے تمام مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔



اس طرح جب قیامت کی تمام نشانیاں ظاہر ہو چکیں گی تو اچانک خدا کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس سے زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ چھوٹے بڑے سب پہاڑ چور چور ہو کر بکھر جائیں گے۔ تمام دریاؤں میں طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔ اور زمین پھٹ جائے گی ایک دریا دوسرے دریاؤں سے مل جائے گا۔ تمام مخلوقات مر جائیں گی اور سارا عالم نیست و نابود۔ اور پوری دنیا تہس نہس ہو کر برباد ہو جائے گی۔ پھر ایک مدت کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جائے تو دوسری بار پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ پھر سارا عالم دوبارہ پیدا ہو جائے گا اور تمام مردے زندہ ہو کر میدانِ محشر میں جمع ہوں گے۔ جہاں سب کے اعمال میزانِ عمل میں تولدے جائیں گے حساب و کتاب ہوگا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ نیکوں کا نامہ اعمال دہنے ہاتھوں میں اور بدوں کا نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیا جائے گا۔ پھر یہ لوگ پل صراط پر چلائے جائیں گے۔ جن لوگوں کے اعمال خیر ہوں گے وہ سلامتی کے ساتھ پل سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے اور جو بد اعمال اور گناہگار ہوں گے وہ اس پل سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

### عقیدہ

جہنم پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس میں طرح طرح کے عذابوں کے سامان موجود ہیں۔ دوزخی لوگوں میں سے جن لوگوں کے دلوں میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور دوسرے بزرگوں کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ مسلمان کتنا ہی بڑا گناہگار کیوں نہ ہو مگر وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا۔ بلکہ کچھ دنوں تک اپنے گناہوں کی سزا پا کر وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ ہاں البتہ کفار و مشرکین ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہیں گے۔ اور ان کو موت بھی نہیں آئے گی۔

### عقیدہ

جنت بھی بنائی جا چکی ہے۔ اور اس میں طرح طرح کی نعمتوں کا سارا سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما رکھا ہے۔ جنتیوں کو نہ کوئی خوف ہوگا۔ نہ کسی طرح کا کوئی رنج و غم ہوگا۔ ان کی ہر خواہش اور تمنا کو خداوند کریم پوری فرمائے گا اور وہ بہشت کے باغوں میں قسم قسم کے



میووں، اور طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ نہ کبھی وہ جنت سے نکلے جائیں گے نہ مریں گے۔

**عقیدہ** | شرک اور کفر کے گناہ کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ ان کے علاوہ دوسرے چھوٹے بڑے گناہوں کو جس کے لیے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ عذاب دنیا اس کا عدل ہے اور معاف کر دینا اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر اپنا فضل فرمائے (آمین)

**ضروری ہدایت** | پیاری بہنو اور عزیز بھائیو! تم قیامت کی ہونا کیوں اور جنت و دوزخ کی نعمتوں اور عذابوں کا مختصر حال پڑھ چکے۔ یقین کرو اور ایمان رکھو۔ کہ ہم کو تم کو اور سب کو یہ دن دیکھنے میں۔ لہذا خدا کے لیے دنیا کے عیش و آرام میں پڑ کر آخرت کو مت بھول جاؤ۔ صرف خوراک، پوشاک، زیورات، مکانات اور دنیاوی راحت و آرام کے سامان ہی کی فکر میں دن رات مت رہا کرو بلکہ آخرت کی زندگی کا بھی کچھ سامان کرو اور زیادہ سے زیادہ اچھے اچھے اعمال اور عبادتیں کر کے آخرت کے سامان تیار کرو اور جہنم کے عذابوں سے بچنے، اور جنت کی نعمتوں کے پانے کی تدبیریں کرو۔ دنیا آنی فانی ہے۔ یاد رکھو کہ ایک دن بالکل ہی ناگہاں اور اچانک ملک الموت تمہارے پاس آکر یہ فرمادیں گے کہ اے شخص تیرے گھر میں ہزاروں من اناج رکھے ہوئے ہیں مگر اب تو ان میں سے ایک دانہ بھی نہیں کھا سکتا۔ ٹھنڈے سے ٹھنڈے میٹھے میٹھے پانیوں کے ٹکے بھرے ہوئے رکھے ہیں مگر اب تو ان پانیوں کا ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتا۔ تیرے گھر میں ہزاروں لاکھوں روپے پڑے ہوئے ہیں مگر اب تو ان میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ اب تو کچھ بول بھی نہیں سکتا۔ اٹھ کر اب تو چل بھی نہیں سکتا۔ یہ کہہ کر ایک دم ملک الموت روح قبض کرنے لگیں گے اور اس وقت تم کچھ بھی نہ کر سکو گے۔ سوچو کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ اور تم اس وقت کس قدر افسوس کرو گے۔ اور بچھاؤ گے کہ ہائے یہ کیا ہوا؟۔ کاش میں تندرستی اور سلامتی کی حالت میں کچھ عبادتیں اور خیر خیرات کر لیتا۔ مگر اب اس بچھانے اور افسوس کرنے سے کیا فائدہ؟ اس لیے میری بہنو اور میرے بھائیو! ملک الموت کے آنے سے پہلے جو کچھ اعمال صالحہ اور صدقہ و خیرات کر سکتے ہو وہ



کہ کہ قبر اور دوزخ کے عذابوں سے بچنے کا سامان کر لو۔ اور جنت میں جانے، اور بہشت کی نعمتوں کے پانے کے ذریعے بنا لو ورنہ بہت افسوس کرو گے اور اس وقت مجھے یاد کرو گے کہ ہمارا عالم دین بالکل سچ کہتا تھا۔ کاش ہم اس کی نصیحتوں کو مان لیتے تو ہمارا جہلا ہو جاتا۔ اس لیے پھر کہنا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ

حشر کے دن جس سے ہو تجھ کو غفل	واسطے حق کے نہ ایسی راہ چل
چھوڑاں باتوں کو، طوراً اپنے بدل	نیکوں میں مست ہے بدیوں میں حیت
اونچے اونچے یاں تو بنو اے محل	قبر میں رہنے کی بھی کچھ فکر کر
ہیں محض بیکار یہ شمع و کنول	روشنی کا قبر میں سامان کر
جلداں دنیا کے پھندوں سے نکل	عاقبت بن جائے ایسے کام کر
کام آئے گا وہاں تیرا عمل	مال و دولت سب دھرے رہ جائیں گے
کس طرح پائے گا تو جنت کے پھل	ہائے تو بوتا ہے کاٹے ہر طرف
ہے کھڑی سر پر ترے تیری اجل	سو برس جینے کی تجھ کو آکس ہے

عمر گھٹتی ہے گناہوں میں تری

غار میں گزتا ہے تو جلدی سنبھل

## کفر کی باتیں

اس زمانے میں جہالت کی وجہ سے کچھ مرد اور عورتیں اس قدر بے لگام ہیں کہ جو ان کے منہ میں آتا ہے بول دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض کفر کے الفاظ بھی لوگوں کی زبانوں سے نکل جاتے ہیں۔ اور لوگ کافر ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کافر ہو گئے۔ اور ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اس لیے ہم یہاں چند کفری بولیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو ان کفریات کا علم ہو جائے اور لوگ ان باتوں کو بولنے سے ہمیشہ زبان روکے رہیں۔ اور اگر خدا نخواستہ یہ کفری الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے ہوں تو فوراً توبہ کر کے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنیں اور دوبارہ نکاح کریں۔



۱۔ خدا کے لیے مکان اور جگہ ثابت کرنا کفر ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اوپر اللہ

نیچے پھنچے۔ یا اوپر اللہ نیچے پھنچے۔ یہ کہنا کفر ہے۔ (خانہ)

۲۔ کسی سے کہا گناہ کرو ورنہ خدا جہنم میں ڈال دے گا۔ اس نے کہا ”میں جہنم سے نہیں ڈرتا“

یا یہ کہا ”مجھے خدا کے عذاب کی کوئی پرواہ نہیں“ یا ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصہ میں یہ کہہ دیا کہ ”میں خدا سے نہیں ڈرتا“ یہ کہہ دیا کہ ”خدا کہاں ہے“ یہ سب کفر کی بولیاں ہیں۔ (عالمگیری)

۳۔ کسی سے کہا کہ انشاء اللہ تم اس کام کو کرو گے۔ اُس نے کہہ دیا کہ ”اجی میں بغیر انشاء اللہ کروں گا“ کافر ہو گیا۔

۴۔ کسی مالدار کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ ”آخر کار یہ کیا انصاف ہے کہ اس کو مالدار بنا دیا اور مجھے غریب بنایا“ یہ کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری)

۵۔ اولاد وغیرہ کے مرنے پر رنج اور غصہ میں اس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا کو بس میرا بیٹا ہی مارنے کے لیے ملا تھا۔ دنیا بھر میں مارنے کے لیے میرے بیٹے کے سوا خدا کو دوسرا کوئی ملتا ہی نہیں تھا خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہیے تھا اللہ نے بہت برا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کر دیا۔ اس قسم کی بولیاں بول دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

۶۔ خدا کے کسی کام کو برا کہنا۔ یا خدا کے کاموں میں عیب نکالنا۔ یا خدا کا مذاق اڑانا۔ یا خدا کی بے ادبی کرنا۔ یا خدا کی شان میں کوئی چھوٹا لفظ بولنا۔ یا خدا کو ایسے لفظوں سے یاد کرنا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔

۷۔ کسی نبی یا فرشتہ کی حقارت کرنا۔ یا ان کی جناب میں گستاخی کرنا، یا ان کو عیب لگانا یا ان کا مذاق اڑانا۔ یا ان پر طعنہ مارنا۔ یا ان کے کلمے کو بے حیائی بتانا۔ یا بے ادبی سے ساتھ ساتھ ان کا نام لینا کفر ہے۔

۸۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے یا حضور کی کسی چیز یا کسی بات کی توہین کرے۔ یا حقیر جانے۔ یا عیب لگائے۔ یا آپ کے مقدس بال یا ناخن کی بے ادبی کرے۔ یا آپ کے لباس مبارک کو کندہ اور میلے بتائے یا حضور کی کسی سنت کی تحقیر کرے



مثلاً وارٹھی بڑھانا مونچھیں کم کرنا۔ عمامہ باندھنا۔ عمامہ کا شملہ ٹسکانا۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا۔ یا حضور کی کسی سنت کا مذاق اڑاٹے یا اس کو برا سمجھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۹۔ جو شخص کسی قاتل یا خونخوار کو دیکھ کر توہین کی نیت سے کہہ دے کہ ”ملک الموت“ آگئے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۱۰۔ قرآن کی کسی آیت کے ساتھ مسخرہ بن کرنا کفر ہے۔ جیسے بعض وارٹھی منڈے کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن میں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ آیا ہے اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ کلمہ صاف کراتے رہو۔ یا اکیلے نماز پڑھنے والے کہہ دیا کرتے ہیں کہ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنفَعُ۔ اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھا کرو۔ ان باتوں کے بول دینے سے آدمی کافر ہو جائے گا کیونکہ قرآن کے ساتھ مسخرہ بن بھی ہے اور قرآن کے معنی کو بدل ڈالنا بھی ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

۱۱۔ اسلام میں شک کرنا اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں میں مسلمان ہوں یا کافر۔ یا اپنے اسلام پر انہوس کرنا مثلاً یہ کہنا کہ میں مسلمان ہو گیا یہ اچھا نہیں ہوا کاش میں ہندو رہتا یا عیسائی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ تو کفار کے دین کو اچھا بتانا۔ یا کسی کفر کی بات کو اچھا سمجھنا۔ یا کسی کفر کی بات سکھانا۔ یا یہ کہنا کہ نہ میں ہندو ہوں نہ مسلمان میں تو انسان ہوں یا یہ کہنا کہ میں نہ مسیح سے تعلق رکھتا ہوں نہ مندر سے۔ یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں ڈھونگ ہیں میں کسی کو نہیں مانتا۔ یا یہ کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھروں کا ایک پرانا گھر ہے اس میں کیا دھڑا ہے کہ میں اس کی تعظیم کروں یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا بے کار آدمیوں کا کام ہے۔ ہم کو نماز کی کہاں فرصت ہے؟ یہ کہنا کہ روزہ وہ رکھے جس کو کھانا نہ ملے۔ یا یہ کہنا کہ جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو روزہ رکھ کر بھوکے کیوں مریں؟ یا اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کہ کیا خواہ مخواہ کا شور مچا رکھا ہے۔ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کا کچھ نتیجہ نہیں بہت پڑھ لی کیا فائدہ ہوا؟ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے یا یہ کہنا کہ میں تو صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہوں۔ باقی دنوں میں نہ کبھی پڑھی نہ پڑھوں گا۔ یا یہ کہنا کہ نماز مجھے موافق نہیں آتی۔ میں جب نماز پڑھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہنا کہ زکوٰۃ خدائی ٹیکس ہے جو ملا لوگوں نے مالداروں پر لگا رکھا ہے۔ یا یہ کہنا کہ حج تو ایک تفریحی سفر ہے۔ یا ایک مارکیٹ کا دھندا ہے میں ایسا کام کیوں کروں؟ وغیرہ



وغیرہ اس قسم کی تمام بھوا میں کھلا ہوا کفر ہے۔ ان سب بولیوں سے آدمی کافر ہو جائے گا۔  
۱۲۔ یہ کہنا کہ رام درحیم دونوں ایک ہی ہیں اور وید و قرآن میں کچھ فرق نہیں۔ یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں خدا کے گھر ہیں۔ دونوں جگہ خدا ملتا ہے، کفر ہے۔

۱۳۔ بت یا چاند سورج کو سیدہ کرنا۔ یا زنا (جنو) باندھنا۔ یا سر پہ چٹیا رکھنا یا تشقہ لگانا یا ہولی دیوالی پوجنا۔ یا رام لیلہ جنم اشٹمی۔ رام نومی وغیرہ کے جلوسوں اور سیلوں میں کفر کی شان و شوکت بڑھانے یا کافروں کو خوش کرنے کے لیے شریک ہونا یا ان کفری تہواروں کی تعظیم کرنا یا کوئی چیز ان تہواروں کے دن مشرکین کے گھر بطور تحفہ اور ہدیہ کے بھیجا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو یہ کفر ہے۔ (بہار شریعت)

۱۴۔ جو شخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا یا شریعت کا کوئی حکم یا فتویٰ سن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں۔ یا یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چوڑھے بھاڑ میں ڈال دو۔ یا یہ کہہ دے کہ میں شرع و رع کو نہیں جانتا۔ یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے۔ یا یہ کہہ دے کہ بسم اللہ اور سبحان اللہ روٹی کی جگہ کام نہ دے گا۔ ہمیں روٹی چاہیے۔ بسم اللہ۔ سبحان اللہ نہیں چاہیے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔

۱۵۔ شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا حوا کھلتے وقت ”بسم اللہ“ کہنا کفر ہے۔  
۱۶۔ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کسی کافر کو مسلمان کہنا کفر ہے۔

۱۷۔ جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا مانگے۔ یا کسی مردہ کافر کو مرتد کو مرحوم و مغفور کہے یا کسی مردہ ہندو کو ”بکینٹھ باشی“ کہے وہ خود کافر ہے۔ (بہار شریعت)  
۱۸۔ خدای حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کہنا۔ یا خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کہنا۔ یا خدا کی فرض کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار کرنا یہ سب کفر ہیں۔

۱۹۔ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرنا مثلاً توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ جنت، دوزخ، آسمانی کتابیں ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔



۶۔ قرآن مجید کو ناقص بنانا اور یہ کہنا کہ اس میں سے کچھ آیتیں نکال دی گئی ہیں یا قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرنا یا قرآن میں کوئی عیب بتانا یا قرآن مجید کی بے ادبی کرنا، یہ سب کفر ہیں۔ بہنو اور بھائیو! غور کرو کہ یہ سب الفاظ اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے الفاظ ہیں جن کے بولنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے لہذا بول چال میں خاص طور پر دھیان رکھو۔ زیادہ شیخی مت بگھاؤ۔ اور اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اور خبردار خیردار بے لگام بن کر قبیحی کی طرح زبان چلا چلا کر جو منہ میں آئے اول قول نہ کہتے رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ اور اس کو قابو میں رکھو۔ کیونکہ بہت سی زبان سے نکلی ہوئی باتیں آدمی کو جہنم میں داخل کر دیتی ہیں۔ تو یہ تو یہ تعوذ باللہ منہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کفری کلاموں اور کفریات کے کاموں سے بچائے رکھے۔

(آمین)

## ولایت کا بیان

ولایت دربارِ خداوندی میں ایک خاص قرب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

**عقیدہ** تمام امتوں کے اولیاء میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء سب سے افضل ہیں۔ اور اس امت کے اولیاء میں سب سے افضل داعی حضرت خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور ان میں جو خلافت کی ترتیب ہے وہی افضلیت کی بھی ترتیب ہے۔ یعنی سب سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں۔ پھر فاروق اعظم۔ پھر عثمان غنی۔ پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

**عقیدہ** اولیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو بہت بڑی طاقت اور عالم میں ان کو تصرفات کے اختیارات عطا فرمائے ہیں اور بہت سے غیب کے علوم ان پر منکشف ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ



روح محفوظ کے علوم پر بھی مطلع فرمادیتا ہے۔ لیکن اولیاء کو یہ سارے کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے حاصل ہوتے ہیں۔

**عقیدہ** | اولیاء کی کرامت حق ہے۔ اس کا منکر گمراہ ہے۔ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً مردوں کو زندہ کرنا۔ اندھوں اور کوڑھیوں کو شفاء دینا لمبی مسافتوں کو منٹ دو منٹ میں طے کر لینا۔ پانی پر چلنا۔ ہواؤں میں اڑنا۔ دُور دُور کی چیزوں کو دیکھ لینا۔ مفصل بیان کے لیے پڑھو ہماری کتاب "کرامات صحابہ"۔

**عقیدہ** | اولیاء کرام کو دُور نزدیک سے پکارنا جائز اور سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

**عقیدہ** | اولیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کا علم اور ان کا دیکھنا ان کا سنا دنیاوی زندگی سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

**عقیدہ** | اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری مسلمانوں کے لیے باعثِ سعادت و برکت ہے اور ان کی نیاز و فاتحہ اور ایصالِ ثواب مستحب اور خیر و برکت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اولیاء کرام کا عرس کرنا یعنی لوگوں کا ان کے مزاروں پر جمع ہو کر قرآنی خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و وعظ و ایصالِ ثواب یہ سب اچھے اور ثواب کے کام ہیں۔ ہاں البتہ عرسوں میں جو خلافِ شریعت کام ہونے لگے ہیں مثلاً قبروں کو سجدہ کرنا۔ عورتوں کا بے پردہ ہو کر مردوں کے مجمع میں گھومتے پھرنا۔ عورتوں کا ننگے سر مزاروں کے پاس جھومنا، چلنا اور سر ٹپک ٹپک کر کھیلنا کودنا، اور مردوں کا تماشہ دیکھنا۔ باجہ بجانا۔ ناچ کرانا۔ یہ سب خرافات ہر حالت میں مذموم و ممنوع ہیں۔ اور ہر جگہ ممنوع ہیں۔ اور بزرگوں کے مزاروں کے پاس اور زیادہ مذموم ہیں لیکن ان خرافات و ممنوعات کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بزرگوں کا عرس حرام ہے جو حرام اور ممنوع کام ہیں ان کو روکنا لازم ہے۔ ناک پڑاگر مکھی بیٹھ گئی ہے تو مکھی کو اڑا دینا چاہیے ناک کاٹ کر نہیں پھینک دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر جالوں اور فاسقوں نے عرس میں کچھ حرام کام اور ممنوع کاموں کو شامل کر دیا ہے تو ان حرام و ممنوع کاموں کو روکا جائے عرس ہی کو حرام نہیں کہہ دیا جائے گا۔



## پیری مریدی

علامہ اور مشائخ سے مرید ہونا۔ اور ان کے ہاتھوں پر گناہوں سے توبہ کر کے نیک اعمال کرنے کا عہد کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے۔ مگر مرید ہونے سے

پہلے پیر کے بارے میں خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیں۔ ورنہ اگر پیر بدعتیہ اور بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ آج کل بہت سے ایمان کے ڈاکو پیروں کے لباس میں پھرتے رہتے ہیں۔ لہذا مرید بننے میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ یوں تو پیر بننے کے لیے بہت سی شرطوں کی ضرورت ہے مگر کم سے کم چار شرطوں کا پیر میں ہونا تو بے حد ضروری ہے۔ اول سنی صحیح عقیدہ ہو۔ دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ سوم فاسق معین نہ ہو۔ چہارم اس کا سلسلہ اور شجرہ طریقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ ورنہ اوپر سے فیض نہ ہوگا۔

لہذا خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ بد مذہب مثلاً رافضی۔ خارجی۔ وہابی وغیرہ سے مرید ہونا حرام اور گناہ ہے اسی طرح بالکل ہی جاہل جو حرام و حلال اور فرض و واجب اور ضروریات دین کا علم نہ رکھتا ہو اس سے مرید ہونا بھی ناجائز ہے۔ یوں ہی نماز دروزہ چھوڑنے والا۔ داڑھی منڈانے والا یا حد شریعت سے کم داڑھی والا یا گناہ کبیرہ اور خلاف شریعت اعمال کرنے والا بھی پیر بنانے کے لائق نہیں۔ اور ایسے فاسق سے مرید ہونا بھی درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جس کا سلسلہ اور شجرہ بیعت درمیان میں کہیں سے بھی کٹا ہوا ہو۔ مثلاً اس کو خود ہی خلافت و اجازت کسی بزرگ سے نہ حاصل ہو یا اس کے شجرہ کے پیروں میں سے کوئی بلا خلافت و اجازت والا ہو، یا گمراہ ہو تو ایسے شخص سے بیعت ہونا بھی درست نہیں ہے۔



## عبادات

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ اٹھتی تھی  
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

## مسائل کی چند اصطلاحیں

یہ وہ اصطلاحی بولیاں ہیں کہ ان کو جان لینے سے اس کتاب کے سمجھنے میں مدد ملے گی اور  
مسائل کے سمجھنے میں ہر جگہ بہت ہی سہولت اور آسانی ہو جائے گی۔ اس لیے مسئلوں کو پڑھنے  
سے پہلے ان اصطلاحوں کو خوب سمجھ کر اچھی طرح یاد کر لو!

**فرض** | وہ ہے جو شریعت کی یقینی دلیل سے ثابت ہو اس کا کرنا ضروری، اور بلا کسی عذر  
کے اس کو چھوڑنے والا ناستق اور جہنی اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔  
جیسے نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ۔

پھر فرض کی دو قسمیں ہیں ایک فرض عین، دوسرے فرض کفایہ۔ فرض عین وہ ہے جس  
کا ادا کرنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر ضروری ہے جیسے نماز پنجگانہ وغیرہ۔ اور فرض کفایہ وہ ہے جس  
کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کر لینے سے سب کی طرف سے ادا ہو جائے  
گا اور اگر کوئی بھی ادا کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔



## واجب

وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا کرنا ضروری ہے اور اس کو بلا کسی تاویل اور بغیر کسی عذر کے چھوڑ دینے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ اور بد مذہب ہے۔

## سنت موکدہ

وہ ہے جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو۔ البتہ بیانِ جواز کے لیے کبھی چھوڑ بھی دیا ہو۔ اس کو ادا کرنے میں بہت بڑا ثواب اور اس کو کبھی اتفاقیہ طور پر چھوڑ دینے سے اللہ و رسول کا عتاب۔ اور اس کو چھوڑ دینے کی عادت ڈالنے والے پر جہنم کا عذاب ہوگا۔ جیسے نماز فجر کی دو رکعت سنت، اور نماز ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے اور دو رکعت فرض کے بعد سنتیں۔ اور نماز مغرب کی دو رکعت سنت اور نماز عشاء کی دو رکعت سنت۔ یہ نماز پنجگانہ کی بارہ رکعت سنتیں سب سنت موکدہ ہیں۔

## سنت غیر موکدہ

وہ ہے جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی کبھی اس کو چھوڑ بھی دیا ہو۔ اس کو ادا کرنے والا ثواب پائے گا۔ اور اس کو چھوڑ دینے والا عذاب کا مستحق نہیں۔ جیسے عصر کے پہلے کی چار رکعت سنت۔ اور عشاء سے پہلے کی چار رکعت سنت کہ یہ سب سنت موکدہ ہیں۔ سنت غیر موکدہ کو سنت زائدہ بھی کہتے ہیں۔

## مستحب

ہر وہ کام ہے جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو اور اس کو چھوڑ دینا شریعت کی نظر میں بُرا بھی نہ ہو۔ خواہ اس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو۔ یا علماء صالحین نے اس کو پسند فرمایا اگرچہ حدیثوں میں اس ذکر نہ آیا ہو۔ یہ سب مستحب ہیں۔ مستحب کو کرنا ثواب اور اس کو چھوڑ دینے پر نہ کوئی عذاب ہے نہ کوئی عتاب۔ جیسے وضو کرنے میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ نماز میں بحالتِ قیام سجدہ گاہ پر نظر رکھنا خطبہ میں خلفاء راشدین وغیرہ کا ذکر، میلاد شریف، پیرانِ کبار کے وظائف وغیرہ۔ مستحب کو مذہب بھی کہتے ہیں۔

## مباح

وہ ہے جس کا کرنا اور چھوڑ دینا دونوں برابر ہو۔ جس کے کرنے میں نہ کوئی ثواب ہو اور چھوڑنے میں نہ کوئی عذاب ہو۔ جیسے لذیذ غذاؤں کا کھانا اور نفیس کپڑوں کا



**حرام** | وہ ہے جس کا ثبوت یقینی شرعی دلیل سے ہو۔ اس کا چھوڑنا ضروری اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق و جنبی اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

خوب سمجھ لو کہ حرام فرض کا مقابل ہے یعنی فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا چھوڑنا ضروری ہے۔

**مکروہ تحریمی** | وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو۔ اس کا چھوڑنا لازم اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق و جنبی اور گناہِ کبیرہ حرام کے کرنے سے کم ہے۔ مگر چند بار اس کو کر لیا گناہِ کبیرہ ہے۔ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ یہ واجب کا مقابل ہے یعنی واجب کو کرنا لازم ہے اور مکروہ تحریمی کو چھوڑنا لازم ہے۔

**اسامات** | وہ ہے جس کا کرنا بُرا۔ اور کبھی اتفاقیہ کہ سینے والا لائقِ عتاب اور اس کو کرنے کی عادت بنالیتے والا استحقاقِ عذاب ہے۔

واضح رہے کہ یہ سنتِ موکدہ کا مقابل ہے یعنی سنتِ موکدہ کو کرنا ثواب اور چھوڑنا بُرا ہے اور اسامات کو چھوڑنا ثواب اور کرنا بُرا ہے۔

**مکروہ تنزیہی** | وہ ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں مگر اس کے کرنے والے پر عذاب نہیں ہوگا۔ یہ سنتِ غیرِ موکدہ کا مقابل ہے۔

**خلافِ اولیٰ** | وہ ہے کہ اس کو چھوڑ دینا بہتر تھا لیکن اگر کر لیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

## نماز

ہر مسلمان مرد اور عورت کو یہ جان لینا چاہیے کہ ایمان اور عقیدوں کو صحیح کر لینے کے بعد سب فرضوں میں سب سے بڑا فرض نماز ہے۔ کیوں کہ قرآن مجید اور حدیثوں میں بہت زیادہ بار بار اس کی تائید آئی ہے۔ یاد رکھو کہ جو نماز کو فرض نہ مانے یا نماز کی توہین کرے یا نماز کو



ایک ملکی اور بے قدر چیز سمجھ کر اس کی طرف بے توجہی برتنے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے اور جو شخص نماز نہ پڑھے وہ بہت بڑا گناہگار، قہر قہار اور غضب جبار میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حق دار ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بادشاہ اسلام پہلے اس کو تنبیہ و سزا دے۔ پھر بھی وہ نماز نہ پڑھے تو اس کو قید کر دے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ امام مالک و شافعی و احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بادشاہ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔  
(در مختار و رد المحتار جلد ۱ ص ۲۳۵)

شرعیات کا یہ مسئلہ ہے کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو اس کو نماز سکھا کر نماز پڑھنے کا حکم دیں۔ اور جب بچے کی عمر دس برس کی ہو جائے تو مار مار کر اس سے نماز پڑھوائیں۔  
(ترمذی جلد ۱ ص ۵۲)

مسئلہ: نماز خالص عبادتِ بدنی ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطور فدیہ ادا کر کے نماز سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ ہاں البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کر گیا اور وصیت کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو امید ہے کہ التاء اللہ یہ قبول ہو۔ اور یہ وصیت بھی وارثوں کو اس کی طرف سے پوری کرنی چاہیے کہ قبول و عفو کی امید ہے۔ (در مختار و رد المحتار و دیگر کتب)

شرائط نماز | اس سے پہلے کہ ہم نماز کا طریقہ بتائیں اُن چھ چیزوں کو بتادینا ضروری ہے جن کے بغیر نماز شروع نہیں ہو سکتی۔ ان چھ چیزوں کو ”شرائط نماز“ کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی پاکی۔ دوسری شرمگاہ کو چھپانا۔ تیسری نماز کا وقت۔ چوتھی قبلہ کی طرف منہ کرنا۔  
پانچویں نیت چھٹی تکبیر تحریمہ۔ (متون کتب فقہ)

پہلی شرط: یعنی ”پاکی“ کا یہ مطلب ہے کہ نماز کا بدن۔ اس کے کپڑے نماز کی جگہ سب پاک ہوں اور کوئی نجاست جیسے پیشاب۔ پاخانہ۔ خون۔ بید گوبر۔ مرغی کی بیٹ وغیرہ



نہ لگی ہو۔ اور نمازی بے غسل اور بے وضو بھی نہ ہو۔

دوسری شرط: یعنی "شرمگاہ چھپانے" کا یہ مطلب ہے کہ مرد کا بدن ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک شرمگاہ ہے اس لیے نماز کی حالت میں کم سے کم ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک چھپا رہنا ضروری ہے اور عورت کا پورا بدن شرمگاہ ہے اس لیے نماز کی حالت میں عورت کے تمام بدن کا ڈھکا رہنا ضروری ہے۔ صرف چہرہ اور ہتھیلی اور ٹخنوں کے نیچے قدم کے کھلے رہنے کی اجازت ہے۔ نچتے کو بھی چھپا رہنا چاہیے۔

تیسری شرط: یعنی "وقت" کا یہ مطلب ہے کہ جس نماز کے لیے جو وقت مقرر ہے وہ نماز اسی وقت میں پڑھی جائے۔

چوتھی شرط: یعنی "قبلہ کو منہ کرنا" اس کا مطلب ظاہر ہے کہ نماز میں خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کرے۔

پانچویں شرط: یعنی "نیت" کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت کی ہو نماز فرض یا واجب یا سنت یا نفل یا قضا پڑھنا ہو۔ دل میں اس کا پکا ارادہ کرنا کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں اور اگر دل میں ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔

چھٹی شرط: "تکبیر تحریمہ" یعنی اللہ اکبر کہنا۔ یہ نماز کی آخری شرط ہے کہ اس کے کہتے ہی نماز شروع ہو گئی۔ اب اگر نماز کے سوا دوسرا کوئی کام کیا یا کچھ بولا تو نماز ٹوٹ گئی۔ پہلی پانچوں شرطوں کا تکبیر تحریمہ سے پہلے اور نماز ختم ہونے تک موجود رہنا ضروری ہے اگر ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نماز نہیں ہوگی۔

## پاکي کے مسائل کا بيان

### وضو کا طریقہ

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے دل میں وضو کا پکا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پیرے دونوں ہاتھ



تین مرتبہ گٹوں تک دھوئے۔ پھر مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور  
 مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے۔ اور اگر دانتوں یا ناہوں کوئی چیز اٹکی یا چبکی ہو تو اس کو انگلی یا مسواک  
 یا خلال سے نکالے اور چھڑائے۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے۔ اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرہ بھی کرے  
 لیکن اگر روزہ دار ہو تو غرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے پھر دہانے  
 ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر دونوں ہاتھوں  
 میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال جمنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی  
 کے نیچے تک اور دہانے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے اور  
 کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں  
 انگلیوں سے خلال بھی کرے لیکن اگر اعرام باندھے ہو تو خلال نہ کرے پھر تین مرتبہ کہنی  
 سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر دہانہ ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بائیں ہاتھ دھوئے اگر  
 انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سبھوں کو ہاتھ پھرا کر دھوئے  
 تاکہ سب جگہ پانی بہ جائے پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں  
 ہاتھوں کی پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی  
 نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھٹوں انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف  
 سر کے آخری حصہ تک لے جائے۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھا اور  
 دونوں ہتھیلیاں سر سے نہ گٹنے پائیں۔ پھر سر کے پچھلے حصہ سے ہاتھ ماتھے کی طرف اس طرف  
 لائے کہ دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آجائیں۔ پھر کلمہ  
 کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے اندر کے حصوں کا۔ اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے  
 اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار دہانہ پاؤں ٹخنے سمیت  
 یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے پھر بائیں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ  
 کی چھنگیا سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگیا سے  
 شروع کرے اور بائیں چھنگیا پر ختم کرے۔ وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے  
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا



ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھونے ہوئے بِسْمِ اللہ پڑھ لیا کرے اور درود شریف و کلمہ شہادت بھی پڑھتا رہے اور یہ بھی بہت بہتر ہے کہ وضو پورا کر لینے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِعَمَدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ اور سورہ اِنَّا أَنْزَلْنَا پڑھے مگر ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں پڑھ لے تو اچھا اور ثواب ہے نہ پڑھے تو کوئی عرج نہیں۔

ادھر جو کچھ بیان ہوا ہے یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن یاد رکھو کہ وضو میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے یا ان میں کچھ کمی ہو جانے سے وضو نہ بڑگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گناہ ہوگا۔ اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے وضو کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نیچے ہم ان چیزوں کا بیان رکھتے ہیں۔ ان کو پڑھ کر خوب اچھی طرح یاد کر لو۔

**وضو کے فرائض** | وضو میں چار چیزیں فرض ہیں (۱) پورے چہرے کا ایک بار دھونا۔ (۲) ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (۳) ایک ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیدا ہاتھ سر پر پھرا لینا (۴) ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں سروں کو دھونا۔ (قرآن مجید دعا لمگیری ج ۱ ص ۱۷ وغیرہ عامہ کتب فقہ)

• مسئلہ : وضو یا غسل میں کسی عضو کو دھونے کا یہ مطلب ہے کہ جس عضو کو دھو ڈالیں اس کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے اگر کوئی حصہ بھیگ تو گیا مگر اس پر پانی نہیں بہا تو وضو یا غسل نہیں ہوگا۔ بہت سے لوگ بدن پر پانی ڈال کر ہاتھ پھرا کر کے بدن پر پانی چٹر پیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ بدن دھل گیا۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ بدن پر ہر جگہ پانی کا کم سے کم دو بوند بہ جانا ضروری ہے۔

(در مختار رد المحتار جلد اول ص ۶ عالمگیری جلد اول مصری ص ۶)

اور مسح کرنے کا یہ مطلب ہے کہ گیدا ہاتھ پھرایا جائے۔ سر کے مسح میں بعض جاہلوں کا یہ طریقہ ہے کہ مسح کے لیے ہاتھوں میں پانی لے کر اس کو چومتے ہیں۔ پھر مسح کرتے ہیں۔ یہ



ایک لغو کام ہے۔ مسح میں گھیدا ہاتھ سر پہ پھیر لینا چاہیے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷)

## وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنی (۲) بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) سواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خدال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خدال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا۔ (۱۳) داڑھی کے حوالہ منہ کے دائرہ کے نیچے میں ان پر گھیدا ہاتھ پھیر لینا (۱۴) اعضا کو لگاتار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھولے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) ہر مکروہ بات سے بچنا۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

## وضو کے مستحبات

وضو میں جو چیزیں مستحب ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے کچھ ضمناً وضو کے طریقہ میں ذکر ہو چکیں۔ باقی کو اگر تفصیل کے ساتھ جاننا ہو تو بڑی بڑی کتابوں مثلاً ہمارے استاد حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”بہار شریعت“ کا مطالعہ کیجئے۔

بہر حال چند مستحبات یہ ہیں (۱) جو اعضاء جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ دونوں پاؤں تو ان میں داہنے سے دھونے کی ابتدا کریں مگر دونوں رخسارے کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہیے۔ یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہیے (۲) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا (۳) اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۴) وضو کا پانی پاک جگہ کرنا (۵) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۶) دوسرے وقت کے لیے پانی بھر کر رکھ دینا (۷) بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا (۸) ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھیر لینا (۹) صاحب عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا (۱۰) اطمینان سے وضو کرنا (۱۱) کانوں کے مسح کے وقت انگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا (۱۲) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا (۱۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو (۱۴) اگر تانے وغیرہ کا ہو تو قلعی کیا ہو (۱۵) اگر وضو کا برتن ٹوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں۔ (۱۶) اگر لوٹے میں دستہ لگا ہوا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں (۱۷) اور ہاتھ دستہ پر رکھیں لوٹے کے منہ پر



ہاتھ نہ رکھیں (۱۹) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تا کہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں (۲۰)  
 ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت کا حاضر رہنا (۲۱) ہر عضو کو دھوتے وقت  
 بسم اللہ اور درود شریف، و کلمہ شہادت پڑھنا (۲۲) ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ عضو  
 کے دھونے کی دعاؤں کو پڑھتے رہنا (۲۳) اعضاء وضو کو بلا ضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے  
 اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے۔ (۲۴) وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا  
 ہے (۲۵) وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے اس کو نیچے الو وضو کہتے ہیں۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۱ و بہار شریعت وغیرہ)

## وضو کے مکروہات

وضو میں ایسی باتیں مکروہ ہیں۔ یعنی یہ چیزیں وضو میں نہ ہونی چاہئیں

(۱) عورت کے وضو یا غسل کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔

(۲) وضو کے لیے نجس جگہ پڑھنا (۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرا کر (۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔ (۵)

وضو کے اعضاء سے وضو کے برتن میں قطرے ٹپکانا (۶) پانی میں کھنکار یا تھوک ڈالنا۔ (۷) قبلہ

کی طرف تھوکن یا کھنکار ڈالنا (۸) بلا ضرورت دنیا کی بات کرنا (۹) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ

کرنا۔ (۱۰) اس قدر کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو (۱۱) منہ پر پانی مارنا (۱۲) منہ پر پانی ڈالتے

وقت پھونکنا (۱۳) صرف ایک ہاتھ سے منہ دھونا (۱۴) ہونٹ یا آنکھوں کو زور سے بند کر کے

منہ دھونا (۱۵) حلق اور گھلے کا مسح کرنا (۱۶) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا (۱۷) داہنے

ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۸) اپنے لیے کوئی وضو کا برتن مخصوص کر لینا (۱۹) تین نئے نئے پانیوں

سے تین دفعہ مسح کرنا (۲۰) جس کپڑے سے استنجاء کا پانی خشک کیا ہو اس سے وضو

کے اعضاء کو پونچھنا (۲۱) دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے وضو کرنا۔ ان کے علاوہ ہر

سنت کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: وضو نہ ہونے پر نماز وسجدة تلاوت اور قرآن شریف چھونے کے لیے وضو کرنا

فرض ہے اور خانہ کعبہ کے طواف کے لیے وضو واجب ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱)

مسئلہ: جنب کو کھانے پینے سونے کے لیے وضو کر لینا سنت ہے اسی طرح

اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین اور روضہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور



وقتِ عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سی کے لیے وضو کر لینا سنت ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: سونے کے لیے سونے کے بعد میت کو نہلانے یا اٹھانے کے بعد جماع سے

پلے۔ غصہ آجانے کے وقت زبانی قرآن شریف پڑھنے، یا علمِ حدیث اور دوسرے دینی علوم پڑھنے پڑھانے کے لیے یا دینی کتابیں پھونے کے لیے۔ شرمگاہ چھونے یا کافر سے بدن چھو جانے یا صلیب یا بت چھو جانے کے بعد جھوٹ بولنے۔ غیبت کرنے اور ہر گناہ کے بعد توبہ کرتے وقت کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے پردہ چھو جانے سے یا کورٹھی اور برص والے کا بدن چھو جانے سے بفل کھانے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔ ان سب صورتوں میں وضو کر لینا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت)

**وضو توڑنے والی چیزیں** (۱) پیشاب یا پاخانہ (۲) پشیاب پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا نکلنا۔ (۳) بدن کے کسی حصہ یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے (۴) کھانا یا پانی یا خون یا پت کی منہ بھر کرتے ہو جانا (۵) اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں (۶) بیہوش ہو جانا (۷) غشی طاری ہو جانا (۸) کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھرائیں (۹) دکھتی ہوئی آنکھ سے پانی کا کیچڑ نکلنا (۱۰) رکوع سجدہ والی نماز میں تہفہ لگا کر ہنسنا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱ وغیرہ)

مسئلہ: وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا۔ یا اپنا ستر کھل گیا یا خود بالکل ننگے ہو کر وضو کیا یا نہانے کے وقت ننگے ہی ننگے وضو کیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ یہ جو جالہوں میں مشہور ہے کہ اپنا ستر کھل جانے یا دوسرے کا ستر دیکھ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے ہاں البتہ یہ وضو کے آداب میں سے ہے کہ مات سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجا کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیے کیونکہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھونا حرام ہے۔

مسئلہ: اگر ناک صاف کی اُس میں سے جما ہوا خون نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر تپا ہوا خون نکلا تو وضو ٹوٹ گیا۔



مسئلہ: چھالانوج ڈالہ۔ اگر اس میں کاپانی بہہ گیا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر پانی نہیں بہا

تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد وہ تیل کان یا ناک سے نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: زخم پر گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے کچھ تری چمکی مگر یہی نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: کھٹل۔ پچھر۔ کھی۔ پسونے خون چوسا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (درمختار)

مسئلہ: قے میں صرف کچھ پانی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر اس کے ساتھ کچھ پانی وغیرہ بھی

نکلا تو دیکھیں گے کہ منہ بھر ہے یا نہیں اگر منہ بھر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر بھر منہ سے کم ہو تو

وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (درمختار)

مسئلہ: وضو کرنے کے درمیان اگر وضو ٹوٹ گیا تو پھر شروع سے وضو کرے یہاں تک کہ اگر چلو میں پانی لیا اور ہوا خارج ہو گئی تو یہ چلو کا پانی بیکار ہو گیا اس پانی سے کوئی عضو نہ دھوئے۔ بلکہ دوسرے پانی سے پھر سے وضو کرے۔

مسئلہ: دکھتی ہوئی آنکھ۔ دکھتی ہوئی چھاتی، دکھتے ہوئے کان سے جو پانی نکلے وہ

نجس ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۰ وغیرہ)

مسئلہ: کسی کے تھوک میں خون نظر آیا تو اگر تھوک کا رنگ زردی مائل ہے تو وضو نہیں

ٹوٹا۔ اور اگر تھوک سرخی مائل ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۹۴)

مسئلہ: وضو کے بعد ناخن یا بال کٹا یا تو وضو نہیں ٹوٹتا نہ وضو کو دہرانے کی ضرورت ہے

نہ ناخن کو دھونے اور نہ سر کو مسح کرنے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ: اگر وضو کرنے کی حالت میں کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی

کا پیدا واقعہ ہے تو اس عضو کو دھو لے اور اگر اکثر اس قسم کا شک پڑا کرنا ہے تو اس کی طرف

کوئی توجہ نہ کرے۔ یوں ہی اگر وضو پورا ہو جانے کے بعد شک پڑ جائے تو اس کا کچھ خیال نہ کرے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۲)

مسئلہ: جو با وضو تھا اب اسے شک ہے کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا تو اس کو وضو کرنے

کی ضرورت نہیں۔ ہاں وضو کر لینا بہتر ہے جب کہ یہ شبہ بطور وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو اور اگر وسوسہ



سے ایسا شبہ ہو جایا کرتا ہو تو اس شبہ کو ہرگز نہ مانے۔ اس صورت میں احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ وسوسہ کی اطاعت ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۱)

مسئلہ: اگر بے وضو تھا۔ اب اسے شک ہے کہ میں نے وضو کیا یا نہیں تو وہ یقیناً بلا وضو ہے۔ اس کو وضو کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۱ وغیرہ)

مسئلہ: یہ یاد ہے کہ وضو میں کوئی عضو دھونے سے رہ گیا۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کون سا عضو تھا تو بایاں پاؤں دھولے (در مختار ج ۱ ص ۱۱۱)

مسئلہ: شیر خوار بچے نے قے کی اور دودھ ڈال دیا اگر وہ منہ بھرتے ہے نہیں ہے درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جلائے ناپاک کر دے گا۔ لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا۔ بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا ہے تو پاک ہے۔ (در مختار ج ۱ ص ۱۱۱)

مسئلہ: سوتے میں جو رال منہ سے گرے اگر وہ پیٹ سے آئے اگر وہ بدبو دار ہو پاک ہے۔ (در مختار ج ۱ ص ۱۱۱)

مسئلہ: مردے کے منہ سے جو پانی بہے ناپاک ہے۔ (در مختار ج ۱ ص ۱۱۱)

مسئلہ: منہ سے آنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا۔ اگر لوٹے یا کٹورے کو منہ لگا کر کلی کو پانی بیا۔ تو ٹوٹا۔ کٹورا۔ اور کلی پانی نجس ہو جائے گا۔ چلو سے پانی لے کر کلی کرے۔ اور پھر ہاتھ دھو کر کلی کے لیے پانی لے۔

## غسل کے مسائل

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا یا ان میں سے کسی میں کوئی کمی کر دی تو غسل نہیں ہوگا۔ (عامہ کتب فقہ)

(۱) کلی کہ منہ کے پرزے پرزے میں پانی پہنچ جائے فرض ہے یعنی ہونٹ سے حلق کی جڑ تک پورے تالو۔ دانتوں کی جڑ۔ زبان کے نیچے۔ زبان کی کروٹیں غرض منہ کے اندر پرزے پرزے کے ذرے ذرے میں پانی پہنچ کر بہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں ڈال کر اگل دینے کو کلی کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ غسل میں اس طرح کلی کر لینے سے



غسل نہیں ہوگا بلکہ غسل میں فرض ہے۔ بھر بھر منہ پانی لے کر خوب زیادہ منہ کو حرکت دے تاکہ منہ کے اندر ہر حصہ میں پانی پہنچ کر بہ جائے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غسل کی کلی میں غرغرو بھی کرے ہاں روزہ کی حالت میں غرغرو نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔

**۱۲) ناک میں پانی چڑھانا** | غسل میں اس طرح ناک میں پانی چڑھانا فرض ہے کہ سانس اور پھر کھینچ کر ناک کے نتھنوں میں جہاں تک نرم حصہ ہے

اس کے اندر پانی چڑھائے کہ نتھنوں کے اندر ہر جگہ اور ہر طرف پانی پہنچ کر بہ جائے اور ناک کے اندر کی کھال یا ایک بال بھی سوکھانہ رہ جائے ورنہ غسل نہیں ہوگا۔

**۳۔ تمام بدن پر پانی بہانا** | یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک بدن کے آگے پیچھے۔ دائیں بائیں، اور پیچھے۔ ہر ہر ذرے، ہر ہر

رونگٹے اور ہر ایک بال کے پورے پورے حصہ پر پانی بہانا غسل میں فرض ہے بعض لوگ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ادھر ادھر ہاتھ پھرا لیتے ہیں۔ اور پانی بدن پر پوت پیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہو گیا۔ حالانکہ بدن کے بہت سے ایسے حصے ہیں کہ اگر احتیاط کے ساتھ غسل میں ان کا دھیان نہ رکھا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچتا۔ اور وہ سوکھا ہی رہ جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس طرح نہانے سے غسل نہیں ہوگا اور آدمی نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہوگا۔ لہذا ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت خاص طور پر ان چند جگہوں پر پانی پہنچانے کا دھیان رکھیں۔ سر اور داڑھی مونچھ بھوؤں کے ایک ایک بال اور بدن کے ہر ہر رونگٹے کی جڑ سے نوک تک دھل جانے کا خیال رکھیں۔ اسی طرح کان کا جو حصہ نظر آتا ہے اس کی گہرائیوں اور سوراخ۔ اسی طرح ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ۔ پیٹ کی بلٹیں۔ بٹلیں۔ ناف کے غار، ران اور پیرو کا جوڑ۔ جگاسا۔ دونوں سرنیوں کے ملنے کی جگہ۔ ذکر اور خصبیوں کے ملنے کی جگہ۔ خصبیوں کے نیچے کی جگہ۔ عورت کے ڈھکے ہوئے پستان کے نیچے کا حصہ۔ عورت کی شرمگاہ کا ہر حصہ ان سب کو خیال سے پانی بہا بہا کر دھوئیں تاکہ ہر جگہ پانی پہنچ کر بہ جائے۔

**غسل کا طریقہ** | غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت یعنی دل میں نہانے کا ارادہ کر کے پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے پھر استنجاء کی جگہ کو دھوئے



خواہ نجاست لگی ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر اگر کہیں نجاست لگی ہو تو اس کو بھی دھوئے اس کے بعد وضو کرے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں خوب مبالغہ کرے۔ پھر ہاتھ میں پانی لے لے کر سارے بدن پر ہاتھ پھرا کر بدن کو ملے خصوصاً جاڑوں میں تاکہ کہیں بدن کا کوئی حصہ پانی بہنے سے نہ رہ جائے پھر دھوئے کندھے پر تین بار پانی بہائے۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے۔ پھر سر پر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے اور تمام بدن کے ہر ہر حصہ کو خوب مل مل کر دھوئے اور اچھی طرح دھیان رکھے کہ کہیں ذرہ برابر بدن کی کھال یا کوئی رونگٹا اور بال پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔

**ضروری تنبیہ** | بہت لوگ ایسا کرتے ہیں کہ نجس تہبند باندھ کر غسل کرتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ نہانے میں ناپاک تہبند اور بدن سب پاک ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ پانی ڈال کر تہبند اور بدن پر ہاتھ پھیرنے سے تہبند کی نجاست اور زیادہ پھیلتی ہے اور سارے بدن بلکہ نہانے کے برتن تک کو نجس کر دیتی ہے۔ اس لیے نہانے میں لازم ہے کہ پہلے بدن کو اور اس کی پٹے کو جس کو بہن کرنا ہوتا ہے دھو کر پاک کر لیں ورنہ غسل تو کیا ہوگا۔ اس تر ہاتھ سے جن چیزوں کو چھوئیں گے وہ بھی ناپاک ہو جائیں گی۔ اور سارے بدن اور تہبند بھی ناپاک ہی رہ جائے گا۔

**مسئلہ:** غسل میں سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا ضروری ہے اور اگر گندھے ہوئے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک ہر بال پر پانی بہائے اور عورت پر صرف بال کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ گندھے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہوئی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو چوٹی کو کھولنا ضروری ہے۔ (در مختار ج ۱ ص ۱۰۴)

**مسئلہ:** غسل میں کانوں کی بالیوں اور ناک کی کیل کے سوراخوں میں بالیوں اور کیل کو پھر کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

**کن کن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے** | جن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں۔ (۱) منی کا اپنی جگہ سے نہ ہوتا



کے ساتھ جدا ہو کر نکلا (۲) اقسام یعنی سوتے میں منی نکل جانا (۳) ذکر کے سرکا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل فرض کر دیتا ہے (۴) حیض کا ختم ہونا (۵) نفاس سے فارغ ہونا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۷ ص ۱۵۸)

مسئلہ: جمعہ، عید، بقر عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت غسل کر لینا سنت ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۸)

مسئلہ: میدانِ عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے، حرم کعبہ اور روضہ منورہ کی حاضری طواف کعبہ، منیٰ میں داخل ہونے، جبروں کو کنکریاں مارنے کے لیے غسل کر لینا مستحب ہے۔ اسی طرح شب قدر، شبِ براءت، عرفہ کی رات میں مردہ نہانے کے بعد، جنون اور غشی سے ہوش میں آنے کے بعد، نیا کپڑا پہننے کے لیے، سفر سے آنے کے بعد، استحاضہ بند ہونے کے بعد گناہ سے توبہ کرنے کے لیے نماز استسقاء کے لیے، گرمی کے وقت نماز کے لیے خون، تاریکی، آندھی کے وقت ان سب صورتوں میں غسل کر لینا مستحب ہے۔ (درمختار ج ۱ ص ۱۱۲ وغیرہ)

مسئلہ: جس پر غسل فرض ہو اس کو بغیر نہائے (۱) مسجد میں جانا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن مجید کا چھونا (۴) قرآن شریف پڑھنا (۵) کسی آیت کو لکھنا حرام ہے اور فقہ و حدیث اور دوسری دینی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے مگر آیت کی جگہوں پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ لگانا حرام ہے۔ (درمختار و رد المحتار)

مسئلہ: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کرے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: غسل خانہ کے اندر اگرچہ چھت نہ ہونگے بدن نہانے میں کوئی حرج نہیں ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے مگر تنگے نہائیں تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور اگر تہبند باندھے ہوئے ہو تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مسئلہ: عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ مرد کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر دونوں صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔



مسئلہ: غسل کے بعد فوراً کپڑے پہن لے۔ دیر تک ننگے بدن نہ رہے۔

مسئلہ: خنّس طرح مردوں کو مردوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا جائز نہیں کیونکہ دوسروں کے سامنے بلا ضرورت ستر کھولنا حرام ہے۔ (عائہ کتب فقہ)

مسئلہ: جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیئے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے بلکہ جلد سے جلد غسل کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں مجنب یعنی ایسا آدمی ہو جس پر غسل فرض ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر غسل کرنے میں اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آگیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ اب تاخیر کرے گا تو گناہگار ہوگا۔

(بہار شریعت ج ۲ ص ۴۲)

مسئلہ: جس شخص پر غسل فرض ہے اگر وہ کھانا کھانا چاہتا ہے یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وضو کرے یا کم سے کم ہاتھ منہ دھو لے اور کلی کرے اور اگر ویسے ہی کھاپی یا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لگتا ہے اور بے نہائے یا بے وضو کیے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس شخص کو اختلام ہوا ہو اس کو بے نہائے ہوئے عورت کے پاس نہیں جانا چاہیئے۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۴۲)

## تیمم کا بیان

اگر کسی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کے لیے تیمم کر لینا جائز ہے مثلاً ایسی جگہ ہو کہ وہاں چاروں طرف ایک میل تک پانی کا پتہ نہ ہو۔ یا پانی تو قریب ہی میں ہو مگر دشمن یا درندہ جانور کے خوف یا کسی دوسری وجہ سے پانی نہ لے سکتا ہو۔ یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے یا بیماری کے پڑھ جانے کا اندیشہ اور گمان غالب ہو۔ تو ان صورتوں میں بجائے وضو اور غسل کے تیمم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔



**تیمم کا طریقہ** | تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے دل میں تیمم کی نیت کرے اور زبان سے یہ بھی کہہ لے کہ تَوَيْتُ اَنْ اَتِيْتَهُمْ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی

پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے زمین یا دیوار پر دونوں ہاتھوں کو مارے پھر دونوں ہاتھوں کو پورے چہرے پر اس طرح پھرائے کہ جہاں تک وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے پورے چہرہ پر ہر جگہ ہاتھ پھرجائے۔ اگر بلاق یا نتھ پہنے ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین یا دیوار پر مار کر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور بائیں ہاتھ کو اپنے داہنے ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھرائے اور جہاں تک وضو میں دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے وہاں تک ہاتھ کے ہر حصہ پر ہاتھ پھرجائے اگر ہاتھوں میں چوڑیاں یا کوئی زیور پہنے ہوئے ہو تو زیور کو ہٹا کر اس کے نیچے کھال پر ہاتھ پھیرائے۔ اگر چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر بال برابر جگہ پر بھی ہاتھ نہیں پھرایا تو تیمم نہیں ہوگا۔ اس لیے خاص طور پر اس کا دھیان رکھنا چاہیے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر ہر جگہ ہاتھ پھرائے۔

(درمختار ج ۱ ص ۱۵۸ وغیرہ)

**تیمم کے فرائض** | تیمم میں تین چیزیں فرض ہیں۔ (۱) تیمم کی نیت (۲) پورے چہرہ پر ہاتھ پھرانا (۳) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا۔

(درمختار ج ۱ ص ۱۵۴)

**تیمم کی سنتیں** | دس چیزیں تیمم میں سنت ہیں (۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا (۳) ہاتھوں کو زمین پر مار کر اگر غبار زیادہ لگ گیا ہو تو جھاڑنا (۴) زمین پر

ہاتھ مار کر ہاتھوں کو لوٹ دینا (۵) پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا (۶) پھر ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۷) چہرہ اور ہاتھوں پر لگاتار ہاتھ پھرانا۔ ایسا نہ ہو کہ چہرہ پر ہاتھ پھرا کر پھر دیر کے بعد ہاتھوں پر ہاتھ پھرائے (۸) پہلے دائیں پھر بائیں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۹) انگلیوں سے دائرہ کا خدال کرنا (۱۰) انگلیوں کا خدال کرنا جب کہ ان میں غبار بھر گیا ہو۔ (سپار شریف ج ۲ ص ۲۷ وغیرہ)

**مسئلہ:** مٹی۔ ریت۔ پتھر۔ گبر و غیرہ ہر اس چیز سے تیمم ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ لومہ۔ پتیل۔ کپڑا۔ رنگا۔ تانبا۔ لکڑی وغیرہ سے تیمم نہیں ہو سکتا جو کہ زمین کی جنس سے



نہیں ہیں۔ یاد رکھو کہ جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے جیسے مٹی وغیرہ اور جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے وہ زمین کی جنس سے نہیں۔ جیسے لکڑی اور سب دھاتیں (عامہ کتب)

مسئلہ: راکھ سے تیمم جائز نہیں (عالمگیری)

مسئلہ: گچ کی دیوار اور پکی اینٹ سے تیمم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو اسی طرح مٹی۔ پتھر وغیرہ پر بھی غبار ہو یا نہ ہو۔ بہر حال تیمم جائز ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ: مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی حاجت ہو گئی تو فوراً ہی تیمم کر کے جلد مسجد سے نکل جائے۔

مسئلہ: کسی وجہ سے نماز کا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر وضو کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اس پر لازم ہے کہ وضو کر کے اُس نماز کو دہرائے۔ (درمختار دروالمختار ج ۱ ص ۱۶۴)

مسئلہ: اگر پانی موجود ہو تو قرآن مجید کو چھونے یا سبقت ملاوت کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے۔ (درمختار ج ۱ ص ۱۶۴)

مسئلہ: جس جگہ سے ایک شخص نے تیمم کیا اُسی جگہ سے دوسرا بھی تیمم کر سکتا ہے۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۵۷)

مسئلہ: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے یہ غلط ہے۔ مسجد کی دیوار اور زمین پر بھی تیمم بلا کراہت جائز ہے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۱۶۴)

مسئلہ: تیمم کے لیے ہاتھ زمین پر مارا اور چہرہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھرانے سے پہلے ہی تیمم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمم نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کو لازم ہے کہ دوبارہ ہاتھ زمین پر مار کر تیمم کرے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۱۶۴ وغیرہ)

مسئلہ: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جائز ہے گا۔ اور ان کے علاوہ پانی کے استعمال پر قادر ہو جانے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (عامہ کتب فقہ)



## استنجاہ کا بیان

جب استنجاہ خانہ میں داخل ہونا چاہیے تو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ پڑھ کر پہلے بایں قدم رکھے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں نکالے اور عُفْرَانُکَ۔ پڑھے۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۷)

پیشاب کے بعد استنجاہ کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے پاک مٹی یا پتھر یا پھٹے پرانے کپڑے لے کر پیشاب کی جگہ کو سکھالے اور اگر قطرہ آنے کا شبہ ہو تو کچھ ٹہلے یا کھانس کر یا پاؤں زمین پر مار کر کوشش کرے کہ ٹرکا ہوا قطرہ باہر نکل پڑے پھر پانی سے پیشاب کی جگہ دھو ڈالے اور پاخانہ کے بعد استنجاہ کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے چند ڈھیلوں یا پتھروں سے پاخانہ کی جگہ کو پونچھ کر صاف کرے پھر پانی سے اچھی طرح دھو لے۔

مسئلہ: ڈھیلہ اور پانی دونوں بائیں ہاتھ سے استعمال کرے۔ داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔

مسئلہ: ڈھیلہ استعمال کرنے کے بعد پانی سے بھی دھو لینا یہ استنجاہ کا مستحب طریقہ ہے ورنہ صرف ڈھیلہ اور صرف پانی سے بھی استنجاہ کر لینا جائز ہے۔

مسئلہ: کھانے کی چیزیں، کاغذ، ہڈی، گوبر، گولہ اور جانوروں کے چارہ سے استنجاہ کرنا منع ہے۔

مسئلہ: پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز نہیں ہے ہمارے ملک میں اُترا یاد کھن کی جانب منہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ: تالاب یا ندی کے گھاٹ پر، کنویں یا حوض کے کنارے، پانی میں اگرچہ بہتا ہوا پانی ہو، پھل والے یا سایہ دار درخت کے نیچے، ایسے کھیت میں جس میں کھیتی موجود ہو۔ قبرستان میں، بیج سڑک اور راستوں پر جانوروں کے باندھے جانے یا بیٹھنے کی جگہوں پر، اور جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں اور جس جگہ لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں ان سب جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔ (درمختار ج ۱ ص ۲۹ و عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۷)



مسئلہ: پیشاب پاخانہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر یا کسی چیز کی آڑ میں بیٹھ کر کرنا چاہیے۔ جہاں لوگوں کی نظر ستر پہ پڑے پیشاب، پاخانہ کرنا منع ہے۔  
مسئلہ: وضو کے نیچے ہوئے پانی سے استنجاء نہ کرنا چاہیئے۔

(بہار شریعت ج ۲ ص ۱۶)

مسئلہ: نیچے کو پاخانہ، پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس نیچے کا منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف کر دے۔ عورتیں اسی طرف توجہ نہیں کیا کرتیں۔ انہیں لازم ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔  
مسئلہ: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا تنگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ یونہی تنگے سر پیشاب، پاخانہ کو جانا یا اپنے ہمراہ اسی چیز لے جانا جس پر کوئی دعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ اسی طرح پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے بات چیت کرنا بھی مکروہ ہے۔  
مسئلہ: اگر پیشاب پاخانہ کرتے وقت اذان ہونے لگے تو زبان سے اذان کا جواب نہ دے۔ اسی طرح اگر خود چھینکے تو زبان سے الحمد للہ نہ کہے دل میں کہہ لے۔ اسی طرح کسی نے چھینک کر الحمد للہ کہا تو زبان سے یرحمک اللہ کہہ کر چھینک کا جواب نہ دے بلکہ دل ہی دل میں یرحمک اللہ کہہ لے۔

## پانی کا بیان

جن جن پانیوں سے وضو جائز ہے اُن سے غسل بھی جائز ہے اور جن جن پانیوں سے وضو ناجائز ہے اُن سے غسل بھی ناجائز ہے۔

کن کن پانیوں سے وضو جائز ہے؟ | پارش - ندی - نالے - چشمے - کنویں - تالاب  
سمندر - برن - اولے کے پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ سب پانی پاک ہوں۔

کن پانیوں سے وضو جائز نہیں؟ | پھلوں اور درختوں کا پھوٹا ہوا پانی یا وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی اور پانی کا نام بدل گیا جیسے پانی میں شکر مل گئی اور وہ شربت کہلانے لگا۔ یا پانی میں چند مسالے مل گئے اور وہ شوربا کہلانے



لگا۔ یا بڑے حوض اور تالاب میں کوئی ناپاک چیز اس قدر زیادہ پڑ گئی کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا یا چھوٹے حوض یا بالٹی یا گھڑے میں کوئی ناپاک چیز پڑ گئی۔ یا کوئی ایسا جانور گر کر مر گیا جس کے بدن میں ہتہا ہوا خون ہوتا ہے۔ اگرچہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو۔ یا وہ پانی جو وضو یا غسل کا دھوون ہوا ان سب پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں۔

(عالمگیری۔ درمختار والمختار)

مسئلہ: پانی میں اگر کوئی ایسا جانور گر کر مر گیا ہو جس کے بدن میں ہتہا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مکھی۔ مچھر۔ بھڑ۔ شہد کی مکھی۔ بچھو۔ برساتی کیڑے مکوڑے تو ان جانوروں کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔

(عالمگیری ص ۲۳)

مسئلہ: اگر پانی میں تھوڑا سا صابون مل گیا جس سے پانی کا رنگ بدل گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے لیکن اگر اس قدر زیادہ صابون پانی میں گھول دیا گیا کہ پانی ستو کی طرح گاڑھا ہو گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں ہوگا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲)

مسئلہ: جو جانور پانی ہی میں پیدا ہوتے ہیں اور پانی ہی میں زندگی بسر کرتے ہیں جیسے مچھلیاں اور پانی کے مینڈک وغیرہ ان کے پانی میں مرجانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲)

مسئلہ: دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہوا سے وہ درودہ اور بڑا حوض کہتے ہیں۔ یوں ہی بیس ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ عرض کل لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو تو اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو۔ اور اگر لمبائی چوڑائی سو ہاتھ نہ ہو تو اس حوض کو چھوٹا حوض کہتے ہیں اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو۔ بڑے حوض میں اگر کوئی نجاست پڑ گئی تو وہ اس وقت تک پاک مانا جائے گا جب تک کہ اُس نجاست کے اثر سے اُس کے پانی کا رنگ و بو یا مزہ نہ بدل جائے۔ اور چھوٹا حوض ایک قطرہ نجاست پڑ جانے سے بھی ناپاک ہو جائے گا۔

(عامۃ کتب)

مسئلہ: جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وضو اور



غسل جائز نہیں۔ یوں ہی اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد وہ درودہ سے کم پانی میں بے دھوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اُس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام کا نہ رہا۔ اگر دھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پانی میں پڑ جائے تو کوئی عرج نہیں۔ (بہار شریعت وغیرہ)

مسئلہ: اگر ہاتھ دھلا ہوا ہے۔ مگر پھر دھونے کی نیت سے پانی میں ہاتھ ڈالا۔ اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لیے یا وضو کے لیے تو یہ پانی مستعمل ہو گیا یعنی وضو کے کام کا نہ رہا اور اس کا پینا بھی مکروہ ہے۔

(بہار شریعت ج ۲ ص ۴۹)

اس مسئلہ کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہیے۔ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

مسئلہ: اتنے زور سے بہتا ہوا پانی کہ اگر اس میں تنکا ڈالا جائے تو اس کو بہا لے جائے نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوگا لیکن اگر اتنی زیادہ نجاست پڑ جائے کہ وہ نجاست پانی کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دے تو اس صورت میں بہتا ہوا پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور اب یہ پانی اس وقت پاک ہوگا کہ پانی کا بہاؤ ساری نجاست کو بہا لے جائے اور پانی کا رنگ اور بو، مزہ ٹھیک ہو جائے۔

مسئلہ: تالاب اور دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا حوض بھی بہتے ہوئے پانی کے حکم میں ہے یہ بھی تھوڑی سی نجاست پڑ جانے سے ناپاک نہیں ہوگا۔ لیکن جب اس میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: ناپاک پانی کو خود بھی استعمال کرنا حرام ہے اور جانوروں کو بھی پلانا ناجائز ہے۔ ہاں گارے وغیرہ کے کام میں لا سکتے ہیں۔ مگر اس گارے مٹی کو مسجد میں لگانا جائز نہیں۔

مسئلہ: ناپاک پانی بدن یا کپڑے یا جس چیز میں بھی لگ جائے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ اس کو جب تک پاک پانی سے دھو کر پاک نہ کر لیں۔ پاک نہیں ہوگا۔ (بہار شریعت وغیرہ عامہ کتب)



مسئلہ: پانی میں بلا ڈھلا ہوا تھڑا اور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور نہ عذاب کر یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زیادہ اُس میں ملا دیں۔ نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اُس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہ جائے۔ سب کام کا ہو جائے گا۔ یوں ہی ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔ (سہار شریعت ج ۲ ص ۴۵)

مسئلہ: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اُس کی ملک ہو جائے اُسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے۔ اگر اُس سے وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا اور گنہگار ہو گا۔ یہاں سے معلمین کو سبق لینا چاہیے کہ وہ اکثر نابالغ بچوں سے پانی بھرا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح کسی بالغ کا بھرا ہوا پانی بھی بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرنا حرام ہے۔

(سہار شریعت ج ۲ ص ۴۵)

## جانوروں کے جھوٹے کا بیان

آدمی اور جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا جھوٹا پاک ہے جیسے بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ کبوتر۔ فاختہ وغیرہ۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۲ مصری وغیرہ)  
جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے سورگٹا۔ شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا۔ گیدڑ۔ ہاتھی بندر اور تمام شکاری چوپائے ان سبھوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔

(عالمگیری ج ۲ ص ۲۳ مصری وغیرہ)

گھروں اور بلوں میں رہنے والے جانور مثلاً بلی۔ نیولا۔ چوہا۔ سانپ۔ چھپکلی اور شکاری پرندے جیسے چیل۔ کوا۔ شکر۔ باز وغیرہ اور وہ مرغی جو ادھر ادھر پھرتی اور نجاستوں پر منہ ڈالتی ہو اور وہ گائے بھینس جو غلیظ کھاتی ہو۔ ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔

(عالمگیری ج ۲ ص ۲۳)

گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے یعنی اس کے قابل وضو ہونے میں شک ہے۔ لہذا



اس سے وضو اور غسل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے کے سوا کوئی دوسرا پانی موجود ہی نہ ہو۔ اور نماز کا وقت آگیا تو چاہیے کہ اسی پانی سے وضو کرے اور پھر تیمم کر کے نماز پڑھ لے اگر صرف وضو کیا اور تیمم نہیں کیا۔ یا صرف تیمم کیا اور وضو نہیں کیا تو نماز نہ ہوگی گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۲۳)

مسئلہ: جس جانور کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس جانور کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۲ مفری)

مسئلہ: گدھے اور خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے یا ہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

مسئلہ: بیانی میں رہنے والے تمام جانوروں کا جھوٹا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو جیسے مچھلی وغیرہ یا خشکی میں ہو جیسے کچھوا۔ کیکڑا وغیرہ۔

(رد المحتار ص ۱۴۱)

مسئلہ: کسی کے منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آگئی اور اس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا پانی اور رتن دونوں ناپاک ہو گئے۔ یوں ہی کسی نے شراب پی کر فوراً پانی پیا۔ تو اس کا جھوٹا پانی نجس ہو گیا اور رتن بھی ناپاک ہو گیا۔

مسئلہ: شرابی کی مونچھیں اگر بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی ہو تو جب تک وہ مونچھوں کو پاک نہ کرے جو پانی پیئے گا وہ پانی اور رتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔

(رد المحتار ص ۱۴۹)

## کنوئیں کے مسائل

کنوئیں میں کسی آدمی یا جانور کا پاخانہ پیشاب۔ یا مرغی یا بطخ کی پیٹ یا خون یا ٹاری۔ شراب وغیرہ کسی نجاست کا ایک قطرہ بھی گر پڑے۔ یا کوئی بھی ناپاک چیز کنوئیں میں پڑ جائے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا اور اس کا کل پانی نکالا جائے گا۔



**مسئلہ:** اگر کنوئیں میں آدمی گائے بھینس بکری یا اتنا ہی بڑا کوئی جانور گر کر مر جائے یا چھوٹے سے چھوٹا سینے والے خون والا جانور کنوئیں میں گر کر پھول پھٹ جائے یا ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک سے کنوئیں میں گر پڑے اگر چہ زندہ نکل آئے۔ جیسے سور، کتا، تو ان سب صورتوں میں کنواں ناپاک ہو جائے گا اور کل پانی نکالا جائے گا۔

**مسئلہ:** اگر بلی یا مرغی یا اتنا ہی جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس ڈول پانی نکالنا واجب اور ساٹھ ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔ اتنا پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

**مسئلہ:** اگر چوہا چھپکلی۔ گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے۔ اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو بیس ڈول پانی نکالنا واجب اور تیس ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔ اس کے بعد کنواں پاک ہو جائے گا۔

**مسئلہ:** جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے جیسے بکری گائے۔ بھینس وغیرہ ان میں سے اگر کوئی کنوئیں میں گر پڑے اور زندہ نکل آئے اور ان کے بدن پر کسی نجاست کا لگا ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک ہے لیکن احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال دالیں۔

**مسئلہ:** حلال پرندوں جیسے کبوتر اور گورتیا۔ مینا۔ مرغابی۔ وغیرہ اونچے اڑنے والے پرندوں کی بیٹ کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔ یوں ہی چمکا ڈر کے پشیاں سے بھی کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (خانہ وغیرہ)

**مسئلہ:** یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ فلاں فلاں صورت میں اتنا اتنا پانی نکالا جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز کنوئیں میں گری ہے پہلے اس کو کنوئیں میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں۔ اگر وہ چیز کنوئیں ہی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں بے کار ہے۔  
(درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۲)

**مسئلہ:** جہاں جہاں اتنے اتنے ڈول پانی نکالنے کا ذکر آیا ہے۔ وہاں ڈول کی گنتی اس ڈول سے کی جائے گی جو ڈول اس کنوئیں پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ اور اگر اس کنوئیں کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو اتنا بڑا ڈول ہونا چاہیے جس میں سوا پانچ کیلو پانی آجائے۔  
(درمختار ج ۱ ص ۱۳۲)



**مسئلہ:** سالن یا پانی یا شربت میں اگر مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر باہر پھینک دیں اور سالن - پانی - شربت کو کھاپی لیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کھانے میں مکھی گر پڑے تو اس کو کھانے میں غوطہ دے کر مکھی کو پھینک دیں۔ پھر اس کھانے کو کھائیں کیوں کہ مکھی کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں اس کی شفا ہے اور مکھی اس پر کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے۔ اس لیے غوطہ دے کر دوسرا شفا والا پر بھی کھانے میں پہنچا دیں۔  
(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۶۲ باب ما یحل اکلہ)

**مسئلہ:** ناپاک کنوئیں میں سے جس صورت میں جتنے پانی نکالنے کا حکم ہے جب اتنا پانی نکال لیا گیا تو اب وہ ڈول اور رسی اور کنوئیں کی دیواریں سب خود بخود پاک ہو گئیں۔ کسی کو دھو کر پاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ہدایہ ص ۲۷۷ رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۲)

## نجاستوں کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک غلیظہ (بھاری نجاست)  
دوسری خفیفہ (ہلکی نجاست)

**نجاست غلیظہ** | جیسے پیشاب پاخانہ - بہتا خون - پیپ - منہ بھر قے - دکھتی ہوئی آنکھ کا سیمچر پانی - دودھ پینے والے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب - بچے نے جو منہ بھر کر قے کی - مرد یا عورت کی منی - حرام جانوروں جیسے کتا - شیر - سور وغیرہ کا پیشاب - پاخانہ اور گھوڑے - گدھے خچر کی لید - اور حلال جانوروں کا پاخانہ جیسے گائے - بھینس وغیرہ کا گوبر اور اونٹ کی مینگنی - مرنی اور بطخ کی بیٹ - ہاتھی کے سونڈ کا پانی - درندہ - جانوروں کا تھوک شراب - نشہ لانے والی تازی - سانپ کا پاخانہ - مردار کا گوشت - یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔

**نجاست خفیفہ** | جیسے گائے بھینس - بھیر - بچری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب - یوں ہی گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔  
**مسئلہ:** نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ



جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کیے اگر نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر نماز کو حقیر چیز سمجھتے ہوئے ایسا کیا تو کفر ہوا۔ اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ یعنی ایسی نماز کو دہرا لینا واجب ہے۔ اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہوگی مگر خلاف سنت ہوئی۔ اور اس نماز کو دہرا لینا بہتر ہے۔

**مسئلہ:** نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ۔ لید۔ گوبر تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو۔ درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاست غلیظہ تیلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی چوڑائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے۔ یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر عوار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے۔ اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے۔ اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر۔ (درمختار ج ۱ ص ۱۱)

**مسئلہ:** نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے یا بدن کے جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم میں لگی۔ یا ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے تو معاف ہے۔ اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر دھو کر پاک کیے نماز نہ ہوگی۔ (درمختار ج ۱ ص ۱۲)

**مسئلہ:** جو نجاست کپڑے یا بدن میں لگی ہے اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نجاست دل والی ہو۔ جیسے لید۔ گوبر۔ پاخانہ تو اس کے دھونے میں کوئی گنتی مقرر نہیں بلکہ اس نجاست کو دور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے بدن یا کپڑا پاک ہو جائے گا۔ اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار دھولینا بہتر ہے اور اگر نجاست دلدار نہ ہو بلکہ تیلی ہو۔ جیسے پیشاب وغیرہ تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ قوت کے ساتھ نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (درمختار ج ۱ ص ۱۸ تا ۲۷)



مسئلہ: نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے ہیں۔ یہ اسی وقت ہیں کہ بدن اور کپڑے میں نجاست لگی ہو۔ اور اگر کسی پتلی چیز دودھ یا سرکہ یا پانی میں نجاست پڑ جائے تو چاہے نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ ہر حال پتلی چیز ناپاک ہو جائے گی۔ اگرچہ ایک ہی قطرہ نجاست پڑ گئی ہو۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۹۷)

مسئلہ: نجاست خفیفہ نجاست غلیظہ میں مل جائے تو کل نجاست غلیظہ ہو جائے گی۔  
(رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۲)

مسئلہ: حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے۔ البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۹۹)

مسئلہ: چوسے کی مینگنی گیہوں میں مل کر پس گئی۔ یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے۔ ہاں اگر اس قدر زیادہ مینگنیاں پڑ گئیں کہ آٹا اور تیل کا مزہ بدل گیا تو آٹا اور تیل ناپاک ہو جائے گا۔ اور اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۲)

مسئلہ: آدمی کا چمڑا ناخن کے برابر اگر تھوڑے پانی (یعنی وہ وردہ سے کم) میں پڑ جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر آدمی کا کٹ ہوا ناخن یا بال پانی میں پڑ گیا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔  
(بہار شریعت ج ۲ ص ۱۰۱)

مسئلہ: نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔  
(رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۴)

مسئلہ: اُپلے کی راہ پاک ہے اور اگر راہ ہونے سے قبل بجھ گیا تو ناپاک ہے۔  
(بہار شریعت ج ۲ ص ۱۰۱)

مسئلہ: ناپاک زمین اگر سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتی رہے پاک ہو گئی خواہ وہ واسے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے۔ اس زمین پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر اس زمین سے تیمم نہیں کر سکتے کیونکہ تیمم ایسی زمین سے کرنا جائز ہے جس پر کبھی بھی نجاست نہ پڑی ہو۔  
(رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۴ عالمگیری ص ۱۰۱)

مسئلہ: ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں ناپاک ہیں۔ بعد بختم کر لینے



کے پاک ہو گئے۔ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۲۱

مسئلہ : جو چیز سوکھنے یا گرٹنے سے پاک ہو گئی اس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی مثلاً زمین پر پشیا بڑ گیا پھر زمین سوکھ گئی اور نجاست کا اثر زائل ہو گیا اور وہ زمین پاک ہو گئی۔ اب اگر وہ زمین بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی۔ یوں ہی اگر چھری خون لگنے سے ناپاک ہو گئی اور چھری کو زمین پر خوب رگڑ کر گرٹ کر خون کا اثر زائل کر دیا تو چھری پاک ہو گئی۔ اب اگر وہ چھری بھیگ گئی تو ناپاک نہیں ہوگی۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۱۲۱)

مسئلہ : جو زمین گور سے لپی گئی اگرچہ سوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ سوکھ گئی اور اس پر کوئی مٹا کپڑا بچھایا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کر دے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۱۲۱)

## حیض و نفاس و جنابت کا بیان

بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادت کے طور پر نکلتا ہے اور بیماری اور بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو اس کو حیض کہتے ہیں۔ اور جو خون بیماری کی وجہ سے آئے۔ اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔ اور بچہ ہونے کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس کہلاتا ہے۔ مسئلہ : حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں یعنی پورے بہتر گھنٹے ہے جو خون اس سے کم مدت میں بند ہو گیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔ اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ آئے آیا ہے تو دس دن تک حیض مانا جائے گا اور اس کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔ اور اگر پہلے اس عورت کو حیض آچکے ہیں اور اس کی عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا وہ استحاضہ ہے۔ مثال کے طور پر یہ سمجھو کہ اس کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی۔ اب کی مرتبہ دس دن آیا تو دس دن حیض ہے اور اگر بارہ دن خون آیا تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے اور سات دن



استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی۔ بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن حیض آیا کرتا تھا تو پھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے۔ وہی اب بھی حیض کے دن مانے جائیں گے۔ اور باقی استحاضہ مانا جائے گا۔

**مسئلہ:** کم سے کم نو برس کی عمر سے عورت کو حیض شروع ہوگا۔ اور حیض آنے کی انتہائی عمر پچیس سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو اُسہ (حیض) واولاد سے ناامید ہونے والی (کہتے ہیں۔ نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ یوں ہی پچیس برس کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ لیکن اگر کسی عورت کو پچیس برس کی عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسا کہ حیض کے زمانے میں آیا کرتا تھا تو اس حیض کو مان لیا جائے۔

**مسئلہ:** حمل والی عورت کو جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔

**مسئلہ:** دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یوں ہی نفاس اور حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آگیا تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

**مسئلہ:** حیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلہ۔ خالص سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۷ وغیرہ)

**مسئلہ:** نفاس کی کم سے کم کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد آدھ گھنٹہ بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن رات ہے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۷)

**مسئلہ:** کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا، تو اگر اس عورت کے پہلے ہی بار بچہ پیدا ہوا ہے۔ یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے۔ باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ جیسے تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت تھی۔ مگر اب کی مرتبہ پینتالیس دن خون آیا تو تیس دن نفاس کے مانے جائیں گے



اور پندرہ دن استیاضہ کے ہوں گے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵ وغیرہ)

**حیض و نفاس کے احکام** | حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں۔ ان کی قضا بھی

نہیں۔ البتہ روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں رکھنا فرض ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبان پر پڑے، یوں ہی قرآن مجید کا چھونا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر جزوان میں قرآن مجید ہو تو اس جزوان کو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۳۶)

**مسئلہ:** قرآن مجید پڑھنے کے علاوہ دوسرے تمام وظائف کلمہ شریف درود شریف وغیرہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت بلا کراہت پڑھ سکتی ہے بلکہ مستحب ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے اتنی دیر تک درود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر میں نماز پڑھ سکتی تھی تاکہ عادت باقی رہے (عالمگیری ج ۱ ص ۳۶)

**مسئلہ:** حیض و نفاس کی حالت میں ہمبستری یعنی جماع حرام ہے۔ بلکہ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد اپنے کسی عضو سے نہ چھوئے کہ یہ بھی حرام ہے ہاں البتہ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے اس حالت میں عورت کے بدن کو چھونا یا بوسہ دینا جائز ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۳۷)

**مسئلہ:** حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔ ہاں اگر چور یا درندے سے ڈر کر یا کسی بھی شدید مجبوری سے مجبور ہو کر مسجد میں چلی جائے تو جائز ہے مگر اس کو چاہیے کہ تمیم کر کے مسجد میں جائے۔

**مسئلہ:** حیض و نفاس والی عورت اگر عید گاہ میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ **مسئلہ:** حیض و نفاس کی حالت میں اگر مسجد کے باہر رہ کر اور ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز اٹھائے یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دے تو جائز ہے۔

**مسئلہ:** حیض و نفاس والی کو خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو حرام ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۳۶)



مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کو اپنے بستر پر سنانے میں غلبہ شہوت یا اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کو اپنے بستر پر نہ سلائے بلکہ اگر گمان غالب ہو کہ غلبہ شہوت پر قابو نہ رکھ سکے گا تو شوہر کو ایسی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ سنانا حرام اور گناہ ہے۔

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ عہد بستی کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام سمجھتے ہوئے کر لیا تو سخت گناہ گار ہوا۔ اُس پر توبہ کرنا فرض ہے۔ اور اگر شروع حیض و نفاس میں ایسا کر لیا تو ایک دینار۔ اور اگر قریب محتمل کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے تاکہ خدا کے غضب سے امان پائے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۳۶ وغیرہ)

مسئلہ: روزے کی حالت میں اگر حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب ہے۔

مسئلہ: نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانہ سے نکلنا جائز ہے۔ یوں ہی حیض و نفاس والی عورت کو ساتھ کھلانے اور اس کا تھوٹا کھانے میں کوئی عرج نہیں۔ ہندوستان میں بعض جاگہ جاہل عورتیں حیض و نفاس والی عورتوں کے برتن الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو اور حیض و نفاس والی عورتوں کو نجس جانتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ایسی بیہودہ رسموں سے مسلمان عورتوں مردوں کو بچنا لازم ہے اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلتے پورا نہ ہو جائے اگرچہ نفاس کا خون بند ہو چکا ہو وہ نہ نماز پڑھتی ہیں نہ اپنے کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں۔ یہ بھی محض جہالت ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہو اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھیں۔ نماز ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔

مسئلہ: حیض اگر پورے دس دن پر ختم ہوا۔ تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع کرنا جائز ہے اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد صحبت کرے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۳۶)



مسئلہ : اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو گیا تو تا وقتیکہ غسل نہ کرے یا وہ وقت نماز جس

دن نہ گزر جائے صحبت کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ : حیض و نفاس کی حالت میں سجدۂ تلاوت بھی حرام ہے اور سجدۂ کی آیت سننے

سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ : رات کو سوتے وقت عورت پاک تھی اور صبح کو سو کر اٹھی تو حیض کا اثر دیکھا تو اسی

وقت سے حیض کا حکم دیا جائے گا۔ رات ہی سے حائضہ نہیں مانی جائے گی۔

مسئلہ : حیض واتی صبح کو سو کر اٹھی اور گدی پر کوئی نشان حیض کا نہیں تو رات ہی سے

پاک مانی جائے گی۔

استحاضہ کے احکام | استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ نہ ایسی عورت سے

صحبت حرام۔ استحاضہ والی عورت نماز بھی پڑھے گی۔ روزہ

بھی رکھے گی۔ کعبہ میں بھی داخل ہوگی۔ طواف کعبہ بھی کرے گی۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرے

گی و منور کے قرآن شریف کو ہاتھ بھی لگائے گی۔ اور اسی حالت میں شوہر اس سے ہمبستری بھی

کرے گا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۷)

جُنُب کے احکام | ایسے مرد اور عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا ”جُنُب“ کہتے ہیں اور اس

ناپاکی کی حالت کو ”جنابت“ کہتے ہیں۔ جُنُب خواہ مرد ہو یا عورت

جب تک غسل نہ کرے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے نہ قرآن میں دیکھ

تلاوت کر سکتا ہے۔ نہ زبانی پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن مجید کو چھو سکتا ہے نہ کعبہ میں داخل ہو سکتا

ہے۔ نہ کعبہ کا طواف کر سکتا ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ : جنب کو ساتھ کھانے اس کا جھوٹا کھانے۔ اس کے سلام و مصافحہ اور معاف

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹)

مسئلہ : جُنُب کو چاہیے کہ جلد سے جلد غسل کرے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کُتا اور جُنُب ہو۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷)



اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے۔ ایک کافر کا مردہ، دوسرے خلو (عورتوں کی رنگین خوشبو) استعمال کرنے والا تیسرے جنب (مگر یہ کہ وضو کر لے۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵)

مسئلہ: حیض و نفاس والی عورت یا ایسے مرد و عورت جن پر غسل فرض ہے اگر یہ لوگ قرآن شریف کی تعلیم دیں۔ تو ان کو لازم ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر سانس توڑ کر پڑھائیں۔ مثلاً اس طرح پڑھائیں کہ الحمد للہ پڑھ کر سانس توڑیں پھر اللہ پڑھ کر سانس توڑ دیں پھر رب العالمین پڑھیں۔ ایک سانس میں پوری آیت لگا کر نہ پڑھیں۔ اور قرآن شریف کے الفاظ کو سب سے کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: قرآن مجید کے علاوہ اور دوسرے وظیفے کلمہ شریف و درود شریف وغیرہ کو پڑھنا جنب کے لیے باکراہت جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حیض و نفاس والی عورت کے لیے قرآن شریف کے علاوہ دوسرے تمام اذکار و وظائف کو پڑھنا جائز و درست بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۳)

**معذور کا بیان** | جس شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جیسے پیشاب کے قطرے ٹپکنے یا دست آنے یا استخاضہ کا خون آنے کے امرائن کہ ایک نماز

کا پورا وقت گزر گیا۔ اور وہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ تو ایسے شخص کو شریعت میں معذور کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے شریعت کا یہ حکم ہے کہ جب کسی نماز کا وقت آجائے تو معذور لوگ وضو کریں اور اسی وضو سے جتنی نمازیں چاہیں پڑھتے رہیں۔ اس درمیان میں اگر چہ بار بار قطرہ وغیرہ آتا رہے۔ مگر ان لوگوں کا وضو اس وقت تک نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ اس نماز کا وقت باقی رہے۔ اور جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوا ان لوگوں کا وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لیے پھر دوسرا وضو کرنا پڑے گا۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۳)

مسئلہ: جب کوئی شخص شریعت میں معذور مان لیا گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک بار بھی اس کا غدر پایا جاتا رہے گا وہ معذور ہی رہے گا جب اس کو اتنی شفا حاصل



سو جائے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اس کو ایک مرتبہ بھی قطرہ وغیرہ نہ اُسے تو اب یہ شخص معذور نہیں مانا جائے گا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۳۱)

مسئلہ: معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب سے معذور ہے لیکن اگر کوئی وضو ٹوڑنے والی دوسری چیز پائی گئی تو اس کا وضو جاتا رہے گا۔ جیسے کسی کو قطرے کا مرض ہے اور وہ معذور مان لیا گیا۔ تو نماز کے پورے وقت میں قطرہ آنے سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن ہوا نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں قطرہ آجاتا ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قطرہ نہیں آتا تو اس پر فرض ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھا کرے اور وہ معذور نہیں شمار کیا جائے گا۔

## نماز کے وقتوں کا بیان

دن رات میں کل پانچ نمازیں فرض ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔ ان پانچوں نمازوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے اور جس نماز کا جو وقت مقرر ہے اس نماز کو وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ وقت نکل جانے کے بعد نماز قضا ہو جاتی ہے۔

اب ہم نمازوں کے وقتوں کا بیان کرتے ہیں کہ کس نماز کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہو جاتا ہے۔

**فجر کا وقت** | صبح صادق سے شروع ہو کر سورج نکلنے تک ہے۔ اس درمیان میں جب چاہیں فجر کی نماز پڑھ لیں۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز اتنا اجالا ہو جانے کے بعد پڑھیں کہ مسجد کے عمارتوں کے چھ کمرے چھ لیں۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے آسمان کے پورے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ روشنی پورے آسمان میں پھیل جاتی ہے اور اجالا ہو جاتا ہے۔ صبح صادق کی روشنی ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صبح صادق جاڑوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمیوں میں لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹہ سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔



**ظہر کا وقت** | سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت کسی چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس سایہ کے علاوہ اسی چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ظہر کے وقت میں مستحب یہ ہے کہ جاڑوں میں اول وقت اور گرمیوں میں دیر کر کے نماز ظہر پڑھیں۔

نائدہ : سورج ڈھلنے اور دوپہر کے سایہ کے علاوہ سایہ دوگنا ہونے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک ہموار لکڑی بالکل سیدھی اس طرح گاڑ دیں کہ پورب پچھم یا اتر دھن کو ذرا بھی جھکی نہ ہو۔ اب خیال رکھو کہ جتنا سورج اونچا ہوتا جائے اس لکڑی کا سایہ کم اور چھوٹا ہوتا جائے گا جب سایہ کم ہونا رک جائے تو سمجھ لو کہ ٹھیک دوپہر ہو گیا اور اس وقت میں اس لکڑی کا جتنا بڑا سایہ ہو اس کو ناپ کر دھیان میں رکھو۔ اس کے بعد جوں ہی سایہ بڑھنے لگے تو سمجھ لو کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا اور جب سایہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا ہو جائے کہ دوپہر والے سایہ کو نکال کر اس لکڑی کا سایہ اس لکڑی سے دوگنا بڑا ہو جائے تو سمجھ لو کہ ظہر کا وقت نکل گیا اور عصر کا وقت شروع ہو گیا۔

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔

**عصر کا وقت** | ظہر کا وقت ختم ہونے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔ جاڑوں میں عصر کا وقت تقریباً ڈیڑھ گھنٹے لمبا رہتا ہے اور گرمیوں میں قریب قریب دو گھنٹے (کچھ کم زیادہ مختلف تاریخوں میں) رہتا ہے، عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے۔ لیکن نہ اتنی تاخیر کہ سورج کی ٹمکھ میں زردی آجائے۔

**مغرب کا وقت** | سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غائب ہونے تک رہتا ہے شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سورج ڈوبنے کی سرفی کے بعد پچھم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اتر دھن میں پھیلی رہتی ہے مغرب کے وقت کی لمبائی ہمارے دیار میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریباً ہوا کرتی ہے اور ہر روز جتنا لمبا فجر کا وقت ہوتا ہے اتنا ہی لمبا مغرب کا وقت بھی ہوتا ہے۔



**عشاء کا وقت** | شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہونے تک ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کر لی جھٹکتی ہے اور آدھی رات تک مباح ہے۔ اور آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

**نماز وتر کا وقت** | وہی ہے جو نماز عشاء کا وقت ہے لیکن عشاء پڑھنے سے پہلے وتر نہیں پڑھی جاسکتی کیوں کہ عشاء اور وتر میں ترتیب فرض ہے یعنی ضروری ہے کہ پہلے عشاء پڑھ لی جائے اس کے بعد وتر پڑھی جائے اگر کسی نے قصداً عشاء کی نماز سے پہلے وتر پڑھ لی تو وتر ادا نہیں ہوگی۔ بلکہ عشاء پڑھنے کے بعد وتر پڑھنی پڑے گی۔ ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لی۔ یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر کے ساتھ پڑھی تھی تو وہ وضو کر کے نماز پڑھے۔ لیکن وتر جو پہلے پڑھ لی ہے وہ ادا ہوگئی اس کو دہرانا ضروری نہیں۔

## مکروہ وقتوں کا بیان

مسئلہ: سورج نکلنے وقت، سورج ڈوبنے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن اس دن کی عصر اگر نہیں پڑھی ہے تو سورج ڈوبنے کے وقت پڑھ لے مگر عصر میں اتنی دیر کر کے نماز پڑھنی سنت گناہ ہے۔

مسئلہ: ان تینوں وقتوں میں قرآن مجید کی تلاوت بہتر نہیں ہے۔ اچھا یہ ہے کہ ان تینوں وقتوں میں کلمہ یا تسبیح یا درود شریف وغیرہ پڑھنے میں مشغول رہے (عالمگیری)

مسئلہ: اگر ان تینوں وقتوں میں جنازہ لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ ان وقتوں سے پہلے لایا گیا۔ مگر نماز جنازہ پڑھنے میں اتنی دیر کر دی کہ مکروہ وقت آگیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو اس وقت سے لے کر تقریباً بیس منٹ تک کوئی نماز جائز نہیں۔ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد جب سورج ایک لاکھ کے برابر اونچا ہو جائے اس کے بعد ہر نماز چاہے نفل ہو یا قضا یا کوئی دوسری پڑھنی چاہیے۔



مسئلہ: جب سورج ڈوبنے سے پہلے پلٹا جائے اُس وقت سے سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر اُس دن کی عصر ابھی تک نہیں پڑھی ہے تو اس کو پڑھ لے نماز عصر ادا ہو جائے گی اگرچہ مکروہ ہوگی۔

مسئلہ: ٹھیک دوپہر میں کوئی نماز جائز نہیں۔

مسئلہ: بارہ وقتوں میں نفل اور سنت نمازیں پڑھنے کی ممانعت ہے۔ وہ بارہ وقت یہ ہیں۔

۱۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک فجر کی دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا دوسری کوئی بھی نفل نماز پڑھنی منع ہے۔

۲۔ اقامت شروع ہونے سے جماعت ختم ہونے تک کوئی سنت و نفل پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں البتہ اگر نماز فجر کی اقامت ہونے لگی اور اس کو معلوم ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعویٰ ہی ہو تو اس کو چاہیے کہ صفوں سے کچھ دور ہٹ کر فجر کی سنت پڑھ لے۔ اور پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر وہ یہ جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا تو جماعت نہیں ملے گی تو اس کی سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس کو چاہیے کہ بغیر سنت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائے فجر کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں اقامت ہو جانے کے بعد اگرچہ یہ جان لے کہ سنت پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائے گی پھر بھی سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ سنت چھوڑ کر فوراً ہی جماعت میں شامل ہو جانا ضروری ہے۔

۳۔ نماز عصر پڑھ لینے کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ قضا نمازیں سورج ڈوبنے سے بیس منٹ پہلے تک پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ سورج ڈوبنے کے بعد اور مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے کوئی نفل جائز نہیں۔

۵۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے جمعہ کے خطبہ کے لیے کھڑا ہو اس وقت سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک کوئی نماز سنت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔

۶۔ عین خطبہ کے درمیان کوئی نماز سنت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔ چاہے جمعہ کا خطبہ ہو۔



اعیدین کا یا گزین کی نماز کا یا نماز استسقاء کا یا نکاح کا۔ لیکن ہاں صاحب ترتیب کے لیے جمعہ کے خطبہ کے دوران بھی قضا نماز کو پڑھ لینا لازم ہے۔

۷۔ عید کی نماز سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے چاہے گھر میں پڑھے، یا مسجد میں یا عید گاہ میں۔

۸۔ عیدین کی نماز کے بعد بھی عید گاہ یا مسجد میں۔ نماز نفل پڑھنی مکروہ ہے۔ ہاں اگر گھر میں نفل پڑھنے تو بہ مکروہ نہیں۔

۹۔ میدان عرفات میں جو ظہر و عصر ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے درمیان میں اور بعد میں نفل و سنت مکروہ ہے۔

۱۰۔ مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل و سنت پڑھنی مکروہ ہے۔ دونوں نمازوں کے بعد اگر نفل و سنت پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

(عالمگیری و درمختار)

۱۱۔ نماز فرض کا وقت اگر تنگ ہو گیا ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ فجر و ظہر کی سنتیں پڑھنی بھی مکروہ ہیں۔ جلدی جلدی فرض پڑھ لے تاکہ نماز قضا نہ ہونے پائے۔

۱۲۔ جس بات سے دل بٹے اور اس کو دور کر سکتا ہو۔ تو اُسے دور کیے بغیر ہر نماز مکروہ ہے۔ مثلاً پاخانہ پشیاب یا ریح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے یوں ہی کھانا سمنے آگیا اور بھوک لگی ہو۔ یا دوسری کوئی بات ایسی ہو جس سے دل کو اطمینان نہ ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت جارہا ہو تو ایسی حالت میں بھی نماز لے تاکہ قضا نہ ہو جائے۔ لیکن پھر اس نماز کو دہرائے۔

## اذان کا بیان

اذان کے فضائل اور اس کے ثواب کے بیان میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ جو شخص سات برس تک ثواب کی نیت سے اذان پڑھے گا۔ اس کے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۶۵ باب اذان)

اذان اسلام کا نشان ہے۔ اگر کسی شہر یا گاؤں کے لوگ اذان پڑھنا چھوڑ دیں۔ تو بادشاہ



اسلام ان کو مجبور کر کے اذان پڑھوائے اور اس پر بھی لوگ نہ مانیں تو ان سے جہاد کرے۔

(رقاضی خاں)

پانچوں نمازوں اور جمعہ کو مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے اذان پڑھنا سنت مکروہ ہے۔ اور اس کا حکم مثل واجب کے ہے۔ یعنی اگر اذان نہ پڑھی گئی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ: مسجد میں بلا اذان و اقامت کے جماعت سے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

مسئلہ: گھر میں اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اذان نہ پڑھے تو کوئی عرج نہیں کہ وہاں کی مسجد کی اذان اس کے لیے کافی ہے۔

مسئلہ: وقت ہونے کے بعد اذان پڑھی جائے۔ اگر وقت سے پہلے اذان ہو گئی تو وقت ہونے پر دوبارہ اذان پڑھی جائے۔

مسئلہ: اذان کے درمیان میں بات چیت منع ہے۔ اگر موزن نے اذان کے بیچ کوئی بات کر لی تو پھر سے اذان کہے۔ (صغیری)

مسئلہ: ہر اذان بیان تک کہ خطبہ جمعہ کی اذان بھی مسجد کے باہر کہی جائے۔ مسجد کے اندر اذان نہ پڑھی جائے۔ (خلاصہ عالمگیری و قاضی خاں)

مسئلہ: جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور سلام کا جواب اور ہر کام موقوف کر دے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت نہ کرے۔ دوسرے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے۔ اور یہی اقامت میں بھی کرے۔

(درمختار و عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے۔ اُس پر معاذ اللہ خاتمہ ہر ہونے کا خوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ: فرض نمازوں اور جمعہ کی جماعتوں کے علاوہ دوسرے موقعوں پر بھی اذان کہی جاسکتی ہے۔ جیسے پیدا ہونے والے بچے کے دہانے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت اسی طرح مغوم کے کان میں۔ مرگی والے اور غضبناک اور بد مزاج آدمی اور جانور کے کان



میں جنگ اور آگ لگنے کے وقت۔ جنوں اور شیطانوں کی سرکشی کے وقت جنگل میں راستہ نہ ملنے کے وقت بیت کے دفن کرنے کے بعد ان صورتوں میں اذان پڑھنا مستحب ہے۔

(بہار شریعت، رد المحتار ج ۱ ص ۲۵۸)

**اذان کا طریقہ** | مسجد سے خارج حصہ میں کسی اونچی جگہ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ اور کانوں کے سوراخوں میں کلمہ کی انگلیاں ڈال کر بلند آواز سے

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ اکبر کہے پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر ذرا ٹھہر کر دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ کہے۔ پھر دو مرتبہ ٹھہر ٹھہر کر اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ کہے پھر راستے طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ حَتَّى عَلَي الصَّلَاةِ کہے پھر بائیں طرف منہ کر کے دو مرتبہ حَتَّى عَلَي الْفَلَاحِ کہے۔ پھر قبلہ کو منہ کرے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر ایک مرتبہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ کہے۔

مسئلہ: فجر کی اذان میں حَتَّى عَلَي الْفَلَاحِ کہنے کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ

مِنَ النَّوْمِ۔ بھی کہے کہ مستحب ہے۔

اذان کے بعد پہلے درود شریف پڑھے۔ پھر اذان پڑھنے والا اور اذان سننے والے

سب یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ ذَرِّبْ هَذِهِ الدَّعُوَّةَ اَتَمَّةً وَالصَّلَاةَ اَقَامَةً اَتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا بِالْوَسِيْلَةِ وَالْفَضِيْلَةِ وَالْاَدْرَجَةِ اَتْرِفِيْعَةِ وَاَبْعَثْ مِمَّا مَعَهُ وَاَنْ اِلٰهِي وَعَدَّتْ وَاَرْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

**اذان کا جواب** | جب اذان سے تو اذان کا جواب دینے کا حکم ہے۔ اور اذان کے جواب کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کہنے والا جو کلمہ کہے سننے والا بھی وہی

کلمہ کہے مگر حَتَّى عَلَي الصَّلَاةِ اور حَتَّى عَلَي الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے اور فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرُّتْ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔



مسئلہ: جب موزن اَشْهَدُ اَنْ مَعْمَدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے تو سُننے والا درود شریف بھی پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اور کہے۔  
قُرْتُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔

روا المختار جلد اول ص ۲۶۸ (مصری)

مسئلہ: خطبہ کی اذان کا جواب دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (در مختار ج ۱ ص ۲۶۸)

مسئلہ: جُنُب بھی اذان کا جواب دے۔

مسئلہ حیض و نفاس والی عورت پر اور جماع میں مشغول ہونے والے پر اور پیشاب پاخانہ کرنے والے پر، اذان کا جواب نہیں۔ (در مختار ص ۲۶۵)

**صلوة پڑھنا** | اذان و اقامت کے درمیان میں الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یا اس قسم کے دوسرے کلمات نماز کے اعلان ثانی کے طور پر بلند آواز سے پکارنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں تثنیہ کہتے ہیں اور تثنیہ مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں مستحب ہے تثنیہ کے لیے کوئی خاص کلمات شریعت میں مقرر نہیں ہیں۔ بلکہ اس شہر میں جن لفظوں کے ساتھ تثنیہ کہتے ہوں ان لفظوں سے تثنیہ کہنا مستحب ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۵۳)

**اقامت** | اقامت اذان ہی کے مثل ہے۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے۔ اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے جاتے ہیں۔ اور اقامت کے کلمات کو جلد جلد کہیں۔ درمیان میں سکتہ نہ کریں۔ اقامت میں حَتَّى عَلَيَّ الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ چاہی کہیں۔ اذان میں آواز بلند کرنے کا حکم ہے۔ مگر اقامت میں آواز میں اتنی ہی اونچی ہو کہ سب حاضرین مسجد تک آواز پہنچ جائے۔ اقامت میں کانوں کے اندر انگلیاں نہیں ڈالی جائیں گی۔ اذان مسجد کے باہر پڑھنے کا حکم ہے اور اقامت مسجد کے اندر پڑھائے گی۔

مسئلہ: اگر امام نے اقامت کہی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے وقت اگے بڑھ کر مصلی پر چلا جائے۔ (در مختار، روا المختار، غنیہ وغیرہ)

مسئلہ: اقامت میں بھی حَتَّى عَلَيَّ الصَّلَاةُ اور حَتَّى عَلَيَّ الْفَلَاحِ ط کے وقت



داہنے بائیں منہ پھیرے۔ (درمختار)

مسئلہ: اقامت ہوتے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کو چاہیے کہ بیٹھ جائے اور جب حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہا جائے اُس وقت کھڑا ہو۔ یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی اقامت کے وقت بیٹھے رہیں جب حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہہ کر اُس وقت سب لوگ کھڑے ہوں یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔  
(عالمگیری ص ۵۳)

آج کل اکثر جگہ یہ غلط رواج ہے۔ اقامت کے وقت بلکہ اقامت سے پہلے ہی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو یہ ہے کہ جب تک امام کھڑا نہ ہو جائے اُس وقت تک اقامت نہیں کہی جاتی۔ یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ اس بارے میں بہت سے رسالے اور فتاویٰ بھی چھاپے گئے مگر خدا اور سٹ دھرمی کا کیا علاج؟ خداوند کریم مسلمانوں کو سنت پر عمل کی ترغیب بخشتے۔

مسئلہ: اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔ اقامت کا جواب بھی اذان ہی کے جواب کی طرح ہے۔ اتنا فرق ہے کہ اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے جواب میں اَنَامَ اللّٰهُ قَادَامَہَا مَا دَامَتِ السَّمَوْتُ وَالْاَرْضُ کہے (عالمگیری)

## استقبال قبلہ کے چند مسائل

پوری نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نماز کی شرط اور ضروری حکم ہے لیکن چند صورتوں میں اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کرے پھر بھی نماز جائز ہے مثلاً

مسئلہ: جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بجا جا رہا ہو اور صحیح اندیشہ ہو کہ منہ پھیرنے سے ڈوب جائے گا اس طرح کی مجبوری سے وہ قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا۔ تو اس کو چاہیے کہ وہ جس رخ بھی نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور بعد میں اس نماز کو دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (ربہار شریعت)

مسئلہ: بیمار میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر سکے اور وہاں دوسرا ایسا



کوئی آدمی بھی نہیں جو کعبہ کی طرف اس کا منہ کرادے تو وہ اس مجبوری کی حالت میں جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھے گا اس کی نماز ہو جائے گی اور اس نماز کو بعد میں دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔  
(بہار شریعت و رد المحتار)

مسئلہ: چلتی ہوئی کشتی میں اگر نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کرے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا رہے چنانچہ فرض نماز ہو یا نفل وغیرہ

مسئلہ: اگر یہ نہ معلوم ہو کہ قبلہ کدھر ہے اور وہاں کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو غسانی کو چاہیے کہ اپنے دل میں سوچے اور جہد قبلہ ہونے پر دل جم جائے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔ (رینۃ المصلیٰ وغیرہ)

مسئلہ: جس طرف دل جم گیا تھا اُدھر منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا پھر درمیان نماز ہی میں اس کی یہ رائے بدل گئی کہ قبلہ دوسری طرف ہے یا اس کو اپنی غلطی معلوم ہو گئی تو اس پر یہ فرض ہے کہ فوراً ہی اُس طرف گھوم جائے اور پہلے جتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئے گی اس طرح اگر نماز میں اس کو چاروں طرف بھی گھومنا پڑا پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر رائے بدلتے ہی یا غلطی ظاہر ہوتے ہی دوسری طرف نہیں گھوما اور زمین مرتبہ سہمان اللہ کہنے کے برابر دیر لگا دی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

(در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۹۱)

مسئلہ: نمازی نے اگر بلا عذر قصدًا جان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا تو اگرچہ فوراً ہی اُس نے قبلہ کی طرف سینہ پھیر لیا پھر بھی اس کی نماز ٹوٹ گئی اور وہ پھر سے نماز پڑھے۔ اور اگر نماز میں بلا قصد و ارادہ قبلہ سے سینہ پھیر گیا اور فوراً ہی وہ قبلہ کی طرف سینہ کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔ (رینۃ المصلیٰ و مکر)

مسئلہ: اگر صرف منہ قبلہ سے پھیر لیا اور سینہ قبلہ سے نہیں پھرا تو اس پر واجب ہے کہ فوراً ہی وہ قبلہ کی طرف منہ کرے۔ اس کی نماز ہو جائے گی مگر بلا عذر ایک سبکدوش کے لیے بھی قبلہ سے چہرہ پھیر لینا مکروہ ہے (رینۃ المصلیٰ)



مسئلہ : اگر نمازی نے قبلہ سے سینہ پھیرا نہ چہرہ پھیرا بلکہ صرف آنکھوں کو پھرا پھرا کر ادھر ادھر دیکھ لیا تو اس کی نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

## رکعتوں کی تعداد اور نیت کا طریقہ

نیت سے مراد دل میں پکا ارادہ کرنا ہے خالی خیال کافی نہیں جب تک ارادہ نہ ہو۔  
 مسئلہ : اگر زبان سے بھی کہہ دے تو اچھا ہے مثلاً یوں کہ نیت کی میں نے دو رکعت فرض فجر کی واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔  
 مسئلہ : مقتدی ہو تو نیت میں اس کو اتنا اور کہنا چاہیے کہ چھپے اس امام کے۔  
 مسئلہ : امام نے امام ہونے کی نیت نہیں کی جب بھی مقتدیوں کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی جماعت کا ثواب نہ پائے گا۔

اب ہم تمام نمازوں کی رکعتوں اور ان کی نیتوں کے طریقوں کا الگ الگ سوال و جواب کی صورت میں بیان کرتے ہیں ان کو خوب اچھی طرح یاد کرو۔

سوال : فجر کے وقت کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب : کل چار رکعت۔ پہلے دو رکعت سنت موکدہ پھر دو رکعت فرض۔

سوال : دو رکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب : نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول اللہ

کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال : دو رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب : نیت کی میں نے دو رکعت نماز فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا

اور کہے چھپے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال : ظہر کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب : بارہ رکعت۔ پہلے چار رکعت سنت موکدہ، پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت

سنت موکدہ پھر دو رکعت نفل۔



سوال: چار رکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب: نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال: پھر چار رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب: نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال: اور دو رکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب: نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال: پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرے؟

جواب: نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

فائدہ: نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر نفل پڑھنے میں دو گنا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر نفل پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

سوال: عصر کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب: آٹھ رکعت۔ پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض

سوال: چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب: نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عصر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال: پھر چار رکعت فرض کی نیت کیسے کرے؟

جواب: نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض عصر کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا

اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال: مغرب کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟



جواب : سات رکعت۔ پہلے تین رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت مؤکدہ، پھر دو رکعت نفل  
سوال : تین رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے۔

جواب : نیت کی میں نے تین رکعت نماز فرض مغرب اللہ تعالیٰ کے لیے (مقدمی اتنا  
اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر  
سوال : اور دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کیسے کرے؟

جواب : نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت مغرب اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول  
اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال : پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرے؟

جواب : نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لیے۔ منہ میرا طرف کعبہ  
شریف کے اللہ اکبر

سوال :۔ عشاء کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب : ستر رکعت۔ پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت  
سنت مؤکدہ۔ پھر دو رکعت نفل پھر تین رکعت وتر واجب پھر دو رکعت نفل۔

سوال : چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب : نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت  
رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال : پھر چار رکعت فرض کی نیت کیسے کرے؟

جواب : نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقدمی  
اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال : پھر دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب : نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول  
اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر

سوال : پھر دو رکعت نفل کی نیت کس طرح کی جائے؟



جواب: نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال: پھر وتر کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب: نیت کی میں نے تین رکعت نماز واجب وتر کی، اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال: پھر دو رکعت نفل کی نیت کس طرح کرے؟

جواب: نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال: اگر نیت کے الفاظ بھول کر کچھ کے کچھ زبان سے نکل گئے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں یعنی نیت میں زبان کا اعتبار نہیں تو اگر دل میں مثلاً ظہر کا پکا ارادہ کیا اور زبان سے ظہر کی جگہ عصر کا لفظ نکل گیا، تو ظہر کی نماز ہو جائے گی۔

سوال: قضا نماز کی نیت کس طرح کرنی چاہیے؟

جواب: جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو اس روز اور اس وقت کی نیت قضا میں ضروری ہے مثلاً اگر جمعہ کے روز فجر کی نماز قضا ہو گئی تو اس طرف نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز قضا جمعہ کے فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال: اگر کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو نیت کیسے کرے؟

جواب: ایسی صورت میں جو نماز مثلاً ظہر کی قضا پڑھنی ہے تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے چار رکعت نماز قضا جو میرے ذمہ باقی ہیں ان میں سے پہلے فرض ظہر کی، اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

اسی طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو تیس کر لینا چاہیے۔

سوال: پانچ وقت کی نمازوں میں کل کتنی رکعت قضا پڑھی جائے گی؟



جواب: بیش رکعت۔ دو رکعت فجر، چار رکعت ظہر، چار رکعت عصر، تین رکعت مغرب  
 چار رکعت عشاء، تین رکعت وتر، خلاصہ یہ کہ فرض اور وتر کی قضا ہے، سنتوں اور نفلوں کی قضا  
 نہیں ہے۔ (عامۃ کتب فقہ)

## نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ ہے کہ وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کرے اور اس طرح کھڑا ہو کہ  
 دونوں پیروں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں تک  
 اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی نو سے چھو جائیں باقی انگلیاں اپنے حال پر رہیں۔  
 نہ بالکل ملی ہوئی نہ بہت پھیلی ہوئی۔ اس حال میں کہ کانوں کی نو چھوتے ہوئے دونوں ہتھیلیاں  
 قبلہ کی طرف ہوں۔ اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو۔ پھر نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے  
 لا کر ناف کے نیچے اس طرح باندھ لے کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر پہنچوں  
 کے پاس رہے اور بیچ کی تینوں انگلیوں بائیں کلائی کی میٹھ پر۔ اور انگوٹھا اور چھوٹی انگلی کلائی  
 کے اگل بغل حلقہ کی صورت میں رہیں پھر ثنا پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ  
 اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَكَ إِلَهٌ غَيْرُكَ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے  
 پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے پھر اَلْحَمْدُ پوری پڑھے اور ختم پر آہستہ سے  
 امین کہے اس کے بعد کوئی سورہ یا تین آیتیں پڑھے، یا ایک لمبی آیت جو تین آیتوں کے برابر  
 ہو پڑھے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے اس طرح پکڑے کہ  
 ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں۔ اور میٹھ بھی ہو اور سر میٹھ کے برابر  
 اونچا نیچا نہ ہو۔ اور نظر پیروں کی پشت پر ہو۔ اور کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ  
 کہے، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور اکیلے نماز پڑھتا ہو۔ تو اس  
 کے بعد رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی کہے اور دونوں ہاتھ ٹکائے رہے ہاتھوں کو باندھے  
 نہیں پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اس طرح کہ پہلے گھٹنہ زمین پر رکھے پھر ہاتھ، پھر  
 دونوں ہاتھوں کے درمیان میں سر رکھے۔ اس طرح پر پہلے ناک زمین پر رکھے پھر ماتھا اور ناک



کی ہڈی کو دبا کر زمین پر جمائے۔ اور نظر ناک کی طرف رہے اور بازوؤں کو کروٹوں سے، اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے۔ اور پاؤں کی سب انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھے۔ اس طرح کہ انگلیوں کا پیٹ زمین پر جبار ہے اور ہتھیلیاں بھی ہوں۔ اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ اَعْلٰی کہے۔ پھر سر اٹھائے اس طرح کہ پہلے ہاتھ پھر ناک پھر منہ پھر ہاتھ اور دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم پچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے۔ اور ہتھیلیاں پچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے۔ اس طور پر کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگلیوں کا سر گھٹنوں کے پاس ہو۔ پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے اٹھتے وقت بلا غدر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے۔ یہ ایک رکعت پوری ہو گئی اب پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر الحمد پوری اور کوئی سورۃ پڑھے اور پہلے کی طرح رکوع اور سجدہ کرے۔ پھر جب سجدہ سے سر اٹھائے تو دایاں قدم کھڑا کر کے بایاں قدم پچھا کر بیٹھ جائے اور یہ پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَسْلَمَ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ اَسْلَمَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط اس کو تشہد کہتے ہیں جب اَشْہَدُ اَنْ لَا کے قریب پہنچے تو دایاں ہاتھ کی بیچ کی انگلی کو ہتھیلی سے ملا دے۔ اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر ادھر ادھر نہ ملائے۔ اور اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرے۔ اب اگر دوسرے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو۔ اور اسی طرح پڑھے مگر فرض کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْدُ کے ساتھ سورت ملنا ضروری نہیں اب پچھلا وعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے بعد درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ پھر اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَیْ وَلِیَمَنِ تَوَالِدُ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ



وَالْمُسْلِمَاتِ الَّتِي كَرِهْنَ مِنْهُنَّ وَالْمَوَاتِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ  
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط یا اور کوئی دعا مانورہ پڑھے مثلاً یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ  
اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً  
مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط پھر ماہنے شانے کی طرف منہ کر کے  
اَسْلَمَ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ پھر بائیں شانے کی طرف اسی طرح۔ اب نماز ختم ہو گئی  
اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا مثلاً اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ  
یَرْجِعُ السَّلَامُ فَجِیْنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالٰی  
یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ رَبَّنَا اَتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ  
النَّارِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ  
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط آمین یا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ہ پڑھے اور منہ پر ہاتھ پھیر لے۔  
نماز کا یہ طریقہ جو دکھا گیا امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے۔ لیکن اگر نمازی مقتدی ہو یعنی  
جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو الحمد اور سورۃ نہ پڑھے چاہے امام زور سے  
قراوت کرتا ہو یا آہستہ۔ امام کے پیچھے کسی نماز میں قراوت جائز نہیں۔

## نماز میں عورتوں کے چند خاص مسائل

عورتوں کو چاہیے کہ تکبیر تحریم کے وقت مردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ  
صرف کندھوں تک ہی ہاتھ اٹھا کر بائیں تحصیل سینہ پر رکھ کر اس کی پیٹھ پر دہنی تحصیل رکھیں رکوع میں زیادہ  
نہ جھکیں بلکہ تھوڑا جھکیں یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے اسی طرح عورتیں رکوع میں  
پیٹھ سیدھی نہ کریں اور گھٹنوں پر زور نہ دیں بلکہ محض گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیں اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی  
ہوئی رکھیں اور پاؤں کچھ جھکا ہوا رکھیں، مردوں کی طرح خوب سیدھا نہ کر دیں۔ عورتوں کو بالکل  
سمٹ کر سیدھا کرنا چاہیے۔ یعنی بازو کو کہ ٹوں سے ملا دیں۔ اور پیٹ کو ران سے اور ران کو پنڈلیوں  
سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دیں۔ اور قعدہ میں التیمات پڑھتے وقت عورتیں بائیں قدم پر نہ  
بیٹھیں بلکہ دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دیں اور بائیں سر پر بیٹھیں مردوں کی طرح نہ بیٹھیں۔



عورتیں بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھیں بہت سی جاہل عورتیں فرض و واجب اور سنت و نفل ساری نمازیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں یہ بالکل غلط طریقہ ہے نفل کے سوا کوئی نماز بھی بلا عذر کے بیٹھ کر پڑھنی جائز نہیں۔ یہ جاہل عورتیں فرض و واجب جتنی نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھ چکی ہوں ان سب کی قضا کریں اور توبہ کریں۔

مسئلہ: عورت مردوں کی امامت کرے یہ ناجائز ہے۔ ہرگز عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔ اور صرف عورتوں کی جماعت کہ عورت ہی امام ہو اور عورتیں ہی مقتدی ہوں۔ یہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

مسئلہ: عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں پنج وقتہ نمازوں کے لیے بھی عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے۔

## افعال نماز کی قسمیں

نماز پڑھنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس میں جن جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بعض چیزیں فرض ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں۔ بعض واجب ہیں کہ اگر قصداً ان کو چھوڑ دیا جائے تو گناہ بھی ہوگا اور نماز کو بھی دہرایا پڑے گا۔ اور اگر بھول کر ان کو چھوڑا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا اور بعض باتیں سنت موکدہ ہیں کہ ان کو چھوڑنے کی عادت گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ ان کو کریں تو ثواب اور اگر نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں۔ اب ہم ان باتوں کی کچھ وضاحت کرتے ہیں۔ ان کو غور سے پڑھ کر اچھی طرح یاد کر لو۔

**فرائض نماز** | سات چیزیں نماز میں فرض ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا، تو نماز ہوگی ہی نہیں ۱۔ تکبیر تحریمیہ ۲۔ قیام ۳۔ قراوت ۴۔ رکوع ۵۔ سجدہ ۶۔ قعدہ اخیرہ ۷۔ کوئی کام کر کے مثلاً سلام یا کلام کر کے نماز سے نکلنا۔

تکبیر تحریمیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر نماز کو شروع کرنا۔ نماز میں بہت مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ مگر شروع نماز میں پہلی مرتبہ جو اللہ اکبر کہتے ہیں اس کا نام تکبیر تحریمیہ ہے یہ فرض ہے اس کو اگر چھوڑ دیا تو نماز ہوگی ہی نہیں۔



**مسئلہ:** قیام فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے تو اگر کسی مرد یا عورت نے بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ ہاں نفل نماز کو بلا عذر کے بھی بیٹھ کر پڑھے تو یہ جائز ہے۔

**مسئلہ:** قرأت فرض ہونے کا یہ مطلب ہے کہ فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر دو نوافل اور سنتوں کی ہر ہر رکعت میں قرآن شریف پڑھنا ضروری ہے تو اگر کسی نے ان رکعتوں میں قرآن نہیں پڑھا، تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

**مسئلہ:** رکوع کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اتنا جھکیں کہ ہاتھ بڑھائیں تو کھٹنے تک پہنچ جائیں اور پورا رکوع یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

**مسئلہ:** سجدہ کی حقیقت یہ ہے کہ ماتھا زمین پر جا ہو اور کم سے کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہو تو اگر کسی نے اس طرح کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی رہے۔ تو نماز نہ ہوگی (درمختار، فتاویٰ رضویہ دیہار شریعت) ایک انگلی کے پیٹ کا سجدہ میں زمین سے لگنا تو فرض ہے مگر دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین سے لگنا واجب ہے اور دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ سجدہ میں زمین سے لگا ہونا سنت ہے۔

**مسئلہ:** نماز کی رکعتوں کو پوری کر لینے کے بعد پوری التعمیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے اور اسی کا نام قعدہ اخیرہ ہے۔

**مسئلہ:** قعدہ اخیرہ کے بعد اپنے قصد و ارادہ اور کسی عمل سے نماز کو ختم کر دینا خواہ اسلام سے ہو یا کسی دوسرے عمل سے یہ بھی نماز کے فرائض میں سے ہے لیکن سلام کے علاوہ اگر کوئی دوسرا کام کر کے نماز کو ختم کیا تو اگر وہ نماز کا فرض تو ادا ہو گیا لیکن اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

**نماز کے واجبات** | نماز میں یہ چیزیں واجب ہیں تبکیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر ہونا۔ الحمد پڑھنا۔ فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت و نفل اور وتر کی ہر رکعات میں الحمد کے ساتھ کوئی سورہ یا تین چھوٹی آیتوں کو ملانا۔ فرض نمازوں



میں دو پہلی رکعتوں میں قراوت کرنا، اَلْحَمْدُ کا سورہ سے پہلے ہونا ہر رکعت میں سورہ سے پہلے ایک ہی بار اَلْحَمْدُ اور سورہ کے درمیان آمین اور بِسْمِ اللہ کے سوا کچھ اور نہ پڑھنا۔ قراوت کے بعد فوراً ہی رکوع کرنا۔ سجدہ میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا۔ دونوں سجدوں کے درمیان کسی رکن کا فاصلہ نہ ہونا۔ تعدیل یعنی رکوع و سجود اور قومہ جلسہ میں کم سے کم ایک بار سُبْحَانَ اللہ کہنے کے برابر ٹھہرنا۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ قعدہ اولیٰ اگرچہ نفل نماز ہو۔ فرض اور تراویح اور موکدہ سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں انتحیات سے زیادہ کچھ نہ پڑھنا۔ ہر قعدہ میں پورا تہجد پڑھنا۔ لفظ السلام دوبار کہنا۔ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ وتر میں قنوت کی تکبیر عیدین کی چھ زائد تکبیریں عیدین میں دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر اور اس تکبیر کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا ہر چہری نماز میں امام کو بلند آواز سے قراوت کرنا۔ اور غیر چہری نمازوں میں آہستہ قراوت کرنا ہر فرض واجب کا اس کی جگہ پر ادا ہونا۔ ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہونا۔ اور ہر رکعت میں دو ہی سجدہ ہونا۔ دوسری رکعت پوری ہونے سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ اور چار رکعت والی نمازوں میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔ آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا۔ سوٹھا تو سجدہ سہو کرنا دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین مرتبہ سُبْحَانَ اللہ کہنے کے برابر وقفہ نہ ہونا۔ امام جب قراوت کرے بلند آواز سے ہو یا آہستہ اس وقت میں مقتدی کا چپ رہنا۔ قراوت کے عاتمام واجبات میں مقتدی کو امام کی پیروی کرنی۔

**نماز کی سنتیں** | نماز میں جو چیزیں سنت ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً نہ چھوڑ جائے اور اگر غلطی سے چھوٹ جائیں تو نہ سجدہ سہو کی ضرورت ہے نہ نماز دہرانے کی۔ لیکن اگر دہرا لے لیا اچھا ہے کیوں کہ نماز کی کسی سنت کو چھوڑ دینے سے نماز کے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

نماز کی سنتیں یہ ہیں: تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا۔ یعنی نہ بالکل لٹائے نہ کھلی رکھے۔ بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔ بوقت تکبیر سر نہ



بھکانا۔ تھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔ تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانا اسی طرح قنوت  
 اور عیدین کی تکبیروں میں بھی۔ کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہنا۔ عورت کو صرف مونڈھوں تک  
 ہاتھ اٹھانا۔ امام کا اللہ اکبر۔ سمع اللہ لمن حمدۃ اور سلام بلند آواز سے کہنا۔ تکبیر کے  
 بعد ہاتھ ٹکائے بغیر باندھ لینا۔ ثنا و تعوذ و بسم اللہ پڑھنا اور آمین کہنا اور ان سب کا آہستہ ہونا۔  
 پہلے ثنا پھر تعوذ۔ پھر بسم اللہ اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھنا۔ رکوع میں تین بار سُبْحَانَ  
 رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا اور انگلیوں کو خوب کھلی رکھنا عورت  
 کو گھٹتے پر ہاتھ رکھنا اور انگلیوں کو کشادہ نہ رکھنا۔ حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا رکوع  
 کے لیے اللہ اکبر کہنا۔ رکوع میں پیٹھ خوب بھی رکھنا۔ رکوع سے اٹھنے پر ہاتھ ٹکائے ہوا  
 چھوڑ دینا۔ رکوع سے اٹھنے میں امام کو سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَ کہنا۔ مقتدی کو رَبَّنَا  
 لَكَ الْحَمْدُ کہنا اور اکیلے نماز پڑھنے والوں کو دونوں کہنا سجدہ کے لیے اور سجدہ سے اٹھنے  
 کے لیے اللہ اکبر کہنا۔ سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ اَوْ عَلٰی کہنا سجدہ کرنے  
 کے لیے پہلے گھٹن پر ہاتھ پھر ناک پھر ماتھا زمین پر رکھنا۔ اور سجدہ سے اٹھنے کے لیے پہلے ماتھا  
 پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹن زمین سے اٹھانا۔ سجدہ میں بازو کا کروٹوں سے اور پیٹ کا رانوں سے  
 الگ رہنا۔ سجدہ کی حالت میں کلاہیوں کو زمین پر بچھانا عورت کو سجدہ میں اپنے بازو کو کروٹوں  
 سے پیٹ کو ران سے، ران کو پٹیلیوں سے اور پٹیلیوں کو زمین سے ملا دینا۔ دونوں سجدوں  
 کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا۔ اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔ سجدہ میں ہاتھ کی انگلیوں کا قبلہ رو  
 ہونا۔ اور ملی ہوئی ہونا۔ اور پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا۔ دوسری رکعت کے  
 کے لیے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔ قنوت میں بائیں پاؤں بچھا کر دونوں سر میں اس پر  
 رکھ کر بیٹھنا۔ دایاں قدم کھڑا رکھنا اور دائیں قدم کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا۔ عورت کو دونوں پاؤں  
 دایں جانب نکال کر بائیں سر میں بیٹھنا۔ دایاں ہاتھ دایں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا اور  
 انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا۔ کلمہ شہادت پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔ قنوت اخیر میں اتھارت  
 کے بعد درود شریف اور دعائے مانور پڑھنا۔



## نماز کے مستحبات

حالت قیام میں سجدہ کی جگہ پر نظر کرنا رکوع میں قدم کی پشت پر دیکھنا سجدہ میں ناک پر نظر رکھنا۔ قعدہ میں سینے پر نظر جمانا پہلے سلام میں داہنے شانے کو دیکھنا، دوسرے سلام میں بائیں شانے پر نظر کرنا۔ جمائی آئے تو منہ بند کیجیے، ہٹا اور اس سے جمائی نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھاک لے اور قیام کے علاوہ دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے، جمائی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی۔ دل میں یہ خیال آئے ہی جمائی کا آنا بند ہو جائے گا۔ مرد کے لیے جبیر تحریم کے وقت ہاتھ کیڑے سے باہر نکالنا۔ عورت کے لیے کیڑے کے اندر بہتر ہے جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو دفع کرنا۔ جب مکتبہ حجتی علی الفلاح کے توحید و مقتدی سبکو کھڑا ہو جانا جب مکتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے تو نماز شروع کر سکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہو جانے پر نماز شروع کرے، دونوں پنچوں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ ہونا مقتدی کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔ سجدہ زمین پر بلا کچھ ہلائے ہوئے کرنا۔

## نماز کے بعد ذکر و دعا

نماز کے بعد بہت سے اذکار اور دعاؤں کے پڑھنے کا حدیثوں میں ذکر ہے ان میں سے جس قدر پڑھ سکے پڑھے، لیکن ظہر و مغرب اور عشاء میں تمام وظائف سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں سنت سے پہلے مختصر دعا پر قناعت چاہیے۔ ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ اس کا خیال رہے (رد المحتار)

فائدہ : حدیثوں میں جن دعاؤں کے بارے میں ہر تعداد مقرر ہے ان سے کم یا زیادہ نہ کرے کیونکہ جو فضائل ان دعاؤں کے ہیں وہ انہیں عددوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کمی بیشی کی مثال یہ ہے کہ کوئی تالا کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے اگر اس کنجی کے رندانے کچھ کم یا زیادہ کر دیں تو اس سے وہ تالا نہ کھلے گا۔ ہاں البتہ اگر گنتی شمار کرنے میں شک ہو سکتا ہے تو زیادہ کر سکتا ہے تو زیادہ کر سکتا ہے۔ اور یہ زیادہ کرنا گنتی بڑھانے کے لیے نہیں ہے بلکہ



گنتی کو یقینی طور پر پوری کرنے کے لیے ہے (ردالمحتار)

ایک منون وظیفہ | ہر نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار اور ایک مرتبہ آیتہ الکرسی اور ایک ایک بار قل ھو اللہ اور قل اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قل

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار اور لا الہ الا اللہ و خذک لا شریک لک لک المملک و لک الحمد و ھو علی کل شیء قَدِیْرٌ ایک بار پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور وہ نامراد نہیں رہے گا (مسلم شریف)

## جماعت و امامت کا بیان

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۹۵)

مسئلہ: مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور جماعت چھوڑنے کی عادت ڈالنے والا فاسق ہے جس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اور بادشاہ اسلام اس کو سخت سزا دے گا اور اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے (ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)

مسئلہ: جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں۔ تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے۔ یعنی عملہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی، تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی برائی جاتی رہی۔ اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے بُرا کیا۔ رمضان شریف میں وتر کو جماعت سے پڑھنا یہ مستحب ہے سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے (درمختار ج ۱ ص ۳۷۱)

مسئلہ: جن عذروں کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینے میں گناہ نہیں وہ یہ ہیں:-  
۱۔ ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت اور دشواری ہو۔ ۲۔ سخت بارش۔ ۳۔ بہت زیادہ کیچڑ۔ ۴۔ سخت سردی۔ ۵۔ سخت اندھیری رات۔ ۶۔ آندھی۔ ۷۔ پاخانہ پیشاب کی حاجت۔ ۸۔



ریاح کا بہت زور ہونا۔ ۹۔ ظالم کا خوف۔ ۱۰۔ قافلہ چھوٹ جانے کا خوف۔ ۱۱۔ اندھا ہونا۔ ۱۲۔ اپاہج ہونا۔ ۱۳۔ اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو۔ ۱۴۔ مال و سامان یا کھانا ہلاک ہو جانے کا ڈر۔ ۱۵۔ مفلس کو قرض خواہ کا ڈر۔ ۱۶۔ بیمار کی دیکھ بھال کہ اگر یہ چلا جائے گا تو بیمار کو تکلیف ہوگی یا وہ گھبرائے گا یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں (درمختار ج ۱ ص ۲۷۲) مسئلہ: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ کی ہو یا عیدین کی۔ عورت چاہے جوان ہو یا بڑھالیوں ہی عورتوں کو ایسے مجموعوں میں جانا بھی ناجائز ہے جہاں عورتوں مردوں کا اجتماع ہو (درمختار ج ۱ ص ۲۸۰)

مسئلہ: اکیلا مقتدی چاہے بڑکا ہو امام کے برابر دہنی طرف کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زیادہ کا امام کے بغل میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۸۱)

مسئلہ: پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے۔ لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۸۳)

مسئلہ: امام ہونے کا سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو نماز و طہارت وغیرہ کے احکام سب سے زیادہ جانتے والا ہو۔ پھر وہ شخص جو قراوت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ حق دار ہے جو زیادہ متقی ہو۔ اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا۔ پھر جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ پھر زیادہ تہجد گزار۔ غرض کہ چند آدمی برابر درجے کے ہوں تو ان میں جو شرعی حیثیت سے فوقیت رکھتا ہو وہی زیادہ حق دار ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۷۲)

مسئلہ: فاسق، ملعون جیسے شرابی، زنا کار، جوازی، سود خور، ڈاڈھی منڈانے والا یا کٹا کر ایک مشت گم رکھنے والا ان لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے۔ اور ان لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور نماز کو دہرانا واجب ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۷۶)

مسئلہ: رافضی، خارجی، وہابی اور دوسرے نام بد مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و گناہ ہے۔ اگر غلطی سے پڑھ لی تو پھر سے پڑھے اگر دوبارہ نہیں پڑھے گا تو گناہ گار



مسئلہ: گنوار، اندھے، عرانی، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص کی بیماری والا، امردان لوگوں کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور کراہت اس وقت ہے جب کہ جماعت میں اور کوئی ان لوگوں سے بہتر ہو۔ اور اگر یہی امامت کے حقدار ہوں تو کراہت نہیں اور اندھے کی امامت میں تو خفیف کراہت ہے (درمختار ج ۱ ص ۳۷۶ وغیرہ)

## وتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے اگر کسی وجہ سے وتر کی نماز فوت ہو، کے اندر نہیں پڑھی تو وتر کی قضا پڑھنی واجب ہے (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۰۳)

نماز وتر تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التبیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورہ پڑھے، پھر دونوں ہاتھ کانوں کی ٹونک اٹھائے۔ اور اللہ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھ لے۔ اور دعائے قنوت پڑھے جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے اور باقی نماز پوری کرے دعائے قنوت یہ ہے۔

**دعاء قنوت** | اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنُشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰی وَنَعْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفٰرِ مُلْحِقٌۢ بِالْ

مسئلہ: جو دعائے قنوت نہ پڑھے تو وہ یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے، تو تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِيْ پڑھ لے اس کی وتر ادا ہو جائے گی (عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۴)

مسئلہ:۔۔ دعائے قنوت وتر میں پڑھنا واجب ہے۔ اگر بھول کر دعائے قنوت چھوڑ دے تو سجدہ سو کر نماز ضروری ہے۔ اور اگر قصداً چھوڑ دیا، تو وتر کو دہرانا پڑے گا۔



مسئلہ: دعائے قنوت ہر شخص چاہے امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہمیشہ پڑھے ادا ہو یا

قضا، رمضان میں ہو یا دوسرے دنوں میں رعالمگیری ج ۱ ص ۱۰۴

مسئلہ: وتر کے سوا کسی اور نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔ ہاں البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑا حادثہ واقع ہو تو فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں (درمختار وردالمختار ج ۱ ص ۲۵)

## سجدہ سہو کا بیان

جو نماز میں چیزیں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھول سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی پورا کرنے کے لیے سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التیحات پڑھنے کے بعد دہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ کرے اور پھر التیحات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔ (درمختار ج ۱ ص ۲۹۶)

مسئلہ: اگر قصد کسی واجب کو چھوڑ دیا تو سجدہ سہو کافی نہیں۔ بلکہ نماز کو دہرا نا

واجب ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۹۶)

مسئلہ: جو باتیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ پھر سے اس نماز کو پڑھنا ضروری ہے۔ (عام مکتب)

مسئلہ: ایک نماز میں اگر بھول سے کئی واجب چھوٹ گئے تو ایک مرتبہ وہی دو سجدہ سہو کے سب کے لیے کافی ہیں۔ چند بار سجدہ سہو کی ضرورت نہیں (درمختار ج ۱ ص ۲۹۷)

مسئلہ: پہلے قعدہ میں التیحات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے

میں اتنی دیر لگا دی کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ سکے۔ تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اس لیے دھیان رکھو کہ پہلے قعدہ میں التیحات ختم ہوتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاؤ (درمختار وردالمختار ج ۱ ص ۲۹۸)



## نماز فاسد کرنے والی چیزیں

نماز میں بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چاہے جان بوجھ کر بولے یا بھول کر بولے زیادہ بولے یا ایک ہی بات بولے اپنی خوشی سے بولے یا کسی کے مجبور کرنے سے بولے بہر صورت نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح زبان سے کسی کو سلام کرے عمداً ہو یا سہواً نماز جاتی رہے گی یوں ہی سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے کسی کو چھینک کے جواب میں **يَرْحَمُكَ اللّٰهُ** کہا یا خوشی کی خبر سن کر **الحمد لله** کہا یا بری خبر سن کر **انا لله وانا اليه راجعون** کہا تو ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی لیکن اگر خود نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی تو حکم ہے کہ وہ چپ رہے لیکن اگر اس نے الحمد لله کہہ دیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی نماز پڑھنے والے نے اپنے امام کے غیر کو لقمہ دے دیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر اس نے لقمہ لے لیا تو اس کی بھی نماز جاتی رہے گی۔ اور غلط لقمہ دینے سے لقمہ لینے والے کی نماز جاتی رہتی ہے اللہ اکبر کے الف کو کھینچ کر اللہ اکبر کہنا یا اکبر کہنا آگبار کہنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اسی طرح **نَسْتَعِيْنُكَ** کو الف کے ساتھ **نَسْتَاْعِيْنُ** پڑھے اور **اَنْعَمْتَ** کے ت کو پیش یا زیر یعنی **اَنْعَمْتُ** یا **اَنْعَمْتُ** پڑھنے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے۔ آہ۔ اوہ، اف، نف در دیا مصیبت کی وجہ سے کہے۔ یا آواز کے ساتھ روئے اور کچھ حروف پیدا ہوئے تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی اگر مریض کی زبان سے حالت نماز میں بے اختیار آہ اوہ یا ہائے نکل گیا۔ تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح چھینک، کھانسی جمائی اور ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً زبان سے نکل جاتے ہیں معاف ہیں اور ان سے نماز نہیں ٹوٹتی دانتوں کے اندر کوئی کھانے کی چیز اٹکی ہوئی تھی۔ نماز پڑھتے ہوئے زبان چلا کر اس کو نکال لیا اور نکل گیا۔ اگر وہ چیز چنے کی مقدار سے کم ہے تو نماز مکروہ ہوگئی۔ اور اگر چنے کے برابر ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ نماز پڑھتے ہوئے زور سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا تو نماز بھی ٹوٹ گئی اور وضو بھی ٹوٹ گیا۔ پھر سے وضو کر کے نئے سرے سے نماز پڑھے۔ عورت نماز پڑھ رہی تھی بچے نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی نماز میں کرتا یا پا جامہ پہنا



تہ بند باندھا، یا دونوں ہاتھ سے کمر بند باندھا، تو نماز ٹوٹ گئی۔ ایک رکن میں تین بار بدن کھلاتے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تین مرتبہ کھلانے کا یہ مطلب ہے کہ ایک مرتبہ کھلایا، پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر کھلایا یہ تین مرتبہ کیا۔ اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ ہاتھ کو ہٹا کر کھلایا مگر ہاتھ نہیں ہٹایا اور بار بار کھلتا رہا۔ تو یہ ایک ہی مرتبہ کھلانا کہا جائے گا (عالمگیری ج ۱ ص ۹۲ وغیرہ)

نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت لیکن نمازی کے آگے سے گزرنے والا سخت گنہگار ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے؛ تو وہ زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس میں کتنے بڑے گناہ ہیں تو چالیس سال تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا راوی کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن کہا یا چالیس مہینہ یا چالیس برس۔

(ترمذی ج ۱ ص ۴۵)

## نماز کے مکروہات

نمازیں جو باتیں مکروہ ہیں وہ یہ ہیں کپڑے یا بدن یا دارٹھی مونچھ سے کھینا کپڑا سمیٹنا جیسے سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن یا چادر یا تہ بند اٹھالینا۔ کپڑا اٹکانا یعنی سر یا کندھے پر کپڑا چادر وغیرہ اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے ٹکے رہیں۔ کسی ایک آستین کو آدھی کلائی سے چڑھانا دامن سمیٹ کر نماز پڑھنا، پیشاب پاخانہ معلوم ہوتے وقت یا غلبہ ریح کے وقت نماز پڑھنا مرد کا سر کے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا۔ انگلیاں چٹھانا ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا، مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو زمین پر بچھانا، التحیات میں یا دونوں سجدوں کے درمیان دونوں ہاتھوں کو ران پر رکھنے کی بجائے زمین پر رکھ کر بیٹھنا، کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا، چادر میں اس طرح لپٹ کر نماز پڑھنا کہ بدن کا کوئی حصہ بیانشک نہ ہو یا ہاتھ بھی باہر نہ ہوں بگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر بگڑی کا کوئی حصہ نہ ہو نہ ناک اور منہ کو چھپا کر نماز پڑھنا بے ضرورت کھنکھارنا، قصد اجماعی لینا، اگر خود ہی جماعی آجائے تو عرج نہیں جس کپڑے پر جاندار کی



تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا، تصویر کا نمازی کے سر پہ یعنی چھت میں ہونا یا اوپر ٹنگی ہوئی ہونا۔ یا دائیں بائیں دیوار میں نجی یا لگی ہونا یا آگے پیچھے تصویر کا ہونا جب یا تھیلی میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں (درمختار ج ۱ ص ۲۹۴ عالمگیری ج ۱ ص ۹۹)

سجدہ گاہ سے کنکریاں اٹھانا اگر جب کہ پورے طور پر سجدہ نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹا دینے کی اجازت ہے نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنا، نماز کے علاوہ بھی کمر پہ ہاتھ نہ رکھنا چاہیے، کرتا چادر موجود ہوتے ہوئے صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھنا الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا، نماز میں بلا عذر پالتی مار کر بیٹھنا کپڑے کو حد سے زیادہ دراڑ کر کے نماز پڑھنا مثلاً عمامہ کا شملہ اتنا بار رکھے کہ بیٹھنے میں دب جائے یا آستین اتنی لمبی رکھے کہ انگلیاں چھپ جائیں پاجامہ اور تہبند ٹخنے سے نیچے ہونا نماز میں دائیں بائیں جھومنا، الٹا قرآن مجید پڑھنا۔ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجدہ میں جانا یا امام سے پہلے سر اٹھانا یہ تمام باتیں مکروہ تحریمی ہیں اگر نماز میں یہ مکروہات ہو جائیں تو اس نماز کو دہراینا چاہیے (درمختار ج ۱ ص ۲۹۴ و عالمگیری ص ۹۹)

مسئلہ: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو ایک ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا بہتر ہے اور بار بار بار گر پڑتی ہو تو نہ اٹھانا اچھا ہے۔

مسئلہ: بستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے۔ یا گرمی لگتی ہے اس وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز کو حقیر خیال کر کے ننگے سر پڑھے، جیسے یہ خیال کر لے کہ نماز کوئی ایسی شاندار چیز نہیں ہے جس کے لیے ٹوپی یا گڈی کا اہتمام کیا جائے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر خدا کے دربار میں اپنی عاجزی اور انکساری ظاہر کرنے کے لیے ننگے سر نماز پڑھے تو اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہو گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نیت پر دار و مدار ہے (درمختار و درالمختار ج ۱ ص ۲۲۱)

مسئلہ: جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن چراغ یا لالٹین کے سامنے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں (درمختار و درالمختار ج ۱ ص ۲۳۸)

مسئلہ: بغیر عذر ہاتھ سے کبھی مچھراٹنا مکروہ ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۲)

مسئلہ: دوڑتے ہوئے نماز کو جانا مکروہ ہے (درالمختار)



مسئلہ :- نماز میں اٹھتے بیٹھتے آگے پیچھے پاؤں ہٹانا مکروہ ہے۔

## نماز توڑ دینے کے اعذار

یعنی کن کن صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے۔

مسئلہ :- کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا

یا اندھا، کنوئیں میں گر پڑے گا۔ تو ان صورتوں میں نمازی پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر ان لوگوں کو بچائے یوں ہی اگر کوئی کسی کو قتل کر رہا ہو اور وہ فریاد کر رہا ہو اور یہ اس کو بچانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر اس کی مدد کے لیے دوڑ پڑے (درمختار ورد المختار ج ۱ ص ۴۴)

مسئلہ :- پیشاب پاخانہ قابو سے باہر معلوم ہو یا اپنے کپڑے پر اتنی کم نجاست دیکھی

جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے۔ یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھوڑ دیا۔ تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے (درمختار ورد المختار ج ۱ ص ۴۴)

مسئلہ :- سانپ وغیرہ مارنے کے لیے جب کہ کارٹ لینے کا صحیح ڈر ہو تو نماز توڑ

دینا جائز ہے۔ (درمختار ص ۴۴۰)

مسئلہ :- اپنے یا کسی اور کے درہم کے نقصان کا ڈر ہو۔ جیسے دودھ ابل جائے

گایا گوشت ترکاری کے جل جانے کا ڈر ہو تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے اسی طرح ایک درہم کی کوئی چیز چور لے بھاگتا تو نماز توڑ کر اس کی پکڑنے کی اجازت ہے (درمختار ج ۱ ص ۴۴)

مسئلہ :- نماز پڑھ رہا تھا کہ ریل گاڑی چھوٹ گئی اور سامان ریل گاڑی میں ہے یا ریل گاڑی

چھوٹ جانے سے نقصان ہو جائے گا تو نماز توڑ کر ریل گاڑی پر سوار ہو جانا جائز ہے۔

مسئلہ :- نفل نماز میں ہو اور ماں باپ پکاریں اور ان کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ

ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے بعد میں اس کی نماز قضا پڑھ لے (درمختار ورد المختار ج ۱ ص ۴۴)

## بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ :- اگر بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا کہ مرض بڑھ جائے گا

یا دیر میں اچھا ہو گا۔ یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ آئے گا یا ناقابل برداشت

درد ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھے (درمختار ج ۱ ص ۴۵)



مسئلہ: اگر اٹھی یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اس صورت میں اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

(درمختار جلد ۱ ص ۵۰۹)

مسئلہ: اگر کچھ دیر کے لیے بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کھڑا ہو کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھے ورنہ نماز نہ ہوگی (درمختار ج ۱ ص ۵۰۹)

مسئلہ: اگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارہ سے کرے مگر رکوع کے اشارہ سے سجود کے اشارہ میں سر کو زیادہ جھکائے (درمختار ص ۵۰۹)

مسئلہ: اگر بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو ایسی صورت میں لیٹ کر نماز پڑھے اس طرح کہ چپ لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کرے۔ مگر پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر ذرا سر کو اونچا کرے اور رکوع و سجود سر کے اشارہ سے کرے (درمختار ج ۱ ص ۵۱۰)

مسئلہ: اگر مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہو جاتی ہے پھر اگر نماز کے چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو قضا بھی ساقط ہو جاتی ہے (درمختار ج ۱ ص ۵۱۰)

## مسافر کی نماز کا بیان

جو شخص تقریباً ۹۶ کلومیٹر کی دوری کے سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بقی سے باہر چلا گیا۔ تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہو گیا کہ قصر کرے یعنی ظہر و عشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیوں کہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے (درمختار ص ۵۲۵)

مسئلہ: اگر مسافر نے قصداً چار رکعت پڑھی اور دونوں قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گیا اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں مگر گنہ گار نہ ہوا اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (درمختار ج ۱ ص ۵۳۰)

مسئلہ: مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے قصر کرتا رہے گا۔



مسئلہ :- مسافر اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو چار رکعت پوری پڑھے قصر نہ کرے  
 مسئلہ :- مقیم اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام مسافر ہونے کی وجہ سے دو ہی  
 رکعت پر سلام پھیر دے گا۔ اب مقیم مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد  
 اپنی باقی دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں رکعتوں میں قراوت نہ کریں بلکہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کی  
 مفذاریپ چاپ کھڑے رہیں۔ (درمختار ج ۱ ص ۵۲۰)

مسئلہ :- فجر و مغرب اور وتر میں قصر نہیں۔

مسئلہ :- سنتوں میں قصر نہیں ہے۔ اگر موقع ہو تو پوری پڑھیں۔ ورنہ معاف ہیں۔

(درمختار ص ۵۲۰)

مسئلہ :- مسافر اپنی بستی سے باہر نکلتے ہی قصر شروع کر دے گا اور جب تک اپنی  
 بستی میں داخل نہ ہو جائے یا کسی بستی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے  
 برابر قصر ہی کرتا رہے گا (درمختار و عامہ کتب فقہ)

## سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ جن کے پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والے اور سننے  
 والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں (درمختار ج ۱ ص ۵۱۳)  
 مسئلہ :- سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہو اسی سجدہ  
 میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ اَلَا اَعْلٰی کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہو اٹھ اٹھو  
 جائے بس نہ اس میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا ہے۔ نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔

(درمختار ج ۱ ص ۵۱۳)

مسئلہ :- اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی ہے۔ تو فوراً ہی سجدہ کر لینا واجب نہیں ہے  
 ہاں بہتر یہ ہے کہ فوراً ہی کرے، اور وضو ہو تو دیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے۔

(درمختار جلد ۱ ص ۵۱۴)

مسئلہ :- اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کرنا واجب ہے۔ اگر تین



آیت پڑھنے کی مقدار دیر لگادی تو گنہ گار ہوگا۔ اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھتے ہی فوراً رکوع میں چلا گیا اور رکوع کے بعد نماز کے دونوں سجدوں کو کر لیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ کی ہو مگر سجدہ تلاوت بھی ادا ہو گیا۔ (درمختار ج ۱ ص ۵۱۸)

مسئلہ: نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے نماز کے باہر یہ سجدہ ادا نہیں ہو سکتا (درمختار ج ۱ ص ۵۱۸)

اردو زبان میں اگر آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھ دیا تب بھی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو گیا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۴)

مسئلہ: ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں دوبارہ آیت کی تلاوت کی۔ تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں اگر بار بار آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر مجلس بدل کر وہی آیت سجدہ پڑھی تو جتنی مجلسوں میں اس آیت کو پڑھے گا اتنے ہی سجدے اس پر واجب ہو جائیں گے۔

مسئلہ: مجلس بدلنے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً کبھی تو جگہ بدلنے سے مجلس بدل جاتی ہے جیسے مدرسہ ایک مجلس ہے اور مسجد ایک مجلس ہے۔ اور کبھی ایک ہی جگہ میں کام بدل جاتا ہے مجلس بدل جاتی ہے۔ جیسے ایک ہی جگہ بیٹھ کر سبق پڑھا یا تو یہ مجلس درس ہوئی پھر اسی جگہ بیٹھے لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو یہ مجلس بدل گئی۔ کہ پہلے مجلس درس تھی اب مجلس طعام ہو گئی کسی گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چلے جانے، کمرے سے صحن میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے کسی بڑے ہال میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مجلس کے بدل جانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ (درمختار ج ۱ ص ۵۲۰ و عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۶)

## قرأت کا بیان

قرأت قرآن شریف پڑھنے میں اتنی آواز ہونی چاہیے کہ اگر بہرانہ ہو اور شور و غل نہ ہو تو خود اپنی آواز سن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئی تو قرأت نہیں ہوئی اور نماز نہ ہوگی (درمختار ج ۱ ص ۱۲۶)



مسئلہ: فجر میں اور مغرب و عشاء کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور رمضان کی وتریں امام پر جہر کے ساتھ قراوت کرنا واجب ہے۔ اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ظہر و عصر کی سب رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: جہر کے یہ معنی ہیں کہ اتنی زور سے پڑھے کہ کم سے کم صف میں قریب کے لوگ سن سکیں اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ کم سے کم خود سن سکے (درمختار ج ۱ ص ۲۵۸)

مسئلہ: جہری نمازوں میں اکیلے کو اختیار ہے چاہے نہ زور سے پڑھے چاہے آہستہ مگر زور سے پڑھنا افضل ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۵۸)

مسئلہ: قرآن شریف الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ اور دوسری رکعت میں تَبَّتْ يَدَايَیْ اِذَا رُكِنَا۔ (درمختار جلد ۱ ص ۲۶۸)

مسئلہ: درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسے پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھی اور دوسری رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی اور درمیان میں صرف ایک سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ چھوڑ دی لیکن ہاں اگر درمیان کی سورہ پہلے سے بڑی ہو تو درمیان میں ایک سورہ چھوڑ کر پڑھ سکتا ہے جیسے وَالْقِيَمَةِ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھنے میں عرج نہیں اور اِذَا جَاءَكَ کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھنا نہیں چاہیے (درمختار ج ۱ ص ۲۶۸)

مسئلہ: جمعہ و عیدین میں پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون یا پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتَاكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھنا سنت ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۶۵)

نماز کے باہر تلاوت کا بیان | مستحب یہ ہے کہ با وضو قبلہ روا چھ کپڑے پہن کر صبح صبح حروف ادا کر کے اچھی آواز سے

قرآن شریف پڑھے، لیکن گانے کے لہجہ میں نہیں کہ گا کر قرآن پڑھنا جائز نہیں تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنا واجب ہے اور سورہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا سنت ہے درمیان تلاوت میں کوئی دنیاوی کلام یا کام کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِسْمِ اللّٰهِ پھر پڑھ لے۔

(غنیہ وغیرہ)



مسئلہ : غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے (غنیہ)  
 مسئلہ : جب قرآن شریف بلند آواز سے پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے  
 جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے۔ اگرچہ اور لوگ اپنے اپنے  
 کام میں ہوں (غنیہ، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

مسئلہ : سب لوگ مجمع میں زور سے قرآن شریف پڑھیں یہ ناجائز ہے۔ اکثر عرس و  
 فاتحہ کے موقعوں پر سب لوگ زور سے تلاوت کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اگرچہ آدمی پڑھنے  
 والے ہوں تو سب لوگ آہستہ پڑھیں (درمختار وغیرہ)

مسئلہ : بازاروں اور کارخانوں میں جہاں لوگ کام میں لگے ہوں زور سے قرآن شریف  
 پڑھنا ناجائز ہے کیوں کہ لوگ اگر نہ سنیں تو گنہ گار ہوں گے (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۶)  
 مسئلہ : قرآن شریف بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ نمازی یا بیمار یا سونے  
 والے کو تکلیف نہ پہنچے۔

مسئلہ : قرآن شریف کو پیٹھ نہ کی جائے نہ اس کی طرف پاؤں پھیلایں نہ اس سے اونچی  
 جگہ بیٹھیں۔ نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگرچہ حدیث وقفہ کی کتاب ہو۔  
 مسئلہ : قرآن شریف اگر بوسیدہ ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں رہا۔ تو کسی پاک کپڑے  
 میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں۔ اور اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ مٹی اس کے اوپر  
 نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہیے۔ بلکہ دفن ہی کرنا چاہیے۔

(عالمگیری و بہار شریعت جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

## احکام مسجد کا بیان

جب مسجد میں داخل ہو تو درود شریف پڑھ کر اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ الْاَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے اور  
 جب مسجد سے نکلے تو درود شریف کے بعد اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ اسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ پڑھے۔  
 مسئلہ : مسجد کی چھت کا بھی مسجد ہی طرح ادب و احترام لازم ہے با ضرورت مسجد



کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے (مبار شریعت جلد ۲ ص ۱۷۸)

مسئلہ: بچے کو اور پاگل کو جن سے گندگی کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے اور اگر نجاست کا ڈرنہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ ڈالے جہاں بے ادبی نہ ہو۔

مسئلہ: ناپاک کپڑا پہن کر یا کوئی بھی ناپاک چیز لے کر مسجد میں جانا منع ہے یوں ہی ناپاک تیل مسجد میں جلانا، یا ناپاک گار مسجد میں لگانا منع ہے۔

مسئلہ: وضو کے بعد بدن کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا مسجد میں تھوکانا یا تانک صاف کرنا ناجائز ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۳)

مسئلہ: مسجد میں ان آداب کا خیال رکھے (۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہوں ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں تو یوں کہے

(۲) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے (۳) خرید و فروخت

نہ کرے (۴) تنگی تلوار مسجد میں نہ لے جائے (۵) گلی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے (۶) ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے (۷) دنیا کی باتیں نہ کرے (۸) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے (۹) جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے بلکہ جہاں خالی جگہ پائے وہاں نماز پڑھ لے۔ اور اس طرح نہ بیٹھے کہ جگہ میں دوسروں کے لیے تنگی ہو (۱۰) کسی نمازی کے آگے سے نہ گزرے (۱۱) مسجد میں تھوک کھنکار یا کوئی گندی یا گھناؤنی چیز نہ ڈالے (۱۲) انگلیاں نہ چٹخائے (۱۳) نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے (۱۴) ذکر الہی کی کثرت کرے (ماخوذ از کتب فقہ)

مسئلہ: کچا ہنس پیاز یا مولیٰ کھا کر جب تک منہ میں بدبو باقی رہے مسجد میں جانا جائز نہیں یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہے کہ اس سے مسجد کو بچایا جائے اور اس کو بغیر دور کیے ہوئے مسجد میں نہ جایا جائے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۶۸)

مسئلہ: مسجد کی صفائی کے لیے چمکاڑوں اور کمبوتروں اور چڑیلوں کے گھونسوں کو نوچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت کم ہو جامع مسجد سے افضل ہے



بلکہ اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہہ کر اکیلے نماز پڑھے۔ یہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے (صغیری وغیرہ)

## سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سنت مؤکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ

مسئلہ: سنت مؤکدہ یہ ہیں۔ دو رکعت فجر کی سنت فرض نماز سے پہلے، چار رکعت ظہر کی سنت فرض نماز سے پہلے اور دو رکعت بعد میں۔ مغرب کے بعد دو رکعت سنت عشاء کے بعد دو رکعت سنت، جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت۔ یہ سب سنتیں مؤکدہ ہیں یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے۔ بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کرے تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لیے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے۔ ان مؤکدہ سنتوں کو ”سُنُّ اَلْمَدِی“ بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ: سنت غیر مؤکدہ یہ ہیں چار رکعت عصر سے پہلے۔ چار رکعت عشاء سے پہلے اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنت کے چھ رکعت سنت۔ مغرب کے بعد چھ رکعت ”صلاة الاوابین“ اور دو رکعت تہجد المسجد، دو رکعت تہجد الوضوء اگر کمزور وقت نہ ہو۔ دو رکعت نماز اشراق۔ کم سے کم دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت۔ کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے آٹھ رکعت نماز تہجد، صلوٰۃ التبیع نماز استخارہ اور نماز حاجت وغیرہ ان سنتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے۔ اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ ان سنتوں کو ”سُنُّ الزوائد“ اور کبھی سنت مستحبہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: قیام کی قدرت ہونے کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ لیکن جب قدرت ہو تو نفل کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور دو گنا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی جلد ۱ ص ۴۹)



## نماز تحیۃ الوضوء

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت (نماز تحیۃ الوضوء) پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے (رد المحتار ج ۱ ص ۴۵۸)

## نماز اشراق

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر الہی کرتا رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر دو رکعت (نماز اشراق) پڑھے تو اسے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا (ترمذی ج ۱ ص ۷۶)

## نماز چاشت

چاشت کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاشت کی دو رکعتوں کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ ממندر کے بھاگ کے برابر ہوں۔

(ترمذی ج ۱ ص ۶۲، ۶۳)

## نماز تہجد

نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سو کر اٹھے اس کے بعد سے صبح صادق طلوع ہونے کے وقت تک ہے تہجد کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تک ثابت ہے۔ حدیثوں میں اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(صحاح ستہ)



## صلوۃ التسبیح

اس نماز کا بے انتہا ثواب ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے میرے چچا اگر سو کے تو صلوۃ التسبیح ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر روزانہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھو۔ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار۔ اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے پھر پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلِلَّهِ الْإِلَهَاءُ الْاَلَهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پھر اَتُخَذُ بِاللَّهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ اور سورۃ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھ کر رکوع سے پہلے دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع سے اٹھائے اور سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھ کر پھر کھڑے کھڑے دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے، پھر سجدہ میں جائے اور تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ اَلَا عَلَىٰ پڑھ کر پھر دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے، پھر دوسرے سجدہ میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ اَلَا عَلَىٰ تین مرتبہ پڑھے پھر اس کے بعد اوپر والی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت پڑھے، اور خیال رہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے پندرہ مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے باقی سب جگہ دس دس بار اوپر والی تسبیح پڑھے۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جائے گی اور چار رکعتوں میں تسبیح کی گنتی تین سو مرتبہ ہوگی اپنے خیال سے گنتا رہے یا انگلیوں کے اشاروں سے تسبیح کا شمار کرتا رہے۔

(مشکوٰۃ ج ۱، ص ۱۱)

## نماز حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ اس کے لیے دو یا چار رکعت نماز پڑھتے حدیث شریف میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھے۔ باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، اور قُلْ هُوَ اللَّهُ، قُلْ



أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہی جیسے شب قدر  
 میں چار رکعتیں پڑھیں مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں اور ایک  
 حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آجائے تو اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر  
 تین مرتبہ اس آیت کو پڑھے۔ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ جَ وَعَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ  
 هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ پھر تین بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
 وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھے پھر تین بار کوئی درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے لَا إِلَهَ  
 إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ  
 بَرٍّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ آثِمٍ رَدِّعْنِي عَنْ ذَنْبِي إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ  
 وَلَا حَاجَةً لِي لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ رتومذی ورد المختار جلد  
 صفحہ ۱۲۶۱ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی اسی طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ  
 عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب جو نابینا تھے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا  
 رسول اللہ! آپ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صبر  
 کرو اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور دعا کر دیں تو آپ نے ان کو یہ  
 حکم دیا کہ تم خوب اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ  
 اَنْ تَوْسِلَ اِلَیَّ بِرَبِّكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ  
 تَوَجَّهْتُ اِلَیْكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِہٖ لِیُفَضِّلَ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ  
 حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پاسے تھے  
 ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس آنکھیاں دے ہو کر اس شان سے آئے  
 کہ گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔

رتومذی جلد ۲ ص ۱۹۷ و مسند ابن جنبل ج ۲ ص ۱۳۸ و مستدرک ج ۲ ص ۵۲۶



## نماز صلوٰۃ الاسرار

دعاؤں کی مقبولیت اور حاجتوں کے پوری ہونے کے لیے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار بھی ہے جس کو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لمحي شطنوفی نے بحجۃ الاسرار میں اور علامہ علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب ستیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر پڑھے کے بعد ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھے اور گیارہ مرتبہ پڑھے يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ آغِثْنِي وَامْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر پڑھے يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَرِيمَ الطَّرَفَيْنِ آغِثْنِي وَامْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لیے دعا مانگے (نہار الاخبار ص ۲۶، ترجمۃ النہا ص ۱۸)

## نماز استخارہ

حدیثوں میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے جس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل هو اللہ پڑھے، پھر یہ دعا پڑھ کر یا وضو قبلہ کی طرف منہ کر کے سورہ فاتحہ کے اول و آخر سورہ فاتحہ اور رود شریف بھی پڑھے دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْئَلُكَ مِنْ نِّصْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَانْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا اَمْرٌ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا اَمْرٌ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ



وَعَاجِلِهِ فَأَصْرَفْنَاهُ عَنِّي وَأَصْرَفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ  
رَضِينِي بِهِ دُونِ جُكَّةٍ أَوْ مَرْكِي جُكَّةٍ أَوْ مَرْكِي جُكَّةٍ هَذَا السَّفَرُ خَيْرٌ لِّي  
أَوْ دُونِ مَرْكِي جُكَّةٍ هَذَا السَّفَرُ خَيْرٌ لِّي (نزدی ج ۱ ص ۶۲ و کتب فقہ)

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ کم سے کم سات مرتبہ استخارہ کرے اور پھر دیکھے جس بات پر دل جھے  
اسی میں بھلائی ہے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ استخارہ کرتے ہیں اگر خواب کے اندر سپیدی یا  
سبزی دیکھے تو اچھا ہے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے (درمختار ج ۱ ص ۴۶۱)

## تراویح کا بیان

مسئلہ: مرد و عورت سب کے لیے تراویح سنتِ مؤکدہ ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں عورتیں گھروں میں اکیلے اکیلے تراویح پڑھیں مسجدوں میں نہ جائیں۔ (درمختار ج ۱ ص ۴۷۲)

مسئلہ: تراویح میں رکعتیں دس سلام سے پڑھی جائیں یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور ہر چار رکعت پر اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور اختیار ہے کہ اتنی دیر چاہے چپکا بیٹھا رہے چاہے کلمہ یا درود شریف پڑھا رہے۔ یا کوئی اور بھی دعا پڑھا رہے عام طور سے یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهُيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ -

(درمختار ج ۱ ص ۴۴، ۴۵)

مسئلہ : مردوں کے لیے تراویح جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے یعنی اگر مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوئی تو محلہ کے سب لوگ گنہگار ہوں گے اور اگر کچھ لوگوں نے مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھ لی تو سب لوگ بری الذمہ ہو گئے (درمختار ج ۱ ص ۴۷۲)

مسئلہ: پورے مہینہ کی تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دوبارہ ختم کرنا افضل ہے اور تین بار ختم کرنا اس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے بشرطیکہ مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو۔ مگر ایک بار ختم کرنے میں مقتدیوں کی تکلیف کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔



مسئلہ : جس نے عشاء کی فرض نماز نہیں پڑھی وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر۔ جب تک فرض نہ ادا کرے۔

مسئلہ : جس نے عشاء کی فرض نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت سے تو وہ وتر کو تنہا پڑھے (درمختار ورد المختار ج ۱ ص ۴۲) وتر کو جماعت سے وہی پڑھے گا جس نے عشاء کے فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہو۔

مسئلہ : جس کی تراویح کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں اور امام وتر پڑھنے کے لیے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ وتر کی نماز جماعت سے پڑھ لے پھر اس کے بعد تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے بشرطیکہ عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکا ہو۔ اور اگر چھوٹی ہوئی تراویح کی رکعتوں کو ادا کر کے وتر تنہا پڑھے تو یہ بھی جائز ہے مگر پہلی صورت افضل ہے (عالمگیری ورد المختار) مسئلہ : اگر کسی وجہ سے تراویح میں ختم قرآن نہ ہو سکے تو سورتوں سے تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بیعتوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اَللّٰهُمَّ تَدَكِّیْتَ سے آخر تک دوبارہ پڑھنے میں ہیں رکعتیں ہو جائیں گی۔ (درمختار ج ۱ ص ۴۵)

مسئلہ : بلا کسی عذر کے بیٹھ کر تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (درمختار ج ۱ ص ۴۵) ہاں اگر بیماری یا بہت زیادہ بوڑھا اور کمزور ہو تو بیٹھ کر تراویح پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ یہ بیٹھنا عذر کی وجہ سے ہے۔

مسئلہ : نابالغ کسی نماز میں امام نہیں بن سکتا اسی طرح نابالغ کے پیچھے بالغوں کی تراویح نہیں ہوگی صاحب ہدایہ و صاحب فتح القدیر نے اسی قول کو مختار بتایا ہے (بہار شریعت)

## نمازوں کی قضا کا بیان

مسئلہ : کسی عبادت کو اس کے مقرر وقت پر ادا کرنے کو ادا کہتے ہیں اور وقت گزر جانے کے بعد عمل کرنے کو قضا کہتے ہیں۔

مسئلہ : فرض نمازوں کی قضا فرض ہے وتر کی قضا واجب ہے اور فجر کی سنت اگر



فرض کے ساتھ قضا ہو اور زوال سے پہلے پڑھے تو فرض کے ساتھ سنت بھی پڑھے اور اگر زوال کے بعد پڑھے تو سنت کی قضا نہیں۔ جمعہ اور ظہر کی سنتیں قضا ہو گئیں اور فرض پڑھ لیا۔ اگر وقت ختم ہو گیا تو ان سنتوں کی قضا نہیں اور اگر وقت باقی ہے تو ان سنتوں کو پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلے فرض کے بعد والی سنتوں کو پڑھے پھر ان چھوٹی ہوئی سنتوں کو پڑھے۔

(درمختار ج ۱ ص ۲۸۸)

مسئلہ : جس شخص کی پانچ نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں اس کو صاحب ترتیب کہتے ہیں اس پر لازم ہے کہ وقتی نماز سے پہلے قضا نمازوں کو پڑھ لے اگر وقت میں گنجائش ہونے لگے اور قضا نماز کو یاد رکھتے ہوئے وقتی نماز کو پڑھ لے تو یہ نماز نہیں ہوگی۔ مزید تفصیل ”بہار شریعت“ میں دیکھنی چاہیے۔ (درمختار ج ۱ ص ۲۸۸)

مسئلہ : چھ نمازیں یا اس سے زیادہ نمازیں جس کی قضا ہو گئی ہوں وہ صاحب ترتیب نہیں اب یہ شخص وقت کی گنجائش اور یاد ہونے کے باوجود اگر وقتی نماز پڑھ لے گا تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور چھوٹی ہوئی نمازوں کو پڑھنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ بلکہ جہر میں جب بھی پڑھ لے گا بری الذمہ ہو جائے گا (درمختار ج ۱ ص ۲۸۹)

مسئلہ : جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو جب اس نماز کی قضا پڑھے، تو ضروری ہے کہ اس روز اور اس وقت کی قضا کی نیت کرے، مثلاً جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہو گئی، تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت جمعہ کے دن کی نماز فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

مسئلہ : اگر مہینے دو مہینے یا چند برسوں کی قضا نمازوں کو پڑھے تو نیت کرنے میں تو نماز پڑھنی ہے اس کا نام لے اور اس طرح نیت کرے مثلاً نیت کی میں نے دو رکعت نماز فجر کی جو میرے ذمہ باقی ہیں ان میں سے پہلی فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر اس طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو سمجھ لینا چاہیے۔

مسئلہ : جو رکعتیں ادا میں سورہ ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ وہ قضا میں بھی سورہ ملا کر پڑھی جائیں گی۔ اور جو رکعتیں ادا میں بغیر سورہ ملائے پڑھی جاتی ہیں۔ قضا میں بھی بغیر سورہ ملائے پڑھی



جائیں گی۔

مسئلہ :- مسافرت کی حالت میں جب کہ قصر کرتا تھا اس وقت کی چھوٹی ہوئی نمازوں کو اگر وطن میں بھی قضا کرے گا جب بھی دوہی رکعت پڑھے گا۔ اور جو نمازیں مسافر نہ ہونے کے زمانے میں قضا ہوئی ہیں۔ اگر سفر میں بھی ان کی قضا پڑھے گا تو چارہی رکعت پڑھے گا۔  
(عامۃ کتب فقہ)

## جمعہ کا بیان

جمعہ فرض ہے۔ اور اس کا فرض ہونا ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اس کا منکر کافر ہے (در مختار ج ۱ ص ۵۲۵) حدیث شریف میں ہے کہ جس نے تین جمے برابر چھوڑ دیے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا، وہ منافق ہے اور اللہ سے بے تعلق ہے (ابن خزیمہ و بہار شریعت)

مسئلہ :- جمعہ فرض ہونے کے لیے مندرجہ ذیل گیارہ شرطیں ہیں (۱) شہر میں مقیم ہونا لہذا مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔ (۲) آزاد ہونا لہذا غلام پر جمعہ فرض نہیں۔ (۳) تندرستی یعنی ایسے مریض پر جمعہ فرض نہیں جو جامع مسجد تک نہیں جاسکتا (۴) مرد ہونا یعنی عورت پر جمعہ فرض نہیں (۵) عاقل ہونا یعنی پاگل پر جمعہ فرض نہیں (۶) بالغ ہونا یعنی بچے پر جمعہ فرض نہیں (۷) انکسار ہونا لہذا اندھے پر جمعہ فرض نہیں (۸) چلنے کی قدرت رکھنے والا ہونا یعنی اپاہج اور لنگے پر جمعہ فرض نہیں (۹) قید میں نہ ہونا لہذا جیل خانہ کے قیدیوں پر جمعہ فرض نہیں (۱۰) حاکم یا ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا، (۱۱) بارش کا آندھی کا اس قدر زیادہ نہ ہونا جس سے نقصان کا قوی اندیشہ ہو۔

(در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۶)

مسئلہ :- جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں مثلاً مسافر اور اندھے وغیرہ اگر یہ لوگ جمعہ پڑھیں تو انکی نماز جمعہ صحیح ہوگی یعنی ظہر کی نماز ان لوگوں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ :- جمعہ جائز ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں۔ یعنی ان میں سے ایک بھی اگر نہیں پائی گئی تو جمعہ ادا ہوگا ہی نہیں۔  
پہلی شرط :- جمعہ جائز ہونے کی پہلی شرط شہر یا شہری ضروریات سے تعلق رکھنے والی



جگہ ہونا ہے۔ شریعت میں شہر سے مراد وہ آبادی ہے کہ جس میں متعدد مٹر کھیں گلیاں اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا تحصیل کا شہر یا قصبہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گئے جاتے ہیں اور اگر ضلع یا تحصیل نہ ہو تو ضلع یا تحصیل جسی بستی ہو۔ جمعہ جائز ہونے کے لیے ایسی بستی کا ہونا شرط ہے لہذا چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ ان لوگوں کو روزانہ کی طرح ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے لیکن جن گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم ہے جمعہ کو بند نہیں کرنا چاہیے کہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے لیکن ان لوگوں کو چار رکعت ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہے (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) دوسری شرط: دوسری شرط یہ ہے کہ بادشاہ اسلام یا اس کا نائب جمعہ قائم کرے اور اگر وہاں اسلامی حکومت نہ ہو تو سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم دین اس شہر کا جمعہ قائم کرے کہ بغیر اس کی اجازت کے جمعہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں وہ جمعہ قائم کرے ہر شخص کو یہ حق نہیں کہ جب چاہے جمعہ قائم کر لے۔

تیسری شرط: ظہر کا وقت ہونا ہے۔ لہذا وقت سے پہلے یا بعد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر جمعہ کی نماز پڑھتے پڑھتے عصر کا وقت شروع ہو گیا تو جمعہ باطل ہو گیا۔

چوتھی شرط: یہ ہے نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہو جائے خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہیے عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پورا خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان کو ملانا یہ خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

پانچویں شرط: جمعہ جائز ہونے کی پانچویں شرط جماعت ہے جس کے لیے امام کے سوا کم سے کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔

چھٹی شرط: اذن عام ہونا ضروری ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ جس مسلمان کا جی چاہے اُسے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ لہذا بند مکان میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔ (درمختار ج ۱ ص ۲۶ تا ۵۴۶ وغیرہ)

### نماز عیدین کا بیان

عید و بقر عید کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ صرف انہیں لوگوں پر جن لوگوں پر جمعہ



فرض ہے بلا وجہ عیدین کی نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے (در مختار ج ۱ ص ۵۵۵)

**مسئلہ :** عیدین کی نماز واجب ہونے اور جائز ہونے کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں فرق اتنا ہے کہ جمعہ کا خطبہ شرط ہے اور عیدین کا خطبہ سنت ہے۔ دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ہے۔ اور عیدین کا خطبہ نماز عیدین کے بعد ہے۔ اور ایک تیسرا فرق یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لیے اذان و اقامت ہے اور عیدین کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت صرف دوبار الصلوٰۃ جامعۃ کہہ کر نماز عیدین کے اعلان کی اجازت ہے۔

**مسئلہ :** عیدین کی نماز کا وقت ایک نیزہ سورج بلند ہونے سے زوال کے پہلے تک ہے (در مختار جلد ۱ ص ۵۵۸)

**مسئلہ :** عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں (۱) حجامت بنوانا (۲) ناخن کٹوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اچھے کپڑے پہنانے ہوں یا پرانے (۶) انگوٹھی پہننا (۷) خوشبو لگانا۔ (۸) صبح کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا (۹) عید گاہ جلد چلے جانا (۱۰) نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۱) عید گاہ کو پیدل جانا (۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۳) عید گاہ کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھا لینا تین، پانچ، سات یا کم زیادہ مگر طاق ہوں کھجوریں نہ ہوں تو کوئی بھی چیز کھا لے (۱۴) خوشی ظاہر کرنا (۱۵) صدقہ و خیرات کرنا (۱۶) عید گاہ کو اطمینان اور وقار کے ساتھ جانا (۱۷) آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دینا (در مختار ج ۱ ص ۲۵۶ تا ۲۵۷)

**نماز عیدین کا طریقہ** | پہلے اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی چھ تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیلئے

رفتہ اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور شنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے، اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے خلاصہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لے اور چوتھی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لے اور دوسری اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دے چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے سموذ یا اللہ و



بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد اور کوئی سورہ پڑھے اور رکوع و سجدہ سے فارغ ہو کر دوسری رکعت میں الحمد اور کوئی سورہ پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر بار بار اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ پھوڑ دے اور چوتھی بار بلند ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے۔ سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطے پڑھے پھر دعائیں گے پہلے خطے کو شروع کرنے سے پہلے امام نو بار اور دوسرے کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر آہستہ سے کہے کہ یہ سنت ہے۔

(درمختار ج ۱ ص ۵۶۱)

مسئلہ اگر کسی عذر مثلاً سخت بارش ہو رہی ہے یا ابر کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا اور زوال کے بعد چاند ہونے کی شہادت ملی اور عید کی نماز نہ ہو سکی، تو دوسرے دن عید کی نماز پڑھی جائے اور اگر دوسرے دن بھی نہ ہو سکی تو تیسرے دن عید الفطر کی نماز نہیں ہو سکتی۔

(درمختار ج ۱ ص ۵۶۲)

مسئلہ :- عید الاضحیٰ (بقرب عید) تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے صرف چند باتوں میں فرق ہے عید الفطر میں نماز عید سے پہلے کچھ کھالینا مستحب ہے اور عید الاضحیٰ میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اور یہ فرق بھی ہے کہ عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھی جاسکتی ہے اور تیسرے دن نہیں پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر عید الاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک یعنی تیسرے دن بھی بلا کراہت پڑھی جاسکتی ہے۔

(درمختار ج ۱ ص ۵۶۲)

مسئلہ : نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر نماز کے بعد جو حالت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے اس کو تکبیر تشریف کہتے ہیں اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔

(درمختار ج ۱ ص ۵۶۲)

مسئلہ :- قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی ذوالحجہ سے دسویں ذوالحجہ تک بال یا ناخن نہ کٹائے۔



## قربانی کا بیان

مسئلہ: ہر مالک نصاب مرد و عورت پر ہر سال قربانی واجب ہے یہ ایک مالی عبادت ہے۔ خاص جانور کو خاص دن میں اللہ کے لیے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا اس کا نام قربانی ہے۔

مسئلہ: مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامان تجارت یا کسی سامان یا روپیوں نوٹوں پیسوں کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجتِ اصلہ سے نادم ہوں۔

مسئلہ: مالک نصاب پر ہر سال اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے دوسری قربانی کا انتظام کرے۔

مسئلہ: قربانی کا جانور مٹا تازہ اچھا اور بے عیب ہونا ضروری ہے۔ اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہوگی۔ اور اگر زیادہ عیب ہے تو قربانی ہوگی ہی نہیں۔

مسئلہ: اندھا، لنگڑا، کانا، بچہ دہلا، تنہائی سے زیادہ کان دم، سینک، تھن وغیرہ کٹ ہوا، پیدائشی بے کان کا بیمار، ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

**قربانی کا طریقہ** | قربانی کا یہ طریقہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو پھر یہ دعا پڑھیں اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِذٰلِکَ

فَطَرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا مَّا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ مَلَکَیْ وَنُسُکَیْ وَمَعِیَّ اِنَّیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَیَذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور جانور کے پہلو پر اپنا دایاں پاؤں رکھ کر اَللّٰهُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیں۔ اور ذبح کے بعد پھر یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَیْلِکَ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰۃُ وَالسَّلَامُ وَخَیْلِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کرے تو میتی کے بجائے مِیْن کہہ کر اس کا نام لے۔



مسئلہ: قربانی کے گوشت کو تین حصے کرے ایک حصہ صدقہ گردے۔ ایک حصہ احباب میں تقسیم کر دے اور ایک حصہ اپنے خرچ کے لیے رکھ لے۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت کافر کو ہرگز نہ دے کہ یہاں کے کفار عربی ہیں۔

مسئلہ: چمڑا، جھول، رسی وغیرہ سب کو صدقہ کر دے چمڑے کو خود اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے مثلاً ڈول، مصلیٰ، جامناز، بھونانا سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ آج کل لوگ عموماً قربانی کی کھال دینی مدارس میں دیا کرتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے کھال بیچ کر قیمت مدرسہ میں دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔  
(عالمگیری و بہار شریعت)

## عقیقہ کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے ”عقیقہ“ کہتے ہیں۔  
مسئلہ: جن جانوروں کو قربانی میں ذبح کیا جاتا ہے انہی جانوروں کو عقیقہ میں بھی ذبح کر سکتے ہیں۔

مسئلہ: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرہ ذبح کرنا بہتر ہے اگر گائے بھینس عقیقہ میں ذبح کرے تو دو حصہ لڑکے کی طرف سے اور ایک حصہ لڑکی کی طرف سے ذبح کرنے کی نیت کرے اور اگر چاہے تو پوری گائے یا بھینس لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ میں ذبح کر دے۔

مسئلہ: گائے بھینس میں قربانی کے وقت کچھ حصہ قربانی کی نیت سے اور کچھ حصہ عقیقہ کی نیت سے رکھ کر ذبح کرے تو ایک ہی جانور میں قربانی اور عقیقہ دونوں ہو جائیں گے اور ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کے لینے بچے کی پیدائش کا ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں سنت ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہ سب کھا سکتے



ہیں۔ اور جاہلوں میں تو یہ مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت : لوگ نہیں کھا سکتے یہ بات بالکل غلط ہے۔  
 مسئلہ : عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ  
 هَذِهِ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ بِنِ فُلَانٍ وَمُهَا يَدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهِ وَعَظْمُهَا  
 بِعَظْمِهِ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهَا وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهَا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا قِدَاءً لِّكَ  
 مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ دعائیں فُلَانِ بِنِ فُلَانِ کی جگہ بچے اور اس  
 کے باپ کا نام لے اور اگر لڑکی ہو تو یہی دعا اس طرح پڑھے اَللّٰهُمَّ هَذِهِ عَقِيْقَةُ فُلَانَةِ  
 بِنْتِ فُلَانٍ وَمُهَا يَدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهَا وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهَا وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهَا  
 وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا قِدَاءً لِّهَا مِنَ النَّارِ دعائیں فُلَانِ بِنْتِ فُلَانِ  
 کی جگہ لڑکی اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر دعا یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے دل میں یہ خیال  
 کر کے فلاں لڑکے یا فلاں لڑکی کا عقیقہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر ذبح کر دے  
 عقیقہ ہو جائے گا عقیقہ کے لیے دعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔

## گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنتِ موکدہ اور چاند گہن کی نماز مستحب ہے سورج گہن کی نماز  
 جماعت سے مستحب ہے۔ اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے۔ اگر جماعت سے پڑھی جائے، تو  
 خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اس کے لیے مشروط ہیں وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا  
 ہے جو جمعہ کی جماعت قائم کر سکتا ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا پڑھیں، چاہے گھر میں پڑھیں  
 یا مسجد میں۔

مسئلہ : گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ پڑھیں پھر  
 اس وقت تک دعا مانگتے رہیں کہ ختم ہو جائے۔

مسئلہ :۔ گہن کی نماز میں نہ افان ہے نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قراوت۔

(در مختار ج ۱ ص ۵۶۵)



## میت کے متعلقات

جب موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پرٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چپٹ لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کر دیں مگر اس صورت میں سر کو کچھ اونچا کر دیں تاکہ قبلہ کی طرف منہ ہو جائے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے میں اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں (در مختار و عالمگیری ص ۱۴۰)

مسئلہ: جان کنی کی حالت میں اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھیں مگر اسے پڑھنے کا حکم نہ دیں اور جب وہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کر لی تو پھر تلقین کریں تاکہ اس کا آخری کلام **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ** ہو (عالمگیری)

مسئلہ: جان کنی کے وقت حاضرین اپنے لیے اور اس کے لیے دعا و خیر کریں اور سورۃ یس و سورۃ عدد پڑھیں، جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی بٹی جبرے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرو لگا دیں کہ منہ کھلا نہ رہے۔ اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو مثلاً باپ یا بیٹا وہ کرے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۰)

مسئلہ: کفن و دفن میں جلدی کریں کہ حدیثوں میں اس کی بہت تاکید آئی ہے (جوہرہ)

## میت کے نہلانے کا طریقہ

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے نہلا دیا تو سب اس ذمہ داری سے بری ہو گئے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۰)

مسئلہ: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں پھر اس پر میت کو ٹا کر زان سے گھٹنوں تک کسی پاک کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجہ کرانے پھر نماز جہیز و ضو کرانے مگر میت



کے وضو میں پہلے گھٹوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور نتھنوں پر پھیرا دیں۔ پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیر و یا پاک صابون سے دھوئیں ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پرٹا کر سر سے پاؤں تک تک بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تخت تک پانی پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر ٹا کر اسی طرح پانی بہائیں اگر بیری کے پتوں کا ابلا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی سے پیٹ سہلائیں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں اور غسل کو دہرانے کی ضرورت نہیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو سی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ کر سکھائیں (عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۹)

مسئلہ: مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت اور چھوٹا لڑکا ہو تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی ہو تو مرد بھی اس کو غسل دے سکتا ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۹)

مسئلہ: عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے ہاں دیکھنے کی ممانعت نہیں (در مختار ج ۱ ص ۵۰۵) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ بالکل غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بیکڑا حائل ہونے کے ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں نہلانے کے لیے پانی نہیں ملتا تو میت کو تیمم کرائیں اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔ ہاں اگر دفن سے پہلے پانی مل جائے تو غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰)

## کفن کا بیان

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے کفن کے تین درجے (۱) کفن ضرورت (۲) کفن کفایت (۳) کفن سنت۔ مرد کے لیے کفن تین کپڑے ہیں۔ چادر، تہبند، کرتا مگر تہبند سر سے پاؤں تک لمبا ہونا چاہیے اور عورت کے لیے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں چادر، تہبند، کرتا، اورٹھنی سینہ بند۔ اور کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں چادر تہبند اور عورت کے لیے



تین کپڑے چادر تہبند اور ٹھنی یا چادر کرتا اور ٹھنی اور کفن ضرورت عورت مرد دونوں کے لیے یہ ہے کہ جو میسر آجائے اور کم سے کم اتنا ہو تو سو تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

(درمختار عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰)

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کفن کو تین بار یا پانچ بار یا سات بار دھونی دے کر پہلے چادر کو بچھائیں پھر اس کے اوپر تہبند بھر کرتا۔ پھر میت کو اس پر ٹائیں اور کرتا پہنائیں اور دار ٹھنی اور تمام بدن پر خوشبو لگائیں اور سجدہ کی جگہوں یعنی ماتھے، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنوں قدموں پر کافور لگائیں۔ پھر تہبند لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے۔ پھر سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ اڑنے اور بکھرنے کا اندیشہ نہ ہو۔ عورت کو کفنی یعنی کرتا پہنانے کے اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اور ٹھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لاکر منہ پر مثل نقاب کے ڈال دیں کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑائی ایک کان کی ٹو سے دوسرے کان کی ٹو تک ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۱)

## جنازہ لے چلنے کا بیان

سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پاؤں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سر ہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی، پھر بائیں سر ہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس گناہ کبیرہ مٹا دیے جائیں گے اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پاؤں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرمادے گا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۱)

مسئلہ :- جنازہ لے چلنے میں سر ہانے آگے ہونا چاہیے اور عورتوں کو جنازہ کے ساتھ

جانا ممنوع و ناجائز ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۲ وغیرہ)

مسئلہ :- میت اگر ٹپوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا

نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۲)



مسئلہ: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور ساتھ چلنے والوں کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیے یا نہیں نہ چلیں اور جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۲)

مسئلہ: جنازہ کو تیزی کے ساتھ لے کر چلیں مگر اس طرح کہ میت کو تھکنا نہ لگے۔

مسئلہ: ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ مثلاً باغی جو امام ربخ پر خروج کرے، اور اسی بناوت میں مارا جائے۔ (۲) ڈاکو جو ڈاکہ زنی میں مارا گیا (۳) ماں باپ کا قاتل (۴) جس نے کئی شخصوں کا گلا گھونٹ کر مار دیا ہو (درمختار ج ۱ ص ۵۸۲)

مسئلہ: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اسی طرح جو زنا کاری کی سزا میں سنگسار کیا گیا یا خون کے قصاص میں پھانسی دیا گیا اسے غسل دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے (عالمگیری، درمختار ج ۱ ص ۵۸۲)

مسئلہ: جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۲)

## نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو سب گنہگار ہوئے جو نماز جنازہ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے (درمختار ج ۱ ص ۵۸۱)

مسئلہ: نماز جنازہ کے لیے جماعت شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۲)

مسئلہ: نماز جنازہ اس طرح پڑھیں کہ پہلے یوں نیت کرے، نیت کی میں نے نماز جنازہ کی چار تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے اور دعا اس میت کے لیے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف رمتقدی اتنا اور کہے، پیچھے اس امام کے پھر کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے پھر یہ شمار پڑھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ شَأْنُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ



پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود ابراہیمی پڑھے جو پنجوقتہ نمازوں میں پڑھے جلتے ہیں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور بالغ کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَايِبِنَا وَ صَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا وَ ذَكَرْنَا وَ اُنْشَانَا اَللّٰهُمَّ مِنْ اَحْيَيْتَهُ مِّنَا فَ اَحْيِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمِنْ تَوَفَّيْتَهُ مِّنَا فَ تَوَفَّهُ عَلٰى الْاِيْمَانِ اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے پھر بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے اور اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَ ذُخْرًا وَ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا وَ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَ ذُخْرًا وَ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَ مُشَفَّعَةً مسئلہ : میت کو ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں نیک لوگوں کی قبریں ہوں۔

۱۵۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۶

مسئلہ : مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کے پاس سورۃ بقرہ کا اول و آخر پڑھیں  
مراۓ القہ سے مفلحون تک اور پانہنی امن الرسول سے ختم سورت تک  
پڑھیں (جوہرہ)

قبر پر تلقین

مسئلہ : دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا اہل سنت کے نزدیک جائز ہے (جوہرہ) یہ جو بعض کتابوں میں ہے تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا ہے (شامی) حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں سے ایک شخص قبر کے سر پر کھڑا ہو کر میت اور اس کی ماں کا نام لے کر یوں کہے یا فلاح بن فلاح وہ سنے گا

اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلان بن فلان نہ وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے اذکر ما خرجت من الدنیا شہاتۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ رضى اللہ علیہ وسلم، وانک رضىت



بِاللّٰهِ رَبَّائِیْ سَلَامٌ مِّنْ دِیْنِیْ وَ بِمُحَمَّدٍ رَّسُولِیْ اللّٰهُ عَلَیْهِ سَلَامٌ، نَبِیُّنَا وَ بِالْقُرْآنِ اِمَامًا  
 نَحْمَدُہٗ اَبَدًا دُوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت  
 سکھا چکے اس پر کسی نے حضور سے عرض کی کہ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا حوا کی طرف  
 نسبت کرے (طبرانی فی المعجم الکبیر و ضیائی الاحکام و ابن شاہین فی ذکر الموت و فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۹۲)  
 مسئلہ: قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل

جلے گا (ردالمحتار)

مسئلہ: قبر پر سے تر گھاس نوچنا یہ چاہیے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور

میت کو انس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے (ردالمحتار ج ۱ ص ۶۰۶)  
 مسئلہ: قبر پر سونا چلنا بیٹھا حرام ہے قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے اس سے گزنا

نا جائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو (عالمگیری، درمختار ج ۱ ص ۶۰۶)

مسئلہ: میت کو دفن کرنے کے بعد سوئم، دسواں، چہلم کرنا یعنی نماز و روزہ اور تلاوت و

کلمہ اور صدقہ و خیرات اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا جائز ہے جتنے لوگوں

کی روحوں کو ثواب پہنچائے گا سب کی روحوں کو ثواب پہنچے گا۔ اور اس پہنچانے والے کے ثواب میں

کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی امید ہے کہ اس کو پورا پورا ثواب ملے گا یہ نہیں کہ

تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے گا۔ بلکہ یہ امید ہے کہ اسی ثواب پہنچانے والے کو ان سب کے مجموعہ

کے برابر ثواب ملے گا۔ (شرح عقائد، ہدایہ، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت وغیرہ)

قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنت ہے ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے

اور اس کے لیے سب سے افضل جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے اولیاء کے

مزارات پر دور دور سے سفر کر کے جانا یقیناً جائز ہے اولیاء اپنے زیارت کرنے والوں کو اپنے

رب کی مدد ہوئی طاقتوں سے نفع پہنچاتے ہیں اور اگر مزاروں پر کوئی خلاف شرع بات ہو جیسے

عورتوں کا سامنا یا گانا بجانا وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے

نیک کام چھوڑا نہیں جاتا بلکہ خلاف شرع باتوں کو برا جانے اور ہر ممکن توہری باتوں سے لوگوں کو منع

کرے، اور بری باتوں کو اپنی طاقت بھر دے (ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۱)



مسئلہ: قبروں کی زیارت کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کی پائنتی کی طرف سے جا کر قبلہ کو پشت کر کے میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہوا دیر یہ کہے کہ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ لِّکُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمِ مُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَاَنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَدٰحِقُوْنَ پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے، تو اتنے فاصلہ پر بیٹھے کہ جتنی دور زندہ گی میں اس کے پاس بیٹھتا تھا (ردالمحتار)

مسئلہ: حدیث میں ہے کہ جو گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کی روح کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اس کو ثواب ملے گا (درمختار ج ۵ ص ۹) مسئلہ: وہابی لوگ قبروں کی توہین کرتے ہیں قبروں کی زیارت اور فاتحہ سے منع کرتے ہیں ان لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے اور ہرگز ان لوگوں سے نہ میل جول رکھنا چاہیے نہ ان کی باتوں کو ماننا چاہیے یہ لوگ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔

مسئلہ: علماء اور اولیاء کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے مگر قبر کو پختہ نہ کیا جائے (درمختار و ردالمحتار ص ۶۰۱) یعنی اندر سے پختہ نہ بنائی جائے اور اگر اندر قبر کھدی ہو اور اوپر سے پختہ بنائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں (بہار شریعت)

مسئلہ: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو (جوہرہ درمختار ص ۶۰۱)

مسئلہ: قبر پر بیٹھنا سونا، چلنا، پھرنا، پیاب پاخانہ کرنا، قبر پر تھوکن حرام ہے کہ اس سے قبر والے کو تکلیف پہنچے گی اسی طرح قبرستان میں جوتا پن کرنا چلے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیاں پہن کر قبرستان میں چلتے دیکھا تو فرمایا کہ اسے شخص جوتیاں اتار لے نہ تو قبر والے کو تکلیف دے اور نہ قبر والا تجھ کو تکلیف دے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۶، بہار شریعت ج ۲ ص ۱۶۲)

مسئلہ: بزرگان دین کی قبروں پر صفائی ستھرائی کرتے رہنا وہاں اگر بتی جلا کر عطر لگا کر خوشبو کرنا، مزاروں پر پھول پتیاں ڈالنا، عوام کی نظروں میں صاحب مزار کی عزت و عظمت پیدا کرنے کے لیے مزاروں پر غلاف و چادر چڑھانا، مزاروں کے آس پاس روشنی کرنا تاکہ راستہ چلنے والوں کو روشنی ملے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی بزرگ کا مزار ہے تاکہ یہ لوگ وہاں آکر



فاتحہ پڑھیں، یہ سب کام جائز ہیں اور اچھی نیت سے کریں تو مستحب بھی۔ (کشف النور علامہ نابلسی)  
 مسئلہ :- جہاز پر کسی کا انتقال ہوا اور کنارہ بہت دور ہے تو چاہیے کہ میت کو غسل دے  
 کر اور کفن پہنا کر پورے اعزاز کے ساتھ سمندر میں ڈال دیں (غنیہ ورد المختار ج ۱ ص ۵۹۹)

## زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر اور نہ دینے والا فاسق و جہنمی اور ادا کرنے  
 میں دیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۰، مصری) نماز کی طرح اس  
 کے بارے میں بھی بہت سی آیتیں و حدیثیں آئی ہیں۔ جن میں زکوٰۃ ادا کرنے کی سخت تاکید ہے اور  
 نہ ادا کرنے والے پر طرح طرح کے دنیا و آخرت کے عذابوں کی وعیدیں آئی ہیں۔  
 مسئلہ :- اللہ کے لیے مال کا ایک حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی فقیر کو مالک  
 بنا دینا شریعت میں اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

مسئلہ :- زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہونا یعنی کافر پر زکوٰۃ  
 فرض نہیں (۲) بالغ ہونا یعنی نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (۳) عاقل ہونا یعنی دیوانے پر زکوٰۃ فرض  
 نہیں (۴) آزاد ہونا یعنی نوٹڈی غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں (۵) مالک نصاب ہونا یعنی جس کے پاس  
 نصاب سے کم مال ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (۶) پورے طور پر مالک ہونا یعنی اس پر قبضہ بھی ہو تب  
 زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی نے اپنا مال زمین میں دفن کر دیا اور جگہ بھول گیا پھر برسوں کے  
 بعد جگہ یاد آئی اور مال مل گیا تو جب تک مال نہ ملا تھا اس زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ نصاب  
 کا مالک تو تھا مگر اس پر قبضہ نہیں تھا۔ (۷) نصاب کا قرض سے فارغ ہونا مگر کسی کے پاس ایک  
 ہزار روپیہ ہے مگر وہ ایک ہزار کا قرض دار بھی ہے۔ تو اس کا مال قرض سے فارغ نہیں۔ لہذا اس  
 پر زکوٰۃ نہیں (۸) نصاب کا حاجتِ اصلہ سے فارغ ہونا، حاجتِ اصلہ یعنی آدمی کو زندگی بسر  
 کرنے میں جن چیزوں کی ضرورت ہے مثلاً اپنے رہنے کا مکان، جاٹے گرمیوں کے کپڑے، گھڑو، سامان  
 یعنی کھانے پینے کے برتن، چارپائیاں، کرسیاں، میزیں، چولہے، پٹھے وغیرہ ان مالوں میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ  
 سب یہ مال و سامان حاجتِ اصلہ سے فارغ نہیں ہیں۔ (۹) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا مال ہونا خواہ



حقیقۃً بڑھنے والا مال ہو جیسے مال تجارت اور چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور یا حکماً بڑھنے والا مال ہو۔  
جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا کیے گئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں اور بھی جائیں تاکہ نفع  
ہونے سے یہ بڑھتے رہیں لہذا سونا چاندی جس حال میں بھی ہو زیور کی شکل میں ہوں یا دفن ہوں، ہر  
حال میں یہ مال نامی ہیں اور ان کی زکوٰۃ نکالنی ضروری ہے۔ (۱۰) مال نصاب پر ایک سال گزر جانا  
یعنی نصاب پورا ہوتے ہی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی بلکہ ایک سال تک وہ نصاب ملک میں باقی ہے۔  
تو سال پورا ہونے کے بعد اس کی زکوٰۃ نکال جائے گی۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۶۰ تا ۶۲)

مسئلہ: سونے کا نصاب ساڑھے سات تو لے ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے  
باون تو لے ہے۔ سونے چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال کر ادا کرنا فرض ہے یہ ضروری نہیں کہ  
سونے کی زکوٰۃ میں سونا ہی اور چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی ہی دی جائے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ بازاری  
بھاؤ سونے چاندی کی قیمت لگا کر وہ زکوٰۃ دیں۔ (کتب فقہ)

**زیورات کی زکوٰۃ** | حدیث شریف میں ہے کہ دو عورتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن  
تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان زیوروں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عورتوں نے عرض کیا کہ جی  
نہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے عورتوں  
نے کہا نہیں تو ارشاد فرمایا کہ تم ان زیوروں کی زکوٰۃ ادا کرو (ترمذی شریف)

مسئلہ: سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ نکالنی فرض  
ہے خواہ سونے چاندی کے ٹکڑے ہوں یا سکے یا زیورات یا سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزیں  
مثلاً برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سدائی وغیرہ غرض جو کچھ ہو سب کی زکوٰۃ نکالنی فرض ہے (در مختار)  
مسئلہ: جن زیورات کی مالک عورت ہو خواہ وہ میکہ سے لائی ہو یا اس کے شوہر نے  
اس کو زیورات دے کر ان کا مالک بنا دیا ہو تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنا عورت پر فرض ہے۔ اور  
جن زیورات کا مالک مرد ہو یعنی عورت کو صرت پہننے کیلئے دیا ہے۔ مالک نہیں بنایا ہے تو ان  
زیورات کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے عورت پر نہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۴ وغیرہ)

مسئلہ: اگر کسی کے پاس سونا چاندی یا ان دونوں کے زیورات ہوں اور سونا چاندی



میں سے کوئی بھی بقدر نصاب نہیں تو چاہیے کہ سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے دونوں کو ملائیں پھر اگر ملائے پر بھی بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی میں ملائیں تو بقدر نصاب ہو جاتا ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو بقدر نصاب نہیں تو واجب ہے کہ جس صورت میں نصاب پورا ہو جاتا ہے وہ کریں۔  
(در مختار در المصارف وغیرہ)

مسئلہ: تجارتی مال کی قیمت لگائی جائے پھر اس سے اگر سونے یا چاندی کا نصاب پورا ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۸)

مسئلہ: اگر سونا چاندی نہ ہو نہ مال تجارت ہو، بلکہ صرف نوٹ اور روپے پیسے ہوں کہ کم سے کم اتنے روپے پیسے یا نوٹ ہوں کہ بازار میں ان سے ساڑھے سات تولہ سونا یا سارے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہے۔ تو وہ شخص صاحب نصاب ہے اس کو نوٹ اور روپے پیسوں کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر شروع سال میں پورا نصاب تھا اور آخر سال میں بھی نصاب پورا رہا، درمیان میں کچھ دنوں مال گھٹ کر نصاب سے کم رہ گیا تو یہی کچھ اٹرنہ کرے گی بلکہ اس کو پورے مال کی زکوٰۃ دینی پڑے گی (عالمگیری ج ۱)

## عشر کا بیان

زمین سے جو بھی پیداوار ہو، گھو، بجر، چنا، باجرا، دھان وغیرہ ہر قسم کے اناج، گند، روٹی، ہر قسم کی ترکاریاں، پھول، پھل، میوے سب میں عشر واجب ہے تھوڑی پیداوار زیادہ۔  
(عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۴)

مسئلہ: جو پیداوار بارش یا زمین کی نمی سے پیدا ہو اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جو پیداوار چر سے، ٹول، پمپنگ مشین یا ٹیوب ویل وغیرہ کے پانی سے یا خریدے ہوئے پانی سے پیدا ہو اس میں بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۴)

مسئلہ: کھیتی کے اخراجات نکال کر عشر نہیں نکالا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ پیداوار ہوئی



ہو ان سب کا عشر یا نصف عشر دینا واجب ہے گو نمٹ کو جو مال گذاری دی جاتی ہے وہ بھی عشر کی رقم سے مجرا نہیں کی جائے گی پوری پیداوار کا عشر یا نصف عشر خدا کی راہ میں نکالنا پڑے گا۔  
(فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ: زمین اگر بٹائی پر دے کر کھیتی کرائی ہے تو زمین والے اور کھیتی کرنے والے دونوں کو جتنی جتنی پیداوار ملی ہے دونوں کو اپنے اپنے حصہ کی پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے (ردالمحتار ج ۲ ص ۵۶)

## زکوٰۃ کا مال کن کن لوگوں کو دیا جائے

جن کن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے وہ یہ لوگ ہیں (۱) فقیر یعنی وہ شخص کہ اس کے پاس کچھ مال ہے مگر نصاب کی مقدار سے کم ہے (۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کھانے کے لیے غلہ اور پہننے کے لیے کپڑا بھی نہ ہو (۳) قرض دار یعنی وہ شخص کہ جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے فاضل کوئی مال بقدر نصاب نہ ہو۔ (۴) مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا ہو۔ اس کو بقدر ضرورت زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے (۵) عامل یعنی جس کو بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔ (۶) مکاتب غلام تاکہ وہ مال دے کر آزاد ہو جائے (۷) غریب مجاہد تاکہ وہ جہاد کا سامان کرے (عالمگیری ج ۱ ص ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱)

## کن کن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا منع ہے

جن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ان میں سے چند یہ ہیں (۱) مالدار یعنی صاحب نصاب جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے اس کو زکوٰۃ کا مال جائز نہیں (۲) بنی ہاشم یعنی حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت عباسؓ، حارث بن عبدالمطلبؓ کی اولاد کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں (عالمگیری ج ۱ ص ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱) اپنی اصل و فروع یعنی ماں باپ، داماد و بیوی، نانا، نانی وغیرہم اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ، نواسی کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں (۳) شوہر اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتے، یوں ہی صدقہ فطر اور کفارہ بھی ان لوگوں



کو نہیں دے سکتے، (جوہر ج ۱ ص ۱۲۲) (۵) مالدار کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اور مالدار کی بالغ اولاد جب کہ وہ نصاب کے مالک نہ ہوں انکو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، (۶) کسی کا فرو۔  
مد یا بد مذہب کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۷)

مسئلہ: بیو، داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلی باپ یا زوجہ کی اولاد جو دوسرے شوہر سے ہوں، یا شوہر کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہوں اور دوسرے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۶۳)

مسئلہ: مالدار کی بیوی اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔  
(عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۷)

مسئلہ: تندرست اور طاقت ور آدمی اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر اس کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا جائز نہیں (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۷)

مسئلہ: زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اس کو مالک بنادیں اس لیے اگر زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو بطور دعوت کے کھلادیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کیونکہ یہ اباحت ہوئی، تملیک نہیں ہوئی ہاں اگر کھانا پکا کر فقیروں کو کھانا دے دے اور ان کو اس کھانے کا مالک بنادے کہ وہ چاہیں اس کو کھائیں یا کسی کو دے دیں یا بیچ ڈالیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

(درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۶۳)

مسئلہ: زکوٰۃ کا مال مسجد یا مدرسہ یا مہمان خانہ کی عمارت میں لگانا یا میت کے کفن دفن میں لگانا یا کنواں بنوادینا یا کتابیں خرید کر کسی مدرسہ میں وقف کردینا اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب تک کسی ایسے آدمی کو مال زکوٰۃ کا مالک نہ بنادیں جو زکوٰۃ لینے کا اہل ہے اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۶)

مسئلہ: فقیر زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے اگر مسجد و مدرسہ کی عمارت میں لگا دے یا میت کے کفن دفن میں صرف کر دے تو جائز ہے۔

آج کل عام طور پر دینی مدارس میں یہ چلن ہے کہ عطیات اور صدقات قابل توجہ تنبیہ

ذخیرات و چرم قربانی اور زکوٰۃ کی سب رقمیں متولی یا ناظم کے پاس



جمع کی جاتی ہیں اور ناظم و متولی ان سب رقموں کو ملا کر رکھتے ہیں اور اسی رقم میں سے طلبہ کا مطبخ بھی چلاتے ہیں اور مدرسین و ملازمین کی تنخواہیں بھی دیتے ہیں اور واعظین و ممتحنین کا نذرانہ بھی دیتے ہیں اور مسجد و مدرسہ کی عمارت بھی بنواتے ہیں اور اپنے مصارف میں بھی لاتے ہیں یاد رکھو کہ اس طرح نہ تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے نہ ان کاموں میں زکوٰۃ کی رقموں کو لگانا جائز ہے اور یہ متولیوں اور ناظموں کی بہت بڑی خیانت ہے کہ وہ لوگوں کی زکوٰۃ کے مالوں کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے۔ اور گنہ گار ہوتے ہیں لہذا علماء کرام پر شرعاً واجب ہے کہ متولیوں اور ناظموں کو یہ مسئلہ بتادیں کہ مدارس میں جتنی رقمیں زکوٰۃ کی آتی ہیں پہلے ان رقموں کا حیلہ شرعیہ کر لینا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔ اور پھر ان رقموں کو مدرسہ کی جس مد میں چاہیں خرچ کر سکیں۔

**مسئلہ:** حیلہ شرعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقموں کو الگ کر کے کسی طالب علم کو جو غریب ہو دے دیں۔ اور ان رقموں کا اس طالب علم کو مالک بنا دیا جائے۔ اور پھر وہ طالب علم اپنی طرف سے وہ رقم مدرسہ میں اپنی خوشی سے دیدے، اس طرح کر لینے سے زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور پھر وہ رقم مدرسہ کی ہر مد میں خرچ کی جاسکے گی۔

**مسئلہ:** زکوٰۃ و صدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر اپنے ماموؤں اور خالاؤں کو پھر ان کی اولاد کو۔ پھر دوسرے رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پشہ والوں کو۔ پھر اپنے شہر اور گاؤں والوں کو دیں اور علم دین حاصل کرنے والے طالب علموں کو بھی دنیا افضل ہے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۸۱، وغیرہ)

## صدقہ فطر کا بیان

ہر مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ایک ایک صاع صدقہ

فطر دینا واجب ہے (در مختار ج ۲ ص ۷۴)

**مسئلہ:** صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گبیوں اور گبیوں کا آٹا اُدھا صاع اور خویا جو



کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ (درمختار ج ۲ ص ۶۶)

مسئلہ: اعلیٰ درجے کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن چاندی کے پرانے روپے سے تین سو اکیاون روپے بھر، اور آدھا صاع کا وزن ایک سو پچتر روپے اٹھنی بھر اور پے رقنادی رضویہ، اور نئے وزن سے ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہوتا ہے اور آدھے صاع کا وزن دو کلو اور تقریباً سینتالیس گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر دینے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں لہذا اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر اپنی شہریت سے روزہ نہ رکھا، جب بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے۔

(درالمختار ج ۲ ص ۶۶)

## سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں؟

آج کل یہ ایک عام بلا پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے۔ محنت مشقت سے جان چراتے ہیں۔ اور ناجائز طور پر بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں نے تو سوال کرنا اور بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے گھر میں ہزاروں روپے ہیں کھیتی باڑی بھی ہے مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے۔ ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں حالاں کہ ایسے لوگوں کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا بالکل حرام ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بغیر حاجت کے سوال کرتا ہے گویا وہ آگ کا انگارہ کھاتا ہے (ترمذی ج ۱ ص ۸۲) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے حالانکہ اس کو نہ فاقہ ہوا ہے نہ اس کے اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا۔ اور حضور نے فرمایا جس پر فاقہ نہیں گذرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا ایسی جگہ سے جو اس کے خیال میں بھی نہیں۔

(بہار شریعت بحوالہ بیہقی)



ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ گویا آگ کا انگارہ طلب کرتا ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۲)  
خلاصہ یہ ہے کہ بغیر شدید ضرورت کے بھیک مانگنا اور لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

## صدقہ کرنے کی فضیلت

زکوٰۃ و عشر و صدقہ فطریہ تینوں تو واجب ہیں جو ان تینوں کو نہ ادا کرے گا سخت گنہگار ہوگا۔ مگر ان تینوں کے علاوہ صدقہ دینے اور خدا کی راہ میں خیرات کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے بڑے بڑے فوائد و منافع ہیں۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہم یہاں چند حدیثیں لکھتے ہیں ان کو غور سے پڑھو اور اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقدس فرمانوں پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لو۔

حدیث ۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور زمین کو پہاڑوں کے سہارے پر ٹھہرا دیا۔ یہ دیکھ کر فرشتوں کو پہاڑوں کی طاقت پر بڑا تعجب ہوا۔ اور انہوں نے عرض کیا کہ اسے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں تو ہے۔ تو فرشتوں نے کہا تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں آگ، تو فرشتوں نے پوچھا کہ آگ سے بھی بڑھ کر کوئی طاقت والی چیز تیری مخلوق میں ہے؟ تو خدا نے فرمایا کہ ہاں پانی۔ پھر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہو اسے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے تو ارشاد ہوا ہاں ہوا۔ یہ سن کر فرشتوں نے دریافت کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہو اسے بھی بڑھ کر طاقت رکھنے والی کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، ابن آدم اپنے واسطے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ مطلب یہ ہے کہ اس قدر چھپا کر صدقہ دے کہ داسٹے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ یہ صدقہ پہاڑ، لوہا، آگ، ہوا، پانی تمام چیزوں سے بڑھ کر طاقت ور ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۰)



حدیث ۷: صدقہ اس طرح گناہوں کو بھادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۴)

حدیث ۸: ہر مسلمان کو صدقہ کرنا چاہیے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! جو شخص صدقہ کرنے کے لیے کوئی چیز نہ پائے تو کیا کرے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس کو چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کر کے کچھ کمائے پھر خود بھی اس سے نفع اٹھائے اور صدقہ بھی دے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ کسی حاجت مند کی کسی طرح مدد کرے، اس پر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ خود برائی کرنے سے رک جائے یہی اس کے لیے صدقہ ہے۔  
(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶)

حدیث ۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ خدا کے غضب کو بھادیتا ہے اور بری موت کو رفع کر دیتا ہے۔  
(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶)

حدیث ۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک زنا کار عورت ایک کتے کے پاس سے گزری جو ایک کنوئیں کے پاس پیاس سے زبان نکالے ہوئے تھا، اور قریب تھا کہ پیاس اس کتے کو مار ڈالے تو اس عورت نے اپنے چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اڈھنی میں باندھ کر اس میں کنوئیں سے پانی بھرا، اور اس کتے کو پلایا، (تو اتنا ہی صدقہ کرنے سے) اس کی مغفرت ہو گئی (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶)

حدیث ۱۱: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ماں کی وفات ہو گئی، تو اس کی طرف سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ”پانی“ تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوا دیا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶)

حدیث ۱۲: حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



فرمایا کہ جو کسی مسلمان ننگے بدن والے کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا ہر لباس پہنائے گا اور جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا۔ اور جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا شربت خاص پلائے گا۔ جس پر مہر لگی ہوگی (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۹)

حدیث ۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا تو جب تک اس کے بدن پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی رہے گا اس وقت تک کپڑا پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۹)

حدیث ۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مردہ زین کو زندہ کرے (یعنی کھیت بوئے اور درخت لگائے) تو اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا اور زور پرند اس کا دانہ یا پھل کھالیں گے وہ سب اس کے لیے صدقہ ہوگا یعنی اس کو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۹)

حدیث ۱۰: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی کے سامنے (خوشی سے) تمہارا مسکرا دینا یہ بھی صدقہ ہے اور کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھا دینا یہ بھی صدقہ ہے اور کسی اندھے کی مدد کرنا یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ سے پتھر اور کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا یہ بھی صدقہ ہے مطلب یہ ہے کہ سب کاموں پر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۹)

## روزہ کا بیان

نماز کی طرح روزہ بھی فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گناہگار اور عذابِ جہنم کا سزاوار ہے۔

مسئلہ: شریعت میں روزہ کے معنی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے صبح سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے کو روکے رکھنا۔



**مسئلہ:** رمضان کے ادا روزے اور نذر معین اور نفل و سنت و مستحب روزے اور مکروہ روزے ان روزوں کی نیت کا وقت سوچ ڈوبنے سے لے کر صبح کبریٰ (دوپہر سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے) تک ہے اس درمیان میں جب بھی روزہ کی نیت کرے یہ روزے ہو جائیں گے۔ لیکن رات ہی میں نیت کر لینا بہتر ہے ان چھ روزوں کے علاوہ جتنے روزے ہیں مثلاً رمضان کی قضا کا روزہ، نذر العین کی قضا کا روزہ، کفارہ کا روزہ، حج میں کسی جرم کرنے کا روزہ وغیرہ ان سب روزوں کی نیت کا وقت غریب آفتاب سے لے کر صبح صادق طلوع ہونے تک ہے اس کے بعد نہیں رد مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۵

**مسئلہ:** جس طرح اور عبادتوں میں بتایا گیا ہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے کہنا کچھ ضروری نہیں اسی طرح روزہ میں بھی نیت سے مراد دل کا پختہ ارادہ ہے لیکن زبان سے بھی کہ لینا اچھا ہے۔ اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے کہ نَوَيْتُ اَنَّ اَصُومَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ قَرْضِ رَمَضَانَ اور اگر دن میں نیت کرے تو یوں کہے کہ نَوَيْتُ اَنَّ اَصُومَ هَذَا الْیَوْمَ مِنْ قَرْضِ رَمَضَانَ ط

**مسئلہ:** قضاے رمضان وغیرہ جن روزوں میں رات سے نیت کر لینی ضروری ہے ان روزوں میں خاص اس روزہ کی نیت بھی ضروری ہے جو روزہ رکھا جائے۔ مثلاً یوں نیت کرے کہ کل میں اپنے پہلے رمضان کے روزے کی قضا رکھوں گا یا میں نے جو ایک دن روزہ رکھنے کی منت مانی تھی کل میں وہ روزہ رکھوں گا۔

**مسئلہ:** عید و یقر عید اور ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ تیرہ تاریخ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور گناہ ہے (رد مختار ج ۲ ص ۸۳)

**مسئلہ:** کسی کام کی منت مانی تو کام پورا ہو جانے پر اس روزہ کو رکھنا واجب ہو گیا۔  
**مسئلہ:** اگر نفل کا روزہ رکھ کر اس کو توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔

(رد مختار ج ۲ ص ۱۲۰)

**مسئلہ:** عورت کو نفل کا روزہ بدشوہر کی اجانت کے رکھنا منع ہے۔  
(عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۸)



## چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ (مقاوی رضویہ)

مسئلہ: شعبان کی انتیس تاریخ کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو روزہ اگلے دن رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھیں۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۲) مطلع نہ صاف ہونے میں یعنی آسمان میں ابر و غبار ہونے کی حالت میں صرف رمضان کے چاند کا ثبوت ایک مسلمان عاقل و بالغ مستور یا عادل کی گواہی یا خبر سے ہو جاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت اور رمضان کے سوا تمام مہینوں کا چاند اس وقت ثابت ہوگا جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتی گواہی دیں۔ اور سب پابند شرع ہوں۔ اور یہ کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا چاند فلاں دن خود دیکھا ہے (ہدایہ و درمختار و بہار شریعت)

عادل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو تہذیب و مروت کے خلاف ہو جیسے بازو اروں میں سٹرکوں پر چلتے پھرتے کھانا پینا۔

مستور سے یہ مراد ہے کہ جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہو۔ مگر باطن کا حال معلوم نہیں (رد المحتار)

مسئلہ: جس عادل شخص نے چاند دیکھا ہے اس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت دے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۵)

مسئلہ: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی حاکم یا قاضی نہیں جس کے سامنے گواہی دے۔ تو گاؤں والوں کو جمع کر کے ان کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دے اگر یہ گواہی دینے والا عادل ہے لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۵)

مطلع اگر صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت بخود ہی چاند کا ثبوت نہ ہوگا۔ (چاہے رمضان کا چاند ہو یا عید کا یا کسی اور مہینے کا) رہا یہ کہ کتنے لوگوں کی گواہی اس



صورت میں چاہیے تو یہ قاضی کی رائے پر ہے جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہو جائے اتنے گواہوں کی شہادت سے چاند ہونے کا حکم دے گا لیکن اگر شہر کے باہر کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرے تو ایک مستور کا بھی قول صرف رمضان کے چاند میں مان لیا جائے گا۔

(درمختار ج ۲ ص ۹۳ و بہار شریعت ج ۵ ص ۱۰۶)

مسئلہ : اگر کچھ لوگ اگر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے چاند کے ثبوت کے لیے ناکافی ہیں۔ اور اس قسم کی شہادتوں سے چاند کا ثبوت نہ ہو سکے گا (درمختار و رد المحتار و بہار شریعت) مسئلہ : کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے چند جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے۔ اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے چاند نظر آنے کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کر دیے ہیں تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہو گیا (رد المحتار و بہار شریعت ج ۵ ص ۱۰۷)

مسئلہ : کسی نے اکیلے رمضان یا عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی مگر قاضی نے اس کی گواہی قبول نہیں کی تو خود اس شخص پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ اگر نہ رکھایا تو رڈالا توقفا لازم رہا یہ درمختار عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۵)

مسئلہ : اگر دن میں چاند دکھائی دیا دوپہر سے پہلے چلے دوپہر کے بعد بہر حال وہ آنے والی رات کا چاند مانا جائے گا۔ یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہو گا مثلاً تیس رمضان کو دن میں چاند نظر آیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کو دن میں چاند نظر آ گیا تو یہ دن شعبان ہی کا ہے رمضان کا نہیں لہذا آج کا روزہ فرض نہیں (درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۹۵)

مسئلہ : تار، ٹیلیفون بریڈیو سے چاند دیکھنا ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے اگر ان خبروں کو ہر طرح سے معصمان لیا جائے جب بھی یہ محض یہ ایک خبر ہے یہ شہادت نہیں ہے اور محض ایک خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوتا اور اسی طرح بازاری افواہوں سے اور جیتروں اور



اخباروں میں چھپنے سے بھی چاند نہیں ہو سکتا۔  
 مسئلہ: چاند دیکھ کر اس کی جانب انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ سے اگرچہ دوسروں کو بتانے کے لیے ہو (عالمگیری و درمختار ج ۲ ص ۹۷) سے

## روزہ ٹوٹنے والی چیزیں

کھانے پینے سے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ روزہ دار سو نایا رہا اور اگر روزہ دار سو نایا نہ رہا اور بھول کر کھایا یا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔  
 (ہدایہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹)

مسئلہ: حُقّہ، بیڑی، سگریٹ، پُچرٹ، سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔  
 مسئلہ: دانتوں میں کوئی چیز نہ کی ہوئی تھی چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی، اسے کھایا یا چنے سے کم ہی تھی مگر اس کو منہ سے نکال کر پھر کھا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹)

مسئلہ: نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر پانی کان میں ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ: کلی کرنے میں بلا قصد پانی حلق سے نیچے چلا گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا بلا قصد پانی دماغ میں چڑھ گیا۔ تو روزہ ٹوٹ گیا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ: دوسرے کا تھوک نکل گیا یا اپنا ہی تھوک بلا قصد پر رکھ کر نکل گیا تو روزہ جاتا رہا۔  
 (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ: قصداً منہ بھر کر قے کی اور روزہ دار سو نایا رہا ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے کم کی تو روزہ نہیں ٹوٹتا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ: بلا قصد اور بے اختیار قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا تھوڑی قے ہو یا زیادہ،

روزہ دار سو نایا رہا ہو یا نہ ہو بہر حال روزہ نہیں ٹوٹے گا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ: منہ میں رنگین دھاگہ یا کوئی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر اسی رنگین تھوک



کونگل گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰)

## جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال: رخصت یا پیایا خراج کر یا تو روزہ نہیں ٹوٹتا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹)

مسئلہ: بکھی یا دھواں یا غبار بے اختیار خلق کے اندر پے جانے سے روزہ نہیں  
رہتا اسی طرح سرمہ یا تیل لگایا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ خلق میں معلوم ہوتا ہو۔ پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا،  
یوں ہی دوا یا مرچ کوٹایا آٹا چھانا اور خلق میں اس کا اثر اور مزہ معلوم ہوا۔ تو بھی روزہ بھی نہیں  
ٹوٹتا (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ: کلی کی اور پانی بالکل اگل دیا۔ نہ کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھوک کے ساتھ  
اس کونگل گیا یا کان میں پانی چلا گیا یا احتلام ہو گیا یا غیبت کی یا جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر  
سارے دن جنابت کی حالت میں رہ گیا اور غسل نہیں کیا تو روزہ نہیں گیا لیکن اتنی دیر تک بلا عذر  
قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ اور حرام ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنب (جنس پر  
غسل فرض ہے) جس گھر میں رہتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے (عالمگیری وغیرہ)  
روزہ کے مکروہات | جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنے کسی کو تکلیف دینے  
سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: روزہ دار کو بلا وجہ کوئی چیز زبان پر رکھ کر چکھنا یا چبا کر اگل دینا مکروہ ہے  
اسی طرح عورت کو بوسہ دینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا بھی مکروہ ہے جب کہ یہ ڈر ہو کہ انزال  
ہو جائے گا۔

مسئلہ: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا بھی  
مکروہ ہے۔

مسئلہ: روزہ دار کو غسل کرنا یا ٹھنڈا پانی ٹھنڈک کے لیے سر پر ڈالنا یا گیلہ کپڑا اوڑھنا  
یا بار بار کھلی کرنا یا مسواک کرنا یا سر اور بدن میں تیل کی مالش کرنا یا سرمہ لگانا یا خوشبو سونگھنا مکروہ



نہیں ہے (عالمگیری و درمختار و ردالمختار وغیرہ)

**روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ** | اگر کسی وجہ سے رمضان کا یا کوئی دوسرا روزہ ٹوٹ گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے لیکن بلا عذر رمضان کا روزہ قضا

کھاپی کر یا جماع کر کے توڑ ڈالنے سے قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہے روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کرے اور نہ ہو سکے تو لگاتار ساٹھ روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت بھر بھر پیٹ کھانا کھلائے کفارہ میں روزہ رکھنے کی صورت میں لگاتار ساٹھ روزے رکھنا ضروری ہیں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی روزہ چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے (ردالمختار ج ۲ ص ۱۰۹ وغیرہ)

**کب روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے** | شرعی سزا، حاملہ عورت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ دودھ پلانے والی عورت

کے دودھ سوکھ جانے کا ڈر، بیماری، بڑھاپا کمزوری کی وجہ سے ہلاک ہو جانے کا خون یا کسی نے گردن پر تلوار رکھ کر مجبور کر دیا کہ روزہ نہ رکھے ورنہ جان سے مار ڈالے گا۔ یا کوئی عضو کاٹ لے گا۔ یا پاگل ہو جانا، یا جہاد کرنا یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہے تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کو رکھنا فرض ہے۔ (ردالمختار و ردالمختار ج ۲ ص ۱۱۵)

**مسئلہ:** شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ نہ کھ سکے گا تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس کو لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلائے یا ہر روزہ کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیا کرے۔ (ردالمختار ج ۲ ص ۱۱۹)

**مسئلہ:** جن لوگوں کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے ان کو علاوہ کھانے پینے کی اجازت نہ ہے وہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کھاپی سکتے ہیں۔

**چند نفلی روزوں کی فضیلت**

عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ اور ہتریہ ہے کہ نویں محرم کو بھی روزے رکھے، رسول اللہ صلی



اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹) اور ارشاد فرمایا کہ عاشور کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔  
(مسلم شریف و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹)

عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزاروں روزوں کے برابر بتاتے تھے مگر حج کرنے والوں کو جو میدان عرفات میں ہوں ان کو اس روزہ سے منع فرمایا (ابوداؤد و نسائی و بیہقی و طبرانی)

سوال کے چھ روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن سوال کے روزے رکھے، نو روزہ ایسا ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کے روزے رکھے (مسلم و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹)

شعبان کا روزہ اور شبِ برأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات (شبِ برأت) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفل نمازیں پڑھو اور اس دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سوچ ڈوبنے کے بعد سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ میں اس کو بخش دوں کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں؟ کیا ہے کوئی گرفتار مونس والا کہ میں اس کو رہائی دوں کیا ہے کوئی ایسا کیا ہے کوئی ایسا اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔  
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۵)

ایامِ بعض کے روزے، یعنی ہر مہینے کی تیرہ، چودہ پندرہ تاریخوں کے روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے کے تین روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ (بخاری و ترمذی ج ۱ ص ۹۵) اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے ہر مہینے میں تین روزے رکھے، ہر روزہ اس دن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا



ہے (طبرانی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں ایامِ بھس کے روزے رکھتے تھے۔ (نسائی و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۰)

دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور جمعرات کو اعمال (دربار خداوندی) میں پیش کیے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں اور فرمایا کہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے مگر ایسے دو آدمیوں کی جنہوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیا ہو ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہیں ابھی تھوڑے دوہیاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں (ترمذی وابن ماجہ و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۰)

بدھ و جمعرات و جمعہ کا روزہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک ایسا مکان بنا دے گا جس کے باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا حصہ باہر سے۔

(طبرانی - بہار شریعت ج ۵ ص ۹۵)

## اعتکاف

عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے اعتکان کی تین قسمیں ہیں اول اعتکاف واجب، دوسرے اعتکاف سنت، تیسرے اعتکاف مستحب۔ اعتکاف واجب: جیسے کسی نے یہ نیت اٹائی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا۔ اور اس کا کام ہو گیا تو اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے یاد رکھو کہ اعتکاف واجب کے لیے روزہ شرط ہے بغیر کے اعتکاف واجب صحیح نہیں درمختار ج ۲ ص ۱۲۹، ۱۳۰

اعتکاف سنت مؤکدہ: رمضان کے آخری دس دنوں میں کیا جائے گا یعنی بیوی رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا تیسویں رمضان کو پانچویں کے بعد مسجد سے نکلے یا رکھو



کراشکان سنت موکدہ کفایہ ہے یعنی اگر محلہ کے سب لوگ چھوڑ دیں تو سب آخرت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور کسی ایک نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔

(درمختار ج ۲ ص ۱۲۹)

**اعتکاف مستحب :** اعتکاف مستحب یہ ہے کہ جب کبھی بھی دن یا رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے جتنی دیر تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا نیت میں صرف اتنا دل میں خیال کر لینا اور منہ سے کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لیے اعتکاف مستحب کی نیت کی (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۴)

**مسئلہ :** مرد کے لیے ضروری ہے کہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے گی جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کی ہو (درمختار ج ۲ ص ۱۲۹)

**مسئلہ :** اعتکاف کرنے والے کے لیے بلا عذر مسجد سے نکلنا حرام ہے اگر نکلنا اعتکاف ٹوٹ جائے گا چاہے قصداً نکل ہو یا بھول کر اسی طرح عورت نے جس مکان میں اعتکاف کیا ہے اس کو اس گھر سے باہر نکلنا حرام ہے اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا (درمختار ج ۲ ص ۱۲۲)

**مسئلہ :** اعتکاف کرنے والا صرف دو عذروں کی وجہ سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے ایک عذر طبعی جیسے پیشاب یا خا نہ اور غسل فرض و وضو کے لیے دوسرے عذر شرعی جیسے نماز جمعہ کے لیے جانا، ان عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے اگرچہ ایک ہی منٹ کے لیے ہو مسجد سے اگر نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔ (درمختار در المختار ج ۲ ص ۱۲۲)

**مسئلہ :** اعتکاف کرنے والا دن رات مسجد ہی میں رہے گا وہیں کھائے پئے سوئے مگر یہ احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد گندی نہ ہونے پائے معتقد ہے کہ سو کسی اور کو مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے اس لیے اگر کوئی آدمی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اعتکاف مستحب کی نیت کرے مسجد میں داخل ہو اور نماز پڑھے یا ذکر الہی کرے پھر اس کے لیے کھانے پینے اور سونے کی بھی اجازت ہے (درمختار ج ۲ ص ۱۲۲)



مسئلہ: اعتکاف کرنے والا بالکل ہی چپ نہ رہے نہ بہت زیادہ لوگوں سے بات چیت کرے بلکہ اس کو چاہیے کہ نفل نمازیں پڑھے تلاوت کرے علم دین کا درس دے اور باوصالحین کے حالات سنے اور دوسروں کو سنائے کثرت سے درود شریف پڑھے اور ذکر اپنی کرے اور اکثر با وسور ہے اور دنیا داری کے خیالات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور بکثرت درود کرے اور اور گڑ گڑا کر خدا سے دعائیں مانگے (در مختار ج ۲ ص ۱۳۵)

## حج کا بیان

حج سہ ماہ میں فرض ہوا نماز و زکوٰۃ اور روزہ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور اس کا ترک کرنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

ذَاتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ط یعنی حج و عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو۔

احادیث میں حج و عمرہ کے فضائل اور اجر و ثواب کے بارے میں بڑی بڑی بشارتیں آئی ہیں

مگر حج عمرہ میں صرف ایک بار ہی فرض ہے۔

حدیث: ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور حج کے درمیان رفت (فحش کلام) اور فسق نہ کیا تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک و صاف ہو کر لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲۱

حدیث: حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔

(ترمذی و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲۲)

حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جب تک یہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں (۱) مسلمان ہونا، کافر پر حج فرض نہیں (۲) دار الحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ہو۔



(۳) بالغ ہونا یعنی نابالغ پر حج فرض نہیں (۴) عاقل ہونا لہذا مجنون پر حج فرض نہیں۔ (۵) آزاد ہونا  
یعنی لونڈی غلام پر حج فرض نہیں (۶) تندرست ہونا کہ حج کو جانے کے اس کے اعتناء سلامت ہوں  
انکھیاں ہوں لہذا پاہج اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور اس بڑھے پر کہ سواری پر  
خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں یوں ہی اندھے پر بھی حج فرض نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اسے  
لے۔ ان سب پر بھی یہ ضروری نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرا دیں (۷) سفر خرچ کا مالک ہونا  
اور سواری کی قدرت ہونا چاہے سواری کا مالک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ سواری کرایہ پر لے  
سکے۔ (۸) حج کا وقت یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۲ تا ۲۰۴ وغیرہ)

**وجوب ادا کے شرائط** | بیان تک تو وجوب کے شرائط کا بیان ہے اب شرائط ادا کا  
بیان ہوتا ہے کہ یہ شرطیں اگر پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری

ہے۔ اور اگر یہ سب شرطیں نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری نہیں۔ بلکہ دوسرے سے حج کرا  
سکتا ہے۔ یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضرور ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود  
قادر نہ ہو۔ ورنہ خود بھی حج کرنا ضروری ہوگا۔ وہ شرطیں یہ ہیں (۱) راستہ میں امن و امان ہونا، یعنی  
اگر غالب گمان سلامتی کا ہو تو حج کے لیے جانا ضروری ہے اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکہ یا لڑائی  
کی وجہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو حج کے لیے جانا ضروری نہیں۔ (۲) عورت کو مکہ تک  
جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے۔ خواہ وہ عورت  
جوان ہو یا بڑھیا اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر اور محرم کے بھی جاسکتی ہے  
محرم سے مراد وہ مرد ہے کہ جس سے عیسیت کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ چاہے نسب  
کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے بیٹا باپ بھائی وغیرہ چاہے دودھ کے رشتہ سے نکاح حرام  
ہو جیسے رضاعی بھائی رضاعی باپ، رضاعی بیٹا وغیرہ، یا سسرال کے رشتہ سے نکاح حرام ہو جیسے  
خسر یا شوہر کا بیٹا عورت شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا  
شرط ہے (۳) حج کو جانے کے زمانہ میں عورت عدت میں نہ ہو۔ چاہے وفات کی عدت ہو یا طلاق کی

(۴) قید میں نہ ہو (عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۴ تا ۲۰۵ وغیرہ)



## صحت ادا کی شرطیں

صحت ادا کی نو شرطیں ہیں کہ اگر یہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) احرام کہ بغیر احرام کے حج نہیں

ہو سکتا (۳) حج کا وقت یعنی حج کے لیے جو وقت شریعت کی طرف سے معین ہے اس سے قبل حج کے افعال نہیں ہو سکتے۔ (۴) افعال حج کی جگہوں پر افعال حج کرنا مثلاً طواف کی جگہ مسجد حرام ہے وقوف کی جگہ میدان عرفات و مزدلفہ ہے۔ کنکری مارنے کی جگہ منیٰ ہے اگر یہ کام دوسری جگہ کرے گا تو حج صحیح نہیں ہوگا۔ (۵) تمیز کرنا اتنا چھوٹا بچہ کہ جس میں کسی چیز کی تمیزی نہ ہو اس کا حج صحیح نہیں۔ (۶) عقل والا ہونا کہ مجنون اور دیوانے کا حج صحیح نہیں۔ (۷) حج کے فرائض کو ادا کرنا جس نے حج کا کوئی فرض چھوڑ دیا اس کا حج صحیح نہیں ہوا (۸) احرام کے بعد اور عرفات میں وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا تو حج باطل ہو جائے گا۔ (۹) جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا اگر اس سال احرام باندھا اور چاہے اسی احرام سے آئندہ سال حج کرے تو یہ حج صحیح نہیں ہوگا (بار شریعت ج ۶)

## حج کے فرائض

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں (۱) احرام کہ یہ شرط ہے (۲) وقوف عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صارت

سے پہلے تک کسی وقت ”عرفات“ میں ٹھہرنا۔ (۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھرے یہ دونوں چیزیں یعنی عرفہ کا وقوف، اور طواف زیارت، حج کا رکن ہیں۔ (۴) نیت (۵) ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر عرفہ میں ٹھہرنا پھر طواف زیارت (۶) ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا (۷) مکان یعنی وقوف عرفہ میدان عرفات کی زمین میں ہونا۔ ”سوا بطن عرفہ“ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے (در مختار و رد المحتار)

## حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں (۱) میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام باندھے آگے نہ گزرنا۔ اور اگر میقات سے

پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے تو جائز ہے۔ (۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو ”سعی“ کہتے ہیں (۳) سعی کو ”صفا“ سے شروع کرنا (۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا (۵) دن میں میدان عرفات کے اندر وقوف کیا ہے تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب غروب ہو جائے خواہ آفتاب



ڈھلتے ہی شروع کیا تھا یا بعد میں غرض غروب آفتاب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں میدانِ عرفات کے اندر وقوف کیا ہے تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں۔ مگر وہ اس واجب کا تارک ہو کہ دن میں غروب آفتاب تک وقوف کرتا (۶) وقوف میں رات کا کچھ حصہ آجائے (۷) عرفات سے واپسی میں امام کی پیروی کرنا یعنی جب تک امام میدانِ عرفات سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اسے امام سے پہلے میدانِ عرفات سے روانہ ہو جانا جائز ہے۔ اور اگر زبردست بھڑکی وجہ سے یا کسی دوسری ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد میدانِ عرفات میں ٹھہرا رہا امام کے ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے (۸) "مزدلفہ" میں ٹھہرنا۔ (۹) مغرب و عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں مزدلفہ پہنچ کر پڑھنا (۱۰) تینوں جمروں پر دسویں گیارہویں، بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا، یعنی دسویں ذوالحجہ کو صرف حمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں و بارہویں ذوالحجہ کو تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا۔ (۱۱) حمرۃ العقبہ کی رمی پہلے دن سرمنڈانے سے پہلے ہونا (۱۲) ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا (۱۳) احرام کھولنے کے لیے سرمنڈانا یا بال کتر وانا۔ (۱۴) یہ سرمنڈانا یا بال کتر وانا ایامِ نحر یعنی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کی تاریخوں کے اندر ہو جانا۔ اور سرمنڈانا یا بال کتر وانا منیٰ یعنی حرم کی حدود کے اندر ہونا۔ (۱۵) قرآن یا تمغہ کرنے والے کو قربانی کرنا (۱۶) اور اس قربانی کا حدود حرم اور ایامِ نحر میں ہونا (۱۷) طوافِ زیارت کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہو جانا عرفات سے واپسی میں جو طواف کیا جاتا ہے اس کا نام "طوافِ زیارت" ہے اور اس طواف کو "طوافِ افاضہ" بھی کہتے ہیں (۱۸) طواف "حطیم" کے باہر ہونا (۱۹) دائیں طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب ہو۔ (۲۰) عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا ہاں عذر ہو تو سواری پر بھی طواف کرنا جائز ہے۔ (۲۱) طواف کرنے میں با وضو اور با غسل ہونا اگر بے وضو یا جنابت کی حالت میں طواف کر لیا تو اس طواف کو دہرائے (۲۲) طواف کرتے وقت ستر چھپانا (۲۳) طواف کے بعد دو رکعت نماز تَحِیۃ الطواف پڑھنا لیکن اگر پڑھی تو قربانی واجب نہیں (۲۴) کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے اور طوافِ زیارت میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں مارے پھر غیر مفرد قربانی کرے پھر سرمنڈائے، پھر طوافِ زیارت کرے (۲۵) طوافِ صدر یعنی میقات کے باہر کے رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا (۲۶)



دقون عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جامع نہ ہونا (۱۷) احرام کے ممنوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے اور منہ با سر چھپانے سے بچنا رہا شریعت ج ۱۶

## حج کی سنتیں

حج کی سنتیں یہ ہیں (۱) طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے انبوالاکہ مکہ معظمہ پہنچ کر سب میں پہلا جو طواف کرے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں طواف قدوم مفرد اور تفرارن کے لیے سنت ہے متمتع کے لیے نہیں (۲) طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا (۳) طواف قدوم با طواف زیارت میں رمل کرنا یعنی شانہ ہلا ہلا کر اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اکڑ کر چلنا (۴) صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز رنگ کے نشانوں کے درمیان دوڑنا (۵) امام کا مکہ میں ساتویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا (۶) اسی طرح میدان عرفات میں نویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا۔ (۷) اسی طرح منی میں گیارہویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا (۸) اٹھویں ذوالحجہ کو فجر کے بعد مکہ سے منی کے لیے روانہ ہونا تا کہ منی میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کی پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں (۹) ذوالحجہ کی نویں رات منی میں گزارنا (۱۰) آفتاب نکلنے کے بعد منی سے عرفات کو روانہ ہونا (۱۱) عرفات میں ٹھہرنے کے لیے غسل کر لینا (۱۲) عرفات سے واپسی میں مزدلفہ کے اندر رات کو رہنا (۱۳) اور آفتاب نکلنے سے پہلے منی سے مزدلفہ کو چلا جانا (۱۴) دس اور گیارہ کے بعد جو دروں راتیں ہیں ان کو منی میں گزارنا اور اگر تیرہویں کو بھی منی میں رہا تو بارہویں کے بعد کی رات بھی منی میں ہے (۱۵) ”البطح“ یعنی وادی محصب میں اترنا اگرچہ ٹھوڑی ہی دیر کے لیے ہو۔

(بہار شریعت)

ضروری تنبیہ: حج کے فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو حج ہو گا ہی

نہیں اور حج کے واجبات میں سے اگر کسی واجب کو چھوڑ دیا۔ خواہ قصداً چھوڑا ہو یا سہواً تو اس پر ایک قربانی واجب ہے۔ اور اس کا حج باطل نہیں ہو گا ہاں البتہ بعض واجب ایسے بھی ہیں کہ ان کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں ہوتی مثلاً طواف کے بعد کی دو رکعتیں تحیۃ الطواف واجب ہیں لیکن اگر کوئی چھوڑ دے تو اس پر قربانی لازم نہیں اور حج کی سنتوں میں سے اگر کوئی سنت چھوڑ دے تو اس سے نہ حج باطل ہو گا نہ قربانی لازم ہو گی۔ ہاں البتہ حج کے ثواب میں کچھ کمی آ جائے گی۔



سفر حج و زیارت کے آداب | ہر حاجی کو چاہیے کہ روانگی سے پہلے ضروریات سفر پر اپنے حاجیوں سے معلوم کر کے ہینا کرے اور مندرجہ ذیل آداب و ہدایات کا خاص طور سے خیال رکھے۔

۱۔ سب سے پہلے نیت کو درست کرے کہ اس سفر سے مقصود صرف اللہ و رسول ہوں اس کے سوا ناموری یا شہرت یا سیر و تفریح یا تجارت وغیرہ کا ہرگز ہرگز دل میں خیال نہ لائے۔  
۲۔ نماز روزہ، زکوٰۃ جتنی عبادات اس کے ذمہ واجب ہوں سب کو ادا کرے اور توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے اسی طرح اس کے اوپر جن جن لوگوں کا قرض ہو سب کا قرض ادا کرے جن جن لوگوں کی امانتیں ہوں ان کی امانتوں کو ادا کرے جن جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمے ہوں سب سے حقوق معاف کرائے یا ادا کرے جن لوگوں پر کوئی زیادتی کی ہو ان سے معاف کرائے جن جن لوگوں کی اجازت کے بغیر سفر مکروہ ہے جیسے ماں باپ شوہر ان کو رضامند کر کے اجازت حاصل کرے ان تمام چیزوں سے فارغ اور سبکدوش ہو کر سفر حج و زیارت کے لیے روانہ ہو۔

۳۔ عورت کے ساتھ جب تک کہ اس کا شوہر یا بالغ محرم قابل اطمینان نہ ہو جس سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو اس وقت تک عورت کے لیے سفر حرام سے عورت اگر بلا شوہر یا بغیر محرم کے حج کرے گی تو اس کا حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

(جوہرہ و بہار شریعت ج ۶)

۴۔ رقم یا توشہ جو کچھ ساتھ لے مال حلال سے لے کر حج مقبول ہونے کی امید نہیں اگر یہ فرض ادا ہو جائے گا اگر اپنے مال میں کچھ شبہ ہو تو چاہیے کہ کسی سے قرض لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کرے رقم اور توشہ اپنی حاجت سے کچھ زیادہ ہی لے تاکہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں کو صدقہ دیتا چلے کہ یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

۵۔ چونکہ سفر کرنے والے مختلف حیثیتوں کے لوگ ہوتے ہیں اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی ضرورت کے مطابق سفر کا سامان اپنے ساتھ لے جائے تاکہ سفر میں تکلیفوں کا سامنا نہ



کرنا پڑے سب حاجیوں کے لیے سامانوں کی یکساں مقدار معین نہیں کی جاسکتی۔ پھر بھی ایک اوسط درجہ کے حاجی کے لیے سفر حج و زیارت میں مندرجہ ذیل سامانوں کا ساتھ لے لینا آرام و راحت کا باعث ہوگا۔

گرمی اور سردی کے موسموں کے لحاظ سے ایک ہلکا بستر جس میں ایک درزی دو چادریں ایک اونٹنی مثلاً ایک تکیہ ہو ایک بکس جس میں کپڑے اور دوسرے سامان رکھے جاسکیں ایک ٹین یا لکڑی کا صندوق جس میں متفرق سامانوں کو رکھا جاسکے ایک بوری کا تحصیل جس میں سب برتنوں کو رکھا جاسکے برتنوں میں ایک بڑی بالٹی ایک ٹوٹا ایک گلاس چھوٹی بڑی چار پلیٹیں دو پیالے نام چینی سے، اگالہ دان، چھوٹی بڑی دو دیگیں، ایک بڑا اور دو تین چھوٹے بڑے چمچے، اگر چند قسم کے کھانوں کا عادی ہو تو اسی انداز سے کھانے پکانے کے برتن ساتھ لے جائے ایک برتن مٹی کا بھی ضرور رکھ لے یا مٹی اور پتھر کی کوئی چیز رکھ لے تاکہ اگر ہماز میں بیمار ہو گیا اور تیمم کی ضرورت پڑی تو اس پر تیمم کر سکے۔ پانی رکھنے کے لیے ٹین کے پیسے بھی ہونے چاہئیں کہ جہاز پر کام دیں گے اور جس منزل یا مکان میں ٹھہرو گے وہاں بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔ اسٹود اور کوئلہ والا چوہا بھی سفر میں ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ پہننے کے کپڑوں میں پانچ گرتے پانچ پا جامے، پانچ بند پان، دو تہ بند دو صدریاں، ایک عمامہ، چار ٹوپیاں، ہاتھ منہ پونچھنے کے دو رومال، دو تولیے، احرام کی چادریں، کفن کا کپڑا ساتھ میں رکھیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ احرام کے در بڑے ہوں کہ اگر میلا ہوا تبدیل سکیں، ایک بھڑکے بالوں کا دیسی کمبل، یا موٹے پلاسٹک کا درگزمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا ٹکڑا ساتھ ہونا بہت ہی آرام دہ ہے کہ جہاں چاہو بچھا کر لیٹ بیٹھ جاؤ۔ پھر اٹھالو۔ مختلف سامانوں میں نزلہ زکام اور قنص و پیش اور تے دست، و بد منہ کی مجرب دوائیں ضرور ساتھ میں رکھ لو۔ کیونکہ کم ہی حجاج ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر تم کو خود ضرورت نہ پڑی تو کسی ضرورت مند کو تم نے دے دی تو وہ اس کس مہربانی کی حالت میں تمہارے لیے کتنی دعائیں دے گا۔ آئینہ، سرمہ، کنکھا، مہواک ساتھ رکھو کہ یہ سنت ہے ان کے علاوہ ایک چھری، ایک چاقو، دو ایک بوریاں، سٹلی، سوا، سوئی دھاگہ، حج و زیارت وغیرہ کے مسائل کی کچھ کتابیں، چند قلم، پنسل و دوات، سادی کاپیاں، قرآن مجید، چھڑی، چھتری، ٹاسچ، کچھ موم بتیاں



کچھ رہا سلاٹیاں بھی ضرور لے لو۔ کچھ پھٹے پرانے کپڑے بھی ضرور ساتھ رکھو کہ اس کو چھڑھا کر صاف بنا سکو اور جہاز پر قے وغیرہ صاف کرنے اور استنجا وغیرہ سکھانے میں کام دیں گے، کھانے پینے کی چیزوں کو بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اس معاملہ میں لوگوں کی حالتیں اور ان کے کھانے پینے کی عادتیں اور ذوق مختلف ہیں۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہو گی اور ہم کس طرح گزر بسر کر سکتے ہیں اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ گیہوں، چاول، دال، گھی، تیل، مصالحے وغیرہ اپنے ذوق اور ضرورت کے مطابق لے لے، اچار، چٹنی اگر ساتھ ہو یا کاغذی لیموں کچھ لے لے تو جہاز پر ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ چائے اور شکر بھی ضرور لے لے کہ سمندر کی مرطوب ہوا میں چائے کی ضرورت بہت زیادہ پڑتی ہے۔ سمندری سفر میں منہ کا ذائقہ بہت خراب رہتا ہے۔ اور اکثر سوندھی چیزیں کھانے کو دل چاہتا ہے۔ اسی لیے کچھ پاڑیاں، نمکین دال سیویاں بھنے ہوئے چنے رکھ لو۔ مگر بند ڈبوں میں رکھو ورنہ سمندری ہوا سے بد مزہ ہو جائیں گے عرب میں سگریٹ بہت ملتا ہے مگر بیڑی اور پان بہت کم، اور بے حد گراں ملتا ہے۔ اس لیے ہندوستان ہی سے اس کا انتظام کر لینا چاہیے۔ ضرورت کی تمام چیزیں ساتھ ہوں یہ بہت اچھا ہے لیکن یاد رکھو کہ سفر میں جس قدر کم سے کم سامان ہوگا اتنا ہی زیادہ آرام ملے گا۔ سامانوں کی کثرت بعض جگہوں پر بہت بڑی مصیبت بن جاتی ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ اپنے ہر سامان کے بندھنوں پر اپنا اور اپنے معلم کا نام ضرور لکھ دو۔ اس سے جدہ میں سامان تلاش کرتے وقت بڑی آسانی ہوتی ہے۔

### حاجی گھر سے نکلنے وقت

۱۔ چلتے وقت سب عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کرے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اپنے لیے

سب سے دعائیں کرائے کیوں کہ دوسروں کی دعائیں قبول ہونے کی زیادہ امید ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کس کی دعا مقبول ہوگی۔ اس لیے سب سے دعا کرائے اور لوگ حاجی یا کسی مسافر کو رخصت کرنے وقت یہ دعا پڑھیں اَسْتَوْجِرُ اللہَ بِدینکَ وَأَمَانَتکَ وَخَوَاتِنکَ عَمَلکَ اور حاجی سب لوگوں کے دین اور جان مال اولاد اور سلامتی و تندرستی کو خدا کے سپرد کرے۔

۲۔ سفر کا لباس پہن کر گھر میں چار رکعت نفل اَللّٰھُمَّ اور چاروں قُلِّ سے پڑھ کر باہر



نکلے یہ چار دن رکتیں واپس آئے تک اس کے اہل و مال کی نگہبانی کریں گی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السُّفْرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْعَوْرِ یَعْدُ الْکُوْرَ وَسُوْر الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ پھر کچھ صدقہ کرے اور گھر میں سے نکلے اور دروازہ سے باہر نکلتے ہی کچھ صدقہ کرے۔ اور گھر میں سے نکلے اور یہ پڑھے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ مکان پر واپس آئے گا۔ گھر سے نکلتے وقت خوشی خوشی باہر نکلے۔

۳۔ سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو اور اگر مکروہ وقت نہ ہو دو رکت نفل پڑھے پھر ریل وغیرہ جس سواری پر سوار ہو بِسْمِ اللّٰهِ تین بار پڑھے پھر اَللّٰهُ اَکْبَر اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور سُبْحَانَ اللّٰہ ہر ایک تین تین بار اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک بار پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِئِیْنَہٗ قَرٰنًا اِلٰی رَبِّنَا الْمُنْقَلِبُوْنَ سواری کے شروع و ساد سے محفوظ رہے گا۔

ٹکٹ وغیرہ لینے اور جہاز کے انتظار میں ہر حاجی کو کم از کم چار پانچ دن حاجی بمبئی میں | حاجی بمبئی میں مسافر حاجی صابو صدیق یا مسافر خانہ واٹری بندر میں ٹھہرنا پڑتا ہے یہاں خاص طور پر یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ:

۱۔ مسافر خانہ میں مختلف صوبوں اور مختلف مزاجوں کے حاجی اور ان کو رخصت کرنے والوں کا مجمع ہوتا ہے۔ اور چوریاں بہت ہوتی ہیں۔ اس لیے اپنے سامانوں خصوصاً رقموں کا کی حفاظت کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ بکسوں میں ہر وقت تالا بند رکھے اور جب باہر نکلے تو اپنے ساتھیوں کو سامان کی حفاظت سونپ کر رکھے۔

۲۔ ٹکٹ وغیرہ خریدنے کے لیے ہرگز ہرگز کسی کے ہاتھ میں رقم نہ دے بلکہ خورلاٹن میں کھڑے ہو کر رقم جمع کرائے اور ٹکٹ خریدے۔

۳۔ بمبئی شہر میں بہت زیادہ ادھر ادھر نہ پھرے کہ جیب کٹنے کے علاوہ سواریوں کی بھیڑ بھاڑ سے ایکسیڈنٹ کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ اس لیے سب کو اور خاص کر دیہات والوں کو تو مسافر خانہ سے باہر بہت کم نکلنا چاہیے اور اپنے سامان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔



۲۔ اپنے قلی کا تہر ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اور جہاز پر سوار ہونے کے لیے بندرگاہ کو جاتے ہوئے اپنے قلی کے سوا کسی کو اپنا سامان سپرد نہیں کرنا چاہیے اور رقم اور پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کو بہر حال اپنے پاس رکھنا چاہیے۔

**حاجی جہاز پر** | ہوائی جہاز کے مسافروں کو چاہیے کہ بمبئی میں احرام باندھ لیں اور جہاز پر سواری کی دعا پڑھ کر سوار ہوں اور راستہ بھر کتبیک کی دعا پڑھتے رہیں چند گھنٹوں میں یہ لوگ جتہ میں زمین پر اتر جائیں گے مگر سمندری جہاز والوں کو ایک ہفتہ سمندر ہی میں رہنا ہے اس لیے ان لوگوں کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱۔ جہاز میں مختلف صوبوں کے رہنے والوں اور مختلف زبان بولنے والوں کا مجمع ہوتا ہے ایک دوسرے کے مزاج داں نہ ہونے سے اکثر جھگڑتے تکرار کی نوبت آجاتی ہے خصوصاً بیٹھا پانی پینے کے وقت لائن لگانے میں اکثر گالی گلوچ بلکہ مار پیٹ ہو جایا کرتی ہے اس لیے جہاز پر بہت عبور و برداشت کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے حج کے سفر میں جھگڑا اور گالی گلوچ کرنا سخت صلوات اور بڑا گناہ ہے۔

۲۔ جہاز پر سوار ہونے کے بعد اپنا سب سامان اپنی سیٹ کے نیچے ترتیب سے رکھ کر صحت مند رہیں اور جہاز میں تو وقت ضائع نہ کریں۔ بلکہ حج میں مختلف جگہ پڑھنے کی دعائیں زبان یاد کرنے میں مشغول ہوں۔ اور انتہائی کوشش کریں کہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت، سمندر میں پوری کریں اور اجتماعت کی ہر جگہ خاص طور پر پابندی رکھیں اور فضول باتیں خاص کر جھگڑتے تکرار سے انہماک نہ کریں۔

**حاجی جتہ میں** | جتہ میں جہاز سے اترنے وقت یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے تمام سامانوں کو اچھی طرح باندھ کر ایک جگہ اپنی سیٹ کے اوپر رکھ دیں کہیں کو رسیوں سے جکڑ دیں اور سامانوں کی بوری کو سی دیں۔ تاکہ جہاز سے اتارتے وقت سامانوں کو ٹوٹنے پھوٹنے اور بکھر جانے کا خطرہ نہ رہے پھر صرف پاسپورٹ اور رقم ساتھ سے کر جہاز سے اتر جائیں۔ پاسپورٹ کی چیکنگ اور معائنہ کے بعد سب سے بڑا اور مشکل کام



سامانوں کے ڈھیر میں سے اپنے سامانوں کو تلاش کرنا ہے۔ اس سلسلے میں حاجیوں کو بے حد پریشانی ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے سامانوں کی تلاش میں دیوانہ وار دوڑتے اور بھاگتے پھرتے ہیں اس موقع پر نہایت ہی صبر و سکون چاہیے۔ اور سامانوں کی تلاش میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ تھوڑی دیر سکون کے ساتھ بیٹھ جانا چاہیے۔ جب لوگ اپنے اپنے سامانوں کو اٹھالیں گے۔ اور سامان تھوڑے رہ جائیں تو اپنے سامانوں کو تلاش کرنا آسان ہو جائے گا۔ اطمینان رکھیں کہ کوئی دوسرا آپ کے سامانوں کو نہیں اٹھائے گا۔ آخر تک آپ کا سامان وہی پڑا رہے گا۔ اور اگر خدا خواستہ آپ کا سامان وہاں نہ ملے تو بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے معلم کے وکیل کو ہمراہ لے کر مدینۃ الحجاز کی مسجد کے سامنے والے میدان میں اپنے سامان کو تلاش کیجئے وہاں ملے گا وہاں کا دستور ہے کہ حاجیوں کا جو سامان چھوٹ جاتا ہے ٹرک والے اس کو لا کر مسجد کے میدان میں ڈال دیتے ہیں۔ ہاں اس کا خیال رکھیے کہ آپ کے ہر سامان پر آپ کا اور آپ کے معلم کا نام ضرور لکھا ہونا چاہیے۔ یہ سعودی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہر حاجی کا چھوٹا ہوا سامان اس کے معلم کے مکان پر پہنچائے۔

**احرام** | جب جدہ و تین منزل رہ جاتا ہے تو جہاز والے سیٹی بجا کر احرام باندھنے کی اطلاع دیتے ہیں جب وہ جگہ آجائے تو غسل کریں اور مسواک کے ساتھ وضو کریں اور ایک نئی یا دھلی چادر کا احرام باندھ لیں۔ اور ایسے ہی ایک چادر اوڑھ لیں۔ اور احرام کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور دوسری میں قل هو اللہ پڑھیں، نماز سے فارغ ہو کر احرام باندھنے کی دعا پڑھیں۔

ضروری ہدایہ : یاد رکھو کہ حج کا احرام تین طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ خالی حج کرے اس حاجی کو ”مفرد“ کہتے ہیں دوسرا یہ کہ یہاں سے فقط عمرہ کی نیت کرے اور عمرہ ادا کر کے مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھے ایسے حاجی کو ”متمتع“ کہتے ہیں تیسرا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی یہی سے نیت کرے۔ یہ سب سے افضل ہے اس کو قرآن کہتے ہیں اور ایسے حاجی کو قارن کہا جاتا ہے مگر ان تینوں قسموں میں تمتع زیادہ آسان ہے۔ اور اکثر ہندوستان والی لوگ یہی احرام باندھتے ہیں اس لیے ہم بھی آسان طریقہ لکھنے میں اور وہ یہ ہے کہ :



دو رکعت نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ  
فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي  
كَوَيْتَ الْعُمْرَةَ وَآخَرْتُ  
بِهَا مَخْلِسًا لِلَّهِ تَعَالَى۔

اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اس کو تو  
میرے لیے آسان کر دے اور میری طرف سے  
قبول فرما دے میں نے عمرہ کی نیت کی اور اس کا  
احرام باندھا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے۔

اس نیت کی دعا کے بعد بلند آواز سے کَبَيْتُکَ پڑھے کَبَيْتُکَ یہ ہے۔

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ط  
لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ  
لَبَّيْكَ ط إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ  
لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔

یعنی میں تیرے پاس حاضر ہوا اے اللہ! میں  
تیرے حضور حاضر ہوا میں تیرے حضور حاضر  
ہوا تیرا کوئی شریک نہیں میں تیرے حضور حاضر  
ہوا۔ بے شک تعریف اور نعمت اور بادشاہی  
تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

جہاں جہاں دعائیں وقف کی علامت (ط) بنی ہے وہاں وقف کرے، اور کَبَيْتُکَ  
کی دعائیں مرتبہ پڑھے پھر درود شریف پڑھے، پھر دل لگا کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور  
یہ پڑھے،

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ  
وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ  
غَضَبِكَ وَالنَّارِ۔

اے اللہ میں تیری رضا اور رحمت کا سائل ہوں  
اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری پناہ  
مانگتا ہوں۔

لَبَّيْکَ پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا۔ اب جتنی چیزیں احرام کی حالت میں منع ہیں مثلاً  
سلاہ، کپڑا پہننا، سر چھپانا، شکار کرنا، خوشبو لگانا، حجامت بنوانا، جوں مارنا وغیرہ ان سب چیزوں سے  
بچے اور اٹھنے بیٹھنے ہر وقت خاص کر سحر کے وقت کَبَيْتُکَ برابر بلند آواز سے پڑھتا  
رہے۔

طواف کعبہ مکرمہ | جب مکہ مکرمہ میں پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے  
اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے اور طواف شروع کرنے سے پہلے



مرد اپنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالے کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے اور چادر کے دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر نکال دے۔ اب کعبہ کی طرف منہ کر کے حجر اسود کی داہنی طرف رکن یمانی کی جانب حجر اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ پورا حجر اسود اپنے داہنے ہاتھ کے سامنے رہے۔ پھر طواف کی نیت کرے اور نیت یہ ہے۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ حِلَواۃَ  
بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فِیْ سِرِّکَ لِیْ  
وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔  
یعنی اے اللہ! میں تیرے عزت والے گھر کے  
طواف کا ارادہ کرتا ہوں لہذا تو اس کو میرے لیے  
آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے  
قبول فرما لے۔

اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کیے اپنی داہنی طرف چلو۔ جب حجر اسود بالکل تمہارے منہ کے سامنے ہو۔ اور یہ بات ایک ذرا حرکت کرنے میں حاصل ہو جائے گی کیونکہ پہلے حجر اسود داہنے ہاتھ کے سامنے تھا اب ذرا سا ہٹ جانے سے منہ کے سامنے ہو جائے گا۔ اب کانوں تک دونوں ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

اگر آسانی سے ہو سکے تو حجر اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ دے کہ آواز نہ پیدا ہو تین بار ایسا ہی کرو، اور اگر بھڑکی وجہ سے اس طرح بوسہ لینا نصیب نہ ہو۔ تو ہاتھ رکھ کر ہاتھ کو چوم لو یا اس پر چھڑی رکھ کر چھڑی کو چوم لو۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لو اب طواف کے لیے دروازہ کعبہ کی طرف بڑھو جب حجر اسود کے سامنے سے گزر جاؤ سیدھے ہو لو خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر کر کے اس طرح چلو کہ کسی کو ایذا مت دو۔ پہلے تین پھیروں میں مرد کو رمل کرنا چاہیے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے قدم رکھنا۔ شانے ہلاتا ہوا بہا دروں کی طرح چلے نہ کودتے ہوئے نہ دوڑتے ہوئے اور جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو بوسہ دے یا اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھ کو چوم لے دعائیں پڑھتے ہوئے طواف کرے معلم دعائیں پڑھاتے ہوئے طواف کراتے ہیں۔ لیکن ان دعاؤں کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں اگر یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو درود شریف پڑھتے ہوئے



طواف کے ساتوں چکر پورے کرے جب ساتوں پھیرے پورے ہو جائیں تو پھر حجر اسود کو بوسہ دے یا اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر چوم لے۔ حجر اسود کو پہلی بار جب چوم اس وقت سے کہ تَبَّيْكَ پڑھنا بند کر دے طواف کے بعد مقام ابراہیم پر آکر یہ آیت پڑھو وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى پھر دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھو یہ نماز واجب ہے۔ اور اس کا نام ”تحیۃ الطواف“ ہے نماز کے بعد یہ دعا نہایت روتے گڑ گڑاتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر پڑھے۔

## مقام ابراہیم کی دعا

اے اللہ! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تو میری معذرت کو قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے۔ اے جانتا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے اے اللہ! میں تجھ سے اس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا ہوں تاکہ میں جان لوں کہ تجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لیے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اس پر راضی رہوں اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ  
وَعَلَدَ نِيَّتِيْ فَاَقْبِلْ مَعْذَرَتِيْ  
وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ  
سُوْئِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ  
فَاَغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ  
اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِّرُ قَلْبِيْ  
وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ  
اَنَّهُ لَا يُصِيبُنِيْ اِلَّا مَا كُنْتُ  
لِيْ وَرِضًا مِّنْ مَّعِيْشَةٍ بِمَا  
قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ  
الرَّاحِمِيْنَ

نماز اور اس دعا سے فارغ ہو کر مُسْتَزِم کے پاس جائے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور رخساروں کو دیوار کعبہ سے ملے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار پر پھیلے یا دھارنا ہاتھ دروازہ کعبہ اور بایاں ہاتھ حجر اسود کی طرف پھیلے اور یہ دعا خوب رورہ کر اور گڑ گڑا کر مانگے۔



## دعاء ملزم

یا وَاحِدُ یا مَا جِذَلَا تَزِلُّ عَنِّی  
نِعْمَةً اَنْعَمْتُهَا عَلَیَّ۔  
اسے قدرت والے اے بزرگ تو نے مجھے جو  
نعمت دی ہے اس کو مجھ سے زائل نہ کر۔

اس کے علاوہ اور دوسری دعائیں بھی یہاں مانگو کہ یہ مقبولیت کی جگہ ہے اور مقبولیت کا  
وقت بھی ہے اس کے بعد زمزم شریف کے نلوں کے پاس آؤ اور کھڑے ہو کر ادب کے ساتھ  
کعبہ مکرمہ کی طرف منہ کر کے تین سانس میں خوب بھر پیٹ پیو۔ ہر بار بسم اللہ سے شروع کرو  
اور الحمد للہ پر ختم کرو اور ہر بار نگاہ اٹھا کر کعبہ مکرمہ کو دیکھو بچا ہوا پانی اپنے سر اور بدن پر  
ڈال لو۔ زمزم شریف پینے کی دعا یہ ہے:

## دعاء زمزم

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا  
نَّافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا  
مُّتَقَبِّلًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔  
اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع اور کثادہ  
روزی اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا  
کا سوال کرتا ہوں۔

پھر حجر اسود کے پاس آکر اس کو چومو اور التَّاکِبِرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ  
اور درود شریف پڑھتے ہوئے۔

باب الصفا سے نکل کر صفا پہاڑی کی جانب چلو اور اس پر  
صفا و مروہ کی سعی چڑھتے ہوئے یہ پڑھو۔

اَبَدُ بِمَا بَدَا اللّٰهُ بِدِیَارِ الصَّفَا  
وَالْمَرْوَةِ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ  
حَبَرَ الْبَيْتِ اَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ  
عَلَيْهِ اَنْ یَّطُوفَ بِهَمَا وَمَنْ  
تَطَوَّعَ خَيْرًا فَانَ اللّٰهُ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ۔  
میں اس سے شروع کرنا ہوں جس کو اللہ نے  
پہلے ذکر کیا بیشک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں  
سے ہیں جس نے حج یا عمرہ کیا اس پر ان کے  
طواف میں گناہ نہیں اور جو شخص نیک کام کرے  
تو بے شک اللہ بدلہ دینے والا جاننے والا ہے



پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کندھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اٹھاؤ اور  
تھوڑی دیر تسبیح و تہلیل و تکبیر اور درود شریف پڑھ کر اپنے لیے اور دوستوں کے لیے دعا  
مانگو کہ یہاں دعا مقبول ہوتی ہے۔

پھر اس طرح سعی کی نیت کرو۔

یعنی اسے اللہ میں صفا اور مروہ کے درمیان  
سعی کا ارادہ کرتا ہوں اس کو تو میرے لیے  
آسان فرما دے۔ اور اس کو تو میری طرف  
سے قبول فرمائے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ السَّعْيَ  
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَيَسِّرْهُ  
لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي۔

پھر صفا سے اتر کر مروہ کو چلو اور درود شریف اور دعاؤں کا پڑھنا برابر جاری رکھو۔  
جب سبز رنگ کا نشان آئے تو یہاں سے دوڑنا شروع کرو یہاں تک کہ دوسرے سبز نشان  
سے آگے نکل جاؤ اور مروہ تک پہنچو، یہاں بھی تکبیر، تسبیح اور حمد و ثناء اور درود شریف  
پڑھو اور یہ دعا مانگو یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر یہاں سے صفا کو چلو اور سبز نشان کے پاس پہنچو  
تو دوڑو اور دوسرے نشان سے آگے نکل جاؤ۔ یہاں تک کہ صفا پر پہنچ کر بدستور سابق  
دعاؤں مانگو اسی طرح سے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک اور صفا سے مروہ تک آؤ پھر  
جاؤ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو۔ ہر پھیرے میں اسی طرح کرو۔ اور دونوں سبز رنگ  
کے نشانوں کے درمیان ہر پھیرے میں دوڑ کر چلتے رہو۔ طواف کعبہ اور سعی کر لینے سے تمہارا  
عمرہ جس کا احرام باندھ کر آئے ادا ہو گیا اب سر منڈا کر یا بال کٹوا کر احرام اتار لو۔ اور غسل کر کے  
سے ہوئے کپڑے پہن لو اور بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں مقیم رہو۔ اور روزانہ جس قدر زیادہ سے  
زیادہ سوکے نفلی طواف کرتے رہو۔

منیٰ کو روانگی | پھر آٹھویں ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھو اور ایک نفلی طواف میں رمل  
اور صفا مروہ کی سعی کر لو اور سعی حرام میں دو رکعت سنت احرام کی

نیت سے پڑھو اس کے بعد حج کی نیت کرو اور لبیک پڑھو۔ اور جب آفتاب نکل آئے  
تو منیٰ کو چلو اگر ہو سکے تو پیدل جاؤ کہ جب تک مکہ محرمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کروڑ



نیکیاں کھیں جائیں گی۔ یہ نیکیاں تقریباً اٹھتر کھرب چالیس ارب آہستہ آہستہ بھر لیبیک اور حمد و ثنا درود شریف پڑھتے رہو جب منیٰ نظر آئے تو یہ دعا پڑھو۔

اللَّهُمَّ هَذِهِ مِنِّي فَأَمِّنْ عَلَيَّ  
يَا مَنَنْتَ بِهِ عَلَىٰ أَوْلِيَاءِكَ۔  
الہی یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو اپنے  
اولیاء پر تو نے کیا ہے۔

منیٰ میں رات بھر ٹھہرو اور ظہر سے نویں ذوالحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں یہاں کی ”مسجد خیف“ میں پڑھو اور بار بار بلند آواز سے پڑھتے رہو اور جس قدر سو سکے رو رو کر دعائیں مانگو۔

نویں ذوالحجہ کو آفتاب طلوع ہو جانے کے بعد اب میدان عرفات  
کو چلو دل کو خیالِ غیر سے پاک صاف کر کے اور یہ سوچتے ہوئے

### میدان عرفات میں

نکلو کہ آج وہ دن ہے کہ بہت سے خوش بختوں کا حج مقبول ہوگا۔ اور بہت سے لوگ ان کے صدقے میں بخشے جائیں گے جو آج کے دن محروم رہا وہ واقعی محروم ہے راستہ لیبیک بے شمار بار پڑھتے چلو جب ”جبلِ رحمت“ پر نظر پڑے اور زیادہ گڑ گڑا کر بلند آواز سے لیبیک پڑھو اور اپنی دنیاوی و دینی مرادوں اور اپنے حج کی مقبولیت کے لیے دعائیں مانگتے میدان عرفات میں پہنچ کر اپنے معلم کے خیمہ میں اتر کر ٹھہرو۔ دوپہر تک زیادہ وقت رونے گڑ گڑانے میں اور صدقہ و خیرات کرنے میں گزارو۔ اور لیبیک درود شریف و کلمہ توحید و استغفار پڑھتے رہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن سب سے بہتر وظیفہ میرا اور دوسرے نبیوں کا یہی ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْعَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ  
لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ  
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔  
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے  
کوئی اس کا شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہی  
ہے اسی کے لیے حمد ہے وہ زندگی اور موت  
دیتا ہے اور وہ زندہ ہے وہ نہیں مرے گا  
اس کے قبضہ میں سب بھلائیاں ہیں اور وہ

ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

دوپہر ڈھلتے ہی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھو۔ ظہر کے فرض پڑھ کر فوراً تکبیر ہوگی اور عصر کی نماز پڑھو یا درہو کہ یہ ظہر و عصر ملا کر ظہر کے وقت پڑھنا بھی جائز ہے کہ نماز یا تو سلطان اسلم



پڑھائے یا اس کا نائب۔ میدانِ عرفات میں جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اس کو وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہیں بلکہ وہ ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کے وقت میں پڑھے (بہار شریعت) نماز کے بعد فوراً موقف کو روانہ ہو جائیں موقف وہ جگہ ہے کہ نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکر الہی اور دعائیں مانگنے کا حکم ہے اگر ہجوم اور اپنی کمزوری کی وجہ سے ”موقف“ میں نہ جاسکو تو اپنے خیمہ ہی میں لتبیک پڑھنے اور ذکر و دعائیں آفتاب غروب ہونے تک مشغول رہو۔ اور خبردار اس انول اور قیمتی وقت کو چائے بٹری اڑانے اور گپ رٹانے میں برباد نہ کرو۔ بلکہ آنکھیں بند کیے گردن جھکائے دعائیں ہاتھ آسمان کی طرف سر سے اونچا اٹھا کر پھیلائے تکبیر و تہلیل اور لبیک و دعا اور توبہ و استغفار میں ڈوب جائے اور خوب روئے اور اگر روانہ آئے تو کم سے کم رونے جیسی صورت بنائے اور انتہائی کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسو ٹپک جائے کہ یہ مقبولیت کی نشانی ہے۔

**رات بھر مزدلفہ میں** | سورج غروب ہو جانے کے بعد میدانِ عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو جاؤ اور پورے راستہ میں لبیک اور ذکر و دعا اور تکبیر کثرت سے بلند آواز سے پڑھتے چلو، مزدلفہ پہنچ کر مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھو پھر مغرب کے بعد فوراً ہی عشاء پڑھو اس کے بعد ”مشعر الحرام“ کی مقدس پہاڑی یا اس کے قرب میں یا پورے میدان میں ”وادی محشر“ کے سوا جہاں چاہو ٹھہرو اور لبیک اور تکبیر و تہلیل میں خوب رور و کر مشغول رہو اور صبح صادق کے طلوع ہونے سے اجالا ہونے تک کا وقت بہت ہی خاص وقت ہے اس میں ذکر و دعا سے غافل نہ رہو۔

مزدلفہ ہی سے تینوں دن جہروں پر مارنے کے لیے ۹ کنکریاں بھور کی گٹھلی کے برابر چن لو اور ان کو تین مرتبہ دھو لو اور طلوع آفتاب میں جب دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے تو مزدلفہ سے مٹی کو روانہ ہو جاؤ اور مٹی پہنچ کر ”حبرۃ العقبہ“ کو سب سے پہلے جاؤ اور اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ منی داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف ہو اب پانچ ہاتھ کی دوری سے سات کنکریاں جدا جدا ٹپکیں لے کر داہنا ہاتھ خوب اونچا اٹھا کر حبرہ کو مارو اور سر کنکری کو یہ دعا پڑھ کر پھینکو۔

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَکْبَرُ رَعْمًا اللّٰہ کے نام سے، اللہ بہت بڑا ہے



لَتَشِيطُنَ رِضًا لِّلرَّحْمٰنِ  
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَبَّامًا بَرُوْرًا  
 وَّسَعِيًّا مَّشْكُوْرًا وَ ذَنْبًا  
 مَّغْفُوْرًا ط  
 شیطان کو ذیل کرنے کے لیے اللہ کی رضا  
 کے لیے، اے اللہ! اس حج کو میرا  
 دے اور سعی مشکور کر دے اور گناہوں  
 کو بخش دے۔

کنکری مار کر قربانی کرے مگر خوب سمجھ لو کہ یہ قربانی وہ قربانی نہیں ہے جو بقر عید میں ہوا کرتی  
 ہے بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے جو قرآن کرنے والے اور تمتع کرنے والوں پر واجب اور مفرد  
 پر مستحب ہے قربانی کے بعد مرد و سرنڈائیں یا بال کتروائیں عورتوں کو بال مندوانا حرام ہے وہ  
 صرف ایک پورے کے برابر سر کے بال کٹا دیں اور احرام اتار کر سٹے ہوئے کپڑے پہن لیں  
 اور افضل یہ ہے کہ آج دسویں ذوالحجہ ہی کو مکہ جا کر طواف زیارت جو فرض ہے کر لیں اگر دسویں کو  
 یہ طواف نہ کر سکیں تو ۱۱ یا ۱۲ کو سورج غروب ہونے سے پہلے یہ طواف کر لیں اور مکہ سے منی جا کر  
 ٹھہریں اور ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ کو منی میں رہیں اور سورج ڈھلنے کے بعد دونوں روز تینوں جمروں کو  
 سات سات کنکریاں مارتے رہیں بارہویں ذوالحجہ کو کنکری مار کر غروب آفتاب سے پہلے پہلے منی  
 سے نکل کر مکہ کو روانہ ہو جاؤ۔ جب وادی محصب میں جو جنت المعلیٰ کے قریب ہے پہنچو تو سواری  
 سے اتر لو یا سواری ہی پر کچھ دیر ٹھہر کر دعا کر لو۔ اب مکہ میں جب تک قیام رہے اپنی اور اپنے ماں  
 باپ کی، اپنے استادوں، اپنے پیروں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روزانہ عمرے  
 ادا کرتے رہو۔ کچھ عرصے تنعیم سے (چھوٹا عمرہ) کرو۔ کچھ عرصے جقرانہ سے (بڑا عمرہ) کرو۔  
 قبرستان جنت المعلیٰ میں خاص طور پر بی بی خدیجۃ الکبریٰ  
 رضی اللہ عنہا و دیگر مزارات کی زیارت اسی طرح مکان  
 ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مکان خدیجۃ الکبریٰ و مکان حضرت علی رضی اللہ عنہما و  
 مسجد الجن، و مسجد الرابہ و مسجد الفتح و مسجد جبل البقیس و مزارات شہداء و شبیکہ و جبل ثور و  
 غار حرا، وغیرہ مقامات متبرکہ کی زیارتوں سے بھی مشرت ہو۔ کعبہ معظمہ میں داخلہ اور در رکعت نماز  
 اندر ادا کرنا بھی بڑی سعادت ہے۔ کمال ادب سے آنکھیں جھکائے لرزے کانپتے بسو اللہ  
 پڑھ کر دایاں قدم پہلے رکھے اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے



وہاں دو رکعت نفل پڑھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے پھر حمد الہی اور درود شریف پڑھے اور دعائے مانگے اور ستونوں اور دیواروں سے چپٹے اور روتے گڑ گڑاتے آنکھیں میچی کیے واپس چلا آئے۔

**مکہ مکرمہ سے روانگی** | جب رخصت کا ارادہ ہو تو طواف و دارع کرے کہ باہر والوں پر یہ طواف واجب ہے مگر اس طواف میں نہ رمل کرے، نہ اضطباع کرے اور اس طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی بھی نہ کرے طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر دعائے مانگے پھر زمزم شریف کے پاس آکر خوب سیراب ہو کر پیئے اور کچھ بدن پر ڈالے پھر دروازہ کعبہ کے پاس آکر چوکھٹ چومے اور قبول حج و زیارت کی اور بار بار حاضری کی دعائیں مانگے اور یہ دعا پڑھے کہ :

اَسْأَلُكَ بِبَابِكَ يَسْأَلُكَ  
رَبِّكَ تَبِيعَ رِوَاذِهِ بِسَائِلِ تَبِيعَ رِوَاذِهِ  
مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوفِكَ  
وَإِيْجُورِ حَقِّكَ  
واحسان کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔

پھر "ملتزم" پر آکر غلاف کعبہ سے چپٹے اور خوب روئے پھر حجر اسود کو بوسہ دے پھر اٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کر کے کعبہ مقدسہ کو حسرت سے دیکھتے ہوئے مسجد حرام کے دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلے اور کلمہ شہادت و حمد الہی اور درود شریف و دعا کرتے ہوئے روانہ ہو۔ اور فقراؤں کے مکہ مکرمہ کو حسبِ توفیق صدقہ و خیرات دیتے ہوئے سرکارِ اعظم دربارِ مدینہ طیبہ کے مقدس سفر کے لیے روانہ ہو جائے۔

**حاضری دربارِ مدینہ منورہ** | مدینہ طیبہ کی حاضری اور اس مقدس سفر میں مندرجہ ذیل ہدایات پر خاص طور سے دھیان رکھو۔

۱۔ مزار اقدس کی زیارت قریب بواجب ہے محدث ابن عدی نے کامل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا (بہارِ شریعت)

۲۔ حاضری میں خاص قبر انور کی زیارت کی نیت کرے یہاں تک کہ امام ابن اہمام فرماتے ہیں کہ



اس مرتبہ مسجد نبوی کی نیت بھی شریک نہ کرے (بہار شریعت)

۳۔ راستہ میں اس قدر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہو کہ ذکر درود شریف میں غرق ہو جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے اور زیادہ ذوق شوق بلکہ وجد میں جھوم جھوم کر درود شریف پڑھو اور عشق رسول کی مستی میں ڈوب جاؤ۔

۴۔ جب حرم مدینہ منورہ آئے تو اگر سواری سے اتر کو تو پیادہ سر جھکائے روتے ہوئے اور درود شریف پڑھتے ہوئے چلو اور حیب گنبد خضراء پر نگاہ پڑے تو درود و سلام والہانہ جوش و خروش کے ساتھ پڑھو۔ جب شہر اقدس مدینہ منورہ میں پہنچو تو جلال و جمال محبوب کے تصویریں غرق ہو جاؤ اور دروازہ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں قدم رکھو اور یہ دعا پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ  
اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ  
مَدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ  
مَخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ  
لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَنْزِقْنِيْ  
مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّم مَا اَنْزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ  
وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِيْ  
مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لِيْ وَاَرْحَمْنِيْ  
يَا خَيْرَ مُسْتَوِيٍّ

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو  
اللہ نے چاہا نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ سے  
اے اللہ! سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر اور  
سچائی کے ساتھ مجھ کو باہر لے جا الہی تو اپنی  
رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے اور  
اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے  
مجھے وہ نصیب کر جو تو نے اپنے اولیاء اور  
فرمانبردار بندوں کے لیے نصیب کیا اور مجھے  
جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور  
مجھ پر رحم فرما اے بہتر سوال کیے گئے۔

۵۔ پھر غسل و وضو اور تمام ضروریات سے فارغ ہو کر مسواک کر کے خوشبو لگا کر اور سفید و صاف کپڑے پہن کر آستانہ مقدسہ کی طرف انتہائی عاجزی و فاکساری اور ادب و احترام کے ساتھ متوجہ ہوا اور روتے ہوئے مسجد نبوی کے دروازے پر صلاۃ و سلام عرض کر کے قھوڑا اٹھرو۔ گویا تم سرکار سے حاضری کی اجازت طلب کر رہے ہو پھر بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر پہلے دایاں پاؤں رکھ کر سر اپنا ادب بن کر داخل ہو۔ اور محبوب کے خیال و تصویر میں ڈوب جاؤ۔



۶۔ یقین رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچی حقیقی جہانی حیات کے ساتھ ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے ان کی اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدہ الہی کے تصدیق کے لیے ایک ایک آن کے واسطے تھی ان کا انتقال صرف عوام کی نظروں سے چھپ جاتا ہے۔ چنانچہ امام محمد بن حجاج مکی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اور دوسرے ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ:

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کی حاجتوں اور نعمتوں کو اور ان کے دلوں کے خیالات کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔ اور یہ سب حضور پر اس طرح روشن ہے کہ قطعاً اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔“  
(ربار شریعت بحوالہ مدخل و مواہب)

۷۔ مسجد نبوی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصلیٰ پر دو رکعت نماز حجتہ المسجد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ادر قُلْ هُوَ اللَّهُ سے مختصر پڑھے، پھر سجدہ میں گر کر دربار حبیب میں مقبولیت کی دعا مانگے پھر کمال ادب میں غرق ہو کر گردن جھکائے رزقے کا نپتے ندامت سے پسینہ پسینہ ہو کر آنسو بہاتے ہوئے مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزارِ انور میں جلوہ افروز ہیں اس طرف سے تم حاضر ہو گے تو حضور کی نگاہ بکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ سعادت تمہارے لیے دونوں جہان میں کافی ہے۔

۸۔ اب انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار پر الور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑا ہو (نادی عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۸) اور نہایت ہی ادب و وقار کے ساتھ با آواز درد انگیز آواز سے اس طرح صلوٰۃ و سلام عرض کرو۔

اے نبی! آپ پر درود و سلام  
اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں،  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ  
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ



اَسَلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
اَسَلَامُ عَلَیْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ  
اَسَلَامُ عَلَیْكَ يَا شَفِيعَ الْمَذْنُبِیْنَ  
اَسَلَامُ عَلَیْكَ وَعَلَىٰ اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَآمَتِكَ اَجْمَعِیْنَ۔  
اے اللہ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ  
کی تمام مخلوق سے بہتر آپ پر سلام، اے  
گنہ گاروں کی شفاعت کرنے والے آپ  
پر سلام، آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب  
پر اور آپ کی تمام امت پر سلام۔

ان سلاموں کو بار بار جب تک دل جمعی بکثرت پڑھتے رہو۔ اور اپنے ماں باپ اور  
استادوں اور دوستوں اور اپنے تمام عزیزوں کی طرف سے بھی سلام عرض کرو اور سب کے لیے  
بار بار شفاعت کی بھیج مانگو اور بار بار یہ عرض کرو کہ اَسَلَامُ عَلَیْكَ اَسَلَامُ عَلَیْكَ  
اور جو میری اس کتاب کو پڑھے اس کو میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھ گنہ گار کی طرف سے بھی سلام  
عرض کر کے شفاعت کی بھیج مانگیں پھر اپنے راستے ہاتھ کی طرف ہاتھ بھر سٹ کر حضرت امیر المؤمنین  
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو کہ:

اَسَلَامُ عَلَیْكَ يَا خَلِیْفَةَ  
رَسُولِ اللّٰهِ اَسَلَامُ عَلَیْكَ  
يَا وَزِيرَ رَسُولِ اللّٰهِ اَسَلَامُ  
عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ  
فِي الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔  
اے خلیفہ رسول اللہ! آپ پر سلام اے  
رسول اللہ کے وزیر آپ پر سلام اے غار  
نور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
رفیق آپ پر سلام، اور اللہ کی رحمت  
اور اس کی برکتیں۔

پھر اتنی ہی دور سٹ کر حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پُر جلال  
چہرہ کے سامنے عرض کرو کہ۔

اَسَلَامُ عَلَیْكَ يَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ  
اَسَلَامُ عَلَیْكَ يَا مُتِمَّ الْوَعْدِیْنَ  
اَسَلَامُ عَلَیْكَ يَا عِزَّ الدِّیْنِ  
اَسَلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔  
اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام اے  
چالیس کا وعدہ پورا کرنے والے مسلمان آپ  
پر سلام اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت آپ  
پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔

پھر باشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان



کھڑے ہو کر عرض کرو کہ :

اَللّٰهُمَّ عَلَيَّكَ يَا خَلِيفَتِي رَسُوْلُ  
اَللّٰهِ طَاوِلَ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا  
وَزِيْرِي رَسُوْلَ اَللّٰهِ طَاوِلَ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا  
يَا صَبِيْحِي رَسُوْلَ اَللّٰهِ وَرَحْمَةُ اَللّٰهِ  
وَبَرَكَاتُهُ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ  
عِنْدَ رَسُوْلِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ تَعَالٰى  
عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمْ مَّا وَبَارَكَ  
وَسَلَّمَ

اے رسول اللہ کے دونوں خلیفہ آپ  
دونوں پر سلام اے رسول اللہ کے پیلوں آرام  
کرنے والے آپ دونوں پر سلام اور  
اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، آپ دونوں  
سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے حضور ہماری شفاعت کیجئے،  
اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ دونوں پر درود  
اور برکت و سلام نازل فرمائے۔

۹۔ یہ سب حاضرین قبریت دعا کے مقامات ہیں لہذا خوب دعائیں مانگو، پھر منبر شریف  
کے پاس دعا کرو اور ستون ابولبابہ و ستون خنانہ کے پاس دو رکعت پڑھ کر دعاؤں میں مشغول  
رہو۔ یہاں کی حاضری میں ایک منٹ بھی ضائع نہ کرو تلاوت درود شریف و سلام اور نوافل میں  
ہم تن مصروف رہو۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں کم از کم ایک ایک روزہ بھی رکھ لو تو تمہاری خوش  
نصیبی کا کیا کہنا۔ پنجگانہ نمازوں کے بعد سلام کے بعد سلام کے لیے حاضر ہوا ہو۔ ہر نماز  
مسجد نبوی میں ادا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس  
نمازیں پڑھے اس کے لیے دوزخ اور نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں گی (بہار شریعت)

۱۰۔ قبر منور کو بھی پیچھ نہ کرو نہ روضہ انور کا طواف کرو نہ سجدہ کرو نہ اتنا بھلو کہ رکوع کے  
برابر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

۱۱۔ قبرستان جنت البقیع کی زیارت سنت ہے روضہ منورہ کی زیارت کر کے وہاں جائے  
خصوصاً جمعہ کے دن اس قبرستان میں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سلام فرما رہے ہیں اور تابعین و  
تابع تابعین و اولیاء و علماء و صلحا کی گنتی کا کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا جب حاضر ہو تو پہلے تمام  
مدفونین مسلمین کی زیارت کا قصد کرو اور اس طرح سلام پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ عَلَيْكُمُ دَارُ قَوْمٍ  
تم پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو!



مُؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا سَكْفٌ وَإِنَّا  
 إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ لَا حِقُونَ  
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِهَذِهِ الْقُرُقِدِ  
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ  
 تم ہمارے پشوا ہوا اور ہم انشاء اللہ تم  
 سے ملنے والے ہیں۔ اسے اللہ! بقیع  
 غرقہ والوں کی مغفرت فرما۔ اسے اللہ! ہم  
 کو اور انہیں بخش دے۔

۱۲۔ تمام اہل بقیع میں افضل حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں ان کے مزار  
 انور پر حاضر ہو کر کمال ادب و احترام کے ساتھ اس طرح سلام عرض کرے کہ۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَلَاثَ الْخُلَفَاءِ  
 الرَّاشِدِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا  
 صَاحِبَ الْهَجْرَتَيْنِ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
 يَا مُجَهِّزَ حَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْزِ  
 وَالْعَيْنِ جَزَاكَ اللَّهُ  
 سَوَاءٌ يَخْنُقُ سَائِرَ الْمُسْلِمِينَ  
 وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ وَعَنِ الصَّعَابَةِ  
 أَجْمَعِينَ ۔  
 اسے امیر المومنین! آپ پر سلام اے  
 خلفاء راشدین میں تیسرے خلیفہ آپ پر سلام  
 اے دو ہجرت کرنے والے آپ پر سلام  
 اے غزوہ تبوک کی نقد و جنس سے تیاری  
 کرنے والے آپ پر سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو  
 اپنے رسول اور تمام مسلمانوں کی طرف  
 سے آپ کو بدلہ دے۔ اور آپ  
 سے اور تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ  
 راضی ہو۔

۱۳۔ ظالم نجدیوں نے تمام قبروں اور تہوں کو توڑ پھوڑ کر میدان کر ڈالا ہے بہت کم قبروں  
 کے نشان باقی ہیں بہر حال جو مقابر ظاہر ہیں سب جگہ سلام پڑھو اور فتح خوانی کرو اور دعا بھی  
 مانگو کہ یہ سب بارشِ انوار و برکات کی جگہیں اور مقبولیت دعا کے ذیلیات ہیں۔

۱۴۔ قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھے حدیث شریف  
 میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد قبا میں نماز عمر کے مثل ہے اور دوسری  
 حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نیچر کو قبا شریف لے جاتے کبھی سوار  
 کبھی پیدل اس مقام کی بزرگی کے بارے میں دوسری احادیث بھی ہیں (ترمذی وغیرہ)

۱۵۔ شہداء و اجداد کی بھی زیارت کرو حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال



کے شروع میں شہداء احد کی مقدس قبروں پر تشریف لے جاتے اور یہ فرماتے اَللّٰهُمَّ عَنَّا بِمَا صَبَرْنَا مِنْكَ فَتَنَعْنَا عُنُقِي الدَّارِ اور احد پہاڑ کی بھی زیارت کرو کہ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوہ احد ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں بہتر یہ ہے کہ جمعرات کے دن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر سلام عرض کرے اور حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما پر بھی سلام عرض کرے کہ ایک روایت میں یہ دونوں یہیں مدفون ہیں۔

## مدینہ طیبہ کے چند کنوئیں

۱۶۔ مدینہ طیبہ کے وہ کنوئیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے ومنو فرمایا کسی کا پانی نوش فرمایا کسی میں اپنا لعاب دہن ٹالا، اگر کوئی جانے والا اور بتانے والا ملے تو ان مبارک کنوؤں کی بھی زیارت کرو، خاص کر مندرجہ ذیل کنوؤں کا خیال رکھو۔

یہ کنواں وادی عقیق کے کنارے پر مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک بلخ میں ہے اس

**بیئر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ**

کنوئیں کو ”بیئر رومہ“ بھی کہتے ہیں یہ وہی کنواں ہے جس کا مالک ایک یہودی تھا اور مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم پر اس کنوئیں کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

یہ کنواں مسجد قبا سے متصل پچھم جانب ہے اس کو ”بیئر خاتمہ“ بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مہر نبوت کی انگوٹھی اس کنوئیں میں گر گئی اور بڑی تلاش و جستجو کے باوجود نہیں ملی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں کا پانی پیا، اور اس سے ومنو فرمایا اور اس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا تھا۔

**بیئر اریس**



**بیڑ غرس** | یہ کنواں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پورب اترکون پر واقع ہے اس کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس کا پانی پیا بھی ہے اور اس میں اپنا لعاب دہن اور شہ بھی ڈالا ہے۔

**بیڑ بُصّہ** | یہ کنواں قبا کے راستہ میں جنت البقیع کے متصل ہے اس کنوئیں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا اس جگہ دو کنوئیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ بڑا کنواں بیڑ بُصّہ ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں سے برکت حاصل کرے۔

**بیڑ بُصاعہ** | یہ کنواں شامی دروازہ سے باہر جمل اللیل باغ کے پاس ہے اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈالا، اور برکت کی دعا فرمائی ہے۔

**بیڑ حاعر** | یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے۔ یہ کنواں حضرت ابو طلحہ صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے جب آیۃ مبارکہ

نازل ہوئی تو چونکہ یہ کنواں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ محبوب تھا اس لیے انہوں نے اس کو خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

**بیڑ عہن** | یہ کنواں مسجد شمس کے قریب ہے اس کنوئیں کے پانی سے بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وضو فرمایا ہے اس کا پانی قدرے کھاری ہے اس کو بیدالیسیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

## مدینہ منورہ کی چند مسجدیں

- ۱۔ مدینہ منورہ کی چند مشہور مسجدوں کی بھی زیارت کرے اور ہر مسجد میں کم سے کم دو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر دعا پڑھے۔ خصوصیت کے ساتھ ان مسجدوں کی۔
- مسجد جمعہ** | یہ مسجد قبا کے نئے راستے سے جانب مشرق ہے پہلا جمعہ حضور اقدس



صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ ادا فرمایا تھا۔

مسجد غمامہ | اس جگہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز پڑھتے تھے اسی لیے اس کو مسجد مصلی بھی کہتے ہیں۔

مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ | یہ مسجد بالکل مسجد غمامہ کے قریب شمالی جانب ہے۔

مسجد علی رضی اللہ عنہ | یہ مسجد بھی غمامہ کے پاس ہی ہے۔

مسجد بقیعہ | یہ مسجد جنت البقیع کے مشرق میں ہے۔ مسجد کے قریب ایک پتھر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر کے کھرا نشان ہے۔ اس لیے اس کو مسجد

بقیعہ کہتے ہیں۔ بقیعہ کے معنی پتھر ہے۔

مسجد اجابہ | یہ مسجد جنت البقیع شمالی جانب سے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبلہ والوں کے لیے اس جگہ دعائیں مانگیں جو مقبول ہوئیں۔

مسجد ابی رضی اللہ عنہ | یہ مسجد جنت البقیع کے بالکل قریب ہی ہے اسی جگہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

بھی کبھی یہاں رونق افروز ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔

مسجد سفیا | باب منبر یہ کے قریب ریلوے سٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے جس کو قبہ الرکس کہتے ہیں۔ اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام ”بئر السقیا“ ہے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے جنگ بدر میں جاتے ہوئے یہاں نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد احزاب | یہ مسجد سلع پہاڑی کے مغربی کنارے پر ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب

ہوئی۔ اسی لیے بعض لوگ اسے مسجد الفتح بھی کہتے ہیں اس کے قریب میں چار دوسری مسجدیں بھی

ہیں ایک کا نام مسجد ابوبکر، دوسری کا نام مسجد عمر، تیسری کا نام مسجد عثمان اور چوتھی کا نام مسجد

سلمان ہے۔ ان پانچوں مسجدوں کو مساجد خمسہ کہا جاتا ہے۔ یہ چاروں مقامات درحقیقت

جنگ کے مورچے تھے اور یہ چاروں صحابہ کرام ایک ایک مورچہ پر متعین تھے۔ ان حضرات



نے ان مورچوں میں نمازیں بھی پڑھیں اس لیے یہ مورچے مسجد بن گئے۔

**مسجد نبی حرام** | تلح پہاڑی کی گھاٹی میں مسجد اعزاب کو جاتے ہوئے دائیں طرف یہ مسجد واقع ہے اس کی تاریخ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے اس کے قریب ایک غار ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ وحی اتری تھی۔ اور جنگ خندق کے موقع پر رات کو اس غار میں آرام فرماتے تھے اس کی بھی زیارت کرنی چاہیے۔

**مسجد ذباب** | یہ مسجد ذباب کی پہاڑی پر ہے جو جبل احد کے راستہ کے بائیں جانب ہے جنگ خندق کے موقع پر اس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خمیہ گاڑا گیا تھا۔

**مسجد قبلتین** | یہ مسجد وادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے۔ اسی جگہ بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف قبلہ مقرر ہوا۔ اسی لیے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔

**مسجد فضیح** | حوال کے مشرقی حصہ میں یہ مسجد ہے اس جگہ بنو نضیر کے یہودیوں کا محاصرہ کرنے کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اس کا دوسرا نام ”مسجد شمس“ بھی ہے اس مسجد کو نجدی حکومت نے شہید کر ڈالا ہے۔

**مسجد بنو قریظہ** | محاصرہ بنی نضیر کے وقت یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا یہ مسجد فضیح سے جانب مشرق تھوڑے فاصلہ پر ہے۔

**مسجد ابراہیم رضی اللہ عنہ** | یہ مسجد بنی قریظہ سے جانب شمال واقع ہے اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے اور اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی ہے۔



## دربارِ اقدس سے واپسی

مر کے جیتے ہیں جوان کے در پہ جاتے ہیں حسن  
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

جب مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو مسجد نبوی شریف میں جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی پر یا اس کے قرب جہاں جائے ملے دو رکعت نفل پڑھیں۔ اس کے بعد سنہری جالی کے سامنے مواجہہ اقدس میں حاضر ہو کر گریہ و زاری میں ڈوب کر در دو غم کے ساتھ صلاۃ و سلام عرض کریں پھر دونوں جہان کی بھلائی، حج و زیارت کی مقبولیت اور حصول شفاعت کی سعادت اور خانہ بانخیر کے لیے خوب گڑ گڑا کر اور روتے ہوئے دعائیں مانگیں اور خاص کر یہ بھی دعا کریں کہ حاضری کا یہ آخری موقع نہ ہو بلکہ خداوند قدوس اس مقدس دربار کی حاضری بار بار نصیب فرمائے اپنے ساتھ اپنے والدین اور رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں اور بزرگوں اور بچوں کے لیے بھی دعائیں مانگیں اس کے بعد روضہ منور کی طرف دیکھتے ہوئے اور جدائی کے رنج و غم میں آنسو بہاتے ہوئے مسجد نبوی شریف سے پہلے باباؤں نکالیں۔ اور جہاں تک گنبد خضرا نظر آئے بار بار حسرت بھری نگاہوں سے اس کا دیدار کرتے رہیں۔ اور یہ کہتے ہوئے روانہ ہو جائیں کہ

مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں  
اسی میں، عمرِ دو روزہ تمام ہو جائے



## اسلامیات

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہِ بظما کی رضا جوئی  
وہ اپنے ہو گئے ہے رحمت پروردگار اپنی!

### کھانے کا طریقہ

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹھن کر کے دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہوگی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہ چاہیے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تولیہ یا روٹیاں سے پونچھ لینا چاہیے تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے (ترمذی ج ۲ ص ۵، دعا لکیری ج ۵ ص ۱۹۶)

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھیں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی یاد آ جائے اور سب بسم اللہ پڑھ لیں اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہو تو سب یاد آ جائے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَدْلٰہِ ذَا خِرَہ (ترمذی ج ۲ ص ۱۰)

روٹی کے اوپر کوئی چیز نہ رکھی جائے اور ہاتھ کو روٹی سے نہ پونچھیں کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھائیں بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے (شکوۃ ج ۲ ص ۶۶۳)

مسئلہ: کھانا کھاتے وقت بائیں پاؤں بچھا دے یا داہنا پاؤں کھڑا رکھے، یا سر پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے اور اگر بھاری بدن یا کمزور ہونے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو پالتی مار کر کھانے میں بھی کوئی عرج نہیں کھانا کھانے کے درمیان میں کچھ باتیں بھی کرتا رہے بالکل چپ رہنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر کوئی بے ہودہ یا پھوٹربات



ہرگز نہ بکے بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتا رہے کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے۔ اور برتن کو بھی انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے، کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک ہی پر ختم کریں۔ کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفا ہے۔ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کَفَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط کھانے کے بعد مہاجرون لگا کر ہاتھ دھوئے میں کوئی حرج نہیں کھانے سے قبل عوام اور حیوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد علماء و مشائخ اور بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ کھانا کھا لیتے کے بعد دسترخوان پر صاحب خانہ اور حاضرین کے لیے خیر و برکت کی دعا مانگی بھی سنت ہے۔

(در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۶ وغیرہ)

**مسئلہ :** پاؤں پھلایا کر اور لیٹ کر اور چلتے پھرتے کچھ کھانا پینا خلافِ ادب اور طریقہ سنت کے خلاف ہے مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں اسلامی طریقوں کی پابندی اور آداب سنت کی تابعداری کرنی چاہیے۔

**مسئلہ :** چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں۔ جیسے سونے چاندی کا چمچ استعمال کرنا یا ان کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا، اسی طرح چاندی سونے کے بنے ہوئے گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا یا خالصان میں پان رکھنا یا چاندی کی سلائی سے سرمہ لگانا یا چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل لگانا یہ سب حرام ہے (در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۷)

**آداب** | کسی کے یہاں دعوت میں جاؤ تو کھانے کے لیے بہت بے صبری نہ ظاہر کرو کہ ایسا کرنے میں تم لوگوں کی نظروں میں ہلکے ہو جائے گے۔ کھانا سامنے آئے

تو اطمینان کے ساتھ کھاؤ، بہت جلدی جلدی مت کھاؤ دوسروں کی طرف مت دیکھو، اور دوسروں کے برتنوں کی جانب نگاہ مت ڈالو خبردار کسی کھانے میں عیب نہ نکالو کہ اس سے گھر والوں کی دل شکنی ہوگی اور سنت کی مخالفت بھی ہوگی۔ کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ یہی تھا کہ کہیں آپ نے کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا۔ بلکہ دسترخوان پر جو کھانا آپ کو مرغوب ہوتا اس کو تناول فرماتے اور جو تا پسند ہوتا اس کو نہ کھاتے بعض مردوں اور عورتوں کی عادت



سے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحب خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارا کرتے ہیں کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں کبھی منتظمین کو کوسنے دیتے ہیں میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں لہذا ان بڑی باتوں کو چھوڑ دو بلکہ یہ طریقہ اختیار کرو کہ اگر دعوتوں میں تمہارے مزاج کے خلاف بھی کوئی بات ہو تو اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو اور صاحب خانہ کی دجلوں کے لیے چند تعریف کے کلمات کہہ کر اس کا حوصلہ بڑھا دو۔ ایسا کرنے سے صاحب خانہ کے دل میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

**مسئلہ :** ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے تو اس کو اٹھا کر کھا لو شیخی مت بگھا رو، کہ اس کو ضائع کر دینا اسراف ہے جو گناہ ہے۔ بہت زیادہ گرم کھانا مت کھاؤ نہ کھانے کو سونگھو، نہ کھانے پر پھونک مارا کر اس کو ٹھنڈا کرو کہ یہ سب باتیں خلاف ادب بھی ہیں اور مضر بھی (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۱۶)

## پینے کا طریقہ

جو کچھ بھی پوئے بِسْمِ اللہ پڑھ کر داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے پینا شیطان کا طریقہ ہے جو چیز بھی پوئیں سانس میں پیو اور ہر مرتبہ برتن سے منہ ہٹا کر سانس لو، چاہیے کہ پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ ایک گھونٹ پیئے۔ اور تیسری سانس میں جتنا چاہیے پی لے، کھڑے ہو کر ہرگز کوئی چیز نہ پیئے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے۔ پانی چوس چوس کر پینا چاہیے غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے۔ جب پی چکے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے پینے کے بعد گلاس یا کتورے کا بچا ہوا پانی پھینکا اسراف و گناہ ہے۔ صراحی اور مشک کے منہ میں منہ لگا کر پانی پینا منع ہے اسی طرح لوٹے کی ٹوٹی سے بھی پانی پینے کی ممانعت ہے لیکن اگر پانی انڈیلنے کے لیے کوئی برتن نہ ہو تو ٹوٹی وغیرہ میں دیکھ بھال کر پانی پی پینے میں کوئی عرج نہیں۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۹ وغیرہ)

**مسئلہ :** وضو کا بچا ہوا پانی اور زرم شریف کا پانی کھڑے ہو کر پیا جائے ان دو کے سوا ہر پانی بیٹھ کر پینا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہرگز تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر کچھ نہ پیئے



اور اگر بھول کر کھڑے کھڑے پی لے تو اس کو چاہیے کہ قے کر دے۔

(شکوۃ ج ۲ ص ۳۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا کہ جب بھول کر پی لینے میں یہ حکم ہے کہ قے کر دے، تو قصد اپنے میں تو بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

(اشتہ المعات ج ۲ ص ۵۲۲)

مسئلہ: سبیل کا پانی مالدار بھی پی سکتا ہے ہاں البتہ وہاں سے پانی کوئی اپنے گھر نہیں لے جاسکتا کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے لیکن اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو گھر میں لے جاسکتا ہے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۹)

مسئلہ: جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو غسل کریں۔ وہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جاسکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں اس طرح مسجد کے ٹوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جاسکتے۔ بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے ٹوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ جائز نہیں۔

(مہار شریعت ج ۱۶ ص ۲۶)

## سونے کے آداب

مستحب یہ ہے کہ با وضو سوئے اور بسم اللہ پڑھ کر کچھ دیر راہنی کر دے پر اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوتُ، وَاُحْيٰی پڑھ کر راہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر سوئے۔ پیٹ کے بل نہ لیٹے حدیث شریف میں ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر پیٹ لیٹنا منع ہے جب کہ تہ بند پہنے ہوئے ہو کیوں کہ اس سورت میں متذکرہ جانے کا اندیشہ ہے۔ ایسی چھت پر سونا منع ہے جس پر گرنے سے کوئی روک نہ ہو لڑکا جب دس برس کا ہو جائے تو اپنی ماں یا بہن وغیرہ کے ساتھ نہ سلا یا جائے بلکہ اتنی عمر کا لڑکا لڑکوں اور مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے (ابن ماجہ و ترمذی وغیرہ)

مسئلہ: دن کے ابتدائی حصہ اور مغرب و عشاء کے درمیان اور عصر کے بعد سونا مکروہ



ہے رعالمگیری ج ۵ ص ۲۲۷ و بار شریعت ج ۱۶ ص ۶۹ .

مسئلہ: شمال کی طرف پاؤں پھیلا کر بلاشبہ سونا جائز ہے اس کو ناجائز سمجھنا غلطی ہے  
ہاں البتہ مغرب کی طرف پاؤں کر کے سونا یقیناً ناجائز ہے کہ اس میں قبلہ کی بے ادبی ہے۔

مسئلہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب رات کی ابتدائی تاریکی آ  
جائے تو بچوں کو گھروں میں سمیٹ لو کہ اس وقت میں شیاطین اِدھر اُدھر نکل پڑتے ہیں پھر جب  
ایک گھڑی رات چلی جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور بِسْمِ اللہ پڑھ کر دروازوں کو بند کر لو اور  
بِسْمِ اللہ پڑھ کر شکوں کے منہ باندھ دو اور برتنوں کو ڈھانک دو۔ اور سوتے وقت چراغوں  
کو بجھا دو اور سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کر دیہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سو یا  
کرتو اس کو بجھا دیا کر در بخاری و مسلم والودا اور وغیرہ)

مسئلہ: رات میں جب کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے بولنے کی آوازیں سنو تو  
أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھو (شرح السنۃ)

مسئلہ: اگر رات میں کوئی ڈراؤنا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھوکنا چاہیے  
اور تین بار أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اور کدوٹ بدل کر سو رہنا چاہیے  
اور کسی سے بھی اس خواب کا ذکر نہ کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس خواب سے کوئی نقصان  
نہیں پہنچے گا (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۹۴)

مسئلہ: اپنی طرف سے جھوٹا خواب گھر کر لوگوں سے بیان کرنا حرام اور بہت  
بڑا گناہ ہے (ترندی ج ۲ ص ۵۲)

مسئلہ: سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا سنت ہے جب سو کر اٹھے تو یہ دعا  
پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاَلَيْهِ النُّشُورُ اور بستر سے  
اٹھ جائے (رعالمگیری)

## لباس کا پہنا

اتنا لباس پہنا ضروری ہے کہ جس سے ستر عورت ہو جائے عورتیں بہت باریک اور اتنا



لباس ہرگز نہ پہنیں کہ جس سے بدن کے اعضاء ظاہر ہوں کہ عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے مرد بھی پاجامہ اور تہبند اتنے باریک اور ہلکے اور ہلکے کپڑے کا نہ پہنیں، کہ جس سے بدن کی رنگت جھلکے اور ستر لوشی نہ ہو کہ مردوں کو بھی ایسا تہبند اور پاجامہ پہننا جائز نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو رشتہ نہیں پہننی چاہیے کہ دھوئی پہننا ہندوؤں کا لباس سے اور اس سے ستر لوشی بھی نہیں ہوتی کہ چلنے اور اٹھنے بیٹھنے میں اکثر ان کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے اسی طرح ہر وہ لباس جو یہود و نصاریٰ یا دوسرے کفار کا قومی یا مذہبی لباس ہے مسلمانوں کو ہرگز نہیں پہننا چاہیے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۵۲)

اور ایسا تنگ لباس بھی ناجائز ہے کہ جس سے رکوع و سجود نہ ہو سکے، نیکر اور جانیگہ بھی ہرگز نہ پہنیں، کہ گھٹنوں اور ان کا کھولنا حرام ہے۔ ہاں تہبند کے نیچے اگر نیکر یا جانیگہ پہنیں تو کوئی عرج نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو ریشمی لباس پہننا یا لڑکوں کو پینا حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے لیکن اگر ریشمی کپڑے کا بانا سوت کا ہو اور تانا ریشم کا ہو تو یہ کپڑا مردوں کے لیے بھی جائز ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۱)

مسئلہ: عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے کسی غیر محرم کے سامنے بدن کا کوئی حصہ کھولنا جائز نہیں (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۸)

مسئلہ: بالغ عورت کو غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا یا سر کے کچھ حصہ سے دوپٹہ ہٹا دینا جائز نہیں مگر معلوم ہوا کہ بعض جگہ نئی دہن کی منہ دکھائی کا جو دسے تو ہے کہ کتبہ والے اور رشتہ دار لوگ اگر دہن کا منہ دیکھتے ہیں اور کچھ رقم منہ دکھائی میں دہن کو دیتے ہیں غیر محرم لوگوں کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا بھی

منع ہے (البدواؤد ج ۲ ص ۲۱۲)

مسئلہ: سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ رنگ کے کپڑے بھی بہتر ہی ہیں۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب



فاتحانہ حیثیت سے کہ معظمہ تشریف لائے تو سراقہ پر کالے رنگ کا عمامہ تھا کسم و زخمراں میں رنگا ہوا اور سرخ رنگ کا کپڑا عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے منع ہے (درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۲۳۸)

مسئلہ: علماء و فقہاء کو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے علمی فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم کی عزت و وقعت بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔

(ردالمختار و بہار شریعت، ج ۱۶ ص ۵۲)

مسئلہ: عورتوں کو چوڑی دار تنگ، پاجامہ نہیں پہننا چاہیے کہ اس سے ان کی پنڈلیوں اور رانوں کی بناوٹ اور شکل ظاہر ہوتی ہے۔ عورتوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ ان کے پاجامے غراوے یا ڈھیلے ڈھالے اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ سے زیادہ حصہ چھپ جائے یہ بہت ہی اچھا ہے۔

مسئلہ: مردوں کا پاجامہ یا تہ بند تختوں سے نیچا ہونا سخت منع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہے۔

مسئلہ: اون اور بالوں کے کپڑے حضرت انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں اور بہت سے اولیاء کاملین اور بزرگان دین نے اپنی زندگی بھر ان کپڑوں کو پہنا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو سنور کر دیکر یہ دنیا میں زلت ہے اور آخرت میں نور ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۲)

مسئلہ: کپڑا داہنی طرف سے پہننا شائے پہلے داہنی آستین داہنا پائینچہ پہننا یہ سنت ہے نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

یعنی اس اللہ کے لیے حمد ہے جس نے مجھے  
یہ پہنایا اور مجھے رزق دیا بغیر میری طاقت و  
قوت کے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۲، مجتہبی)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا  
وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ  
وَلَا قُوَّةٍ۔

## زینت کا بیان

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ مرد چاندی کی ایک انگوٹھی ایک انگ والی جو وزن



میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو سکتے ہیں مرد چنداں گٹھی یا ایک انگوٹھی کئی نگ والی یا چھلے نہیں پہن سکتے کریم سب مردوں کے لیے ناجائز ہیں عورتیں سونے چاندی کی ہر قسم کی انگوٹھیاں چھلے اور ہر قسم کے زیورات پہن سکتی ہیں لیکن سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں مثلاً لوہا، تانبہ، پتیل، رولڈ گولڈ، وغیرہ کے زیورات یا انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں بچنے والے زیورات بھی عورتوں کے لیے منع ہیں۔ نابالغ لڑکوں کو بھی زیورات پہنا حرام ہے پہنانے والے گنہگار ہوں گے (رد مختار رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۰ و عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۵)

مسئلہ: شریعت میں اجازت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے تو اچھا لباس اور قیمتی کپڑوں کا استعمال عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے جائز ہے بشرطیکہ فخر اور گھمنڈ کے لیے نہ ہو بلکہ نعمت خداوندی کے اظہار کے لیے ہو۔

مسئلہ: انسان کے بالوں کو عورت چوٹی بنا کر اپنے بالوں میں گوندھے تاکہ اس کے بال زیادہ اور خوبصورت معلوم ہوں یہ حرام ہے اور اگر ادن یا کالے دھاگوں کو چوٹی بنا کر بالوں میں گوندھے تو یہ جائز ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۲)

مسئلہ: دانتوں کو ریتی سے ریت کر خوبصورت بنانے والی یا مچھنے سے بھوؤں کے بالوں کو نوچ کر بھوؤں کو باریک اور خوبصورت بنانے والی ان سب عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے (بخاری ج ۲ ص ۸۸۰)

رڑکیوں کے ناک کان چھیدنا جائز ہے۔ بعض جاہل مرد اور عورتوں رڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دریا پھاتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی رڑکوں کے کان بھی چھدوانا ناجائز اور ان کے کان میں زیور پہنانا بھی حرام ہے۔ (رد المحتار)

عورتیں اپنی چوٹیوں میں سونے چاندی، سونے چاندی کے دانے، پھول، کلیپ لگا سکتی ہیں۔ مسئلہ: عورتوں کو کاجل اور کالا سرمہ زینت کے لیے لگانا جائز ہے مردوں کو کالا سرمہ محض زینت کے لیے لگانا ناجائز ہے۔ ہاں اگر کالا سرمہ آنکھوں کے علاج کے لیے لگائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۲)



## آداب

۱۔ جو امیر عورتیں بہت ہی قیمتی اور زرق برق لباس اور شاندار زیورات پہنتی ہیں ان کے پاس بہت کم اٹھو بیٹھو، کہ ان کے ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر تم کو اپنی مفلسی اور غریبی پر افسوس ہوگا۔ اور تم خداوند کریم کی ناشکری کرنے لگو گی اور خواہ مخواہ دنیا کی بوس بڑھے گی۔

۲۔ ہر ہفتہ نہادھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی، زیادہ سے زیادہ چالیس دن، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کیے تو گناہ ہوا۔ عورتوں کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیے کیوں کہ عورتوں کی گندگی اور چھوٹن سے شوہروں کو اپنی بیویوں سے نفرت ہو جایا کرتی ہے۔ پھر مایاں ہوی کے تعلقات ہمیشہ کے لیے خراب ہو جایا کرتے ہیں۔

(در مختار ج ۵ ص ۲۹۱)

۳۔ موٹے کپڑے پٹنا اور پٹے پرانے کپڑوں میں پیوند لگا کر پہنا اسلامی طریقہ ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۲) حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کپڑے میں پیوند لگا کر نہ پہن لو اس وقت تک کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔ اس لیے خبردار خبردار کبھی ہرگز بھی پیوند لگا کر کپڑوں کو پہننے میں نہ شرم کرو۔ اور نہ اس کو حقیر سمجھو نہ اس پر کسی کو طعنہ مارو۔

(بہار شریعت ج ۱۶ ص ۵۴)

۴۔ ناک منہ صاف کرنے کے لیے یا دمنو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے یا پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا عورتوں اور مردوں کے لیے جائز ہے۔ اس لیے رومال رکھنا چاہیے دامن یا آستین سے ہاتھ منہ پونچھنا یا ناک صاف کرنا خلاف ادب اور گھناؤنی بات ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۲)

**متفرق مسائل** | مسئلہ: مردوں کو عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نمازیں، کیونکہ جو نماز عمامہ باندھ کر پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: عمامہ باندھے تو اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان ٹسکائے اور شملہ زیادہ سے زیادہ اتنا بڑا ہونا چاہیے کہ بیٹھے میں نہ دبے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۱) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں ٹسکاتے یہ سنت کے خلاف ہے۔ اور بعض لوگ شملہ کو اوپر کر عمامہ میں گھس بیٹے ہیں۔



یہ بھی نہیں چاہیے خصوصاً نماز کی حالت میں تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت ج ۱ ص ۱۵۵)

مسئلہ: عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اس کو اتار کر زیرین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح پیٹا ہے اسی طرح ادھیڑا چاہیے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۱)

مسئلہ: ٹوپی پہننا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم میں اور مشرکین میں یہ فرق ہے کہ ہم عماموں کے نیچے ٹوپی رکھتے ہیں اور وہ صرف پگڑی باندھتے ہیں اور اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے چنانچہ ہندوستان کے کفار و مشرکین بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے (بہار شریعت ج ۱ ص ۱۵۴)

مسئلہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ لہذا بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھنا چاہیے بارہ ہاتھ سے زیادہ بڑا عمامہ باندھنا سنت کے خلاف ہے (بہار شریعت ج ۱ ص ۱۵۶)

مسئلہ: اولیاء و صالحین کے مزاروں پر غلاف و چادر ڈھانا جائز ہے جب کہ یہ مقصور ہو کہ صاحب مزار کی عظمت و رفعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو۔ اور عوام ان اللہ والوں کا ادب کریں۔ اور ان سے فیوض و برکات حاصل کریں۔ اور وہاں بآداب حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کریں۔ ردالمحتار ج ۵ ص ۲۲۲) وہابی اور بدعتیہ لوگ جن کے دلوں میں اولیاء اور بزرگان دین کی محبت و عقیدت نہیں ہے اس کو ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ ان لوگوں کی بات ہرگز نہیں مانی چاہیے ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔

مسئلہ: گلے میں تعویذ پہننا یا بازو پر تعویذ باندھنا اسی طرح بعض دعاؤں یا آیتوں کو کاغذ پر یا رکابی پر لکھ کر شفا کی نیت سے دھو کر پلانا بھی جائز ہے۔ بادر کھو کہ بعض حدیثوں میں جو گلے میں تعویذ ٹکانے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد زناۃ جاہلیت کے وہ تعویذات ہیں جو مشرکانہ مشرتوں سے بنائے جاتے تھے ایسے جنتروں کا پہننا آج کل بھی حرام ہے لیکن قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کے تعویذات ہمیشہ اور ہر زمانے میں جائز ہیں اور اب بھی جائز ہیں۔



مسئلہ: بچھونے یا مصلیٰ یا دسترخوان یا کمیوں یا مسندوں یا رومالوں پر اگر کچھ لکھا ہوا ہو تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ یہ لکھا وٹ خواہ کپڑوں میں بنی ہوئی ہو یا کاڑھی ہوئی ہو، یا روشنائی سے لکھی ہوئی ہو۔ الفاظ ہوں یا حروف ہوں، ہر صورت میں ممانعت ہے کیونکہ لکھے ہوئے الفاظ اور حروف کا ادب و احترام لازم ہے۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۲)

مسئلہ: نظر سے بچنے کے لیے ماتھے یا ٹھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ لگا دینا یا کھیتوں میں کسی لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر سگاڑ دینا، تاکہ دیکھنے والی کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ ایسا کرنا منع نہیں ہے۔ کیوں کہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اردو اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے تَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ ط یا اردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ بركت دے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی (رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۲)

مسئلہ: جس کے یہاں میت ہوئی ہے اسے اظہارِ غم کے لیے کالے کپڑے پہنا جائز نہیں ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۳) اسی طرح اظہارِ غم کے لیے کالے بٹے لگانا بھی ناجائز ہے۔ اولاً تو یہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ یہ نصرائیوں کا طریقہ ہے۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں پہلی محرم سے بارہویں محرم تک تین قسم کے رنگ والے کپڑے نہ پہنے جائیں کالاکہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے سبز کہ یہ بدعتیوں یعنی تعزیرہ داروں کا طریقہ ہے۔ اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لیے سرخ لباس پہنتے ہیں۔

(بہار شریعت بحوالہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ ج ۱۶ ص ۵۲)

مسئلہ: علماء و فقہاء کو ایسا لباس پہنا چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے مسائل پوچھنے اور دینی معلومات حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم دین کی عزت و وقار لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔

(بہار شریعت ج ۵ ص ۵۲ بحوالہ رد المحتار)



مسئلہ : عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیچ کر پہنے، جس نے اس کا اٹا کیا وہ ایسے  
 مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں رہا شریعت ج ۲ ص ۲۵۸ بحوالہ ضیاء القلوب فی لباس المحبوب  
 مسئلہ : پاجامہ کا کمیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تنکبہ نہ  
 بنائے رہا شریعت ج ۱۶ ص ۲۵۸

## چلنے کے آداب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ :

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا  
 إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ  
 فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ  
 وَاعْضِفْ مِنْ صَوْتِكَ إِتَّ  
 أَزْكَرَ الْأَصْوَادِ لَصَوْتُ  
 الْعَمِيرِ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۱)

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا  
 إِنَّكَ لَن تَخِرْقَ الْأَرْضَ وَلَن  
 تَبْلُغَ الْجِبَالَ طَوْلًا (پارہ ۱۵ رکوع ۴)

تیسری آیت میں فرمایا کہ :

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ  
 عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا (پارہ ۱۹ رکوع ۴)

یعنی رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر  
 آہستہ چلتے ہیں۔

مسئلہ : چلنے میں اترا اترا کر چلنا یا اکر اکر چلنا یا دائیں بائیں ہلتے اور جھومتے ہوئے چلنا،  
 یا زمین پر پاؤں ٹپک ٹپک کر چلنا، یا بلا ضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے  
 ہوئے چلنا۔ یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا، یہ سب اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہے، اور رسول اللہ







درجیت ریادہ ۲۸ رکوع ۲۵) اور علم والوں کے درجات کو بلند فرمادے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ مجلس سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ بلکہ آنے والوں کے لیے بیٹھ جائے اور جگہ کشادہ کر دے (تجاری وغیرہ) مجلسوں میں ہر مرد و عورت کو ان چند آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

۱۔ کسی کے پاس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۶)

۲۔ کوئی مجلس سے اٹھ کر کسی کام کو گیا اور یہ معلوم ہے کہ وہ ابھی آئے گا تو ایسی صورت میں اس

جگہ کسی اور کو بیٹھنا نہیں چاہیے وہ جگہ اسی کا حق ہے (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۸)

۳۔ اگر دو شخص مجلس میں پاس پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں جا کر

نہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ ہاں البتہ اگر وہ دونوں اپنی خوشی سے تمہیں اپنے درمیان میں بھائیں، تو

بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۷)

۴۔ جو تم سے ملاقات کے لیے آئے تو تم خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لیے ذرا اپنی جگہ

سے کھسک جاؤ جس سے وہ یہ جانے کہ میری قدر و عزت کی۔

۵۔ مجلس میں سردار بن کر مت بیٹھو۔ بلکہ جہاں بھی جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ گھمنڈ اور غرور اللہ تعالیٰ کو بہید

نا پسند ہے اور تواضع اور انکساری اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔

۶۔ مجلس میں چھینک آئے تو اپنے منہ پر اپنا ہاتھ یا کوئی کپڑا رکھ لو۔ اور پست آواز سے چھینکو

اور بلند آواز سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو اور بلند آواز سے حاضرین مجلس جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہیں۔

۷۔ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو، اگر پھر بھی نہ رکے تو ہاتھ یا کپڑے سے منہ

ڈھانک لو۔

۸۔ بہت زور سے قہقہہ لگا کر مت ہنسنا کہ اس طرح ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ مجلسوں میں لوگوں کے سامنے تیوری چڑھا کر اور ماتھے پر بل ڈال کر، ناک منہ چڑھا کر مت

دیکھو کہ یہ گھمنڈی لوگوں اور متکبروں کا طریقہ ہے بلکہ نہایت عاجزانہ انداز سے غریبوں کی طرح بیٹھو

کوئی بات موقع کی ہو تو لوگوں سے بول چال بھی ہو، لیکن ہرگز ہرگز کسی کی بات مت کاٹو، نہ کسی کی

دل آزاری کرو۔ نہ کوئی گناہ کی بات بولو۔



۱۰۔ مجلس میں خبردار خبردار کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ یہ بالکل ہی خلافِ آداب ہے۔

**مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجلس سے اٹھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر اور مجلس ذکر میں اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس خیر پر مہر کر دے گا (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۹ مجتبیٰ)

سُبْعَانِكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ  
وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔  
اے اللہ ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری  
پاک بیان کرتے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود  
نہیں میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور  
تیرے دربار میں توبہ کرتا ہوں۔

## زبان کی حفاظت کا بیان

بات چیت میں ہمیشہ اس کا دھیان رکھو کہ تمہاری زبان سے کوئی گناہ کی بات نہ نکل جائے  
حدیث شریف میں ہے کہ بیت سے لوگوں کو ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی باتیں جہنم میں لے جائیں  
گی اس لیے خاص طور پر بات چیت کرنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔

۱۔ بے سوچے سمجھے ہرگز کوئی بات مت کہو، جب سوچ کر تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی  
طرح بری نہیں تب بولو ورنہ بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

۲۔ کسی کو بے ایمان کہنا، یا یہ کہنا کہ فلاں پر خدا کی مار، خدا کی پھسکار، خدا کی لعنت، خدا کا  
غضب پڑے، فلاں کو دوزخ نصیب ہو اس طرح سے بولنا گناہ کی بات ہے جس کو ایسا کہا  
ہے اگر واقعی وہ ایسا نہ ہو تو یہ ساری لعنت اور پھسکار لوٹ کر کہنے والے پر پڑے گی۔

۳۔ اگر تم کو کسی نے دکھ دینے والی بات کہہ دی ہے تو تم صبر کرو اور معاف کر دو تمہیں  
بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور اگر تم اس کا جواب دینا چاہو تو تم بس اتنا ہی کہہ سکتے ہو جتنا اس  
نے تم کو کہا ہے اگر اس سے زیادہ کہو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے۔

۴۔ دو غلی بات ہرگز ہرگز مت کہو کہ اس کے منہ پر اس کی سی بات کرو۔ اور دوسرے



کے منہ پر اس کی سی بات کرو۔ کہ یہ دونوں جہان میں رسوائی کا سامان ہے۔

۵۔ نہ کسی کی چغلی کرو نہ کسی کی چغلی سنو، کہ یہ بڑھے بڑے فسادوں کی جڑ اور گناہ کبیرہ ہے۔

۶۔ جھوٹ کبھی ہرگز نہ بولو کہ یہ بہت ہی سخت گناہ کبیرہ ہے۔

۷۔ خوشامد کے طور پر کسی کے منہ پر اس کی تعریف نہ کرو۔ نہ پیٹھ کے پیچھے بھی حد سے زیادہ

کسی کی تعریف کرو۔

۸۔ نہ کسی کی غیبت کرو نہ کسی کی غیبت سنو، غیبت گناہ کبیرہ ہے اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی

پیٹھ کے پیچھے اس کی ایسی کوئی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو اگرچہ وہ بات سچی ہی ہو اور

اگر وہ بات ہی غلط ہو تو اس کو کہنا یہ بہتان ہے اس میں غیبت سے بھی زیادہ گناہ ہے۔

۹۔ جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس کے لیے مغفرت کی دعائیں

کیا کرو۔ امید ہے کہ قیامت میں وہ معاف کر دے۔

۱۰۔ کبھی ہرگز کسی سے جھوٹا وعدہ نہ کرو۔

۱۱۔ محض اپنی بات کو اونچی رکھنے کے لیے کسی سے بحث نہ کرو۔

۱۲۔ کبھی ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔

۱۳۔ سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق کیے ہوئے مت کہا کرو۔ کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی

ہوتی ہیں۔

۱۴۔ کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت کرو۔

۱۵۔ ہمیشہ اچھی باتیں لوگوں کو بتاتے رہو اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔

## مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے

گھروں میں داخل نہ ہو۔ جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے

بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ اور اگر ان گھروں میں کس کو نہ پاؤ تو اندر مت جاؤ جب تک تمہیں

اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ یہ تمہارے لیے



زیادہ پاکیزہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اس کو جانتا ہے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ہے اور ان میں تمہارا سامان موجود ہے۔ اور اللہ جانتا ہے تمام ان باتوں کو جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور جن کو تم چھپاتے ہو۔

(آرآن مجید)

**مسئلہ:** کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اور اس نے اندر سے کہا ”کون؟“ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ ”میں“ جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ ”میں“ کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ ”میں“ کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے پھر یہ جواب ہی کب ہوا۔

**مسئلہ:** جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے۔ پھر اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس شخص کے پاس گیا ہے وہ مکان سے باہر ہی مل گیا تو آپ اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں سلام کرے پھر کلام شروع کر دے۔ (خانیہ)

**مسئلہ:** اگر تم نے کسی کے مکان پر جا کر اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی اور گھر والے نے اجازت نہ دی تو ناراض ہونے کی ضرورت نہیں خوشی خوشی وہاں سے واپس چلے آؤ، ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت کسی ضروری کام میں مشغول ہو اور اس کو تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو۔

**مسئلہ:** اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو کہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے (در مختار ج ۵ ص ۲۶۷ و رد المختار) یا اس طرح کہے کہ السلام علیک ایہا النبی کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہوا کرتی ہے (مبار شریعت ج ۲ ص ۸۲)

## سلام کے مسائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ :

وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا اور جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے



بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ رُدُّهَا إِيَّائِي  
 اللَّهُ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا  
 تو تم اس سے بہتر لفظ میں جواب دو یا وہی  
 لفظ تم بھی کہہ دو، بے شک اللہ ہر چیز  
 (پارہ ۵ رکوع ۸) کا حساب لینے والا ہے۔

مسئلہ: سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔  
 مسئلہ: سلام کرنے والے کے لیے چاہیے کہ سلام کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے  
 کہ اس شخص کی جان، اس کا مال اس کی عزت و آبرو سب کچھ میری حفاظت میں ہے اور میں ان  
 میں سے کسی چیز میں دخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۸)  
 مسئلہ: عورت ہو یا مرد سب کے لیے سلام کرنے اور جواب دینے کا اسلامی طریقہ  
 یہی ہے کہ السلام علیکم کہے اور جواب میں وعلیکم السلام کہے اس کے سوا دوسرے  
 سب طریقے غیر اسلامی ہیں۔

مسئلہ: اگر دوسرے کا سلام لائے تو جواب میں یہ کہنا چاہیے علیکم وعلیہم  
 السلام۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ: السلام علیکم اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کافی ہے، لیکن بہتر یہ ہے  
 کہ سلام کرنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور جواب دینے والا بھی یہی کہے سلام میں  
 اس سے زیادہ الفاظ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۶)  
 مسئلہ: ”سَلَامٌ عَلَیْکُمْ“ کا لفظ بھی سلام ہے مگر چونکہ یہ لفظ شیعوں میں مذہبی  
 نشان کے طور پر رائج ہو گیا ہے کہ اس لفظ کے سنتے ہی فوراً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ شخص  
 شیعہ مذہب کا ہے لہذا سنیوں کو سلام میں اس لفظ سے بچنا ضروری ہے۔

(بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۸۹)

مسئلہ: سلام کا جواب فوراً ہی دینا واجب ہے بلا عذر تاخیر کی تو گنہ گار ہوا اور یہ گناہ  
 سلام کا جواب دے دینے سے دفع نہیں ہوگا۔ بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔

(درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۶)

مسئلہ: ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور ان میں سے کسی ایک نے



بھی سلام کیا تو سب سنت چھوڑنے کے الزام میں گرفتار ہوئے اور اگر ان میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر دیا تو سب بری ہو گئے لیکن افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوں ہی اگر جماعت میں سے کسی نے بھی سلام کا جواب نہ دیا تو واجب چھوڑنے کی وجہ سے سب گنہ گار ہو گئے اور اگر ایک شخص نے بھی سلام کا جواب دے دیا۔ تو پوری جماعت الزام سے بری ہو گئی مگر افضل یہی ہے کہ سب سلام کا جواب دیں (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۶)

**مسئلہ:** ایک شخص شہر سے آرہا ہے اور دوسرا شخص دیہات سے آرہا ہے دونوں میں سے کون کس کو سلام کرے، بعض نے کہا کہ شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض کا قول ہے کہ دیہاتی شہری کو سلام کرے اور اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے کہ چلنے والے بیٹھنے والے کو سلام کرے چھوٹا بڑے کو سلام کرے سوال پیدل کو سلام کرے، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں ایک شخص پیچھے سے آیا یہ اگے والے کو سلام کرے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۶)

**مسئلہ:** کافر کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے اور اگر ایسی جگہ گزرتا ہو جس جگہ مسلمان اور کفار دونوں جمع ہوں تو اَسَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کرنے کی نیت کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے ملے جلے مجمع کو "اَسَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَتَّبِعُوا" کہہ کر سلام کرے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۶)

**مسئلہ:** اذان و اقامت اور جمعہ وعیدین کے خطبہ کے وقت سلام نہیں کرنا چاہیے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۶)

**مسئلہ:** علانیہ فسق و فجور کرنے والوں کو سلام نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہوں اور یہ اگر ان سے سختی برتاوے ہے تو وہ اس کو پریشان کرتے ہوں اور ایذا دیتے ہوں اور اگر یہ ان سے سلام و کلام جاری رکھتا ہے تو وہ اس کو ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہوں تو ایسی صورت میں ظاہری طور پر ان فساق کے ساتھ سلام و کلام کے ساتھ میل جول رکھنے میں یہ شخص معذور سمجھا جائے گا (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۶)



مسئلہ : کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اور اس نے سلام پہنچانے کا وعدہ کر لیا تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور اگر سلام پہنچانے کا وعدہ نہیں کیا تھا تو سلام پہنچانا اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ : خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کو پڑھتے ہی زبان سے دعلیکم السلام کہہ کر تحریری سلام کا جواب ہو گیا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی طریقہ ہے (ربار شریعت ج ۱ ص ۹۲)

مسئلہ : انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا منع ہے حدیث شریف میں ہے کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کر کے سلام کرنا یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے۔  
مسئلہ : بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض تو فقط آنکھوں کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا کرتے ہیں یوں سلام کا جواب نہیں ہوا۔ زبان سے سلام کا جواب دینا واجب ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ : چھوٹے جب بڑوں کو سلام کرتے ہیں تو بڑا جواب میں کہتا ہے کہ ”جیتے رہو“ اسی طرح بڑھیا عورتیں بچوں کے سلام کا جواب اس طرح دیا کرتی ہیں ”خوش رہو“ ”سہاگن بنی رہو“ ”دودھ پوت والی رہو“ ان سب الفاظ سے سلام کا جواب نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اور ہر مرد و عورت کو سلام کے جواب میں دعلیکم السلام کہنا چاہیے۔

مسئلہ : اس زمانے میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں جن میں سب سے بُرے الفاظ ملتے ”اور بندگی عرض“ ہیں، مسلمانوں کو کبھی ہرگز ہرگز یہ نہیں کہنا چاہیئے بعض لوگ ”آداب عرض“ کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ اتنی برائی نہیں مگر یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ : کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو میں ہے تو اس کو سلام نہیں کرنا چاہیئے اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت بھی سلام نہ کرے۔ سب لوگ علی بات چیت کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم و عطا کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور



حاضرین سن رہے ہیں تو آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ: جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہو یا کپڑاڑا رہا ہو یا گانا گار رہا ہو یا ننگا ہا رہا ہو یا پیشاب کے بعد ٹھیلے کرستی سکھا رہا ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ: جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ: مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر کسی اجنبیہ عورت نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے (غانیہ)

مسئلہ: بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک جاتے ہیں اگر یہ جھکنا رکوع کے برابر ہو جائے تو حرام ہے اور اگر رکوع کی حد سے کم ہو تو مکروہ ہے (بہار شریعت ج ۱ ص ۹۲)

مسئلہ: کسی کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" کہنا یہ حضرات انبیاء اور ملائکہ کے ساتھ خاص ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت جبریل علیہ السلام، نبی اور فرشتے کے علاوہ کسی دوسرے کے نام کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے (بہار شریعت ج ۱ ص ۹۳)

مسئلہ: سلام محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم مومن بن جاؤ، اور تم لوگ مومن نہیں بنو گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ لہذا میں تم لوگوں کو ایک ایسے کام کی رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم لوگ وہ کام کرنے لگو گے تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے وہ کام یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کا چرچا کرو (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۹، مجتہبی)

مسئلہ: سلام غیر برکت کا سبب ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے پیارے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہوا کرے تو گھر والوں کو سلام کر، کیوں کہ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب



مسئلہ: سوار پیدل چلنے والوں کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۹۹)

مسئلہ: ہر مسلمان کے ہر مسلمان کے اوپر چھ حقوق ہیں (۱) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے (۲) جب وہ مرجائے تو اس کے جنازہ پر حاضر ہو (۳) جب دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (۴) جب وہ ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے، (۵) جب وہ چھینکے تو یرحمک اللہ کہہ کر اس کی چھینک کا جواب دے۔ (۶) اس کی غیر حاضری اور موجودگی دونوں صورتوں میں اس کی خیر خواہی کرے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۹۹)

## مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام

حدیث شریف میں ہے کہ جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی (ابوداؤد حلیہ ثانی صفحہ ۲۶۱ مجتبیٰ)

مسئلہ: مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت متواتر حدیثوں سے ہے۔ اور احادیث میں اس کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو ہلایا تو اس کے تمام گناہ گرجائیں گے۔ جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ مطلقاً مصافحہ کا جائز ہونا یہ بتانا ہے کہ نماز فجر و نماز عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے۔ اور فقہ کی جو بعض کتابوں میں اس کو بدعت کہا گیا ہے اس سے مراد بدعت حسنہ ہے اور ہر بدعت حسنہ جائز ہی ہوا کوئی ہے (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۹۸ بحوالہ درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۲) اور جس طرح نماز فجر و عصر کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے کیوں کہ جب اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو جس وقت بھی مصافحہ کیا جائے جائز ہی رہے گا جب تک کہ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت ثابت نہ ہو جائے اور ظاہر ہے کہ پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی ممانعت شریعت کی طرف سے ثابت نہیں ہے لہذا پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے (بہار شریعت ج ۱۶)



**مسئلہ :** مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔ یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہانے بیان کیا ہے اور اس کو بھی حدیث سے ثابت بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے ہاتھ سے اور بائیں ہاتھ سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے سخت پیدا ہوتی ہے۔  
(بہار شریعت ج ۱۶ ص ۹۸)

**مسئلہ :** وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلاف سنت بتاتے ہیں اور صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف تحریر فرمایا ہے کہ :

”ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا

چاہیے“ (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲۰)

**مسئلہ :** معانقہ کرنا بھی سنت ہے کیوں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے معانقہ فرمایا ہے (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶۱)

**مسئلہ :** بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوں اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو مثلاً خوبصورت مرد و عورتوں سے معانقہ کرنا کہ یہ فتنہ کا محل ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۹۸)

**مسئلہ :** کسی مرد کے رخسار یا پیشانی یا تھوڑی کو بوسہ دینا اگر شہوت کے ساتھ ہو تو ناجائز ہے اور اگر اکرام و تعظیم کے لیے ہو تو جائز ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا اور حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۶۲ وغیرہ)

**مسئلہ :** عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ ان لوگوں کے



قدم کو چومنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر کسی عالم دین سے لوگ یہ خواہش ظاہر کریں کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیکھئے کہ میں بوسہ دوں تو لوگوں کی خواہش کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لیے لوگوں کی طرف بٹھا سکتا ہے (درمختار ج ۵ ص ۲۲۵)

مسئلہ: بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے یا نہیں کرنا چاہیے رہا شریعت ج ۱۶ ص ۹۹ بحوالہ زیلعی و درمختار ج ۵ ص ۲۲۵

**بوسہ کی چھ قسمیں** | یاد رکھو کہ بوسہ کی چھ قسمیں (۱) بوسہ رحمت :- جیسے ماں باپ کا اپنی اولاد کو بوسہ دینا (۲) بوسہ شفقت :- جیسے اولاد کا اپنے والدین کو بوسہ دینا (۳) بوسہ محبت :- جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے (۴) بوسہ تحیت :- جیسے بوقت ملاقات ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بوسہ دے (۵) بوسہ شہوت :- جیسے مرد عورت کو بوسہ دے (۶) بوسہ دیانت :- جیسے حجاز سود کا بوسہ رہا شریعت ج ۱۶ ص ۹۹ بحوالہ زیلعی

مسئلہ: قرآن شریف کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ صبح کو قرآن مجید کو چومتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید کو بوسہ دیتے تھے۔ اور اپنے چہرے سے لگاتے تھے (درمختار ج ۵ ص ۲۲۶)

مسئلہ: سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت تعظیم کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔  
ردالمحتار ج ۵ ص ۲۲۶

مسئلہ: آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ مستحب ہے خصوصاً جب کہ ایسے شخص کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جو تعظیم کا مستحق ہے مثلاً عالم دین کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۲۶)

مسئلہ: جو شخص پسند کرتا ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے ہوں اس کی یہ خواہش مذموم اور ناپسندیدہ ہے (ردالمختار) بعض حدیثوں میں جو قیام کی مذمت آئی ہے اس سے مراد ایسے ہی شخص کے لیے قیام ہے یا اس قیام کو منع کیا گیا ہے جو عجم کے بادشاہوں میں رائج ہے کہ سلاطین



اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں اُنے  
وائے کے لیے قیام کرنا اس قیام میں داخل نہیں۔

## چھینک اور جمائی کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جمائی ناپسند  
ہے جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر حق ہے کہ یرحمک  
اللہ کہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس  
کو دفع کرے کیونکہ جب کو آدمی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ  
جمائی کسل اور غفلت کی دلیل ہے ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸)

مسئلہ: جب چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دینا واجب  
ہے اور جس طرح سلام کا جواب فوراً ہی دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سن لے واجب ہے  
بالکل اسی طرح چھینک کا جواب بھی فوراً ہی اور بلند آواز سے دینا واجب ہے۔

درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۶۶۶

مسئلہ: جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے کیوں کہ بخاری و مسلم کی حدیثوں  
میں ہے کہ جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۰۵) جمائی روکنے  
کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہونٹ کو دانتوں سے دبائے، اور جمائی روکنے کا ایک مجرب عمل یہ ہے  
کہ جب جمائی آنے لگے تو دل میں یہ خیال کرے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی  
تھی یہ خیال دل میں لاتے ہی ہرگز جمائی نہیں آئے گی (ردالمحتار ج ۱ ص ۳۲۲)

مسئلہ: جس کو چھینک آئے وہ بلند آواز سے الحمد للہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ  
الحمد للہ رب العلمین کہے اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے یرحمک اللہ  
پھر چھینکنے والا یغفر اللہ لنا و لکم کہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ: اگر ایک مجلس میں کسی کو کئی مرتبہ چھینک آئی تو صرف تین باتیں جواب دینا  
ہے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷)



مسئلہ : دیوار کے چھپے کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو سننے

والے پر اس کا جواب دینا واجب ہے (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۶۶)

مسئلہ : چھپکے والے کو چاہیے کہ سر جھکا کر لپٹ آواز سے منہ کو چھپا کر چھپکے بہت

ہی بہت بلند آواز سے چھینکنا حاکمات ہے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۶۶)

مسئلہ : بعض جاہل لوگ چھینک کو بدشگونئی سمجھتے ہیں اگر کسی کام کے لیے جاتے وقت

خود کو یا کسی دوسرے کو چھینک آگئی تو لوگ یہ بدفالی سمجھتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا۔ یہ بہت بڑی جہالت

ہے اور بے عقلی کی دلیل ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ چھینک اللہ تعالیٰ کو پندہ ہے اور یہ بھی ایک حدیث

میں ہے کہ اگر کوئی بات کرتے ہوئے چھینک آجائے تو یہ چھینک اس بات پر ”شاہد عدل“ ہے

اب غور کرو کہ جب چھینک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”شاہد عدل“ کا لقب دیا تو پھر بھلا چھینک

منحوس اور بدشگونئی کا سامان کیسے بن سکتی ہے؟ اس لیے لوگوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیے

کہ چھینک منحوس اور بدفالی کی چیز ہے خداوند کریم مسلمانوں کو اتباع سنت اور پابندی شریعت کی توفیق

بخشتے آئیں رہا شریعت ج ۱۶ ص ۱۱۲

مسئلہ : کافر کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو جواب میں یتَذَرُ دِیْلَکَ

اللہ کہنا چاہیے (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۶۶)

مسئلہ : چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے دوبارہ چھینک آئی اور اس نے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دوبارہ جواب دینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۷ و بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۰۹)

## خرید و فروخت کے چند مسائل

خریدنے اور بیچنے کے مسائل بہت زیادہ ہیں اس مختصر کتاب میں بھلا اس کی گنجائش کہاں

؛ جس کو مفصل طور پر خرید و فروخت کے مسائل کو جاننا ہو وہ بہار شریعت حصہ یازدہم کا بغور مطالعہ

کرے یہ اس بارے میں بہت ہی جامع اور معتبر کتاب ہے۔ ہم یہاں صرف چند ضروری مسائل کا ذکر

لکھتے ہیں جن سے اکثر و بیشتر واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ ان کو غور سے پڑھ کر یاد کر لو۔



مسئلہ: جب تک خرید و فروخت کے ضروری مسائل نہ معلوم ہوں کہ کونسی بیع جائز ہے اور کون سی ناجائز اس وقت تک مسلمان کو چاہیے کہ وہ تجارت نہ کرے بلکہ تجارت کرنے سے پہلے ان مسئلوں کو جان لینا چاہیے تاکہ تجارت میں حرام کمائی سے بچا رہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۷)۔

مسئلہ: تاجر کو اپنی تجارت میں اس قدر مشغول نہ ہو جانا چاہیے کہ فرائض ختم ہو جائیں بلکہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو لازم ہے کہ تجارت کو چھوڑ کر نماز پڑھنے چلا جائے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۸)

مسئلہ: بیچنے اور خریدنے میں یہ ضروری ہے کہ سودے اور قیمت دونوں کو اچھی طرح صاف صاف طے کر لیں کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھیں جس سے بعد میں جھگڑے بکھڑے پڑیں اگر ان دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز ہے۔ اور اپنے کسی کام میں

لانا بھی درست نہیں (ہدایہ ج ۲ ص ۲۹)

مسئلہ: عورت کے دودھ کو بیچنا اور خریدنا ناجائز ہے اگرچہ اس کو کسی برتن میں رکھ

یا ہوا گرچہ جس کا دودھ ہودہ باندی ہو (ہدایہ ج ۲ ص ۲۹)

مسئلہ: خنزیر کے بال اس کی کھال وغیرہ اس کے کسی جزو کا بیچنا اور خریدنا حرام اور

اس کی بیع باطل ہے۔ اسی طرح مردار کے چمڑے کی بیع بھی باطل اور ناجائز ہے جب کہ پکا یا ہوانہ ہو۔ اور اگر دباغت کر لی ہو تو اس کی بیع درست اور اس کو کام میں لانا جائز ہے۔

(ہدایہ ج ۲ ص ۲۹)

مسئلہ: تیل ناپاک ہو گیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اس کو دوسرے

کام میں لانا بھی جائز ہے (درمختار ج ۳ ص ۱۱۲) مگر یہ ضروری ہے کہ بیچنے والا خریدار کو تیل کے ناپاک ہونے کی اطلاع دے دے تاکہ خریدار اس کو کھانے کے کام میں نہ لائے اور اس

درجہ سے بھی خریدار کو مطلع کرنا ضروری ہے کہ تیل کا ناپاک ہونا عیب ہے اور بیچنے والے پر

لازم ہے کہ خریدار کو سودے کے عیب پر مطلع کر دے ناپاک تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں گھر میں

جلادے سکتا ہے ناپاک تیل کا چراغ جلا کر استعمال کرنا اگرچہ جائز ہے۔ مگر بدن یا کپڑے پر جہاں



بھی لگ جائے گا ناپاک ہو جائے گا اور بدن پاکیزے کو پاک کرنا پڑے گا۔ بعض دوائیں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں مثلاً جانور کا پتہ یا خون یا حرام جانوروں کی چربی یا شراب وغیرہ یہ دوائیں اگر بدن پاکیزے میں لگ گئیں تو ان کا پاک کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ: مردار کی چربی کو بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ نہ اس سے چراغ جلا سکتے ہیں نہ چمچا سکتے ہیں نہ اس میں لاسکتے ہیں نہ اس کو کسی مرہم یا صابون میں ملا سکتے ہیں (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۴)

مسئلہ: مردار کے بال، ہڈی، سینک، کھڑپ، چوہ، ناخن ان سب کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں ان کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔ اسی طرح ہاتھی کے دانت اور ہڈی اور اس کی بنی ہوئی چیزوں کو بھی خریدنا اور بیچنا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (ہدایہ ج ۲ ص ۲۹)

مسئلہ: کتا، بلی، ہاتھی، چیتا، باز، شکار، ان سب کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں یا بغیر سکھائے ہوئے ان کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ سکھائے جانے کے قابل ہوں کنگھنا کتا یا دشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ اس کو خریدنا بیچنا جائز نہیں (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۱)

مسئلہ: جانور یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے اور ان مقاصد کے لیے نہ ہوں تو کتا پالنا جائز نہیں۔ اور جن صورتوں میں کتا پالنا جائز ہے ان صورتوں میں بھی مکان کے اندر کتوں کو نہ رکھے لیکن اگر چور یا دشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے (فتح القدیر و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۵۹)

مسئلہ: مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ اور حشرات الارض مثلاً چوہا، سانپ، گرگٹ، گدہ، بچھو، چوٹی وغیرہ کو خریدنا اور بیچنا جائز نہیں (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۱) بندر کو کھیل اور مذاق کے لیے خریدنا منع ہے۔ اور اس کو نچانا اور اس کے ساتھ کھیل کرنا حرام ہے (درمختار)

مسئلہ: گیموں وغیرہ اناجوں میں دھول اور کنکری وغیرہ ملا کر بیچنا جائز ہے (عالمگیری) اسی طرح



دودھ میں پانی ملا کر بیچنا بھی ناجائز ہے (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۰۶)

**مسئلہ:** تالاب کے اندر کی مچھلیوں کو بیچنے کا جو دس تور ہے یہ بیع ناجائز ہے تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک وہ شکار کر کے پکڑنے لی جائیں تب تک ان کا کوئی مالک نہیں شکار کر کے جو ان مچھلیوں کو پکڑے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب سمجھو کہ جس شخص کا تالاب ہے جب وہ ان مچھلیوں کا مالک ہی نہیں تو اس کا ان مچھلیوں کو بیچنا کیسے درست ہوگا؟ ہاں اگر تالاب کا مالک خود ان مچھلیوں کو پکڑ کر بیچا کرے تو یہ درست ہے۔ اگر کسی دوسرے شخص سے پکڑوائے گا تو پکڑنے والا ان مچھلیوں کا مالک ہو جائے گا۔ تالاب کے مالک کا ان مچھلیوں میں کوئی حق نہیں ہوگا۔ تالاب کے مالک کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرے (درمختار ج ۳ ص ۱۰۶)

**مسئلہ:** کسی کی زمین میں خود بخود گھاس اگی نہ اس نے لگایا نہ اس نے پانی دے کر سنبھا تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے جو چاہے کاٹ لے جائے زمین کے مالک کے لیے نہ اس گھاس کو بیچنا جائز ہے نہ کسی کو منع کرنا درست ہے ہاں البتہ اگر زمین کے مالک نے پانی دے کر سنبھا ہو اور محنت کی ہو اور حفاظت درکھوالی کی ہو تو اس صورت میں وہ گھاس زمین کے مالک کی ہو جائے گی اب اس کو بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو اس گھاس کے کاٹنے سے منع کرنا بھی درست ہے۔ (درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۱۰)

**مسئلہ:** کافر نے اگر قرآن مجید خرید یا تو قاضی کو چاہیے کہ اس کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دے (تنویر)

**مسئلہ:** تازی، سیندھی، شراب کی تجارت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر، اور اس کے پینے والے پر، اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر، اور اس کے بیچنے والے پر، اور اس کو نچوڑنے والے پر، اور اس کو چھانٹنے والے پر، اور اس کو اٹھانے والے پر، اور یہ جس کے اوپر لادی گئی ہو لعنت فرمائی ہے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۱۱ مجتہبیٰ)

**مسئلہ:** لوہے پتل وغیرہ کی انگوٹھیں جس کا پہننا مرد اور عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے اس کا بیچنا مکروہ ہے (عالمگیری) اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا جائز نہیں ایسوں کے ہاتھ بیچنا جو ان کو



نثر کے طور پر کھاتے ہیں ناجائز ہے کیوں کہ یہ گناہ پر اعانت ہے۔

مسئلہ: جس مورد کے متعلق یہ معلوم ہے کہ یہ چوری یا غضب کا مال ہے اس کو

خریدنا جائز نہیں۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۸)

مسئلہ: زندیوں کو حرام کاری یا گانے ناچنے کی اجرت میں جو سامان ملا ہے وہ بھی مال ضیث

اور حرام ہے اس کو بھی خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ: کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع جائز ہے لیکن جب اس

سامان کو دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے اور اگر ناپسند ہو تو پھیر دے اگرچہ اس میں کوئی

عیب نہ ہو اس کو شریعت میں ”خیار روت“ کہتے ہیں (ہدایہ ج ۲ ص ۲۵)

مسئلہ: جب کوئی سودا بیچے تو واجب ہے کہ اس میں اگر کچھ عیب و خرابی ہو تو خریدار کو

بتا دے، عیب کو چھپا کر اور خریدار کو دھوکہ دے کر بیچنا حرام ہے۔

مسئلہ: کوئی چیز خریدی اور خریدنے کے بعد دیکھا کہ اس میں عیب ہے مثلاً ٹھان کو اندر

سے چوہوں نے کتر ڈالا ہے یا اندر سے کٹا ہوا ہے۔ تو خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے لے لیوے

چاہے واپس کر دے اس کو شریعت میں ”خیار عیب“ کہتے ہیں (ہدایہ ج ۲ ص ۲۹)

مسئلہ: جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہے دوسنے سے پہلے اس کا بیچنا اور خریدنا جائز

نہیں۔ پہلے دودھ لے تب بیچے، اسی طرح بھیڑ و دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے اس

کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں (درمختار ج ۲ ص ۱۰۸)

مسئلہ: گوبر کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے لیکن آدمی کے پاخانہ کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔

ہاں البتہ اگر آدمی کے پاخانہ میں لاکھ اور مٹی اس قدر مل جائے کہ مٹی اور لاکھ غالب ہو جائے اور

پاخانہ کھا دین جائے تو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے (درمختار ج ۵ ص ۲۴۶ و بہار شریعت)

مسئلہ: احتکار و ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے احتکار کے معنی یہ ہیں کہ کھانے کی چیزوں کو

اس لیے چھپا کر رکھ لینا کہ جب اس کا بھاد زیادہ گراں ہو جائے تو بیچے گا ایسا کرنے سے

گراں بڑھ جاتی ہے اور قحط کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے اور مخلوق خدا کو ضرر اور نقصان پہنچتا ہے اس لیے

شریعت نے اس سے منع کیا ہے اور اس کے بارے میں بہت سی وعید کی حدیثیں آئی ہیں ایک حدیث



میں ہے کہ جو چالیس دن تک احتکار (ذخیرہ اندوزی) کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب (کوڑھ) اور مفلسی میں مبتلا کرے گا اور ایک دوسرے حدیث میں آیا ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کی نفلی عبادتوں کو قبول فرمائے گا۔ نہ فرض عبادتوں کو (درمختار ج ۵ ص ۱۲۴) احتکار (ذخیرہ اندوزی) انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے مثلاً اناج شکر وغیرہ اور جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس بھوسا (درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۱)

مسئلہ: احتکار وہی کہلائے گا جب کہ غلہ کار و کٹا وہاں والوں کے لیے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے اس کے روکنے سے قحط کا اندیشہ ہے دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا (ہدایہ ج ۴ ص ۴۵۴) اور اگر کسی نے فصل پر غلہ اس نیت سے خرید کر رکھ لیا کہ جب غلہ کا بھاؤ کچھ گراں ہوگا تو بیچ کر کچھ نفع اٹھاؤں گا تو یہ نہ احتکار ہے نہ ممنوع ہے۔

مسئلہ: احتکار کرنے والوں کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے اگر وہ لوگ قاضی کے حکم کے فائدہ کریں یعنی زائد غلہ نہ بیچیں تو قاضی ان لوگوں کو مناسب مزد دے گا۔ اور ان لوگوں کی حاجت سے زیادہ قضا غلہ ہوگا۔ قاضی خود اس کو فروخت کر دے گا۔ کیونکہ لوگوں کو پریشانی اور ضرر عام سے بچانے کی یہی صورت ہے۔ (ہدایہ ج ۴ ص ۴۵۵)

مسئلہ: بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ذخیرہ اندوزی کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کر دے پھر جب ان لوگوں کے پاس غلہ ہو جائے تو قضا قضا لیا ہے واپس دے دیں۔ (درمختار ج ۵ ص ۲۵۶)

مسئلہ: تاجروں نے اگر چیزوں کی قیمت بہت زیادہ بڑھادی ہے اور بغیر کنٹرول کے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو حاکم چیزوں کی قیمتیں مقرر کر کے بھاؤ پر کنٹرول کر سکتا ہے اور کنٹرول کی ہوئی قیمت پر جو بیع ہوگی وہ جائز و درست ہوگی۔ (ہدایہ ج ۴ ص ۲۵۶)

### نشہ والی چیزوں کا بیان

مسئلہ: ہر قسم کی شراب حرام اور نجس ہے تاڑی کا بھی یہی حکم ہے دوا کے لیے بھی اس کا



پینا درست نہیں بلکہ جن دواؤں میں تاڑی یا شراب پڑی ہو اس کا کھانا اور بدن میں لگانا جائز نہیں۔  
(ردالمحتار ج ۱ ص ۲۱۶ وغیرہ)

مسئلہ: تاڑی شراب کے علاوہ جتنی نشہ لانے والی چیزیں ہیں جیسے افیون بھنگ جائفل وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لیے اتنی مقدار میں ان کا کھانا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا بدن میں لگانا بھی جائز ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں لیکن ان کو اتنی مقدار میں کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے (درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۱۶۶)

مسئلہ: بعض جاہل عورتیں بچوں کو افیون پلا کر سلا دیتی ہیں کہ وہ نشہ میں پڑے ہوتے رہیں روئیں دھوئیں نہیں یہ حرام ہے اور اس کا گناہ عورتوں کے سر پر ہے۔

## بلا اجازت کسی کی کوئی چیز لے لینا

کسی کی کوئی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی اجازت کے بغیر لے لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ بعض عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی رشتہ دار کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہے اسی طرح بعض مرد اپنے دوستوں اور ساتھیوں یا اپنی عورتوں کی چیزیں بلا اجازت لے لیا کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ جائزہ درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز بلا اجازت لے لی ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ اس چیز کو واپس کر دینا ضروری ہے اور اگر خرچ یا ہلاک ہو گئی تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسی چیز ہے کہ اس کی مثل بازار میں مل سکتی ہے تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی خرید کر دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی ہے کہ اس کی مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا واجب ہے۔ یا یہ کہ جس کی چیز تھی اس سے معاف کرا لے اور وہ معاف کر دے تب چھٹکارا مل سکتا ہے (عامۃ کتب فقہ)

## تصویروں کا بیان

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے (رحمت کے) جس گھر میں کتاب یا تصویر ہو (شکوۃ ص ۱۲۸۵ مطابع) اور دوسری حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ سب



سے زیادہ کتاب اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والوں کو ہوگا (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۵) ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ تصویر بنانے والے پر خدا کی لعنت ہے (بخاری ج ۲ ص ۱۸۸)

مسئلہ :- جاندار چیزوں کی تصویر بنانا، بنوانا اس کا رکھنا اس کا بیچنا، خریدنا حرام ہے ان البتہ غیر جاندار چیزوں جیسے درختوں، مکانوں وغیرہ کی تصویر بنانے اور ان کے رکھنے ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے اور پر کی حدیثوں میں جن تصویروں کی ممانعت ہے ان سے مراد جاندار کی تصویریں ہیں۔

مسئلہ :- کچھ لوگ مکانوں میں زینت کے لیے انسانوں اور جانوروں کی تصویریں یا مورتیاں رکھتے ہیں یہ حرام ہے اسی طرح کچھ لوگ مٹی یا پلاسٹک یا دھاتوں کی مورتیاں بچوں کے کھیلنے کے لیے خریدتے ہیں یہ سب حرام و ممنوع ہیں اپنے بچوں کو اس سے رکنہ پائے۔ اور ایسے کھلونوں اور گڑیوں کو توڑ پھوڑ دینا یا جلا دینا چاہیے۔

مسئلہ :- جانوروں اور کھیتی اور مکان کی حفاظت اور شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے ان مقصدوں کے علاوہ کتا پالنا جائز نہیں۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۵۹) بعض بچے کتوں کے بچوں کو شوقیہ پالتے اور گھروں میں لاتے ہیں ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو اس سے روکیں، اور اگر وہ نہ مانیں تو سختی کریں حدیث میں جن کتوں کے گھر میں رہنے سے رحمت کے فرشتوں کے نہ آنے کا ذکر ہے ان کتوں سے مراد وہی کتے ہیں جن کو پالنا جائز نہیں ہے۔

## بیوہ عورتوں کا نکاح

مسلمانوں میں ہندوؤں کے میل جول سے جہاں بہت سی بیوہ رسموں کا رواج اور چلن ہو گیا ہے ان میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں اور خاص کر اپنے کو شریف کہلانے والے مسلمان اس بلا میں بہت زیادہ گرفتار ہیں حالاں کہ شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح دوسرا۔ ان دونوں میں فرق سمجھنا انتہائی حماقت اور بے وقوفی بلکہ شرمناک جہالت ہے عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود دوسرا نکاح کرنا یا دوسروں کو اس کی رغبت دلانا تو درکنار اگر کوئی امثلیٰ بندہ اور رسول کے حکم کو اپنے سر اور آنکھوں پر لے کر دوسرا نکاح



کرتی ہے تو وہ عمر بھر حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور عورتیں بات بات پر اس کو طعنہ دے کر ذلیل کرتی ہیں یا درکھو کہ دوسرا نکاح کرنے والی عورتوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور نکاح ثانی کو برا جاننا یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیوں کہ شریعت کے کسی حکم کو عیب سمجھنا اور اس کے کرنے والے کو ذلیل جاننا کفر ہے کون نہیں جانتا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی کمواری نہ تھیں ایک ایک دو دو نکاح ان کے پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ کوئی ان است کی ماؤں کو ذلیل یا برا کہہ سکتا ہے؟ تو یہ نعوذ باللہ۔ بہر حال یاد رکھو کہ بیوہ عورتوں سے نکاح یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسی چھوڑی ہوئی اور مردہ سنت کو زندہ اور جاری کرے اس کو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ لہذا مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس بیوہ رسم کو دنیا سے مٹا دیں۔ اور اللہ و رسول کی خوشنودی کے لیے بیوہ عورتوں کا نکاح ضرور کر دیں اور ان بیچاری دکھاری اللہ کی بندویں کو بیکسی اور تباہی و بربادی سے بچا کر ایک شہیدوں کا ثواب حاصل کریں اور بیوہ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہوئے بغیر کسی شرم اور عار کے خوشی خوشی دوسرا نکاح کر لیں اور شہیدوں کے ثواب کی حق دار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ۔

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ  
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ  
وَأَمَّا نَكُمْ (سورۃ نور)

اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے  
نکاح ہوں اور اپنے لائق غلاموں اور  
کینزوں کا۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

مَنْ تَمَسَّكَ بِشَاَتِي عَيْتٍ  
فَسَادَ أُمَّتِي فَكُلُّ أَحَدٍ  
مِائَةِ شَهِيدٍ (مشکوٰۃ ج ۱)

یعنی میری است میں ضار پہن جائے  
مے وقت جو شخص مضبوطی کے ساتھ میری  
سنت پر عمل کرے اس کو ایک سو  
شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

ص ۱۳۰ صبح المطالع

اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی "کتاب الزہد" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما



سے روایت کیا ہے (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۳۰)

## بیماری اور علاج کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لیے شفا بھی اتاری (بخاری و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۷)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہر بیماری کے لیے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھا ہو جائے گا (مسلم و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۷)

ابوداؤد ترمذی وابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دواؤں سے ممانعت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطاریل سے جھاڑ پھونک کرنے کی اجازت دی ہے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۸)

**بیمار پرسی** | بیمار کا حال پوچھنا بڑے ثواب کا کام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لیے صبح کو جائے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں (ابوداؤد ج ۲ ص ۸۶)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے، تو آسمان سے ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلپا اچھا ہے اور جنت کی ایک منزل کو تو نے اپنا ٹھکانا بنایا (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲)

**مسئلہ:** مریض کی بیمار پرسی کے لیے جانا سنت اور ثواب ہے۔ لیکن اگر معلوم ہو کہ بیمار پرسی کو جائے گا تو مریض پر گراں گزرے گا تو ایسی حالت میں بیمار پرسی کو نہ جائے۔

**مسئلہ:** دوا علاج کرنا جائز ہے جب کہ یہ اعتقاد ہو کہ درحقیقت شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے دواؤں کو مرض کے زائل کرنے کا سبب بنادیا ہے اگر کوئی دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہے تو اس اعتقاد کے ساتھ دوا علاج کرنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۰)

**مسئلہ:** حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نے فرمایا ہے کہ جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔ انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ، الکوحل، اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے۔ ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۸)

**مسئلہ:** شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے جیسے زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کے زخم پر شراب کا پھایا رکھا یا شراب ملے ہوئے مرہم یا لیمپ کو بدن پر لگایا یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال کیا۔ ان سب صورتوں میں وہ گنہ گار ہوا۔ جس نے شراب کو استعمال کیا یا کرایا۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۱)

**مسئلہ:** کوئی شخص بیمار ہوا اور دوا علاج نہیں کیا اور مر گیا تو گنہ گار نہیں ہوا۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۰) مطلب یہ ہے کہ دوا علاج کرنا فرض یا واجب نہیں ہے کہ اگر دوا نہ کرے اور مر جائے تو گنہ گار ہو یا البتہ بھوک پیاس کا غلبہ ہوا اور کھانا پانی موجود ہوتے ہوئے کچھ کھایا یا نہیں اور بھوک پیاس سے مر گیا تو ضرور گنہ گار ہو گا۔ کیونکہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے اس کی بھوک پیاس چلی جاتی اور بھوک پیاس کی وجہ سے اس کی موت نہ ہوتی (عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۰)

**مسئلہ:** حقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں کوئی عرج نہیں۔ جب کہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب (ردایہ ج ۲ ص ۴۵۹)

**مسئلہ:** بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی کو کاٹا جا جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹلنکے لگائے جائیں اس ضرورت سے دواؤں کے ذریعہ مریض کو بے ہوش کرنا جائز ہے (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۲۷)

**مسئلہ:** حقنہ لگانے یا پیشاب آمارنے کے لیے سلاخی چڑھانے میں اس جگہ کی طرف دیکھنے اور چھونے کی نوبت آتی ہے بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے (رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۷)

**مسئلہ:** اسقاطِ عمل کے لیے دوا استعمال کرنا یا دوائی سے حمل گروانا منع ہے بچہ کی صورت میں گئی ہو یا نہ ہو۔ دونوں صورتوں میں حمل گرنا ممنوع ہے لیکن ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً بچہ پیدا ہونے میں عورت کی جان کا خطرہ ہو یا عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور کوئی دودھ پلانے والی عورت ملی نہیں سکتی۔ اور باپ کے پاس



اتنی وسعت نہیں کہ وہ بچہ کے لیے دودھ کا انتظام کر سکے۔ اور بچہ کے ہاگ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں مجبوری کی وجہ سے حمل گرایا جاسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے یعنی اگر حمل ایک سو بیس دن کا ہو چکا ہو اور بچے کے اعضاء بن چکے ہوں تو ایسی صورت میں حمل گرانے کی اجازت نہیں ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۲، و بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۲۸)

مسئلہ: بیماری میں نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز کرنا سنت ہے یا بد پرہیزی نہیں کرنی چاہیے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۸۳)

مسئلہ: مریض کو کھانے پانے میں زبردستی نہیں کرنی چاہیے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مریض کو کھانے پر مجبور نہ کرو۔ کیوں کہ مریضوں کو اللہ تعالیٰ کھانا پلانا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۸) اور یہ بھی فرمان نبوی ہے کہ جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھادو۔ (ابن ماجہ) یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانا مریض کو مضر نہ ہو۔ اور کھانے کی اشتہاء صادق ہو۔

مسئلہ: جن بیماریوں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش، کوڑھ وغیرہ ایسے مریضوں کو چاہیے کہ وہ خود سب سے الگ الگ رہیں تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

## قرآن کی تلاوت کا ثواب

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل اور اجر و ثواب بہت زیادہ ہیں اس کے متعلق چند حدیثوں کو پڑھ لو اور ان پر عمل کر کے اجر و ثواب کی دولتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔  
حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں وہ بہترین شخص ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے (بخاری ج ۲ ص ۵۲)

حدیث: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ ”کراما کاتبین“ کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ الفاظ ادا ہوتے ہیں اس کے لیے



دو گنا ثواب ہے (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۲)

حدیث: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہیں ہے وہ ویرانہ اور اجاڑ مکان کے مثل ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک ایسی نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ اکھ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے مطلب یہ ہے کہ جس نے صرف اکھ پڑھ لیا تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵)

حدیث: جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اور اس نے قرآن کے حلال کیے ہوئے کو حلال سمجھا اور حرام کیے ہوئے کو حرام جانا تو وہ اپنے گھردالوں میں سے ایسے دس آدمیوں کی شفاعت کرے گا جن کے لیے جہنم واجب ہو چکا تھا (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۴)

حدیث: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ نماز میں تم نے کون سی سورہ پڑھی انہوں نے سورہ فاتحہ الحمد للہ رب العلمین پڑھ کر سنائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ نہ اس کے مثل توریت میں کوئی سورہ اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں یہ سورہ سب سے مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے خدا کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱)

حدیث: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ شیطان اس گھر میں سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دو چمک دار سورتیں سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کو پڑھو کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو ابر میں باد و سائبان ہیں یا صفت بستہ پرندوں کی دو جماعتیں وہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی شفاعت کریں گی سورہ بقرہ کو پڑھا کر وہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل اس سورہ کی تاب نہیں لاسکتے۔

(مسلم و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۴)

حدیث: جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لیے دونوں جمعوں کے



درمیان نور روشن ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۹)

حدیث: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سو رکعتیں پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۹) اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یہ ہے جس نے سو رکعتیں پڑھی۔ دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۶)

حدیث: رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں تیس آیتوں کی ایک سورۃ ہے وہ وہ آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ سورۃ ملک ہے (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۳)

حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۳) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت بچھونے پر دہنی کر دے لیٹ کر سو مرتبہ سورۃ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! اپنی دہنی جانب جنت میں چلا جا (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۲)

## قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ: قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا اور قیمتی غلاف چڑھانا جائز ہے کہ اس سے عوام کی نظروں میں قرآن مجید کی عظمت پیدا ہوتی ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۵)

مسئلہ: قرآن مجید بہت چھوٹے سائز کا چھپوانا جیسے کہ لوگ تعویذی قرآن چھپواتے ہیں مکروہ ہے کہ اس سے قرآن مجید کی عظمت عوام کی نظروں میں کم ہوتی ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲)

مسئلہ: قرآن مجید بہت پرانا اور بوسیدہ ہو گیا اور اس قابل نہیں رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق ادھر سے ادھر بکھر جائیں گے تو چاہیے کہ اس کو



پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں اور دفن کرنے میں اس پر تختہ لگا کر دفن کر دیں تاکہ قرآن مجید پر مٹی نہ پڑے قرآن پرانا بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلدیا نہ جائے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۵) مسئلہ: قرآن مجید پر اگر توہین کے ارادہ سے کسی نے پاؤں رکھ دیا تو کافر ہو جائے گا (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۴) اور اگر بے اختیار غلطی سے پاؤں پر گیا تو قرآن مجید کو ادب سے اٹھا کر بوسہ دے اور توبہ کرے۔

مسئلہ: کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھا ہے اور اس میں تعدات نہیں کرتا تو کچھ گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۴)

مسئلہ: لغت اور نحو و صرف کی کتابوں کو نیچے رکھے اور ان کے اوپر علم کلام کی کتابوں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ کی کتابیں اور حدیث کی کتابیں رکھی جائیں اور ان کے اوپر تفسیر کی کتابوں کو رکھیں اور سب کتابوں سے اوپر قرآن مجید کو رکھیں اور قرآن مجید کے اوپر کوئی چیز نہ رکھیں بلکہ قرآن مجید جس بکس یا الماری میں ہو اس بکس اور الماری کے اوپر بھی کوئی چیز نہ رکھیں۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۵) مسئلہ: جس گھر میں قرآن مجید ہو اس میں بیوی سے صحبت کرنے کی اجازت ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔ قرآن مجید کی طرف پٹھ کرنا یا پاؤں پھیلنا قرآن سے اونچی جگہ بیٹھنا سخت خلاف ادب اور ممنوع ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۴)

## مسجد اور قبلہ کے آداب

مسئلہ: مسجد کو چوڑے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے اور سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار بنانا درست ہے جب کہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مسجد کے وقف کے مال سے متول کو ایسے نقش و نگار بنوانے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن بعض مشائخ کرام دیوار قبلہ میں نقش و نگار بنوانے کو مکروہ بتاتے ہیں کہ غازی کا دل ادھر متوجہ ہوگا۔ اور دھیان بٹے گا۔

(در مختار و عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۱)

مسئلہ: مسجد میں کھانا، سونا، متکف کے لیے جائز سے غیر متکف کے لیے کھانا



سونا مکروہ ہے اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور کچھ ذکر الہی کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد مسجد میں کھائے اور سوئے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲) ہندوستان میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ لوگ مسجد کے اندر روزہ افطار کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اگر خارج مسجد کوئی ایسی جگہ ہو جب تو مسجد میں نہ افطار کریں ورنہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیں۔ اب افطار کرنے میں کوئی عرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ مسجد کے فرش اور چٹائیوں کو کھانے پانی سے آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ: مسجد کو راستہ بنانا مسجد میں کوئی سامان یا تعویذ وغیرہ بچپنا یا خریدنا جائز نہیں۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲)

مسئلہ: مسجد کے سائل کو دنیا یا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی منع ہیں مسجد میں دنیاوی بات چیت نیکیوں کو اس طرح کھالتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا ڈالتی ہے یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کا گناہ کا نو پوچھنا ہی کیا ہے (درمختار و رد المختار)

مسئلہ: مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۳) ہاں اگر نمازیوں کی کثرت اور مسجد میں تنگی ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔ مسئلہ: عظمت اور احترام کے لحاظ سے سب سے بڑا درجہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ کی مسجد کا ہے پھر مسجد نبوی کا پھر مسجد بیت المقدس کا۔ پھر جامع مسجد کا، پھر محلہ کی مسجد کا، پھر سڑکوں کی مسجدوں کا (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲)

مسئلہ: مسجدوں کی صفائی کے لیے ابا بیلوں اور چمکا دڑوں وغیرہ کے گھونسوں کو نوچ کر پھینک دینا جائز ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲)

مسئلہ: مسجدوں میں جوتا پہن کر داخل ہونا مکروہ ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲) یہ اس وقت ہے جب کہ جوتوں میں کوئی نجاست نہ لگی ہو اور اگر جوتوں میں نجاست لگی ہو تو ان ناپاک جوتوں کو پہن کر مسجد میں داخل ہونا سخت حرام ہے۔



مسئلہ: مسجد میں ان آداب کا خاص طور پر خیال رکھیں (۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ وہاں لوگ ذکر الہی اور درس یا نماز میں مشغول نہ ہوں اور اگر مسجد میں کوئی موجود نہ ہو یا جو لوگ موجود ہوں وہ عبادتوں میں مشغول ہوں تو السلام علیکم کہنے کی بجائے یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ (۲) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیہ المسجد ادا کرے (۳) خرید و فروخت نہ کرے (۴) سنگی تلوار لے کر مسجد میں نہ جائے (۵) گئی ہوئی چیز چٹا کر مسجد میں نہ ڈھونڈھے (۶) ذکر الہی کے سوا آواز بلند نہ کرے۔ (۷) دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے (۸) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے، (۹) جگہ کے لیے لوگوں سے جھگڑا نہ کرے۔ (۱۰) اسی طرح نہ بیٹھے کہ لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہو جائے (۱۱) نمازی کے آگے سے نہ گزرے (۱۲) مسجد میں تھوک اور کھنکار نہ ڈالے (۱۳) انگلیاں نہ چٹپٹائے (۱۴) نجاست اور زچوں پاگلوں سے مسجد کو بچائے (۱۵) ذکر الہی کی کثرت کرے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲)

مسئلہ: قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح قبلہ کی طرف نشانہ بنا کر اس پر تیر چلنا یا گولی مارنا یعنی چاند ماری کرنا مکروہ ہے قبلہ کی طرف تھوکن بھی حلال ادب ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۱۸۱ وغیرہ)

## لہو و لعب کا بیان

مسئلہ: گنجفہ چوسنا، شطرنج، تاش کھیلنا ناجائز ہے۔ حدیثوں میں شطرنج کھیلنے کی بہت زیادہ زیادہ ممانعت آئی ہے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ”زرد شیر“ کھیلنا گویا سور کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۰) پھر یہ بھی وجہ ہے کہ ان کھیلوں میں آدمی اس قدر محو اور غافل ہو جاتا ہے کہ نماز وغیرہ دین کے بہت سے کاموں میں غفل پڑ جاتا ہے تو جو کام ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے دینی کاموں میں غفل پڑتا ہو وہ کیوں نہ برا ہو گا۔ یہی حال تنگ اڑانے کا بھی ہے۔ یہی سب خرابیاں اس میں بھی ہیں۔ بلکہ بہت سے بڑے تنگ کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے۔ اس لیے تنگ اڑنا بھی منع ہے غرض لہو و لعب کی قبضی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے



(۱۱) بیوی کے ساتھ کھینار (۲) گھوڑے کی سواری کرنے میں مقابلہ (۲) تیراندازی کا مقابلہ۔

مسئلہ : ناچنا، تالی بجانا، ستار، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے تمام باجے سب ناجائز ہیں اسی طرح ہارمونیم ڈھول بجا کر گانا سننا اور سننا بھی ناجائز ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۸)

مسئلہ : عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے جب کہ ان دفوں میں جھانج نہ لگے ہوں اور موسیقی کے قواعد پر نہ بجائے جائیں بلکہ محض ڈھب ڈھب کی بے سری آواز سے فقط نکاح کا اعلان مقصود ہو ردالمحتار و عالمگیری ج ۵ ص ۸۳۔

مسئلہ : رمضان شریف میں سحری کھاتے اور افطاری کے وقت بعض شہروں میں تقاسے یا گھنٹے بجتے ہیں یا سیٹیاں بجاتی ہیں جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ بیدار ہو کر سحری کھائیں یا انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے۔ اور افطار کا وقت ہو گیا۔ یہ سب جائز ہیں کیوں کہ یہ لہو و لعب کے طور پر نہیں ہیں بلکہ ان سے اعلان کرنا مقصود ہے اسی طرح بلوں اور کارخانوں میں کام شروع ہونے اور کام ختم ہونے کے وقت جو سیٹیاں بجائی جاتی ہیں یہ بھی جائز ہیں کہ ان سے لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لیے یہ سیٹیاں بجائی جاتی ہیں رہا شریعت ج ۱۶ ص ۱۳۰۔

مسئلہ : کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لیے پالا ہے تو ناجائز ہے کیونکہ کبوتر بازی یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہو جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہو تو اس کو سختی کے ساتھ منع کیا جائے گا اور وہ اس پر بھی نہ مانے تو اسلامی حکومت کی طرف سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کو دے دیے جائیں گے تاکہ اڑانے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے (درمختار ج ۵ ص ۲۵۷)۔

مسئلہ : جانوروں کو لڑانا جیسے لوگ مرغ، بٹیر، تیر، مینڈھوں کو لڑاتے ہیں یہ حرام ہے

اور ان کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے (ربا شریعت ج ۱۶ ص ۱۳۱)۔

مسئلہ : اکھاڑوں میں کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس سے مقصود اپنی جسمانی طاقت کو بڑھانا ہو تو یہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ ستر پوشی کے ساتھ آج کل لنگوٹ اور



جانگیر ہیں کہ جو کشتی رطے ہیں جس میں ران وغیرہ کھلی رہتی ہیں یہ ناجائز ہے اور ایسی کشتیوں کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے کیوں کہ کسی کے ستر کو دیکھنا حرام ہے۔ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاب پہلوان سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ اس کو پچھاڑا کیوں کہ رکاب پہلوان نے کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ چنانچہ رکاب مسلمان ہو گئے (در مختار درر المختار ج ۵ ص ۲۵۹) مسئلہ: اگر لوگ اس طرح آپس میں مہنی مذاق کریں کہ نہ گالی گلوچ ہو نہ کسی کی ایذا رسانی ہو بلکہ محض پر لطف اور دل خوش کرنے والی باتیں ہوں جن سے اہل عقل کو ہنسی آجائے اور تفریح ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسی تفریح اور مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت ہے (دیکھو ہماری کتاب روحانی حکایات اول و دوم)

## علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب کی فضیلت کا کیا کہنا؟ اس علم سے آدمی کی دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم فریوہ نجات ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علم دین جاننے والوں کی بزرگی اور فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:-  
يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ  
وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ  
ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا ہے بہت سے درجات بلند فرمائے گا۔ (پارہ ۲۸ رکوع ۲۷)

ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں علم دین کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور علم دین پڑھنے اور پڑھانے والوں کی بزرگیوں اور ان کے مراتب و درجات کی عظمتوں کا بیان فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

حدیث: عالم کی فضیلت عابد پر دیسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں، اور یہاں تک کہ مچھلی سب اس کی بھلائی چاہنے والے ہیں۔ جو عالم کہ لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴)



حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت کرتے سے افضل ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۰)

حدیث: عالموں کی دو آٹوں کی روشنائی قیامت کے دن شہیدوں کے خون سے تول جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی (خطیب)

حدیث: علماء کی مثال یہ ہے کہ جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر میں راستہ نکالتے ہیں اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے (راحمہ)

حدیث: ایک عالم ایک ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۲)

پیارے بھائیو اور عزیز بہنو! آج کل مسلمان مردوں اور عورتوں میں علم دین سیکھنے سکھانے اور دین کی باتوں کے جاننے کا جذبہ اور ذوق و شوق تقریباً مٹ چکا ہے۔ اس لیے ہر طرف بے دینی اور لامذہبیت کا سیداب بڑھتا جا رہا ہے ہزاروں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دین و مذہب سے آزاد، اور خدا و رسول سے بیزار ہو کر جانوروں کی طرح بے لگام ہو رہے ہیں، بلکہ بہت سے تو خدا ہی کا انکار کر بیٹھے ہیں اور مانتے ہی نہیں کہ خدا موجود ہے اس لیے دینی کے طوفان کا ایک ہی سبب ہے کہ مسلمانوں نے خود بھی دین کا علم پڑھنا چھوڑ دیا اور اپنے بچوں کو بھی علم دین نہیں پڑھایا اس لیے بے حد ضروری ہے کہ مسلمان مرد و عورت خود بھی فرصت نکال کر دین کی ضروری باتوں کا علم حاصل کریں۔ اور اپنے بچے اور بچیوں کو ضروری باتیں سچیں ہی سے بتاتے اور سکھاتے رہیں اگر اپنے بچوں کو علم دین پڑھا کر عالم نہیں بنا سکتے تو کم سے کم ان کو دین کا اتنا علم تو سکھا دیں کہ وہ مسلمان باقی رہ جائیں۔

## حلال روزی کمانے کا بیان

اتنا کہانا ہر مسلمان پر فرض ہے جو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزارہ کے لیے اور جن لوگوں کا خرچہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کا خرچہ چلانے کے لیے اور اپنے قرضوں کو ادا کرنے کیلئے کافی ہو۔ اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنی ہی کمائی پر بس کرے یا اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ پس ماندہ مال رکھنے کی بھی کوشش کرے کسی کے ماں باپ اگر محتاج و



تنگ دست ہوں تو لڑکوں پر فرض ہے کہ کما کر انہیں اتنا دیں کہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۵)

مسئلہ: سب سے افضل کمائی جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیت حاصل ہوا۔ جہاد کے بعد افضل کمائی تجارت ہے پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۶)

مسئلہ: جو لوگ مسجدوں اور بزرگوں کی خانقاہوں اور درگاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لیے کوئی کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نظر میں مروت لوگوں کی جیبوں پر لگی رہتی ہے کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے ان لوگوں نے اس کو اپنی کمائی کا پیشہ بنالیا ہے اور یہ لوگ طرح طرح کے کمزور و غریب سے کام لے کر لوگوں سے رقمیں کھسٹتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ طریقہ ناجائز ہے ہرگز ہرگز یہ لوگ متوکل نہیں بلکہ مفت خور اور کام چور ہیں اس سے لاکھوں درجے پر اچھا ہے کہ یہ لوگ بسر اوقات کے لیے کچھ کام کرتے اور رزق حلال کھا کر خدا کے فرائض کو ادا کرتے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۶ وغیرہ)

مسئلہ: اپنی ضرورتوں سے بہت زیادہ مال و دولت کمانا اگر اس نیت سے ہو، کہ فقہ اور مساکین اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کریں گے تو یہ مستحب بلکہ نفلی عبادتوں سے افضل ہے اور اگر اس نیت سے ہو کہ میرے وقار و عزت میں اضافہ ہوگا تو یہ بھی مباح ہے لیکن اگر مال کی کثرت اور فخر و تکبر کی نیت سے زیادہ مال کما لے تو یہ ممنوع ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۶)

یاد رکھو کہ مال کمانے کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض صورتیں ناجائز ضروری تنبیہ

ہیں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جائز طریقوں پر عمل کرے اور ناجائز طریقوں سے دور بھاگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ  
بِأَبْطِلٍ۔  
یعنی آپس میں ایک دوسرے کے مال کو  
ناحق مت کھاؤ۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے فرمایا کہ  
كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا  
یعنی اللہ تعالیٰ نے جو روزی دی ہے اس



طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي  
 أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝  
 میں سے حلال و طیب مال کو کھاؤ اور  
 اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

ان آیتوں کے علاوہ اس بارے میں چند حدیثیں بھی سن لو۔

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور وہ پاک ہی کو پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے  
 مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا چنانچہ اس نے اپنے رسولوں سے فرمایا کہ:  
 يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنْ  
 الطَّيِّبِ وَاعْلَوْ صَالِحًا۔  
 یعنی اے رسولو! حلال چیزوں کو کھاؤ  
 اور اچھے عمل کرو۔

اور مومنین سے فرمایا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ  
 طَيِّبِ مَا رَزَقْنَاكُمْ۔  
 یعنی اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم  
 کو دیا اس میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ۔

اس کے بعد پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک شخص لمبے لمبے سفر کرتا ہے جس  
 کے بال پراگندہ اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعائے مانگے وہ قبول  
 ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہے۔ (دعائے مانگتا ہے) مگر اس کی حالت یہ  
 ہے کہ اس کا کھانا حرام اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور غذا حرام ہے پھر اس کی دعائیں قبول  
 مقبول ہو رہیں اگر دعا مقبول ہونے کی خواہش ہو تو حلال روزی اختیار کر دے بغیر اس کے دعا  
 قبول ہونے کے تمام اسباب بیکار ہیں (شکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۱)

حدیث: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے  
 بعد ایک فریضہ ہے (شکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۲)

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا  
 کہ آدمی پر وہ نہیں کرے گا کہ اس مال کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے؟  
 (بخاری و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۱)

حدیث: حضور اقدس صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بندہ حرام مال حاصل کرتا



ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ کر مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب ہی ہیں)۔ (امام احمد)

مسئلہ: چوری، ڈاکہ، غضب، خیانت، رشوت، شراب، سینا، جوا، ناچ گانا، سٹہ، جھوٹ فریب، دھوکا بازی، کم ناپ تول، بغیر کام کیے مزدوری اور تنخواہ لینا، سود وغیرہ یہ ساری کمائیاں حرام و ناجائز ہیں (قرآن و حدیث و کتب فقہ)

مسئلہ: جس شخص نے حرام طریقوں سے مال جمع کیا اور مرگیا تو اس کے وارثوں پر یہ لازم ہے کہ اگر انہیں معلوم ہو کہ یہ فلاں فلاں کے اموال ہیں تو ان کو واپس کر دیں اور نہ معلوم ہو تو کل مالوں کو صدقہ کر دیں کہ جان بوجھ کر حرام مال کو لینا جائز نہیں (عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۶ وغیرہ) خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو لازم ہے کہ ہمیشہ مال حرام سے بچتا رہے حدیث شریف میں ہے کہ مال حرام جب حلال مال میں مل جاتا ہے تو مال حرام مال حلال کو بھی برباد کر دیتا ہے اس زمانے میں لوگ حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے لیکن بہر حال ایک مسلمان کے لیے حلال و حرام میں فرق کرنا فرض ہے اور پر غم یہ حدیث پڑھ چکے ہو کہ خدا کے فرائض کے بعد سنن حلال تلاش کرنا بھی مسلمان کے لیے ایک فریضہ ہے۔

## پیری مریدی کے لیے ہدایات

۱۔ مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کا ظاہر و باطن میں، سامنے اور پیچھے انتہائی ادب و احترام رکھے، پیر جو وظیفہ بتائے اس کو پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے اور اپنے پیر کے پاس میں یہ اعتقاد رکھے کہ جس قدر ظاہری اور باطنی فیض مجھے اپنے پیر سے مل سکتا ہے اتنا اس زمانے کے کسی بزرگ سے نہیں مل سکتا۔

۲۔ اگر پیر نے اپنے مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہ سنوارا ہو۔ اور پیر کا وصال ہو جائے تو مرید کو چاہیے کہ کسی دوسرے پیر کا مل سے جس میں پیری کی سبب شرارت پائی جاتی ہو اس سے مرید کو فتنہ حاصل کرے اور اپنے پیر کے لیے ہمیشہ فاتحہ دلاتا اور ایصالِ ثواب کرتا رہے۔



۳۔ بغیر اپنے پیر سے پوچھے ہوئے کوئی وظیفہ یا فقیری کا کوئی عمل نہ کرے اور جو کچھ دل میں برے یا اچھے خیالات پیدا ہوں یا نئے کام کا ارادہ کرے تو پیر سے پوچھ لیا کرے۔  
۴۔ عورت کو چاہیے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پردہ نہ ہو اور مرید ہونے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مرید نہ ہو بلکہ پیر کا رومال پکڑ کر مرید بنے۔

۵۔ اگر غلطی سے کسی خلاف شرع پیر کا مرید بن گیا یا پہلے وہ پیر شریعت کا پابند تھا اب بگڑ گیا تو مرید کو لازم ہے کہ اس کی بیعت توڑ دے اور کسی دوسرے پابند شریعت پیر سے مرید ہو جائے لیکن اگر پیر میں کوئی ہلکی سی خلاف شریعت بات کبھی دیکھ لے تو فوراً اعتقاد خراب نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ پیر بھی آدمی ہی ہے کوئی فرشتہ تو ہے نہیں اس لیے اگر اس سے اتفاقاً کوئی معمولی سی خلاف شرع بات ہو گئی ہے جو توبہ کر لینے سے ہو سکتی ہے تو ایسی بات پر بدظن ہو کر پیر کو نہ چھوڑے ہاں البتہ اگر پیر بدعقیدہ ہو جائے یا کسی گناہ کبیرہ پر اڑا رہے ہو تو پھر مریدی توڑ دے کیوں کہ بدعقیدہ اور فاسق معین کو اپنا پیر بنا حرام ہے۔

۶۔ آج کل کے مکار فقیر کہا کرتے ہیں کہ شریعت کا راستہ اور ہے اور فقیری کا راستہ اور ہے ایسا کہنے والے فقیر خواہ کتنا ہی شعبہ دکھائیں مگر ان کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا فرض ہے یہ گمراہ اور چھوٹے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ ایسے فقیروں سے مرید ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور وہ جو کچھ تعجب خیز چیزیں دکھلا رہے ہیں وہ ہرگز ہرگز کرامت نہیں۔ بلکہ جادو یا نظر بندی کا عمل یا شیطان کا دھوکا ہے۔

(دیکھو ہماری کتاب معمولات الابرار)

۷۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفوں سے دل میں کچھ روشنی یا اچھی حالت پیدا ہو یا اچھے خواب نظر آئیں یا خواب و بیداری میں بزرگوں کا دیدار اور ان کی زیارت ہوتے گئے یا نماز اور وظیفوں میں کوئی چمک پیدا ہو یا کوئی خاص کیفیت یا لذت محسوس ہو تو خبردار! خبردار ان باتوں کا اپنے پیر کے سوا کسی دوسرے سے ذکر نہ کرے۔ نہ اپنے وظیفوں اور عبادتوں کا پیر کے علاوہ کسی کے سامنے اظہار کرے۔ کیونکہ ظاہر کر دینے سے یہ ہلی ہوئی روحانی دولت چلی جاتی ہے اور پھر مرید عمر بھر ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔



۸۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کا کچھ مدت تک کوئی اثر یا کیفیت نہ ظاہر ہو تو اس سے تنگ دل اور پیر سے بدظن نہ ہو۔ اور اس کو اپنی غامی یا کوتاہی سمجھے اور یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ مجھے اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو رہی ہے۔ ہر مرید میں پیدائشی طور پر الگ الگ صلاحیت ہوا کرتی ہے ایک ہی وظیفہ اور ایک ہی ذکر سے کسی میں کوئی اثر پیدا ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے کسی میں جلد اثر ظاہر ہوتا ہے کسی میں بہت دیر کے بعد اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس میں جیسی اور جتنی صلاحیت ہوتی ہے اسی لحاظ سے وظیفوں اور ذکر کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر مرید کا حال یکساں ہی ہو بہر حال اگر وظیفہ و ذکر سے کچھ کیفیات پیدا ہوں تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ اثرات نہ ہوں یا کم ہوں یا اثرات ہو کر کم ہو جائیں یا بالکل اثرات و کیفیات زائل ہو جائیں تو ہرگز ہرگز پیر سے بد اعتقاد ہو کر ذکر اور وظیفہ کو نہ چھوڑے بلکہ برابر پڑھتا رہے اور پیر کا ادب و احترام بدستور رکھے اور ذرا بھی تنگ دل نہ ہو اور یہ سوچ سوچ کر صبر کرے اور اپنے دل کو تسلی دیتا رہے کہ

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر  
تجھ سے کیا ضد تھی؟ اگر تو کسی قابل ہوتا

۹۔ ہر مرید کو لازم ہے کہ دوسرے بزرگوں یا دوسرے سلسلہ کی شان میں ہرگز ہرگز کبھی کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ کرے، نہ کسی دوسرے پیر کے مریدوں کے سامنے کبھی یہ کہے کہ میرا پیر تمہارے پیر سے اچھا ہے یا ہمارا سلسلہ تمہارے سلسلہ سے بہتر ہے۔ نہ یہ کہے کہ ہمارے پیر کے مرید تمہارے پیر سے زیادہ ہیں یا ہمارے پیر کا خاندان تمہارے پیر کے خاندان سے بڑھ چڑھ کر ہے کیونکہ اس قسم کی فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور غرور و غرور کا شیطان سر پہ سوار ہو کر مرید کو جہنم کے گڑھے میں گرا دیتا ہے اور پیروں و مریدوں کے درمیان نفاق و شقاق، پارٹی بندی اور قسم قسم جھگڑوں کا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

مرید کو کس طرح رہنا چاہیے؟

۱۔ ضرورت کے مطابق دین کا علم حاصل کرتا رہے۔ خواہ کتابیں پڑھ پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ



- ۱۔ سب گناہوں سے بچتا رہے۔
- ۲۔ اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً دل میں شرمندہ ہو کر خدا سے توبہ کرے۔
- ۳۔ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہ دے نہ کسی کا کوئی حق مارے۔
- ۴۔ مال کی محبت اور عزت و شہرت کی تمنا دل میں نہ رکھے نہ اچھے کھانے اور اچھے کپڑے کی فکر کرے بلکہ وقت پر جو کچھ مل جائے اس پر صبر و شکر کرے۔
- ۵۔ اگر کسی خطا پر کوئی ٹوٹے تو اپنی بات کو سچ کر کے اس پر اڑا نہ رہے بلکہ فوراً ہی خوشی دل سے اپنی غلطی کو تسلیم کرے اور توبہ کرے۔
- ۶۔ بغیر سخت ضرورت کے سفر نہ کرے کیوں کہ سفر میں بہت سی بے احتیاطی ہوتی ہے، اور بہت سے دینی کاموں اور وظیفوں یہاں تک کہ نمازوں میں خلل پیدا ہو جایا کرتا ہے۔
- ۷۔ کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔
- ۸۔ بہت زیادہ اور قہقہہ لگا کر نہ ہنسنے۔
- ۹۔ ہر بات اور سرکام میں شریعت اور سنت کی پابندی کا خیال رکھے۔
- ۱۰۔ زیادہ وقت تنہائی میں رہے اگر لوگوں سے ملنا جلنا پڑے، تو لوگوں سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملے۔ سب کی خدمت کرے اور ہر گز نہ گزرا اپنے کسی قول و فعل سے اپنی بڑائی نہ جائے۔
- ۱۱۔ امیروں کی صحبت میں بہت کم بیٹھے۔
- ۱۲۔ بد دینوں اور بد فعلوں سے بہت دور بھاگے۔
- ۱۳۔ دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے بلکہ اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور اپنی اصلاح کی کوشش میں لگا رہے۔
- ۱۴۔ نمازوں کو اچھی طرح اچھے وقت میں پابندی کے ساتھ دل لگا کر پڑھے۔
- ۱۵۔ جو کچھ نقصان یا رنج و غم پیش آئے اس کو اللہ کی طرف سے جانے اور اس پر صبر کرے اور یہ سمجھے کہ اس پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا اور اگر کوئی فائدہ حاصل ہو یا کوئی خوشی حاصل



ہو تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے اور یہ دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ اس نفع اور خوشی کو میرے حق میں بہتر بنائے۔

۱۷۔ دل یا زبان سے ہر وقت خدا کا ذکر کرتا رہے کسی وقت غافل نہ رہے کم سے کم ہر دم یہ خیال رکھے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔

۱۸۔ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو دین یا دنیا کا فائدہ پہنچاتا رہے۔ اور ہرگز کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے۔

۱۹۔ خوراک میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی آدمی سے کوئی امید اور آس نہ لگائے اور ہرگز یہ خیال نہ رکھے کہ فلاں جگہ سے یا فلاں آدمی سے مجھے کوئی فائدہ مل جائے گا۔ بس اللہ تعالیٰ سے اس لگائے رکھے، اور اس عقیدہ پر جمار ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو سب میرے کام آئیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہے گا تو کوئی میرے کام نہیں آ سکتا۔

۲۱۔ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے عیوب کو چھپائے۔

۲۲۔ مہمانوں، مسافروں اور عالموں و درویشوں کی خدمت کرے اور غریبوں محتاجوں کی اپنی طاقت بھر مدد کرے۔

۲۳۔ اپنی موت کو یاد رکھے۔

۲۴۔ روزانہ رات کو سوتے وقت دن بھر کے کاموں کو سوچے کہ آج دن بھر میں مجھ سے کتنی نیکیاں ہوئیں اور کتنے گناہ ہوئے، نیکیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور گناہوں سے توبہ کرے۔

۲۵۔ جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، فضول بکواس سے ہمیشہ بچتا رہے۔

۲۶۔ جو محفل خلاف شریعت ہو وہاں ہرگز قدم نہ رکھے اور اس معاملہ میں عزیز و اقرباء کی ناراضگی کی بھی کوئی پروا نہ کرے۔

۲۷۔ اپنی صورت و سیرت، اپنے علم و فن اپنی عزت و شہرت، اپنے مال و دولت اور دوسری خوبیوں پر ہرگز کبھی معزور نہ ہو۔



۲۸۔ نیکوں کی صحبت میں بیٹھے۔

۲۹۔ غصہ نہ کرے ہمیشہ بردباری اور برداشت کرنے کی عادت بنائے۔

۳۰۔ ہر شخص سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرے۔

۳۱۔ اپنے پیار کے بتائے ہوئے ذکر اور وظیفوں کی پابندی کرے، اور اس کی نصیحتوں

کو ہر دم پیش نظر رکھے۔

## خیر و برکت والی مجلسیں

مسلمانوں کی وہ مجلسیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان مجلسوں میں رحمت کے فرشتے اترتے ہیں اور رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے ان مبارک مجلسوں میں سے چند یہ ہیں جن میں مسلمانوں کا حاضری ہونا سعادت اور باعث خیر و برکت اور اجر و ثواب کی دولت سے مالا مال ہونے کا ذریعہ ہے۔

اس مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا بیان اور اسی کے ضمن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و

### ۱۔ میلاد شریف

معجزات اور آپ کی سیرت مبارکہ اور آپ کی مقدس زندگی کے حالات کا ذکر جمیل ہوتا ہے۔ ان چیزوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اور حدیثوں میں بھی بکثرت ان باتوں کا ذکر ہے اگر مسلمان اپنی محفل میں ان مقدس مضامین کو بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی بھلا کون سی وجہ ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ یقیناً یہ مجلس جائز بلکہ مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے اس مجلس کے لیے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا یقیناً ایک خیر کی طرف بلانا ہے جو ثواب کا کام ہے جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں اور تاریخ مقرر کر کے اشتہار چھاپے جاتے ہیں اور اعلان کر کے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور ان باتوں کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح میلاد شریف کے لیے بلا وادینے سے اس مجلس کو ناجائز اور بدعت نہیں کہا جاسکتا!

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے۔ مٹھائی بانٹنا مسلمانوں کے ساتھ ایک



نیک سلوک اور احسان کرنا ہے جب میلاد شریف کی محفل جائزہ ہے تو ٹھانی بانٹنا ہو ایک جائزہ اور نیک کام ہے اس محفل کو ناجائز نہیں کر دے گا۔ میلاد شریف کی مجلس میں ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں عرب و عجم کے بڑے بڑے علما و کرام اور مفتیان عظام نے اس قیام اور صلاۃ و سلام کو مستحب فرمایا ہے اس لیے کھڑے ہو کر سلام پڑھنا یقیناً جائز اور ثواب کا کام ہے بعض اکابر اولیاء کو میلاد شریف کی مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہی اس مجلس میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں لیکن اگر وہ اپنے کسی امتی پر اپنا خاص کرم فرمائیں اور تشریف لائیں تو یہ کوئی محال بات بھی نہیں۔ بہت سے غلاموں کو آقا سے نامدار نے نوازا ہے اور اپنے دیدار انوار سے مشرف فرمایا ہے اور مشرف فرماتے رہتے ہیں اور قیامت تک مشرف فرماتے رہیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حیات جاودانی عطا فرمائی ہے اور ان کو بڑی بڑی طاقتوں کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنایا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ سُلْطٰنِ الْعٰمِلِیْنَ وَالْاَصْحَابِ الْمَكْرُمِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

۲۔ رجبی شریف | ۲۶-۲۷ رجب کو معراج شریف کا بیان کرنے کے لیے جو جلسہ کیا جاتا ہے اس کو رجبی شریف کی مجلس کہتے ہیں۔ میلاد شریف کی طرح یہ بھی بہت ہی مبارک جلسہ ہے اس جلسہ کو کرنے والے اور حاضرین و سامعین سب ثواب کے مستحق ہیں ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات اور ان کے معجزات میں سے ایک بہت ہی عظیم الشان معجزہ یعنی معراج جسمانی کا ذکر جلیل کس قدر خداوند جلیل کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہوگا؟ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اور بڑے سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس مجلس خیر و برکت کو منعقد کریں اور مذکورہ معراج سننے کے لیے کثیر تعداد میں حاضر ہو کر انوار برکات کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔ اور اس مقدس رات میں نوافل پڑھ کر اور صدقات خیرات کر کے ثواب دارین کی دولتوں سے مالا مال ہوں۔

۳۔ گیارہویں شریف | ۱۱-۱۲ ربیع الآخر کو حضرت غوث اعظمؒ پیدائش عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب اور آپ کی کرامات کو بیان



کرنے کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوا کرتا ہے لہذا یہ جلسے بھی جائز اور بہت ہی بابرکت ہیں اور بلاشبہ ثواب کے کام ہیں۔

۴۔ سیرت پاک کے اجلاس | ان جلسوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی مقدس سیرت اور اتباع سنت و شریعت اور

محبت رسول کا بیان ہوا کرتا ہے میلاد شریف کی طرح یہ جلسے بھی بہت مبارک اور خیر و برکت والے ہیں اور اہل جلسہ و حاضرین سب ثواب پاتے ہیں۔

۵۔ حلقہ ذکر | صوفیاء کرام اہل طریقت جمع ہو کر اور حلقہ بنا کر کلمہ طیبہ پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر شجرہ شریفہ پڑھ کر سپر ان کبار کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ ان حلقوں کی فضیلت اور عظمت کا کیا کہنا؟ ان ذکر کے حلقوں کو حدیث میں ”جنت کا باغ“ کہا گیا ہے۔

اسی طرح دوسرے صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے تذکروں کی مجلسیں منعقد کرنا بھی جائز ہے مگر یہ ضروری ہے کہ ان سب جلسوں میں روایات صحیحہ بیان کی جائیں غیر ذمہ دار لوگوں سے نہ وغیرہ کہلایا جائے نہ غلط روایتوں کو بیان کیا جائے ورنہ ثواب کی جگہ عذاب کے سوا اور کچھ نہ ملے گا۔

عرس بزرگان دین | بزرگان دین و علماء صالحین کے وصال کی تاریخوں میں ان کے مزاروں پر حاضرین کا اجتماع جس میں قرآن مجید کی تلاوت اور میلاد شریف، نعت خوانی اور وعظ ہوتا ہے۔ اور ان بزرگ کے حالات زندگی بیان کیے جاتے ہیں پھر فاتحہ و ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے یہ جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر سال کے اول یا آخر میں شہیدِ احد کے مزاروں کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ عرسوں کو زمانہ حال کے خرافات و لغو بات چیزوں سے پاک رکھا جائے جاہلوں کو ناجائز کاموں سے منع کیا جائے منع کرنے سے بھی اگر وہ باز نہ آئیں تو ان ناجائز کاموں کا گناہ ان کے سر پہ ہو گا ان لغو بات و خرافات کی وجہ سے عرس کو حرام نہیں کہا جاسکتا تاکہ پرکھی بیٹھ جائے تو کبھی کو اڑا دینا چاہیے ناک کاٹ کر نہیں پھینک دی جائے گی۔



## ایصالِ ثواب

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفلی نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اور اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد کی کتابوں مثلاً ہدایہ و شرح عقائد لسنیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جمالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہو گیا ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور کے فرمان کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوا دیا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے) (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۹) اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی۔ میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی۔ تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا (مسلم ج ۱ ص ۲۲۲)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا کہ:

”اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے“

(نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۲۲)

اس کے علاوہ ان دونوں حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل بھی نہایت ہی واضح طور پر

ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ میت کے ایصالِ ثواب کے لیے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں کھدوا کر یا نل لگو کر، یا سہیل لگا کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے۔



۲۔ میت کو کسی کا خیر کا ثواب بخشنا بہتر اور اچھا کام ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۱۱۳ پر ہے کہ :

”مردہ ایک ڈوبنے والے کی طرح کسی فریاد رس کے انتظار میں رہتا ہے ایسے وقت میں صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس کے بہت کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً موت کے بعد ایک چلہ تک میت کو اس قسم کی امداد پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں“

۳۔ ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

۴۔ کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے اس لیے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اشارۃً قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ہذہ لامر سعدیہ کنواں سعدی ماں کے لیے ہے یعنی اے اللہ! اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

۵۔ غریب مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی فاتحہ کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت سعد نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ثواب بخش دیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا اسی طرح اگر غریب مسکین کو کھانا دینے کے بعد ثواب ملے گا، لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

۶۔ کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا یا غازی مہاں کا مرغ یا کہنے سے بکرا یا مرغ حرام نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ حضرت سعد صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بیڑائیم سعدی کے نام سے مشہور ہے اور دور صحابہ سے آج تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہے ہیں اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ ام سعد کا نام لول دینے سے کنوئیں کا پانی حرام ہو گیا۔ بہر حال اس بات پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ابصال ثواب یعنی مزدوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے۔ اب رہیں تخصیصات کہ تیسرے دین ثواب پہنچانا، چالیسویں دن ثواب پہنچانا، تو یہ تخصیصات اور دنوں کی خصوصیات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں نہ کوئی بھی ان کو شرعی سمجھتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسی دن ثواب پہنچے گا، بلکہ یہ تخصیصات



محض عرفی اور رواجی بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کے لیے مقرر کر رکھی ہے درنہ سب جانتے ہیں کہ انتقال کے بعد ہی سے تلاوت قرآن مجید اور صدقات و خیرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اکثر لوگوں کے یہاں بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سنی لوگ تیسرے دن اور چالیسویں دن کے سوا دوسرے دنوں میں ایصالِ ثواب کو ناجائز مانتے ہیں یہ بہت بڑا افتراء اور شرمناک تہمت ہے جو مخالفین کی طرف سے ہم سنی مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور خواہ مخواہ تیجہ اور چالیسویں کو حرام کہہ کر مردوں کو ثواب سے محروم کیا جا رہا ہے۔ بہر حال جب ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر چکے ہیں کہ ایصالِ ثواب اور فاتحہ جائز ہے تو ایصالِ ثواب کے تمام جزئیات کے احکام اسی قاعدہ کلیہ سے معلوم ہو گئے۔ مثلاً۔

**تیجہ کی فاتحہ** | مرنے سے تیسرے دن بعد قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور کچھ بتاتے یا پنے یا مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے چونکہ یہ ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ ہے اس لیے جائز اور بہتر ہے لہذا اس کو کرنا چاہیے۔

**چالیسویں اور برسی کی فاتحہ** | مرنے کے چالیسویں دن بعد بھی کچھ کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے اور قرآن خوانی بھی کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اسی طرح ایک برس پورا ہو جانے کے بعد بھی کھانوں اور تلاوت وغیرہ کا ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ یہ سب جائز اور ثواب کے کام میں لہذا ان کو کرتے رہنا چاہیے۔

**شبِ برأت کی فاتحہ** | شبِ برأت میں حلوہ پکایا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوہ پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا یہ ایصالِ ثواب میں داخل ہے، لہذا یہ بھی جائز ہے۔

**کونڈوں کی فاتحہ** | رجب کے مہینے میں چاول یا کھیر کا کونڈوں میں رکھتے ہیں، اور حضرت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ اسی طرح ماہِ رجب میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو ایصالِ ثواب کرنے کیلئے پوریوں کے کونڈے



بھرے جاتے ہیں یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں مگر کونڈوں کی فاتحہ میں جاہلوں کا یہ فعل مذموم اور زری جہالت ہے کہ جہاں کونڈوں کی فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ پابندی غلط اور بے جا ہے۔ مگر یہ جاہلوں کا طریقہ عمل ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ کے وقت ایک کتاب ”داستان عجیب“ لوگ پڑھتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ لہذا اس کو نہیں پڑھنا چاہیے مگر فاتحہ دلانا چاہیے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔

اسی طرح حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تمام بزرگان دین کی فاتحہ دلانا جائز اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ان بزرگوں کی فاتحہ سے منع کرتے ہیں وہ درحقیقت ان بزرگوں کے دشمن ہیں لہذا ان کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ نہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیے بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اپنے مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہنا چاہیے کہ یہی مذہب حق ہے اور اس کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب صراطِ مستقیم سے ہٹے اور بھکے ہوئے ہیں خداوند کریم سب کو اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم رکھے رکھے اور اسی مذہب پر خاتمہ بالغیر فرمائے آمین یا رب العالمین بحرۃ النبی الامین و آلہ واصحابہ اجمعین۔

## فاتحہ کا طریقہ

پہلے تین بار درود شریف پڑھے پھر کم سے کم چاروں قل، سورۃ فاتحہ اور اَلَمْ سے مُفْلِحُونَ تک پڑھے اس کے بعد پڑھے وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اور اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔



اب تین بار درود شریف پڑھے۔

اور اُبْحَنَ رَبِّكَ رَبَّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۚ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۚ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ پڑھ کر بارگاہِ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے، یا اللہ! ہم  
نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں ان کو قبول فرما اور ان کا ثواب  
راگڑ کھانا یا شیرینی بھی ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانے اور شیرینی کا ثواب ہماری جانب سے حضور  
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذر پہنچا دے پھر آپ کے وسیلہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام و  
صحابہ عظام و ازواج مطہرات و اہل بیت اطہار و شہدائے کربلا اور تمام اولیاء و علماء و صلحاء  
شہداء کو عطا فرما۔ پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت کے  
ساتھ لے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کو نذر پہنچا دے (اور جملہ  
مومنین و مومنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما۔ اور کسی عام آدمی کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو اس  
کا ذکر خصوصیت سے کرے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً ہمارے والد یا والدہ کی روح کو ثواب  
پہنچا دے آمین یا رب العالمین۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ

اجْمَعِينَ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔



# تذکرہ صالحات

## چند نیک عورتوں کا حال

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا  
اسی غیرت سے انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

جہاں تک مسائل اور اسلامی عادات و خصائل کا تعلق ہے اس کے بارے میں ہم  
ایک حد تک کافی لکھ چکے، اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند خواتین اسلام یعنی ان مقدس بیبیوں  
کا مختصر تذکرہ بھی تحریر کر دیں، جو تاریخ اسلام میں صالحات (نیک بیبیوں) کے لقب سے مشہور  
ہیں تاکہ آج کل کی ماؤں بہنوں کو ان کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی کے مبارک حالات  
سے عبرت و نصیحت حاصل ہو اور یہ ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی سنوار لیں اور  
دنیا و آخرت کی نیک نامیوں سے سرفراز و سر بلند ہو جائیں ان قابل احترام خواتین کی لذیذ حکایتوں  
کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیبیوں کے ذکر جمیل سے شروع کرتے ہیں جو تمام  
امت کی مائیں ہیں اور جن کو تمام دنیا کی عورتوں میں یہ خصوصی شرف ملا ہے کہ انہیں بستر نبوت  
پر سونا نصیب ہوا اور وہ دن رات محبوب خدا کی محبت اور ان کی خدمت و صحبت کے انوار و  
برکات سے سرفراز ہوتی رہیں اور جن کی فضیلت و عظمت کا خطبہ پڑھتے ہوئے قرآن عظیم  
نے قیامت تک کے لیے یہ اعلان فرمادیا۔



فِي سَاءَ النَّبِيِّ كُسُتٌ كَأَحَدٍ مِّنَ  
النِّسَاءِ۔ یعنی اسے نبی کی بیوی تمام جہان کی  
عورتوں میں کوئی بھی تمہاری مثل نہیں ہے

## ۱۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی اور رفیقہ حیات ہیں یہ خاندان قریش کی بہت ہی باوقار و ممتاز خاتون ہیں ان کے والد کا نام خویلد بن اسد اور ان کی ماں کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے، ان کی شرافت اور پاکدامنی کی بنا پر تمام مکہ والے ان کو ”طاہرہ“ کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق و عادات اور جمال صورت و کمال سیرت کو دیکھ کر خود ہی آپ سے نکاح کی رغبت ظاہر کی چنانچہ اشراف قریش کے مجمع میں باقاعدہ نکاح ہوا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی جاں نثار اور وفا شعار بیوی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت ہی بے پناہ محبت تھی چنانچہ جب تک یہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور یہ مسلسل پچیس سال تک محبوب خدا کی جان نثاری و خدمت گزاری کے شرف سے سرفراز ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کی وفات کے بعد آپ اپنی محبوب ترین بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی، اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لیے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(زر قانی ج ۳ ص ۲۲۴ واستیعاب ج ۴ ص ۱۸۱)

اس بات پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہی ایمان لائیں اور ابند اسلام میں جب کہ ہر طرف آپ کی مخالفت کا طوفان اٹھا ہوا تھا ایسے خوف ناک اور کٹھن وقت میں صرف ایک حضرت خدیجہ کی ہی فائز تھی جو پروانوں کی طرح



حضور پر قربان ہو رہی تھیں، اور اتنے خطرناک اوقات میں جس استقلال و استقامت کے ساتھ انہوں نے خطرات و مصائب کا مقابلہ کیا۔ اس خصوصیت میں تمام ازواج مطہرات پران کو ایک ممتاز فضیلت حاصل ہے۔

ان کے فضائل میں بہت سی حدیثیں بھی آئی ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ اچھی اور باکمال چار بیبیاں ہیں ایک حضرت مریم، دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تیسری حضرت خدیجہ، چوتھی حضرت فاطمہؓ، ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدیجہ میں جو آپ کے پاس ایک برتن میں کھانے کے لیے رکھی ہے۔ جب یہ آپ کے پاس آ جائیں تو ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیجئے، اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیجئے، کہ جنت میں ان کے لیے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۲۹)

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے بعد بہت سی عورتوں سے نکاح فرمایا لیکن حضرت خدیجہ کی محبت آخری عمر تک حضور کے قلب مبارک میں رچی بسی رہی، یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد جب بھی حضور کے گھر میں کوئی بکری ذبح ہوتی تو آپ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے یہاں بھی ضرور گوشت بھیجا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ آپ بار بار حضرت ابی خدیجہ کا ذکر فرماتے رہتے تھے، ہجرت سے تین برس قبل پیٹھ برس کی عمر پر اکرمہ رمضان میں مکہ مکرمہ کے اندر انہوں نے وفات پائی اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان حجون (جنت المعلیٰ) میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر انور میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپردِ خاک فرمایا اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لیے حضور نے ان کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھائی، حضرت خدیجہؓ کی وفات سے تین یا پانچ دن پہلے حضور کے چچا ابوطالب کا انتقال ہو گیا تھا ابھی چچا کی وفات کے صدمہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب نازک رنج و غم سے نڈھال تھا ہی کہ حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا۔ اس سانحہ کا قلب مبارک پر اتنا زبردست صدمہ گذرا کہ آپ نے اس سال کا نام ”عام الحزن“ (غم کا سال)



رکھ دیا۔

## تبصرہ

حضرت اُم المؤمنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مقدس زندگی سے ماں بہنوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ انہوں نے کیسے کٹھن اور مشکلات کے دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ اور سینہ سپر ہو کر تمام مصائب و مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اور پہاڑ کی طرح ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رہیں۔ اور مصائبِ آلام کے طوفان میں نہایت ہی جان نثاری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی اور تسکینِ قلب کا سامان کرتی رہیں اور ان کی ان قربانیوں کا دنیا ہی میں ان کو یہ صلہ ملا کہ رب العالمین کا سلام ان کے نام لے کر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے شوہر کی دلجوئی اور تسلی دینے کی عادت خدا کے نزدیک محبوب و پسندیدہ خصلت ہے لیکن افسوس کہ اس زمانے میں مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کی دلجوئی تو کہاں؛ ایٹے اپنے شوہروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں۔ کبھی طرح طرح کی فرمائشیں کر کے کبھی جھگڑا تکرار کر کے، کبھی غصّہ میں منہ پھلا کے۔

ماں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے شوہروں کا دل نہ دکھاؤ اور ان کو پریشانیوں میں نہ ڈالو، بلکہ اڑے وقتوں میں اپنے شوہروں کو تسلی دے کر ان کی دلجوئی کیا کرو۔

## ۲۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور تمام امت کی ماں ہیں ان کے باپ کا نام ”زعمہ“ اور ماں کا نام ”شمس بنت عمرو“ ہے یہ بھی قریشی خاندان کی بہت ہی نامور اور معزز عورت ہیں۔ یہ پہلے اپنے چچا زاد بھائی ”سکران بن عمرو“ سے بیاہی گئی تھیں اور اسلام کی شروعات ہی میں یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے۔ اور کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کو ہجرت بھی کر چکے تھے لیکن جب حبشہ سے واپس ہو کر دونوں میاں بیوی مکہ مکرمہ میں آکر رہنے لگے، تو ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت خدیجہؓ



کے انتقال کے بعد رات دن مغموم رہا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ! حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح فرمالیں تاکہ آپ کا خانہ معیشت آباد ہو جائے حضرت سودہ بہت ہی دیندار اور وفا شعار خاتون ہیں اور بے حد خدمت گزار بھی ہیں آپ نے حضرت خولہ کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرمایا چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کرادی اور نکاح ہو گیا۔ اور یہ عمر بھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کے شرف سے سرفراز ہیں۔ اور جس والہانہ محبت و عقیدت کے ساتھ وفاداری و خدمت گزاری کا حق ادا کیا وہ ان کا بہت ہی شاندار کارنامہ ہے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور کی محبت کو دیکھ کر انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ کو دے دیا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوتی تھی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی مگر میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جمال صورت و حسن سیرت کو دیکھ کر یہ تمنا کیا کرتی تھی کہ کاش میں بھی حضرت سودہ جیسی ہوتی۔ یہ اپنی دوسری قسم کی خوبوں کے ساتھ بہت فیاض اور اعلیٰ درجے کی سخی تھیں ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں درجوں سے بھرا ہوا ایک تھیلہ حضرت بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا انہوں نے اس تھیلے کو دیکھ کر کہا کہ واہ بھلا کھجوروں کے تھیلے میں کہیں درہم بھیجے جاتے ہیں؟ یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو مدینہ منورہ کے فقراء و مساکین کو گھر میں بلا کر بانٹ دیا اور تھیلہ خالی کر دیا۔ امام بخاری اور امام ذہبی کا قول ہے کہ ۲۳ھ میں مدینہ منورہ کے اندران کی وفات ہوئی، لیکن واقدی اور صاحب اکمال کے نزدیک ان کی وفات کا سال ۵۲ھ ہے مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں ان کی وفات کا سال ۵۵ھ شوال کا مہینہ لکھا ہے ان کی قبر منورہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں ہے (زرقانی ج ۲ ص ۵۹۹)

**تبصرہ** غور کرو کہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم کو غلط کیا اور کس طرح کا شانہ نبوت کو سنبھالا کہ قلب مبارک مطمئن ہو گیا اور پھر ان کی محبت رسول پر ایک نظر ڈالو کہ انہوں نے حضور



کی خوشی کے لیے اپنی باری کا دن کس خوش دلی کے ساتھ اپنی سوت حضرت بی بی عائشہ کو دے دیا پھر ان کی فیاضی اور سخاوت بھی دیکھو درصموں سے بھرے ہوئے تھیلے کو چند منٹوں میں فقراء و مساکین کے درمیان تقسیم کر دیا اور اپنے لیے ایک درہم بھی نہ رکھا۔

ماں بہنو! خدا کے لیے ان امت کی ماؤں کے طرزِ عمل سے سبق لے لیں۔ دیکھو اور نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھاؤ، حسد اور کنجوسی نہ کرو۔ اور کام چور نہ بنو۔

### ۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی ماں کا نام ”اُمّ رومان“ ہے۔ ان کا نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں ہوا تھا لیکن کاشانہ نبوت میں یہ مدینہ منورہ کے اندر شوال ۲ھ میں آئیں یہ حضور کی محبوبہ اور بہت ہی چہیتی بیوی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نہیں آتری مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ نبوت کے بستر پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر وحی اترتی رہتی ہے (بخاری ج ۱ ص ۵۲۲)

فقہ و حدیث کے علوم میں حضور کی بیبیوں کے درمیان ان کا درجہ بہت اونچا ہے بڑے بڑے صحابہ ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے عبادت میں بھی ان کا یہ عالم تھا کہ غارِ تنہد کی بے حد پابندی اور نفلی روزے بھی بہت زیادہ رکھتی تھیں سخاوت اور صدقات و خیرات کے معاملہ میں بھی حضور کی سب بیبیوں میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں، اُمّ ذرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ کہیں سے ایک لاکھ درہم ان کے پاس آئے آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو خیرات کر دیا۔ اس دن وہ روزہ دار تھیں میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا۔ اور ایک درہم بھی آپ نے باقی نہیں رکھا، کہ اس سے آپ گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں، تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگالیتی۔ آپ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ۱۰ رمضان منگل کی رات میں ۱۰۰۰ یا ۱۰۰۰۰ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات میں



دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں جنتہ البقیع کے اندر مدفون ہوئیں۔

(زرقانی ج ۲ ص ۲۳۴ وغیرہ)

**تبصرہ**

یہ عمر میں جنور کی تمام بیویوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ مگر علم و فضل، زہد و تقویٰ، سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت میں سب سے بڑھ کر ہوئیں۔ اس کو فضل خداوندی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؛ بہر حال پیاری بہنو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے سبق حاصل کرو۔ اور اچھے اچھے عمل کرتی رہو، اور اپنے شوہروں کو خوش رکھو۔

## ۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور امت کی ماؤں میں سے ہیں، یہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی بلند اقبال صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام زینب بنت مطلقون ہے۔ جو ایک مشہور صحابیہ ہیں یہ پہلے حضرت خنیس بن حذافہ بھی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، اور سب سے پہلی بیوی دونوں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ مگر ان کے شوہر جنگ احد میں زخمی ہو کر وفات پا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا، یہ بھی بہت ہی شاندار، بلند عمت اور سخی عورت تھیں، اور فہم و فراست اور حق گوئی و حاضر جوابی میں اپنے والدہ کا مزاج پایا تھا، اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں، اور تلاوت قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں، عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث کے علوم میں بھی بہت معلومات رکھتی تھیں۔ شعبان ۵۷ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔ حاکم مدینہ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے بھتیجوں نے قبر میں آٹھ اور جنتہ البقیع میں دفن ہوئیں بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ یا ترسیٹھ برس کی تھی۔

(زرقانی ج ۳ ص ۲۳۶ تا ۲۳۸)

**تبصرہ**

گھر بیگم دھندلے بنھاتے ہوئے روزانہ اتنی عبادت بھی کرنی پھر حدیث و فقہ کے علوم میں بھی مہارت حاصل کرنی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آرام پسند اور کھیل کود میں زندگی بسر کرنے والی نہیں تھیں۔ بلکہ دن رات کا



ایک منٹ بھی وہ ضائع نہیں کرتی تھیں۔ اور دن رات گھر کے کام کاج یا عبادت یا شومہ کی خدمت یا علم حاصل کرنے میں مصروف رہا کرتی تھیں، سبحان اللہ! ان خوش نصیب بیبیوں کی زندگی نبی رحمت کے نکاح میں ہونے کی برکت سے کتنی مقدس، کس قدر پاکیزہ، اور کس درجہ نورانی زندگی تھی ماں بنو! کاش تمہاری زندگی میں بھی ان اُمت کی ماؤں کی زندگی کی چمک دمک یا ہلکی سی بھی جھلک ہو، تو تمہاری زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی اور تمہاری گود میں ایسے بچے اور بچیاں پرورش پاتے جن کی اسلامی شان اور زراہدانہ زندگی کی عظمت کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے دعا کرتے اور جنت کی عورتیں تمہارے لیے ”آمین“ کہتیں۔ مگر ہاتے افسوس کہ تم کو تو اچھا کھانے، اچھے لباس، بناؤ سنگار کر کے پلنگ پر دن رات لیٹے ریڈیو کا گانا سننے سے اتنی فرصت ہی کہاں کہ تم ان اُمت کی ماؤں کے نقش قدم پر چلو خداوندِ کریم تمہیں ہدایت دے اس دعا کے سوا ہم تمہارے لیے اور کیا کر سکتے ہیں، کاش تم ہماری ان مخلصانہ نصیحتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال لو، اور امت کی نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر دونوں جہان میں سرخرو ہو جاؤ۔

## ۵۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام ”ہند“ اور کنیت ”اُم سلمہ“ ہے لیکن یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں ان کے والد کا نام ”حذیفہ“ یا ”سہیل“ اور ان کی والدہ ”عاتکہ بنت عامر“ ہیں یہ پہلے ابو سلمہ عبد اللہ بن اسد سے بیاہی گئی تھیں۔ اور یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو کر پہلے ”حبشہ“ ہجرت کر گئے پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ ابو سلمہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور بی بی اُم سلمہ کو اونٹ پر سوار کرایا اور وہ اپنے دودھ پیتے بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر بیٹھ گئیں تو ایک دم حضرت اُم سلمہ کے میکہ والے بو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہہ کر کہ ہمارے خاندان کی لڑکی مدینہ نہیں جاسکتی حضرت اُم سلمہ کو اونٹ سے اتار ڈالا، یہ دیکھ کر حضرت ابو سلمہ کے خاندان والوں کو طیش آگیا اور ان لوگوں نے حضرت اُم سلمہ کی گود سے بچے کو چھین لیا اور یہ کہا کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے اس لیے ہم اس بچہ کو ہرگز نہ ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے اس طرح بیوی اور بچہ دونوں



حضرت ابوسلمہ سے جدا ہو گئے۔ مگر حضرت ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ نہیں چھوڑا، بلکہ بوی اور بچہ دونوں خدا کے سپرد کر کے تنہا مدینہ منورہ چلے گئے۔ حضرت اُمّ سلمہ شوہر اور بچے کی جدائی پر دن رات رویا کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچا زاد بھائی کو رحم آ گیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھایا کہ اگر اس غریب کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ کیا تم لوگ یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ ایک پتھر کی چٹان پر ایک ہفتہ سے اکیلی بیٹھی ہوئی ہے اور شوہر کی جدائی میں رویا کرتی ہے۔ آخر بنو مغیرہ کے لوگ اس پر رضا مند ہو گئے کہ اُمّ سلمہ اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر کے پاس مدینہ چلی جائے۔ پھر حضرت ابوسلمہ کے خاندان والوں نے بھی بچہ کو حضرت اُمّ سلمہ کے سپرد کر دیا۔ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچے کو گود میں لے کر ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو گئیں مگر جب مقام ”تنعیم“ میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ راستہ میں ملا جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ اُمّ سلمہ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں اس نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے؟ حضرت اُمّ سلمہ نے ورد بھری آواز میں جواب دیا میرے ساتھ میرے اللہ اور میرے اس بچہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر عثمان بن طلحہ کو شرفیاء جذبہ آ گیا۔ اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرے لیے یہ زینب نہیں دیتا کہ تمہارے جیسی ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بوی کو تنہا چھوڑ دوں، یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لی اور سپدل چلنے لگا، حضرت اُمّ سلمہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ دور جا کر کسی درخت کے نیچے سورتا اور میں اپنے اونٹ پر سورتی پھر چلنے کے وقت، وہ اونٹ کی مہار ہاتھ میں لے کر سپدل چلنے لگتا اسی طرح اس نے مجھے ”قاتلک“ پہنچا دیا۔ اور یہ کہہ کر واپس مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ، تمہارا شوہر اسی گاؤں میں ہے چنانچہ حضرت اُمّ سلمہ ہجرت مدینہ پہنچ گئیں۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۲۹) پھر دونوں میاں بوی مدینہ میں رہنے لگے چند سچے بھی ہو گئے تو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی بے کسی میں پڑ گئیں چند چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بوی کی زندگی بسر کرنا دشوار ہو گیا۔ ان کا یہ حال زار دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



ان سے نکاح فرمایا۔ اور بچوں کو اپنی پرورش میں لے لیا اس طرح یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر آگئیں۔ اور تمام اُمت کی ماں بن گئیں حضرت بی بی اُم سلمہ عقل و فہم، علم و عمل، دیانت و نبیانت کے کمال کا ایک بے مثال نمونہ تھیں اور فقہ و حدیث کی معلومات کا یہ عالم تھا کہ تین سو اٹھتر حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں۔ مدینہ منورہ میں چوراسی برس کی عمر پا کر وفات پائی ان کے وصال کے سال میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض مؤرخین نے ۵۲ھ بعض نے ۵۹ھ بعض نے ۶۲ھ لکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۶۳ھ کے بعد ہوا ہے۔ ان کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے (زررقانی ج ۳ ص ۲۳۸ تا ۲۴۲)

**تبصرہ** | اللہ اکبر۔ حضرت بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی صبر و استقامت، جذبہ ایمانی، جوش اسلامی، زاهدانہ زندگی، علم و عمل، محنت و جفاکشی، عقل و فہم کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی مثال مشکل ہی سے مل سکے گی۔ ان کے کارناموں اور بہادری کی داستانوں کو تاریخ اسلام کے اوراق میں پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اے آسمان بول! اے زمین بتا! کیا تم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا جیسی شیر دل اور پکیر ایمان عورت کو ان سے پہلے کبھی دیکھا تھا۔

ماں بہنو! تم پیار سے نبی کی پیاری بیویوں کی زندگی سے سبق حاصل کرو، اور خدا کے لیے سوچو کہ وہ کیا تھیں؟ اور تم کیا ہو؟ تم بھی مسلمان عورت ہو۔ خدا کے لیے کچھ تو ان کی زندگی کی جھلک دکھاؤ۔

## ۶۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

یہ سردار مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں ان کی ماں ”صفیہ بنت عاص“ ہیں جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی چھوٹی بہن ہیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا، اور مابین بوی دونوں اسلام قبول کر کے حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے تھے مگر حبشہ جا کر عبید اللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور عیسائیوں کی صحبت میں شراب پیتے پیتے مر گیا لیکن ام حبیبہؓ



اپنے ایمان پر قائم رہیں اور بڑی بہادری کے ساتھ مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرتی رہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال کی خبر ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ نے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمہری رضی اللہ عنہ کو ان کی دلجوئی کے لیے حبشہ بھیجا اور نجاشی بادشاہ حبشہ کے نام خط بھیجا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت اُمّ حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کر دو، نجاشی بادشاہ نے اپنی لونڈی ”ابرہہ“ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، جب حضرت بی بی اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ خوشخبری کا پیام سنا تو خوش ہو کر ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر اپنا زیور تار ٹھونسے دیا۔ پھر اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے بہت سے مہاجرین کو جمع کر کے حضرت اُمّ حبیبہ کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کر دیا، اور اپنے پاس سے مہر بھی ادا کر دیا۔ اور پھر پورے اعزاز کے ساتھ حضرت ثمر جہیل بن حستہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیج دیا۔ اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیوی اور تمام مسلمانوں کی ماں بن کر حضور کے خانہ نبوت میں رہنے لگیں یہ سخاوت و شجاعت، دینداری اور امانت و دیانت کے ساتھ بہت ہی قوی ایمان والی تھیں۔ باب مرتبہ ان کے باپ ابوسفیان جو ابھی کافر تھے مدینہ میں ان کے گھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھ گئے۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ذرا بھی باپ کی پرواہ نہیں کی اور باپ کو بستر سے اٹھا دیا اور کہا کہ میں ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک رسول کے اس پاک بستر پر بیٹھے اسی طرح ان کے جوش ایمانی اور جذبہ اسلامی کے واقعات عجیب و غریب ہیں جو تاریخوں میں لکھے ہوئے ہیں بہت ہی دیندار اور پاکیزہ عورت تھیں بہت سی حدیثیں بھی یاد تھیں اور انتہائی عبادت گزار، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا خدمت گزار اور وفادار بیوی تھیں ۴۴ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنۃ البقیع کے قبرستان میں دوسرا ازواج مطہرات کے خطیرہ میں مدفون ہوئیں۔

(زندگانی ج ۲ ص ۲۴۲ و مدارج النبوة ج ۲ ص ۴۸۱)



اللہ اکبر! حضرت بی بی آمنہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کتنی عبرت خیز اور تعجب انگیز ہے، سردارِ مکہ کی شہزادی ہو کر دین کے لیے اپنا وطن چھوڑ کر حبشہ کی دور دراز جگہ میں ہجرت کر کے چلی جاتی ہیں اور پناہ گزینوں کی ایک جھونپڑی میں رہنے لگتی ہیں۔ پھر بالکل ناگہان یہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ شوہر جو پردیس کی زمین میں تنہا ایک سہارا تھا بیسائی ہو کر۔ الگ تھلگ ہو گیا۔ کوئی دوسرا سہارا نہ رہ گیا۔ مگر ایسے نازک اور خطرناک وقت میں بھی ذرا بھی ان کا قدم نہیں ڈگمکایا۔ اور پہاڑ کی طرح دین اسلام پر قائم رہیں۔ اک خدا بھی ان کا حوصلہ سست نہیں ہوا۔ نہ انہوں نے اپنے کافر باپ کو یاد کیا نہ اپنے کافر بھائیوں بھتیجیوں سے کوئی مدد طلب کی خدا پر توکل کر کے ایک نامانوس پردیس کی زمین میں پڑی خدا کی عبادت میں لگی رہیں، یہاں تک کہ خدا کے فضل و کرم اور رحمتہ للعالمین کی رحمت نے ان کی دستگیری کی اور بالکل اچانک خداوند قدوس نے ان کو اپنے محبوب کی محبوبہ بنی اور ساری امت کی ماں بنا دیا۔ کہ قیامت تک ساری دنیا ان کو اُمّ المؤمنین امؤمنوں کی ماں کہہ کر پکارتی رہے گی اور قیامت میں بھی ساری خدائی خدا کے اس فضل و کرم کا تماشا دیکھے گی۔

اے مسلمان عورتو! دیکھو ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور خدا پر توکل کرنے کا پھل کتنا میٹھا اور کس قدر لذیذ ہوتا ہے؟ اور یہ تو دنیا میں اجر ملا ہے ابھی آخرت میں ان کو کیا کیا اجر ملے گا! اور کیسے کیسے درجات کی بادشاہی ملے گی؟ اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم لوگ تو ان درجوں اور مرتبوں کی بلندی و عظمت کو سوچ بھی نہیں سکے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر۔

## ۲۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی امیمہ بنت عبد اللہ المطلب کی بیٹی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آزاد کردہ غلام اور حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا لیکن خدا کی شان کہ میاں بوی میں نباہ نہ ہو سکا، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی جب ان کی عدت گزر گئی تو اچانک ایک دن یہ آیت اتر پڑی کہ:

تَمَكَّمَا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّثْلَهَا

جب زید نے حاجت پوری کر دی



وَحَلَّازَوْجُتُكُمَا۔

وطلاق دیدی اور عدت گزر گئی تو ہم

نے زینب کا ہاتھ اسے ساتھ نکاح کر دیا۔

(احزاب)

اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جا کر اس کو یہ خوشخبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ یہ سن کر ایک خادمہ دوڑی ہوئی گئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ خوشخبری سنائی۔ حضرت زینب کو یہ خوشخبری سن کر اتنی خوشی ہوئی کہ اپنے زیورات اتار کر خادمہ کو انعام میں دے دیے۔ اور خود مسجد میں گر پڑیں۔ اور پھر دو ماہ لگاتار شکریہ کا روزہ رکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے پر اتنی بڑی دعوت و لیمہ فرمائی کہ کسی بیوی کے نکاح پر اتنی بڑی دعوت و لیمہ نہیں کی تھی۔ تمام صحابہ کرام کو آپ نے نان گوشت کھلایا۔ (بخاری و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۸۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیبیوں میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس خصوصیت میں سب بیبیوں سے ممتاز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح خود اپنے حبیب سے کر دیا۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے ہاتھ سے کچھ دستکاری کر کے اس کی آمدنی فقراء و مساکین کو دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے میری اس بی بی کی وفات ہوگی جس کے ہاتھ سب بیبیوں سے لیے ہیں یہ سن کر سب بیبیوں نے ایک لکڑی سے اپنا اپنا ہاتھ ناپا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ تو لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ ہاتھ لمبا ہونے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد کثرت سے صدقہ دینا تھا بہر حال اپنی قسم قسم کی صفات حمیدہ کی بدولت یہ تمام ازواج مطہرات میں خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز تھیں سنیہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔ اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر کوچہ و بازار میں اعلان کر دیا تھا کہ سب لوگ اُمّ المومنین کے جنازہ میں شریک ہوں چنانچہ بیت بڑا مجمع ہوا۔ امیر المومنین نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو



جنتہ البقیع میں حضور کی دو مہری بیویوں کے پہلو میں دفن کیا (مدارج النبوة ج ۲ ص ۶۶ وغیرہ)

**تبصرہ** حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے کس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ انہوں نے اپنے نکاح کی خبر سن کر اپنا سارا زور خوشخبری سنانے والی لونڈی کو دے دیا اور سجدہ شکر ادا کیا۔ اور خوشی میں دو ماہ لگاتار روزہ دار میں پھر ذرا ان کی سخاوت پر بھی ایک نظر ڈالو کہ شہنشاہ دارین کی ملکہ ہو کر اپنے ہاتھ کی دستکاری سے جو کچھ کمایا کرتی تھیں وہ فقراء و مساکین کو دے دیا کرتی تھیں۔ اور صرف اسی لیے محنت و مشقت کرتی تھیں کہ فقیروں اور محتاجوں کی امداد کریں۔ اللہ اکبر، محبت رسول اور مسکین نوازی و غریب پروری کے یہ جذبات تمام مسلمان عورتوں کے لیے نصیحت آموز و قابل تقلید شاہکار ہیں۔ خداوند کریم سب عورتوں کو توفیق عطا فرمائے (امین)

## ۸۔ حضرت زینب بنت خزيمة رضی اللہ عنہا

یہ بچپن ہی سے بہت سخی تھیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لیے لوگ ان کو "اُمّ المساکین" (مسکینوں کی ماں) کہا کرتے تھے پہلے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن جحس رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ لیکن جب وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔ اور یہ "اُمّ المساکین" کی جگہ "اُمّ المؤمنین" کہلانے لگیں۔ مگر یہ حضور سے نکاح کے بعد ۱۱ دو پائین مہینے زندہ رہیں اور ربیع الاول ۳ھ میں بمقام مدینہ منورہ وفات پا گئیں۔ اور جنتہ البقیع میں ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات تک ان سے بے حد فحش رہے۔ اور ان کی وفات کا قلب نازک پر بڑا صدمہ گذرا، یہ ماں کی جانب سے حضرت ام المؤمنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہن میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔



## ۹۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

ان کے والد کا نام حارث بن حزن اور ان کی والدہ ہند بنت عوف ہیں پہلے ان کا نام ”برہ“ تھا مگر جب یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آگئیں تو حضور نے ان کا نام میمونہ ربک والی رکھ دیا۔ سہ عمرۃ القضاء کی واپسی میں حضور نے ان سے نکاح فرمایا اور مقام ”سرف“ میں یہ پہلی مرتبہ بستر نبوت پر سوئیں۔ کل چھتر حدیثیں ان سے مروی ہیں ان کے انتقال کے سال میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۱۵ھ بعض نے ۱۶ھ لکھا۔ لیکن ابن اسحاق کا قول ہے کہ ۱۳ھ میں ان کی وفات مقام ”سرف“ میں ہوئی۔ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جنازہ بہت آہستہ آہستہ لے کر چلو اور ان کی مقدس لاش کو ہلنے نہ دو۔ حضرت یزید بن اہم سنی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو مقام سرف میں اسی چھپر کے اندر دفن کیا جس میں پہلی بار ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۵۲ و ترمذی ج ۱ ص ۱۱۴)

**تبصرہ** | ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت بلکہ عشق تھا۔ انہوں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی تمنا ظاہر کی تھی۔ بلکہ یہ کہنا تھا کہ میں اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہہ کرنی ہوں اور مجھے مہر لینے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے ماں بہنو! دیکھو لو حضور کی مقدس بیبیوں کو حضور سے کسی والہانہ محبت تھی۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا کہنا! ان نامت کی ماؤں کے ایمان کی نورانیت کا۔

## ۱۰۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ بنی مُضَلَّق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ غزوہ مُرَیْسُج میں ان کا سارا قبیلہ گرفتار ہو کر مسلمانوں کے ہاتھوں میں قیدی بن چکا تھا۔ اور سب مسلمانوں کے لونڈی غلام بن چکے تھے۔



مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی شادمانی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ سے نکاح فرمایا تو تمام مجاہدین اسلام ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں ہمارے رسول نے نکاح فرمایا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی غلام نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام مسلمانوں کے قبضہ میں تھے، سب کے سب آزاد کر دیئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہؓ کے نکاح سے زیادہ مبارک نہیں ثابت ہوا کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندان بنی مصطلق کو غلامی سے نجات مل گئی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میرے قبیلے میں آنے سے پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ مدینہ کی جانب سے ایک چاند چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر پڑا۔ میں نے کسی سے اس خواب کا ذکر نہیں کیا لیکن جب حضور نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ میرے اسی خواب کی تعبیر ہے۔ ان کا اصلی نام ”برہ“ تھا مگر حضور نے ان کا نام ”جویریہ“ رکھ دیا ان کے دو بھائی عمرو بن حارث و عبداللہ بن حارث اور ان کی ایک بہن عمرہ بنت حارث نے بھی اسلام قبول کر کے صحابیت کا شرف پایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار اور دیندار تھیں۔ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے وظیفوں میں مشغول رہا کرتی تھیں۔ ۵۰ھ میں پنیسٹھ برس کی عمر پر وفات پائی۔ حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنتہ البقیع میں سپرد خاک کی گئیں (مدارج النبوة ج ۲ ص ۴۸۱ و زرقانی ج ۳ ص ۲۵۵)

**تبصرہ** | ان کا زندگی بھر کا یہ عمل کہ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ لگاتار ذکر الہی اور وظیفوں میں مشغول رہنا، یہ ان عورتوں کے لیے تازیانہ عبرت ہے۔ جو نماز چاشت تک سوتی رہتی ہیں۔ اللہ اکبر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تو اتنی عبادت گزار اور دیندار اور امتیوں کا یہ حال نہ کہ نوافل کا تو پوچھنا ہی کیا! فرائض سے بھی بیزار، بلکہ اٹھے دن رات طرح طرح کے گناہوں کے آزار میں گرفتار، الہی توبہ، الہی تیری پناہ۔



## ۱۱۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

یہ خیمہ کے سردار اعظم ”حیی بن اخطب“ کی بیٹی اور قسطلہ بنو نضیر کے رئیس اعظم ”کنانہ بن الحقیق“ کی بیوی تھیں جو ”جنگ خیبر“ میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ یہ خیمہ کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاندانی عزت ووجاہت کا خیال فرما کر اپنی ازواج مطہرات اور اُمت کی ماؤں میں شامل فرمایا۔ جنگ خیبر سے واپسی میں بنی دنون تک منزل صہبا میں آپ نے ان کو اپنے خیمہ کے اندر اپنی قربت سے سرفراز فرمایا اور ان کے ولیمہ میں کھجور گھی پنیر کا مالیدہ اپنے صحابہ کرام کو کھلایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ”پستہ قد“ کہہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر غصہ میں بھر کر ڈانٹا کہ کبھی بھی ان کو اتنا نہیں ڈانٹا تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو ”یہودیہ“ کہہ دیا تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب پر اس قدر خفا ہو گئے کہ دو تین ماہ تک ان کے بستر پر قدم نہیں رکھا۔ یہ بہت ہی عبادت گزار اور دیندار ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث و فقہ سیکھنے کا بھی جذبہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ دس حدیثیں بھی ان سے مروی ہیں ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے واقدی نے ۳۵ھ اور ابن سعد نے ۵۲ھ لکھا ہے یہ بھی مدینہ کے مشہور قبرستان بنہ البقیع میں مدفون ہیں۔ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۸۲ و زر قافی ج ۲ ص ۲۵۹)

### تبصرہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محض اس بنا پر خور نکاح فرمایا تا کہ ان کے خاندانی اعزاز و اکرام میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ تم غور سے دیکھو گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر جن جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ کسی نہ کسی دینی مصلحت ہی کی بنا پر ہوا۔ کچھ عورتوں کی بے کسی پر رحم فرما کر اور کچھ عورتوں کے خاندانی اعزاز و اکرام کو بچانے کے لیے کچھ عورتوں سے اس بنا پر نکاح فرمایا کہ وہ رنج و غم کے صدموں سے نڈھال تھیں۔ لہذا حضور نے ان کے زخمی دلوں پر ہر دم رکھنے کے لیے ان کو اعزاز بخش دیا۔ کہ اپنی ازواج مطہرات میں ان کو شامل کر لیا۔



حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنی عورتوں سے نکاح فرمانا ہرگز ہرگز اپنی خواہش نفسانی کی بنا پر نہیں تھا اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور کی بیویوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہیں تھیں۔ بلکہ سب عمر دراز اور سب بچہ تھیں۔ حالانکہ اگر حضور خواہش فرماتے تو کون سی ایسی کنواری لڑکی تھی جو حضور سے نکاح کرنے کے مستحق نہیں نہ کرتی مگر دربار نبوت کا توبہ معاملہ ہے کہ شہنشاہِ دو عالم کا کوئی قول کوئی فعل کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ہوا جو دین اور دین کی بھلائی کے لیے نہ ہو آپ نے جو کہا اور جو کیا سب دین ہی کے لیے کیا بلکہ آپ نے جو کیا اور کہا وہی دین ہے بلکہ آپ کی ذات اکرم ہی مجسم دین ہے۔  
 اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

یہ حضور اکرم شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ گیارہ ازواجِ مطہرات ہیں جن پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ ان کا مختصر تذکرہ تم نے پڑھ لیا اگر مفصل حال پڑھنا ہو تو ہماری کتاب ”سیرۃ المصطفیٰ“ پڑھو۔

اب ہم حضور سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چار شہزادیوں کا مختصر تذکرہ لکھتے ہیں جو صالحات اور نیک بیویوں کی لڑی میں ابدار موتیوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

## ۱۲۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں۔ جو اعلانِ نبوت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ اور جنگِ بدر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ سے مدینہ بلا لیا تھا۔ مکہ میں کافروں نے ان پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ان کا تو پوچھنا ہی کیا حد ہو گئی کہ جب یہ ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا اور ایک بدنصیب کافر جو بڑا ہی ظالم تھا۔ یعنی ”ہبار بن الاسود“ اس نے نیزہ مار کر اونٹ سے زمین پر گرا دیا جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ان کے دیور ”کنانہ“ کو جو اگرچہ کافر تھا ایک دم طیش آگیا اور اس نے



جنگ کے لیے تیرکان اٹھایا یہ ماجرا دیکھ کر ”ابوسفیان“ نے درمیان میں پڑ کر راستہ صاف کر دیا  
وہ یہ مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کو اس واقعہ سے بڑی چوٹ لگی چنانچہ آپ نے ان  
کے فضائل میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ  
فِيَّ۔

یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے  
بہت فضیلت والی ہے کہ میری طرف  
ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔

پھر ان کے بعد ان کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ  
آگئے اور دونوں ایک ساتھ رہنے لگے۔ ان کی اولاد میں ایک لڑکا جن کا نام ”علی“ تھا اور ایک  
لڑکی جن کا نام ”امامہ“ تھا زندہ رہے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ ”علی“ جنگ یرموک میں شہید ہو گئے  
حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبت تھی۔ بادشاہ حبشہ نے تحفہ  
میں ایک جوڑا اور ایک قیمتی انگوٹھی دربار نبوت میں بھیجی۔ تو آپ نے یہ انگوٹھی حضرت امامہ کو عطا  
فرمائی اسی طرح کسی نے ایک مرتبہ بہت ہی بیش قیمت اور انتہائی خوبصورت ایک ہار نذر کیا، تو  
سب بیبیاں یہ سمجھتی تھیں کہ حضور یہ ہار حضرت عائشہ کے گلے میں ڈالیں گے۔ مگر آپ نے یہ فرمایا  
کہ میں یہ ہار اس کو پہناؤں گا جو میرے گھر والوں میں مجھ کو سب سے زیادہ پیاری ہے یہ فرما کر آپ  
نے یہ قیمتی ہار اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈال دیا۔ اسی میں حضرت زینب  
رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نے تبرک کے طور پر اپنا تہبند شریف  
ان کے کفن میں دے دیا۔ اور نماز جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کو قبر میں اتارا  
ان کی قبر شریف بھی جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے (زرقانی ج ۳ ص ۹۵ تا ۱۹۷)

حضور نبی اکرم کی صاحبزادی کو اسلام لانے کی بنا پر کافروں نے جس قدر ستایا اور  
تبصرہ دکھ دیا اس سے مسلمان بیبیوں کو سبق لینا چاہیے کہ کافروں اور ظالموں کے  
ظلم پر صبر کرنا ہمارے رسول اور رسول کے گھر والوں کی سنت ہے اور خدا کی راہ میں دین کے  
لیے تکلیف اٹھانا اور برداشت کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔



## ۱۳۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

اعلان نبوت سے سات برس قبل جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا تینتیسواں سال تھا یہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے "عتبہ" سے ہوا تھا مگر ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی کہ "سورہ تبت یدا" نازل ہوئی اس غصہ میں ابولہب کے بیٹے عتبہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور ان دونوں میاں بوی نے حبشہ کی طرف پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والے) کے معزز لقب سے سرفراز ہو گئے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ زیادہ بیمار تھیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں رہنے کا حکم دے دیا۔ اور جنگ میں جانے سے روک دیا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس دن جنگ بدر میں فتح مبین کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے اسی دن بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا نے بیس برس کی عمر پا کر مدینہ میں انتقال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ بدر کے مجاہدین میں شمار فرمایا۔ اور مجاہدین کے برابر مال غنیمت میں سے حصہ بھی عطا فرمایا۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ایک فرزند پیدا ہوئے تھے جن کا نام "عبد اللہ" تھا مگر وہ اپنی والدہ کی وفات کے بعد کچھ ہی عرصہ میں وفات پا گئے بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی جنت البقیع میں ہے۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۸)

## ۱۴۔ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ بھی پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے "عتیبہ" سے بیاہی گئی تھیں۔ مگر "سورہ تبت یدا" میں ابولہب کی برائی سن کر "عتیبہ" اس قدر طیش میں آ گیا کہ اس نے گستاخی کرتے ہوئے حضور صلی



اللہ علیہ وسلم پر چھپٹ کر آپ کے پیراہن شریف کو پھاڑ ڈالا اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب نازک پر اس گستاخی اور بے ادبی سے انتہائی صدمہ گذرا اور جوشِ غم سے آپ کی زبانِ مبارک سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے کہ۔

”یا اللہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما دے۔“

اس دعا نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ملک شام کے راستہ میں یہ قافلہ کے بیچ میں سویا تھا اور ابوہب قافلہ والوں کے ساتھ پہرہ دے رہا تھا مگر اچانک ایک شیر آیا۔ اور غیبیہ کے سر کو جبا گیا۔ اور وہ مر گیا حضرت بی بی رقیہ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ میں حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ مگر ان کے شکم مبارک سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ سترہ میں حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مدینہ منورہ کے قبرستانِ جنۃ البقیع میں ان کو دفن فرمایا۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۰۰)

## ۱۵۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

یہ حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ چمپتی اور لاڈلی شہزادی ہیں ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا و بتول ہے۔ اللہ اکبر! ان کے فضائل اور مناقب اور ان کے درجات و مراتب کا کیا کہنا۔ حدیثوں میں بکثرت ان کے فضائل اور بزرگوں کا ذکر ہے جن کو مفصل ہم نے اپنی کتاب ”حقانی تقریریں“ میں لکھا ہے۔ سترہ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا۔ اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محسن اور تین صاحبزادیاں زینب، اُمّ کلثوم و رقیہ رضی اللہ عنہم و عنہن پیدا ہوئیں۔ حضرت محسن و رقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ حضرت اُمّ کلثوم کی شادی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب کی شادی حضرت عبداللہ



بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوئی جن کے فرزند عون و محمد کربلا میں شہید ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد ۲ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ کی وفات ہوئی۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۴۱ وغیرہ و زرقانی ج ۳ ص ۲۰۰)

## ۱۶۔ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ یہ بہت شیردل اور بہادر خاتون ہیں۔ جنگ خندق کے موقع پر تمام مجاہدین اسلحہ کفار کے خلاف لڑ رہے تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں بچوں کو کو ایک پرانے قلعہ میں جمع کر دیا گیا تھا۔ اچانک ایک یہودی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار پھاڑتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا، اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اکیلی اس یہودی پر چھپ کر رہیں اور خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ تلوار لیے ہوئے چکر اکر گرا اور مر گیا پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے، اسی طرح جنگِ اُحد میں جب مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا یہ اکیلی کفار پر نیزہ چلاتی رہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ نے ان کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی ماں اور میری چھوٹی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے زرعے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں۔ اس طرح جب جنگِ اُحد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور کافروں نے ان کے کان ناک کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکم چاک کر دیا تو حضور نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا کہ میری چھوٹی حضرت صفیہ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائے گی۔ مگر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ



پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں سترہویں تہتر برس کی عمر پا کر مدینہ میں وفات پائی۔ اور جنتہ البقیع میں مدفون ہوئیں (زرقانی ج ۲ ص ۲۸۷)

## ۱۷۔ ایک انصاریہ عورت رضی اللہ عنہا

مدینہ کی ایک عورت جو انصار کے قبیلہ کی تھیں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں شہید ہو گئے تو یہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور میدان جنگ میں پہنچ گئیں وہاں لوگوں نے ان کو بتایا کہ اسے عورت! تیرے باپ اور بھائی اور شوہر تینوں اس جنگ میں شہید ہو گئے یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ حضور اگرچہ زخمی ہو گئے ہیں مگر الحمد للہ کہ زندہ سلامت ہیں تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ

تسلی ہے پناہ بیکساں زندہ سلامت ہے

کوئی پروا نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے

الذاکبر! اس شیر دل اور بہادر عورت کا کیا کہنا؟ باپ اور شوہر اور بھائی تینوں کے قتل ہو جانے سے صدات کے تین تین پیار دل پر گر پڑے ہیں۔ مگر محبت رسول کے نشہ میں اس کی مستی کا یہ عالم ہے کہ زبان حال سے یہ نعرہ اس کی زبان پر جاری ہے کہ

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی براور بھی فدا  
اسے شہر دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم (طبری) ۱۳۲۵ھ

## ۱۸۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا

یہ جنگ احد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں کود پڑیں اور جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیروں تلوار



کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں یہاں تک کہ جب ابنِ قتیہ ملعون نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار چلا دی تو حضرت اُمّ عمارہ نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا۔ پھر خود بڑھ کر ابنِ قتیہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو جانا مگر وہ ملعون دوسری زہرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس لیے سچ گیا اس جنگ میں بی بی اُمّ عمارہ کے سرو گردن پر تیرہ زخم لگے تھے حضرت بی بی اُمّ عمارہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگِ اُحد میں زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوا تھا میری والدہ حضرت اُمّ عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا بچھا کر زخم کو باندھ دیا اور کہا کہ بیٹا اٹھو، کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ اتفاق سے وہی کافر سامنے آ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُمّ عمارہ! دیکھو تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے یہ سنتے حضرت اُمّ عمارہ نے چھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھری وار مارا کہ وہ کافر گر پڑا، اور پھر علی نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھٹتا ہوا بھاگا یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے اُمّ عمارہ! تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا حضرت اُمّ عمارہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا ثواب عطا فرمائے اس وقت آپ نے ان کے لیے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کے لیے اس طرح دعا فرمائی کہ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقًاۤیْ فِی الْجَنَّةِ۔

یا اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آجائے تو مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے (مدارج النبوة ج ۲ ص ۱۲۶)

**تبصرہ** حضرت بی بی صفیہ اور انصارِ بیوت اور حضرت بی بی ام عمارہ کے تینوں واقعات کو پڑھ کر غور کرو کہ مادرِ اسلام کی آغوش میں کیسی کیسی شیر دل اور بہادر عورتوں نے جنم لیا ہے۔ ان بہادر خواتین اسلام کے کارناموں کو گردشِ لیل و نہار قیامت



تک بھی نہیں مٹا سکتی ان کے سینوں میں پتھر کی چٹانوں سے زیادہ مضبوط دل تھا جس میں اسلام کی حرارت کا جوش اور محبت رسول کی ایسی مستی بھری ہوئی تھی کہ کفار کے شکروں کا دل بادل ان کی نظروں میں بھیسوں اور محپروں کا جھنڈ نظر آتا تھا اور ان کے دلوں میں صبر و استقامت کا ایسا سمندر لہریں مار رہا تھا کہ اس کے طوفان میں بڑی بڑی مصیبتوں کے پہاڑ پاش پاش ہو جاتا کرتے تھے مگر افسوس آج کل کی مسلمان عورتوں کے دلوں میں محبت رسول کا چراغ اس طرح بجھ گیا ہے کہ اسلام کا جوش ایمان کا جذبہ، محبت رسول کی مستی، جہاد کا نشہ سب کچھ غارت ہو گیا۔ اور دنیا کی محبت اور زندگی کی ہوس نے بدن کے رونگٹے رونگٹے میں خوف و ہراس اور بزدلی کی ایسی آندھی چلا دی ہے کہ کفار کے مقابلہ میں ہر مسلمان عورت رونے اور گڑ گڑانے کے سوا کچھ کر ہی نہیں سکتی۔ اسے مسلمان عورت تو اتنا ان جاں باز اور سرفروشن جہاد کرنے والی عورتوں کے جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی سے سبق سیکھو۔ تم بھی مسلمان عورت ہو اگر کفار کا مقابلہ ہو تو اپنی جان پر کھیل کر اور سر ہتھیلی پر رکھ کر کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت پی لو۔ اور حنبہ الفردوس میں پہنچ جاؤ۔ خبردار خبردار! کفار کے آگے روتے گڑ گڑاتے ہوئے اور رحم کی بھبک مانگتے ہوئے بزدلی کی موت ہرگز نہ مرو۔ اور یاد رکھو کہ وقت سے پہلے ہرگز موت نہیں آ سکتی لہذا ڈر خوف اور ہراس و بزدلی سے موت نہیں مل سکتی۔ اس لیے بہادر بنو، شیر دل بنو اور لبی صفیہ اور لبی اُمّ عمارہ اور لبی انصاریہ کی مجاہدانہ سرفروشیوں کا کردار پیش کرو۔

## ۱۹۔ حضرت بی بی سُمَیہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عمار بن یاسر صحابی رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کے کافروں نے ان کو بہت زیادہ ستایا ایک مرتبہ ابو جہل نے نیرہ تان کر ان سے دھمکا کر کہا کہ تو کلمہ نہ پڑھو ورنہ میں تجھے یہ نیرہ مار دوں گا حضرت بی بی سُمَیہ رضی اللہ عنہا نے سینہ تان کر زور زور سے کلمہ پڑھنا شروع کیا ابو جہل نے غصہ میں بھر کر ان کی ناف کے نیچے اس زور سے نیرہ مارا کہ وہ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور شہید ہو گئیں (استیعاب ج ۴ ص ۱۸۶۳)



**تبصرہ** | یہ ایک جاں باز مسلمان عورت کا پہلا خون تھا جس سے خدا کی زمین رنگین ہو گئی مگر اس خون کی گرمی نے ہزاروں مسلمان مردوں اور عورتوں میں جوش جہاد کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ بدرواحہ اور حنین کا میدان کفار کا قبرستان بن گیا اور مکہ و خیبر میں کفر و شرک کے جنگلات کٹ گئے اور ہر طرف اسلام کا باغ پھلنے پھولنے لگا۔

## ۲۔ حضرت نبی لبینہ رضی اللہ عنہا

یہ ایک لونڈی تھیں ابتداء اسلام ہی میں اسلام کی حقانیت کا نور ان کے دل میں چمک اٹھا اور یہ اسلام کے دامن میں آگئیں کفار مکہ نے ان کو ایسی ایسی دردناک تکلیفیں دیں کہ اگر ہسٹا بھی ان کی جگہ پر ہوتا تو شاید لرز جانا مگر اس پیکر ایمان کے قدم نہیں ڈگمگاتے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تک دامن اسلام میں نہیں آئے تھے اس لونڈی کو اتنا مارتے تھے کہ مارتے مارتے خود تھک جاتے تھے مگر حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا ان نہیں کرتی تھیں بلکہ نہایت ہی جرأت و استقلال کے ساتھ کہتی تھیں کہ اے عمر! تم جتنا چاہو مجھ غریب کو مار لو کہ اگر خدا کے سچے رسول پر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو خدا ضرور تم سے انتقام لے گا (زرقانی ج ۱ ص ۲۷۰)

**تبصرہ** | حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا کی اس ایمانی تقریر کی جہانگیری تو دیکھو کہ ابھی حضرت لبینہ کے زخم نہیں بھرے تھے کہ اسلام کی حقانیت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح دبوچ لیا کہ وہ بے اختیار دامن اسلام میں آ گئے اور زندگی بھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہے اور حضرت لبینہ جیسی غریب و مظلوم لونڈیوں کے سامنے شرم سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے اور ان کمزوروں اور غریبوں سے معافی مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جن کو یہ گرم گرم جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر روزی پتھر رکھا ہوا دیکھ کر حقارت سے ٹھوکر مار کر گذرتے تھے تھوڑے دن میں گذرے کہ امیر المومنین ہوتے ہوئے اپنے تخت شاہی پر بیٹھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا بِلَالٌ یعنی بلال تو ہمارے سردار ہیں بلال تو ہمارے آقا ہیں اور بلال کی صورت کو کمالِ ادب اور محبت کے ساتھ دیکھ کر زبان حال سے بھرے مجمعوں میں یہ کہا کرتے تھے کہ



بدرا چھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے  
چشم بنیا ہو تو دونوں سے ہلال اچھا ہے

## ۲۱۔ حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی لونڈی تھیں مگر اسلام لانے پر کافروں نے ان کے ساتھ کیسے کیسے ظالمانہ سلوک  
کیسے اس کی تصویر کھینچنے سے قلم کا سینہ شق ہو جاتا ہے۔ اور ہاتھ کاٹنے لگتے ہیں لیکن یہ اللہ  
والی بڑی بڑی مار دھاڑ کو برداشت کرتی رہی اور مصیبتیں جھیلتی رہی۔ مگر اسلام سے بال بھر بھی  
اس کے قدم کبھی بھی نہیں ڈگمگائے یہاں تک کہ وہ دن آگیا کہ اسلام کو ڈھانپوا لے خود اسلام کے  
معمار بن گئے۔ اور اسلام کے خون کے پیاسے اپنے خونوں سے اسلام کے باغ کو سیراب کر  
سرفروشنے لگے۔ (رزقانی و سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۱۹)

## ۲۲۔ حضرت بی بی ام عتبیس رضی اللہ عنہا

حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ عنہا کی طرح یہ بھی لونڈی تھیں اور ان کو بھی کافروں نے بہت  
ستایا، بے حد ظلم و ستم کیا لوہا گرم کر کے ان کے بدن کے نازک حصوں پر داغ لگایا کرتے تھے  
کبھی پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیا کرتے تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا تھا مار پیٹ کا تو پوچھنا ہی  
کہ وہ تو ان کافروں کا روزانہ ہی کا محبوب مشغہ تھا۔ آخر پیارے رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بار غار صدیق جاثنا رضی اللہ عنہ نے اپنا خزانہ خالی کر کے ان مظلوموں کو خرید خرید کر  
آباد کر دیا۔ تو ان مصیبت کے ماروں کو کچھ آرام ملا۔ (رزقانی و سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۱۹)

## ۲۳۔ حضرت زینبہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی ایک لونڈی تھیں انہوں نے بھی جب کلمہ  
پڑھا تو سارا گھرانہ کی جان کا دشمن ہو گیا اور ان کافروں نے اتنا مارا کہ ان کی آنکھوں کی بینائی  
جاتی رہی۔ تو کافران کو یہ طعنہ دینے لگے کہ تو نے ہمارے دیوتاؤں کو چھوڑ دیا تو تیری



آنکھیں پھوٹ گئیں۔ اب کہاں ہے تیرا ایک خدا تو کیوں نہیں اس کو بلاتی کہ وہ تیری آنکھوں کو روشن کر دے، یہ طعنہ سن کر وہ نہایت جرات کے ساتھ کہا کرتی تھیں کہ میں جس رسول پر ایمان لائی ہوں یقیناً وہ خدا کے سچے رسول ہیں۔ اور میرا ایک خدا اگر چاہے گا تو ضرور میری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور تمہارے سیکڑوں دیوتا میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کا یہ طعنہ سنا تو فرمایا کہ اسے زنجیرہ! تو صبر کر۔ پھر حضورؐ نے دعا فرمادی تو ان کی آنکھوں میں ایک دم روشنی آگئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو ہے۔ وہ رسول نہیں ہیں بلکہ وہ تو عرب کے سب سے بڑے جادوگر ہیں (معاذ اللہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔

(زرقانی ج ۱ ص ۲۰، واستیعاب ج ۲ ص ۱۸۴۹)

## تبصرہ

اے مسلمان ماں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ حضرت بسینہ و حضرت ہند یہ و حضرت اُمّ عبیس و حضرت زینہ وغیرہ رضی اللہ عنہن کی جان سوز و دل دوز حکایتوں کو بغور اور بار بار پڑھو۔ اور سوچو کہ ان اللہ والیوں نے اسلام کے لیے کیسی کیسی مصیبتیں اٹھائیں مگر ایک سیکنڈ کے لیے بھی اسلام سے ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ ایک تم ہو کہ ذرا کوئی تکلیف پہنچی تو تم گھبرا کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی ہو۔ اور خدا اور رسول کی شان میں ناشکری کے الفاظ بولنے لگتی ہو اور فدا کافروں نے دھونس دی تو تم کافروں کی بولیاں بولنے لگتی ہو خدا کے لیے اے مسلمان مرد و اور اے مسلمان عورتو! تم ان اللہ کی مقدس بندوں کا کردار پیش کرو کہ اپنے ایمان و اسلام پر اتنی مضبوطی کے ساتھ قائم رہو کہ تمہیں دیکھ کر کافروں کی دنیا پکار اٹھے کہ سہ بنائے آسمان بھی اس ستم پر ڈگمگائے گی مگر مومن کے قدموں میں کبھی لغزش نہ آئے گی

## ۲۴۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

یہ وہ مقدس اور خوش نصیب عورت ہیں کہ انہوں نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح ہو جانے کے بعد طائف کے شہر پر



جہاد فرمایا اس وقت حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر اور بیٹے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی چادر مبارک کو زمین پر بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور انعام و اکرام سے بھی نوازا۔ اور یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(استیعاب ج ۲ ص ۱۸۱۲)

حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے اندر ہے۔

**تبصرہ** ۱۹۵۹ء میں جب میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور جنت البقیع کے مزارات مقدسہ کی زیارتوں کے لیے گیا تو دیکھ کر قلب و دماغ پر رنج و غم اور صدمات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ ظالم نجدی وہابیوں نے تمام مزارات کو توڑ پھوڑ کر اور قبوں کو گرا کر پھینک دیا ہے صرف ٹوٹی پھوٹی قبروں پر چند پتھروں کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ اور صفائی ستھرائی کا بھی کوئی اہتمام نہیں ہے۔ بہر حال سب مقدس قبروں کی زیارت کرتے ہوئے جب میں حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کے سامنے کھڑا ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جنت البقیع کی کسی قبر پر میں نے کوئی گھاس اور سبزہ نہیں دیکھا۔ لیکن حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کو دیکھا کہ بہت ہی ہری اور شاداب گھاسوں سے پوری قبر چھپی ہوئی ہے۔ میں حیرت سے دیر تک اس منظر کو دیکھنا رہا۔ آخر میں نے اپنے گجراتی ساتھیوں سے کہا کہ لوگو! بتاؤ تم لوگوں نے جنت البقیع کی کسی قبر پر بھی گھاس جمی ہوئی دیکھی؟ لوگوں نے کہا کہ ”جی نہیں“ میں نے کہا کہ حضرت بی بی حلیمہ کی قبر کو دیکھو کہ کیسی ہری ہری گھاس سے یہ قبر سبز و شاداب ہو رہی ہے لوگوں نے کہا کہ ”جی ہاں بے شک“ پھر میں نے کہا کہ کیا اس کی کوئی وجہ تم لوگوں کی سمجھ میں آرہی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی نہیں آپ ہی بتائیے، تو میں نے کہہ دیا کہ اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دودھ پلا کر سیراب کیا تھا تو رب العالمین نے اپنی رحمت کے پانیوں سے ان کی قبر پر ہری ہری گھاس اگا کر ان کی قبر کو سبز و شاداب کر دیا ہے۔ میری یہ تقریر سن کر تمام حاضرین پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سب لوگ چیخ مار مار کر رونے لگے اور میں خود بھی روتے روتے نڈھال ہو گیا پھر میرے محب مخلص سیٹھا الحاج عثمان غنی چھپہ رنگ والے احمد آبادی نے عطر کی ایک بڑی سی شیشی جس میں سے دو دو تین تین قطرہ وہ پر قبر



پر عطر ڈالتے تھے ایک دم پوری شیشی انہوں نے حضرت بی بی حلیمہ کی قبر پر پڑیل دی۔ اور روتے ہوئے کہہ کر اسے داری حلیمہ! خدا کی قسم اگر آپ کی قبر احمد آباد میں ہوتی تو میں آپ کی قبر مبارک کو عطر سے دھورتا پھر بڑی دیر کے بعد ہمارے دلوں کو سکون ہوا۔ اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لگ بھگ پچاس آدمی میرے پیچھے کھڑے تھے۔ اور سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں رب اللہ! پھر دوبارہ یہ موقع نصیب فرما۔ آمین۔ یا رب العالمین!

## ۲۵۔ حضرت اُمّ امین رضی اللہ عنہا

جب ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُمّ امین رضی اللہ عنہا جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں آپ کی خاطر داری و خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں، کپڑے پہناتی تھیں، کپڑے دھوتی تھیں جب آپ بڑے ہوئے تو آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا جن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے (رضی اللہ عنہم) حضرت بی بی اُمّ امین رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعد کافی دنوں تک مدینہ میں زندہ رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اپنی اپنی خلافتوں کے دوران حضرت بی بی اُمّ امین رضی اللہ عنہا کی زیارت و ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔ (زر قانی علی المواہب واستیعاب ج ۲ ص ۱۷۹)

**تبصرہ** ماں بہنو! غور کرو کہ امیر المومنین ہوتے ہوئے اپنی جلالتِ شان کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک بڑھیا عورت کی زیارت کیلئے ان کے گھر جایا کرتے تھے ایسا کیوں؟ اور کس لیے تھا؟ صرف اس لیے کہ حضرت اُمّ امین رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعلق تھا کہ انہوں نے بچپن میں آپ کی خاطر داری اور خدمت گزاری کا شرف پایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اس عمل سے ثابت یہ ہوا کہ جن جن چیزوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام



سے تعلق رہا ہوا ان سے محبت و عقیدت اور ان کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب و احترام یہ ایمان کا نشانہ اور ہر مسلمان کی ایمانی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

## ۲۶۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا

یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام مالک تھا بیوہ ہو جانے کے بعد ان کا نکاح حضرت ابو طلحہ صحابی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ یہ رشتہ میں ایک طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہوتی تھیں اور ان کے بھائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیبت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت اُمّ سلیم کا ایک بچہ بیمار تھا جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صبح کو اپنے کام دھندے کے لیے باہر جانے لگے، تو اس بچہ کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا۔ ابھی حضرت طلحہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت بی بی اُمّ سلیم نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے۔ تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کر سکیں گے۔ اس لیے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھادیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں جب حضرت ابو طلحہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کا کیا حال ہے۔؟ تو بی بی اُمّ سلیم نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے۔ حضرت ابو طلحہ مطمئن ہو گئے۔ اور انہوں نے یہ سمجھا کہ سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے۔ پھر فوراً ہی کھانا سامنے آگیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی اُمّ سلیم نے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر! مجھے



یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برائے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابو طلحہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہیے۔ شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلمہ نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا۔ کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس خدا کی ایک امانت تھا آج خدا نے وہ امانت لے لی۔ اور ہمارا بچہ مر گیا۔ یہ سن کر حضرت ابو طلحہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا؟ بی بی نے کہا کہ ”جی ہاں“ حضرت ابو طلحہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کھنی ڈو تھم گیا ہے۔ بوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والا کہاں سانس لیتا ہے؟ حضرت ابو طلحہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے بھر پیٹ کھانا کھایا اور صحبت بھی کی۔ بوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا۔ کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج و غم میں ڈوب جاتے نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے اس لیے میں نے اس خبر کو چھپایا حضرت ابو طلحہ صبح کو مسجد نبوی میں نماز فجر کے لیے گئے۔ اور رات کا پورا ماجل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا آپ نے حضرت ابو طلحہ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے۔ اس دعا سے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی ام سلمہ کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

(بخاری ج ۲، ۱۷۲، حاشیہ وغیرہ)

**تبصرہ** | مسلمان ماؤں اور بہنو! حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے صبر کرنا سیکھو اور شوہر کو آرام پہنچانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی اس واقعہ سے زمین نشین کرو اور دیکھو کہ بی بی ام سلمہ نے کیسی اچھی مثال دے کر شوہر کو تسلی دی۔ اگر ہر آدمی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے گا۔ اور دیکھو کہ صبر کا پھل خداوند کریم نے کتنی جلدی حضرت بی بی ام سلمہ کو دیا کہ حضرت عبداللہ ایک سال پورا ہوئے سے پہلے ہی پیدا ہوئے اور پھر ان کا گھر عالموں سے بھر گیا۔



## ۲۶۔ حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا

یہ حضرت بی بی اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ جن کا ذکر تم نے اوپر پڑھا ہے ان کے مکان پر بھی کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت بی بی اُمّ حرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے مسکانے کا کیا سبب ہے! تو ارشاد فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی اپنی امت کے کچھ مجاہدین کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ وہ سمندر میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھے ہوئے جہاد کے لیے جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ لوگ اپنے اپنے تخت پر بیٹھے رہا کرتے ہیں حضرت اُمّ حرام نے کہا کہ یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مجاہدین میں شامل فرمائے پھر آپ سو گئے اور دوبارہ پھر اسی طرح ہنستے ہوئے اٹھے۔ اور یہی خواب بیان فرمایا تو اُمّ حرام نے کہا کہ آپ دعا فرمائیے کہ میں ان مجاہدوں میں شامل رہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم پہلے مجاہدین کی صف میں رہو گی۔ چنانچہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بحری بیڑہ تیار ہوا۔ اور مجاہدین کشتیوں میں سوار ہونے لگے تو حضرت بی بی اُمّ حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان مجاہدین کی جماعت میں شامل ہو کر جہاد کے لیے روانہ ہو گئیں سمندر سے پار ہو جانے کے بعد یہ اونٹ پر سوار ہونے لگیں تو اونٹ پر سے گر پڑیں اور اونٹ کے پاؤں سے کچل کر ان کی روح پرواز کر گئی۔ اس طرح یہ شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئیں۔

ربخاری ج ۱ ص ۲۰۳ باب غزوة البحر

**تبصرہ** | مسلمان بیوی! حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ سے جہاد کا شوق اور اسلام پر قربان ہونے کا جذبہ سیکھو۔ ان دونوں بوڑھے میاں بیوی کو پڑھائے کے باوجود جہاد کا کس قدر شوق تھا! اور شہادت کی کتنی زیادہ تمنا تھی۔ اللہ اکبر۔



## ۲۸۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں یہ اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسلام کے شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر یہ دونوں حضرت عمر کے ڈر سے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر کو ان دونوں کے مسلمان ہونے کی خبر ملی۔ تو غصہ میں آگ بگولا ہو کر بہن کے گھر پہنچے کو اڑ بند تھے مگر اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت عمر کی آواز سن کر سب گھروالے ادھر ادھر چھپ گئے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر چلا کر بولے کہ اسے اپنی جان کی دشمن کیا تو نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور ان کی داڑھی پکڑ کر زمین پر پٹھار دیا۔ اور مارنے لگے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب اپنے شوہر کو بچانے کے لیے حضرت عمر کو پکڑنے لگیں تو ان کو حضرت عمر نے ایسا نچوڑا کہ کان کے جھومر ٹوٹ کر گر پڑے۔ اور چہرہ خون سے رنگین ہو گیا۔ بہن نے نہایت جرات کے ساتھ صاف صاف کہہ دیا کہ عمر! سن لو تم سے جو ہو سکے کرو مگر اب ہم اسلام سے بھی ہرگز ہرگز نہیں پھر سکتے۔ حضرت عمر نے بہن کا جوہر لہاں چہرہ دیکھا اور ان کا جوش و جذبات میں بھرا ہوا جملہ سنا تو ایک دم ان کا دل نرم پڑ گیا۔ تھوڑی دیر چپ کھڑے رہے پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے قرآن شریف کے ورقوں کو سامنے رکھ دیا حضرت عمر نے سورہ حدید کی چند آیتوں کو بغور پڑھا تو کانپنے لگے اور قرآن کی حقانیت کی تاثیر سے دل بے قابو ہو کر تھڑا گیا جب اس آیت پر پہنچے کہ اٰمِنُوْا بِاِلٰہِ رَسُوْلِہِ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو پھر حضرت عمر ضبط نہ کر سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے بدن کی بوٹی بوٹی کانپ اٹھی اور زور زور سے پڑھنے لگے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر ایک دم اٹھے اور حضرت زید بن ارقم کے مکان پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے چمٹ گئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس دن سے مسلمانوں کو خوف و ہراس سے کچھ سکون ملا اور حرم کعبہ میں علانیہ نماز پڑھنے



کا موقع ملا۔ ورنہ لوگ پہلے گھروں میں چھپ چھپ کر نماز و قرآن پڑھا کرتے تھے۔

زرقانی علی المواسم ج ۱ ص ۱۲۷

تبصرہ | اے اسلامی بہنو! حضرت فاطمہ بنت خطاب سے ایمانی جوش اور اسلامی جرأت کا سبق سیکھو۔

## ۲۹۔ حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ اور حضور کی چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں یہ حضرت عباس سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر بے حد مہربان تھے۔ اور حضور نے ان کو دین و دنیا کی بڑی بڑی بشارتیں دی تھیں۔ یہ ہجرت کے لیے بقرار تھیں مگر یہ ہجرت کا سامان نہ ہونے سے لاچار تھیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ ہجرت کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتی ہیں۔ تو ان پر کوئی گناہ نہیں (بخاری ج ۱ ص ۱۸۱ باب اذا اسلم البسی)

## ۳۰۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

یہ انصاریہ صحابیہ ہیں اور جنگ بدر میں ابو جہل کو قتل کرنے والے صحابی حضرت معوذ بن عفرہ کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے بیعت الرضوان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر بڑا خاص کرم تھا۔ ان کی شادی کے دن حضور ان کے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ کی خدمت میں کھجور کا ایک خوشنڈر کیا۔ تو آپ نے اس کو قبول فرما کر کچھ سونایا چاندی ان کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اس کے زیور بنالو۔ امام واقدی نے ان کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت اسماء بنت مخزومہ مدینہ منورہ میں عطر بیچا کرتی تھی۔ وہ عطر لے کر حضرت ربیع بنت معوذ کے پاس آئی اور کہا کہ تم اس شخص کی بیٹی ہو جس نے اپنے سردار یعنی ابو جہل کو قتل کر دیا؟ تو انہوں نے تڑپ کر جواب دیا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام یعنی



ابو جہل کو قتل کر دیا۔ یہ جواب سن کر عطر بیچنے والی عورت جھٹا گئی۔ اور کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تمہارے ہاتھ اپنا عطر بیچوں تو حضرت ربیع نے بھی جوش میں آکر یہ کہہ دیا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تیرا عطر خریدوں تیرے عطر سے تو بدواریں نے کسی کا عطر ہی نہیں پایا۔ حضرت ربیع کہتی ہیں کہ اس کا عطر بدواریں نہیں تھا مگر میں نے اس کو جھانسنے کے لیے اس کے عطر کو بدواریں کہہ دیا تھا۔ کیوں کہ وہ ابو جہل کی مداح تھی (استیعاب ج ۲ ص ۱۸۲)۔

**تبصرہ** حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی جرأت ایمانی دیکھو کہ ابو جہل کو سردار کہنے والی عورت کو اس کے منہ پر کیسا دندان شکم جواب دیا کہ اس کا منہ بند ہو گیا اور وہ لا جواب ہو گئی اور بلاشبہ جو کچھ کہا وہ حق ہی کہا۔ ابو جہل ہرگز ہرگز کسی مسلمان کا سردار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ہر مسلمان کا غلام بلکہ غلام سے بھی ہزاروں درجے بدتر اور کمتر ہے۔

مسلمان بی بیوہ! کاشی تم بھی اللہ و رسول کے دشمنوں سے ایسی ہی عداوت اور نفرت رکھو تاکہ تم سنت صحابہ پر عمل کو کے ثواب دارین کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ۔

### ۳۱۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا

یہ مدینہ منورہ کی ایک انصاریہ عورت ہیں بڑی بہادر اور اسلام پر جان دینے والی صحابیہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ کی عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کر رہے تھے کہ ایک بہت ہی عمدہ چادر بیچ گئی۔ تو آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ چادر میں کس کو دوں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ چادر آپ حضرت علی کی صاحبزادی بی بی اُمّ کلثوم کو دے دیجئے جو آپ کی بیوی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ہرگز ہرگز نہیں میں یہ چادر اُمّ کلثوم کو نہیں دوں گا۔ بلکہ میری نظر میں اس چادر کی حق دار بی بی اُمّ سلیم ہیں خدا کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جنگِ احد کے دن یہ اور اُمّ المومنین بی بی عائشہ دونوں اپنے کندھوں پر مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور مجاہدین اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ اور پھر اُمّ سلیم ان خوش نصیب عورتوں میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکی ہیں۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر وہ چادر حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کو عطا فرمادی (بخاری ج ۱ ص ۲۰۲ باب صل)



## ۳۲۔ حضرت حولا بنت تویث رضی اللہ عنہا

یہ خاندان قریش کی ایک باوقار عورت ہیں شرف صحابیت پایا اور ہجرت کی فضیلت بھی ان کو ملی۔ یہ بہت ہی عبادت گزار صحابیہ ہیں چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ یہ رات بھر جاگ کر عبادت کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن لو اللہ تعالیٰ ہمیں اکتائے گا بلکہ تمہیں لوگ اکتا جاؤ گے اس لیے تم لوگ اتنے ہی اعمال کرو جتنے اعمال کی تم طاقت رکھتے ہو اپنی طاقت سے زیادہ کوئی عمل مت کیا کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ۷۰ بنت تویث نے حضور کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ تو حضور نے ان رسوں کے اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی اور جب یہ گھر میں آئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی طرف بہت خصوصی توجہ فرمائی۔ اور ان کی مزاج پر سی فرمائی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ان پر اس قدر زیادہ توجہ فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت خدیجہ کے زمانے میں بھی ہمارے گھر بہت زیادہ آیا جایا کرتی تھیں اور پرانے ملاقاتیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ ایمانی خصلت ہے (استیعاب ج ۴ ص ۱۸۱۵)۔

تبصرہ | اے اسلامی بہنو! حضرت حولا بنت تویث کی عبادت اور اپنی مرحومہ بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ حضور کے اچھے بڑاؤ سے سبق سیکھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرمائے (آمین)

## ۳۳۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

یہ بھی صحابیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے والی عورت ہیں مکہ میں جب کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا چنانچہ جب لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اسماء بنت عمیسؓ نے



بھی اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ کا سفر کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حبشہ کے مہاجرین حبشہ سے مدینہ منورہ چلے آئے جب بی بی اسماء بنت عُمیس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو حضور نے ان کو صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والی) کے لقب سے سرفراز فرمایا اور اعراف عظیم کی پشارت دی (استیعاب ج ۲ ص ۱۲، اذکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۷، بخاری)

## ۳۴۔ حضرت اُمّ رومان رضی اللہ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور حضرت عائشہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کے مال ہیں ان کی شکل و صورت اور ان کی بہترین عادتوں اور خصلتوں کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں اگر کسی کو خور دیجھنے کی خواہش ہو تو وہ اُمّ رومان کو دیجھ لے۔ کہ وہ جمالِ صورت اور حسنِ سیرت میں بالکل جنت کی خور جیسی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر بڑا خاص کرم فرمایا کرتے تھے۔ سہم میں جب حضرت اُمّ رومان کا انتقال ہوا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور اپنے دست مبارک سے ان کو سپرد خاک فرمایا۔ اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہوئے کہا کہ یا اللہ! اُمّ رومان نے میرے اور میرے رسول کے ساتھ جو بہترین مبارک کیا ہے وہ تجھ پر پوشیدہ نہیں لہذا تو ان کی مغفرت فرما (استیعاب ج ۲ ص ۱۹۲۶)

**تبصرہ** خدا کی عبادت اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی بدولت حضرت اُمّ رومان رضی اللہ عنہا کو کتنی عظیم سعادت اور کتنی بڑی فضیلت نصیب ہو گئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کو قبر میں آمارا اور بہترین اندر سے ان کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی۔ یقیناً یہ حضرت اُمّ رومان رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی خوش نصیبی ہے اور اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خداوند کریم کی عبادت اور رسول کی محبت و اطاعت سے دین و دنیا کی کتنی بڑی بڑی نعمتیں اور دولتیں ملتی ہیں۔ خداوند قدوس تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی عادت اور رسول کی محبت و اطاعت کی توفیق عطا فرمائے (آمین)



## ۳۵۔ حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

یہ ہمارے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں حضرت نبی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے بڑی محبت فرماتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے دروازے کے باہر سے کھڑے ہو کر مکان میں آنے کی اجازت طلب کی ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔ جب حضور نے ان کی آواز سنی۔ تو حضرت خدیجہ کی یاد آگئی۔ اور آپ نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولا اور خوش ہو کر فرمایا کہ یا اللہ! یہ تو ہالہ آگئیں (بخاری ج ۱ ص ۵۳۹)

## ۳۶۔ حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا

یہ بہت ہی جان نثار صحابیہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ لڑائیوں میں گئیں یہ مجاہدین کو پانی پلایا کرتی تھیں۔ اور زخمیوں کا علاج اور ان کی تیمارداری کیا کرتی تھیں اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی عاشقانہ محبت تھی کہ جب بھی یہ حضور کا نام لیتی تھیں۔ تو ہر مرتبہ یہ ضرور کہا کرتی تھیں کہ میرے باپ آپ پر قربان (بخاری و استیعاب ج ۳ ص ۱۹۲) مسلمان بیوی! تم ان امّہ و رسول والی عورتوں کی ان حکایتوں سے سبق سیکھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح عشق و محبت رکھو کہ محبت رسول ایمان کا نشان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو یہ کرامت نصیب فرمائے (آمین)

## ۳۷۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن، اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، حضرت عبداللہ بن زبیر ان ہی کے شکم سے پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے یہاں کچھ دنوں تک اولاد نہیں ہوئی تو یہودیوں کو بڑی خوشی ہوئی بلکہ بعض یہودیوں نے یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں نے



ایسا جادو کر دیا ہے کہ کسی مہاجر۔ گریا بچہ پیدا ہی نہیں ہوگا۔ اس فضا میں سب سے پہلے جو بچہ مہاجر بن کے یہاں پیدا ہوا وہ ہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔ پیدا ہوتے ہی حضرت بی بی اسماء نے اس اپنے فرزند کو بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس گود میں لے کر کھجور منگائی۔ اور خود چیا کر کھجور کو اس بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ اور عبداللہ نام رکھا۔ اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ یہ اس بچے کی خوش نصیبی ہے کہ سب سے پہلی غذا جو ان کے شکم میں گئی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعابِ دہن تھا۔ چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اپنے بچے کے اس شرف پر بڑا ناز تھا۔ ان کے شوہر حضرت زبیر رشتہ میں حضور کے چھوٹے نواسی ہیں۔ مہاجرین میں بہت ہی غریب تھے۔ حضرت بی بی اسماء جب ان کے گھر میں آئیں تو گھر میں آئین تو گھر میں نہ کوئی لونڈی تھی نہ کوئی غلام۔ گھر کا سارا کام دھندلایا کرتی تھیں یہاں تک کہ گھوڑے کا گھاس دانہ اور اس کی مالش کی خدمت بھی یہی انجام دیا کرتی تھیں بلکہ اونٹ کی خوراک کے لیے کھجوروں کی گٹھلیاں بھس باغوں سے چن کر اور سرسبز گٹھری لاد کر لایا کرتی تھیں۔ ان کی یہ مشقت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک غلام عطا فرمادیا تو ان کے کاموں کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک غلام دے کر گویا میرے والد نے مجھے آزاد کر دیا۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۶)

یہ محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی بہادر اور دل گروہ والی عورت تھیں ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توشہ سفر ایک تھیلے میں رکھا گیا اور اس تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے کچھ نہ ملا تو حضرت بی بی اسماء نے فوراً اپنی کمر کے ٹیکے کو پھاڑ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا اسی دن سے ان کو ذاتِ انطاقیین (روٹیکے والی) کا معزز لقب ملا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کی۔ لیکن حضرت اسماء نے اس کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۵۵ وغیرہ)

۶۳ھ میں واقعہ کربلا کے جب بعد یزید پلیدی کی فوجوں نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان ظالموں کا مقابلہ کیا۔ اور یزیدی لشکر کو کتوں اور چوہوں کی طرح



دوڑا دوڑا کر مارا۔ اس وقت بھی حضرت اسماء مکرمہ میں موجود رہ کر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر کی ہمت بڑھاتی اصرار کی فتح نصرت کے لیے دعائیں مانگتی رہیں۔ اور حبیب عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس ظالم کی فوجوں کا بھی مقابلہ کیا تو اس خون ریز جنگ کے وقت بھی حضرت اسماء مکرمہ میں اپنے فرزند کا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ یہاں تک کہ حبیب عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے حجاج بن یوسف نے ان کی مقدس لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ اور اس ظالم نے مجبور کر دیا کہ بی بی اسماء چل کر اپنے بیٹے کی لاش کو سولی پر چھکی ہوئی دیکھیں۔ تو آپ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس تشریف لے گئیں۔ جب لاش کو سولی پر دیکھا تو نہ روئیں نہ بلبلائیں بلکہ نہایت جرات کے ساتھ فرمایا کہ سب سوار تو گھوڑوں سے اتر گئے۔ لیکن اب تک یہ سوار گھوڑے سے نہیں اترے۔ پھر فرمایا: کہ اے حجاج! تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کی اور اس نے تیرے دین کو برباد کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد بھی چند دنوں حضرت اسماء زندہ رہیں۔ مکہ مکرمہ کے قبرستان میں ماں بیٹے دونوں کی مقدس قبریں ایک دوسرے کے برابر بنی ہوئی ہیں۔ جن کو نجدیوں نے توڑ پھوڑ ڈالا ہے مگر ابھی نشان باقی ہے اور ۹۵۹ھ میں ان دونوں مزاروں کی زیارت میں نے کی ہے رضی اللہ عنہما۔

(استیعاب ج ۴ ص ۸۱ اور غیر)

**تبصرہ** اسلامی بہنو! حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کی غریبی اور اپنے شوہر کی خدمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت پھر ان کی بہادری اور جرات و استقلال کے ان واقعات کو بار بار پڑھو۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو اور یہ بھی سن لو کہ پہلے تو حضرت اسماء کے شوہر بہت غریب تھے مگر بہت ہی بڑے مجاہد تھے بہت زیادہ مال غنیمت میں سے حصہ پایا یہاں تک کہ بہت مالدار ہو گئے۔ اور پھر ان کے مالوں میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ شاید ہی کسی صحابی کے مال میں اتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہوگی۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۴۹)

یہ ان کی نیک نیتی اور اسلام کی خدمتوں اور عبادتوں کی برکتوں کے پیٹھے پیٹھے پھل تھے جو ان کو دنیا کی زندگی میں ملے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان اللہ والیوں کے لیے جو نعمتوں کے



خزانے تیار فرمائے ہیں ان کو تو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے نہ کسی کے خیال میں آسکتا ہے۔

اے اللہ کی بندو! ہمت کرو اور کوشش کرو اور ان نیک بندوں کے طریقوں پر چلنے کا پختہ ارادہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ جل شانہ کی امداد و نصرت تمہارا بازو تھام لے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ بس شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ یہ عزم کر لو کہ ہم ان اللہ والی مقدس بیویوں کے نقش قدم پر اپنی زندگی کی آخری سانس تک چلتی رہیں گی۔ اور اسلام کے عقائد و اعمال پر پوری طرح کار بند رہ کر دوسری عورتوں کی اصلاح حال کے لیے بھی اپنی طاقت بھر کوشش کرتی رہیں گی۔

## ۲۸۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا

یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی چھوٹی زاد بہن ہیں۔ اور ان کی کنیت ام سلمہ ہے قبیلہ انصار سے تعلق رکھنے والی صحابیہ ہیں۔ یہ بہت عقلمند اور ہوش گوش والی عورت تھیں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! میں بہت سی عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم عورتیں آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ کی پیروی کا عہد کیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہم عورتیں پردہ نشین بنا کر گھروں میں بٹھادی گئی ہیں اور ہم اپنے شوہروں کی خواہشات پوری کرتی ہیں۔ اور ان کے بچوں کو گود میں لیے پھرتی ہیں اور ان کے گھروں کی رکھوالی کرتی ہیں۔ اور ان کے مالوں اور سامانوں کی حفاظت کرتی ہیں اور مرد لوگ جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجر عظیم حاصل کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان مردوں کے ثوابوں میں سے کچھ ہم عورتوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں یہ سن کر حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ دیکھو اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے اسامہ! تم سن لو اور جا کر عورتوں سے کہہ دو کہ عورتیں اگر اپنے شوہروں کی خدمت گزاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ اپنے شوہروں کی خوشنودی



طلب کرتی رہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتی رہیں۔ تو مردوں کے اعمال کے برابر ہی عورتوں کو بھی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر حضرت اسماء بنت یزید مارے خوشی کے نعرۂ تکبیر لگاتی ہوئی باہر نکلیں۔  
(استیعاب ج ۴ ص ۱۷۸)

**تبصرہ** اسماء بنت یزید کو ثواب آخرت حاصل کرنے کا کتنا شوق اور جذبہ تھا۔ یہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ کاش اس زمانے کی عورتوں میں بھی یہ شوق اور جذبہ ہوتا۔ تو یقیناً یہ عورتیں بھی نیک بیبیوں کی فہرست میں شامل ہو جاتیں اور ثواب سے مالا مال ہو جاتیں۔

### ۳۹۔ حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا

یہ بھی صحابیہ ہیں جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ تو یہ حبشہ میں پیدا ہوئیں جب ان کے والدین حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کے باپ ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں گئے یہ اس وقت پہلے رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بہت اچھا لباس ہے۔ بہت اچھا کپڑا ہے پھر ایک پھولدار چادر جو بہت ہی خوب صورت تھی آپ نے پیار و محبت سے ان کو اوڑھادی۔ اور یہ فرمایا کہ اس کو پرانی کر۔ اس کو بھاڑ۔ یہ بہت اچھی لگتی ہے۔ اس دعا کا مطلب یہ تھا کہ تیری عمر خوب بڑی ہو تاکہ اس کو اوڑھتے اوڑھتے پرانی کر دے اور بالکل بھٹ جائے۔ چنانچہ اس دعا و نبوی کا یہ اثر ہوا کہ حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کی عمر اس قدر لمبی ہوئی کہ ان کی بڑی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوتا تھا۔ اور لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے نہیں سنا کہ جتنی لمبی عمر انہوں نے پائی ہے اتنی بڑی عمر مدینہ میں کسی نے پائی ہو (بخاری و استیعاب ج ۴ ص ۱۷۹ وغیرہ)

**تبصرہ** سبحان اللہ! عمر لمبی ہو اور پھر ساری عمر نیکیوں کے کمانے میں گذر جائے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا بڑی نیک بخت اور خوش نصیب تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کو چادر اوڑھائی اور اپنی مبارک دعاؤں سے ان کو سرفراز فرمادیا



جس کا یہ اثر ہوا کہ عمر لمبی ہوئی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ نیکیوں اور عبادتوں کی چھاؤں میں گزرا۔  
 دینی بہنو! تم بھی کوشش کرو کہ جتنی بھی عمر گزرے وہ نیکیوں میں گزرے یہ یقیناً تجارتِ آخرت  
 ہے کہ جس میں نفع کے سوا کچھ کوئی گھانا نہیں ہو سکتا۔

## ۴۰۔ حضرت اُمّ ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں فتح مکہ کے سال ۳ھ میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا  
 تھا۔ ظہور اسلام سے پہلے ہی ان کی شادی ہبیرہ بن ابی وہب کے ساتھ ہو گئی تھی۔ ہبیرہ اپنے  
 کفر پر اڑا رہا اور مسلمان نہیں ہوا۔ اس لیے بیاں بوی میں جہاد ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ان کے زخمی دل کو تسکین دینے کے لیے ان کے پاس پہنچا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو  
 میں خود تم سے نکاح کر لوں۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب میں کفر کی حالت  
 میں آپ سے محبت کرتی تھی۔ تو بعد اسلام کی دولت مل جانے کے بعد میں کیوں نہ آپ سے  
 محبت کروں گی؟ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مجھے خوف ہے کہ  
 میرے ان بچوں کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب  
 سن کر مطمئن ہو گئے (اکمال ص ۶۲۳ واستیعاب ج ۴ ص ۱۹۶۳ وحاشیہ بخاری)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کی یہ دو خصوصیات بہت زیادہ باعثِ شرف ہیں ایک یہ کہ  
 فتح مکہ کے دن حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے ایک کافر کو امان اور پناہ دے دی۔ اس کے  
 بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کافر کو قتل کرنا چاہا۔ جب اُمّ ہانی نے حضور سے عرض کیا، تو  
 آپ نے فرمایا کہ جس کو تم نے امان دے دی اس کو ہم نے بھی امان دے دی۔ دوسری یہ کہ  
 فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکان پر غسل فرمایا اور کھانا نوش فرمایا،  
 پھر آٹھ رکعت نمازِ چاشت ادا فرمائی۔

(ترمذی ج ۱ ص ۶۲ و بخاری ج ۱ ص ۴۲۹)



## ۴۱ حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

یہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئی اور چونکہ مفلسی کی وجہ سے سواری کا انتظام نہ ہو سکا اس لیے پیدل چل کر انہوں نے ہجرت کی۔ اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئی مدینہ میں ان سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا۔ پھر جب وہ جنگ "موتہ" میں شہید ہو گئے تو ان سے جنتی صحابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا۔ پھر طلاق دے دی۔ تو دوسرے جنتی صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا۔ اور ان کے شکم سے ابراہیم و حمید دو فرزند پیدا ہوئے۔ پھر جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور چند مہینے زندہ رہ کر وفات پا گئیں یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ماں کی طرف سے ہیں (اکمال ص ۶۱۵ و استیعاب ج ۴ ص ۱۹۵۳)

**تبصرہ** مسلمان بنتو! غور کرو کہ انہوں نے اسلام کی محنت میں اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر پیدل ہجرت کی اور مدینہ جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئی پھر یہ بھی غور کرو کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے چار شوہروں سے نکاح کیا۔ اس میں ان عورتوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے جو دوسرا نکاح کرنے کو عیب سمجھتی ہیں۔ اور پوری عمر بلا شوہر کے گزار دیتی ہیں۔

## ۴۲ حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا

یہ ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ بہت ہی عقل مند اور فضل و کمال والی عورت تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت زیادہ شفقت و کرم فرماتے تھے انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایک مخصوص بستر بنا رکھا تھا کہ جب آپ دوپہر میں کبھی کبھی ان کے مکان پر قیلولہ فرماتے تھے تو وہ اس بستر کو حضور کے لیے بچھا دیتی تھیں۔ دوسرا کوئی شخص بھی نہ اس بستر پر سو سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۰ و استیعاب



**تبصرہ** سبحان اللہ! ان کے قلب میں کس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور کتنا نبوت کا احترام تھا کہ جس بستر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا انہوں نے دوسرے کسی شخص کو بھی اس پر بیٹھنے نہیں دیا۔ یہ بستر حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت سلیمان بن ابی حمزہ کے پاس ایک یادگاری تبرک ہونے کی حیثیت سے محفوظ رہا مگر حاکم مدینہ مردان بن حکم اموی نے اس مقدس بچھونے ان سے چھین لیا اس طرح یہ تبرک لاپتہ ہو کر ضائع ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو جاگیر میں ایک گھر بھی عطا فرمایا تھا۔ جس میں یہ اپنے بیٹے سلیمان کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ بلکہ بہت سے معاملات میں ان سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے ان کو بچھو کے ڈنگ کا زہر اٹارنے والا ایک عمل بھی یاد تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم یہ عمل میری بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو۔ الفرض یہ بارگاہ نبوت میں مقرب تھیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت کی دولت سے مالا مال تھیں۔ (ستیعیاب ج ۲ ص ۱۸۶۸)

## ۲۳ حضرت اُمّ درداء رضی اللہ عنہا

یہ مشہور صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں بہت سمجھدار نہایت ہی فقیہہ صحابیہ ہیں علمی فضیلت کے علاوہ عبادت میں بھی بے مثال تھیں۔ اپنے شوہر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے دو سال پہلے ملک شام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ان کی وفات ہوئی (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۴ و استیعاب ج ۲ ص ۱۹۳۲)

## ۲۴ حضرت ربیع بنت نصر رضی اللہ عنہا

یہ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بھوپھی ہیں۔ بہت ہی بہادر اور بلند



حوصلہ صحابیہ ہیں ان کے فرزند حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہا بھی بہت باکمال ہوئے۔ انصاری خاندان میں قابل فخر عورت تھیں۔ جب ان کے بیٹے حارثہ شہید ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی۔ ورنہ اتنا غم کھاؤں گی کہ آپ بھی دیکھیں گے تو آپ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا جنت الفردوس میں ہے (استیعاب ج ۴ ص ۱۸۳۸)

## ۴۵ حضرت اُمّ شریک رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ ”دوس“ کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئی تھیں یہ بہت ہی عبادت گزار اور صاحب کرامت بھی تھیں۔ ان کی دو کرامتیں بہت مشہور ہیں جن کو ہم نے اپنی کتاب ”کرامات صحابہ“ میں بھی لکھا ہے ایک کرامت تو یہ ہے کہ یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار تھیں راستہ میں ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تاکہ روزہ افطار کر لیں۔ اس دشمن اسلام نے ان کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ تاکہ ان کو روزہ افطار کرنے کے لیے ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے۔ جب سورج غروب ہو گیا اور ان کو روزہ افطار کرنے کی فکر ہوئی۔ تو اندھیری بند کو ٹھٹھری میں اچانک کسی نے ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا ڈول ان کے سینہ پر رکھ دیا۔ اور انہوں نے روزہ افطار کر لیا۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ ان کے پاس چمڑے کا ایک کپہ تھا۔ ایک دن انہوں نے اس کپے میں بھونک مار کر اس دھوپ میں رکھ دیا۔ تو وہ کپہ گھی سے بھر گیا۔ پھر ہمیشہ اس کپے میں سے گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کرامت کا چرچا ہو گیا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اُمّ شریک کا کپہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۷۵ بحوالہ ابن سعد)

## ۴۶ حضرت اُمّ سائب رضی اللہ عنہا

یہ ایک بڑھیا اور نابینا صحابیہ ہیں۔ جو خدا کی راہ میں اپنا وطن چھوڑ کر اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ رہنے لگی تھیں۔ ان کی بھی ایک کرامت عجیب و غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا ایک بیٹا جو ابھی بچہ تھا۔ اچانک انتقال کر گیا۔ لوگوں نے اس کی لاش کو کپڑا اوڑھا دیا



اور حضرت اُمّ سائب کو خبر دی کہ آپ کا بچہ انتقال کر گیا یہ سن کر انہوں نے آبدیدہ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی کہ :

”یا اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول

کی طرف ہجرت کی ہے اس لیے اے میرے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتی

ہوں کہ تو میرے بچے کی موت کی مصیبت مجھ پر نہ ڈال“

حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ سائب رضی اللہ

عنہا کی دعا ختم ہوتے ہی ایک دم ان کا بچہ اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر اٹھ بیٹھا اور زندہ

ہو گیا (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۱۵۴، ۲۵۹)

تبصرہ اسلامی بہنو! غور کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے

والیوں اور عبادت گزار عورتوں کو خداوند کریم نے کیسی کیسی کرامتوں سے سرفراز

فرمایا ہے۔ تم بھی رسول پاک سے سچی محبت رکھو۔ اور قسم قسم کی نیکیوں اور عبادتوں میں اپنی

زندگی گزار دو۔ خداوند قدوس بڑا رحیم و کریم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا فضل و کرم فرمادے

اور تم کو بھی صاحب کرامت بنادے۔

## ۴۷ حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی بہت ہی جاں نثار صحابیہ ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ان کی مشک کے منہ سے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تو حضرت کبشہ رضی اللہ

عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا۔ (ابن ماجہ ص ۲۵۳ باب الشرب

قائماً واستیعاب ج ۲ ص ۱۹۰)

تبصرہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرات صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم سے کتنی والہانہ اور عاشقانہ محبت تھی۔ کہ جس چیز کو بھی حضور سے تعلق ہو

جاتا تھا وہ چیز ان کی نظروں میں باعث تعظیم اور لائق احترام ہو جایا کرتی تھی۔ کیوں نہ ہو کہ

یہی ایمان کی نشانی ہے۔ کہ مسلمان نہ صرف حضور کی ذات سے محبت کرے بلکہ حضور کی



ہر ہر چیز سے بھی محبت کرے۔ اور حضور کی ہر چیز کو اپنے لیے قابلِ تعظیم جانے اور اس کا ایمان محبت کے ساتھ اعزاز و اکرام کرے۔

## ۲۸ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا

یہ زمانہ جاہلیت میں بہت بڑی مرثیہ گو شاعرہ تھیں یہاں تک کہ ”عکاظ“ کے میلے میں ان کے خیمے پر جو سائن بورڈ لگتا تھا اس پر ”ارثی العرب“ (عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو شاعرہ) لکھا ہوتا تھا۔ یہ مسلمان ہوئیں اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دربارِ خلافت میں بھی حاضر ہوئیں ان کی شاعری کا دلیان آج بھی موجود ہے۔ اور علماءِ ادب کا اتفاق ہے کہ مرثیہ کے فن میں آج تک خنساء کا مثل پیدا نہیں ہوا۔ ان کے مفصل حالات علامہ ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب ”کتاب الاغانی“ میں تحریر کیے ہیں یہ صحابیہ کے شرف سے سرفراز ہیں۔ اور بے مثال شعر گوئی کے ساتھ یہ بہت ہی بہادر بھی تھیں۔ محرم ۱۲ھ میں جنگِ قادسیہ کے خوں ریز معرکہ میں یہ اپنے چار جوان بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئیں جب میدانِ جنگ میں لڑائی کی صفیں لگ گئیں اور بہادروں نے ہتھیار سنبھال لیے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ تقریر کی کہ

”میرے پیارے بیٹو! تم اپنے ملک کو دو بھر نہ تھے نہ تم پر کوئی قحط پڑا تھا باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ خدا کی قسم جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو۔ اسی طرح ایک باپ کے بھی ہو۔ میں نے کبھی تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی۔ نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا لو جاؤ آخر تک لڑو۔“

بیٹوں نے ماں کی تقریر سن کر جوش میں بھرے ہوئے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کر دیا، جب نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ الہی! تو میرے بچوں کا حافظہ و ناصر ہے تو ان کی مدد فرما۔

چاروں بھائیوں نے انتہائی دلیری اور جاں بازی کے ساتھ جنگ کی۔ یہاں تک کہ



چاروں اس لڑائی میں شہید ہو گئے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے  
بیحد متاثر ہوئے اور ان چاروں بیٹوں کی تنخواہیں ان کی ماں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو عطا  
فرمانے لگے (استیعاب ج ۴ ص ۱۸۲۶)

**تبصرہ** | خواتین اسلام! خدا کے لیے حضرت خنساء کا دل اپنے سینوں میں پیدا کرو  
اور اسلام پر اپنے بیٹوں کو قربان کر دینے کا سبق اس دیندار اور جاں نثار  
عورت سے سیکھو۔ جس کے جوشِ اسلام و جذبہ جہاد کی یاد قیامت تک فراموش نہیں کی  
جاسکتی۔ (رضی اللہ عنہا)

## ۴۹ حضرت اُمّ ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی ایک صحابیہ ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت ہی مہربان  
تھے۔ اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ اور ان کی زندگی ہی میں آپ نے  
ان کو شہادت کی بشارت دی اور ان کو شہیدہ کے لقب سے سرفراز فرمایا جنگِ بدر کے  
موقع پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے بھی اس جنگ میں چلنے کی اجازت دے  
دیجیے۔ میں زخمیوں کی مرہم بنوں اور ان کی تیمارداری کروں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب  
فرمائے۔ یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو اللہ تعالیٰ تمہیں  
شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ یقیناً تم شہیدہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ  
عنہ کے دورِ خلافت میں ان کو ان کے گھر کے اندر ان کے ایک غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا  
اور دونوں فرار ہو گئے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج و قلق ہوا اور آپ نے ان  
دونوں قاتلوں کو گرفتار کرایا اور مدینہ منورہ میں ان دونوں کو بھانسی دی۔ حالانکہ ان دونوں سے  
پہلے مدینہ منورہ میں کسی کو بھانسی نہیں دی گئی۔ اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر سن کر  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے کیونکہ  
آپ فرمایا کرتے تھے کہ چلو اُمّ ورقہ شہیدہ کی ملاقات کر لیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گھر بیٹھے  
ان کو شہادت نصیب ہو گئی (استیعاب ج ۴ ص ۱۹۶۵)



**تبصرہ** | حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا کے شوقِ شہادت سے  
عبرت حاصل کرو۔

## ۵۰ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت غوثِ اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھوپھی ہیں بڑی عابدہ  
زاہدہ اور صاحبِ کرامات ولیہ تھیں۔ ایک مرتبہ گیلان میں بالکل بارش نہیں ہوئی اور لوگ قحط  
سے پریشان حال ہو کر ان کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے صحن میں جھاڑو  
دے کر آسمان کی طرف سراٹھایا اور یہ کہا کہ :

رَبِّ اَنَا كُنْتُ  
فَوْشً اَنْتَ  
یعنی اے پروردگار! میں نے جھاڑو  
دے دیا تو چھڑکاؤ کر دے۔

اس دعا کے بعد فوراً ہی موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ  
نہال اور خوش حال ہو گئے (بہجتۃ الابرار و قلائد الجواہر)

**تبصرہ** | اللہ اکبر! خدا کے نیک بندوں اور نیک بندوں کی ولایت اور کرامت کا کیا کہنا؟  
جو لوگ اولیاء سے عقیدت و محبت نہیں رکھتے وہ بہت بڑے محروم بلکہ  
منحوس ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ ان بزرگوں سے عقیدت و محبت رکھے  
اور فاتحہ پڑھ کر ان کی نیاز دلا کر ان کی روحوں کو ثواب پہنچاتا رہے۔ اور ان کو وسیلہ بنا کر  
خدا سے دعائیں مانگتا رہے۔ اولیاء خدا کے محبوب اور پیارے بندے ہیں اس لیے جو  
مسلمان اولیاء سے الفت و عقیدت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے خوش ہو کر اس کو اپنا پیارا بندہ  
بنا لیتا ہے۔ اور طرح طرح کی نعمتوں اور دولتوں سے اس بندے کو مالا مال اور خوش حال بنا دیتا ہے  
اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو کتاب بہت موٹی ہو جائے گی۔

## ۵۱ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا

یہ بہت ہی عبادت گزار اور پرہیزگار اللہ کی نیک بندی تھیں حضرت اُمّ المؤمنین بی بی



عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں شاگرد ہیں۔ دن رات میں چھ سو رکعات نفل پڑھا کرتی تھیں۔ اور رات بھر نوافل اور خدا کی یاد میں مصروف رہ کر جاگتی تھیں۔ خدا کے خوف سے کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھتی تھیں۔ دن میں کبھی کبھی جب بہت زیادہ نیند کا غلبہ ہوتا تھا۔ تو گھنٹہ دو گھنٹہ سولیا کرتی تھیں۔ اور اپنے نفس سے کہا کرتی تھیں کہ ابھی کیوں سوئیں؟ یہ تو عمل کا وقت ہے۔ جاگ کر جتنا ہو سکے اچھے اچھے عمل کر لینا چاہئیں۔ موت کے بعد جب عمل کا وقت نہیں رہے گا پھر تو قیامت تک سونا ہی ہے۔ کبھی کہا کرتی تھیں کہ میں کیوں سوؤں؟ کیا معلوم کب موت آجائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں اور خدا کی یاد سے غافل رہتے ہوئے میرا دم نکل جائے۔ غرض ان پر خوف خدا کا بہت زیادہ غلبہ تھا۔ جو ولایت کی خاص نشانی ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ دولت نصیب فرمائے (آمین) (اکمال ص ۶۲۰ وغیرہ)

**تبصرہ** اللہ کی بندو! آنکھیں کھولو، اور دیکھو کہ کیسی کیسی بیبیاں اس دنیا میں ہو گئیں کیا تم میں بھی نیک بننے کا کوئی شوق ہے؟ ہائے افسوس! آج کل کی مسلمان عورتوں کی زندگی اور ان کی عقلوں اور بد اعمالیوں کو دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں ان گناہوں کی نخواست سے خدا کا غضب نہ اتر پڑے، اے سینما دیکھ دیکھ کر جاگنے والیو! کیا خدا کے خوف سے بھی تم کبھی جاگتی رہی ہو۔ اور اے ناول اور جھوٹے افسانے پڑھنے والیو! کیا تمہیں اس کی بھی توفیق ہوئی کہ قرآن اور دینی و ایمانی کتابیں پڑھو؟ سوچو اور عبرت پکڑو اور اپنی حالتوں کو بدلو اور یہ نہ بھولو کہ دنیا کی زندگی چند روزہ اور آنی فانی ہے لہذا جلد کچھ آخرت کا کام کر لو۔

## ۵۲ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا

یہ وہ نیک بی بی اور کرامت والی ولیہ ہیں کہ تمام دنیا میں ان کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ یہ دن رات خدا کے خوف سے رویا کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی جہنم کا ذکر کر دیتا تو یہ مائے خوف کے بیہوش ہو جایا کرتی تھیں۔ بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھا کرتی تھیں۔ خدا نے ان کا دل اس قدر روشن کر دیا تھا کہ ہزاروں میل کے واقعات کی ان کو خبر ہو جایا کرتی تھی بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتی تھیں، بڑے بڑے بزرگان دین ان کی دعا لینے کے لیے ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے



تھے ان کی کرامتیں اور ان کے اقوال بہت زیادہ ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں۔

### ۵۳ حضرت فاطمہ نیشاپوریہ رضی اللہ عنہا

یہ بڑی اللہ والی ہوئی ہیں۔ مصر کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ اس اللہ والی نیک بی بی سے مجھے بہت زیادہ فیض ملا ہے حضرت خواجہ یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ فاطمہ کے برابر بزرگی میں عورت کوئی میری نظر سے نہیں گزرتی، وہ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جو خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ وہ تمام گناہوں میں پڑ جاتا ہے۔ جو متہ میں آتا ہے بک ڈالتا ہے۔ اور جو دل چاہتا ہے کر بیٹھتا ہے اور خدا کی یاد میں مصروف رہتا ہے۔ وہ فضول کاموں اور گناہ کی باتوں کے کرنے اور بولنے سے محفوظ رہتا ہے مکہ مکرمہ میں عمرہ کے راستہ میں ۲۲۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

### ۵۴ حضرت آمنہ رملیہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی بہت بلند مرتبہ اور باکرامت ولیہ ہیں۔ حضرت بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے محدث اور صاحب کرامت ولی ہیں۔ ان کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بشرحانی بیمار ہو گئے تو حضرت آمنہ رملیہ ان کی بیمار پرسی کے لیے گئیں اتفاق سے اسی وقت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی عیادت کے لیے آگئے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ بی بی آمنہ رملہ سے آئی ہوئی ہیں۔ تو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان بی بی صاحبہ سے ہمارے حق میں دعا کر اے۔ چنانچہ حضرت بی بی آمنہ رملیہ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! بشرحانی اور احمد بن حنبل کو جہنم کے عذاب سے امان دے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسی رات کو ایک پرچہ آسمان سے ہمارے آگے گرا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا ہوا تھا کہ ہم نے بشرحانی اور احمد بن حنبل کو دوزخ کے عذاب سے امان دے دی۔ اور ہمارے یہاں ان دونوں کے لیے اور بھی نعمتیں ہیں۔



## ۵۵ حضرت میمونہ سوداء رضی اللہ عنہا

یہ پاک باطن عورت بھی اپنے زمانے کی ایک بہت ہی مشہور کرامت والی ولیہ ہیں ان کے زمانے کے ایک بہت مرتبہ با کرامت ولی حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خدا سے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! جنت میں دنیا کی جو عورت میری بیوی بنے گی مجھے وہ عورت دنیا ہی میں ایک مرتبہ دکھا دے۔ خدا نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ عورت ”میمونہ سوداء“ ہے اور وہ کوفہ میں رہتی ہے۔ چنانچہ میں کوفہ گیا اور جب لوگوں سے اس کا پتہ ٹھکانا پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک دیوانی عورت ہے جو جنگل میں بکریاں چراتی ہے۔ میں اس کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا تو یہ دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور بھیرے اور بکریاں ایک ساتھ چل پھر رہے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو مجھ سے فرمایا کہ اے عبدالواحد! جاؤ ہماری تمہاری ملاقات بہشت میں ہوگی۔ مجھے بیحد تعجب ہوا کہ ان بی بی صاحبہ کو میرا نام اور میرے آنے کا مقصد کیسے معلوم ہو گیا۔ مجھے یہ خیال آیا ہی تھا کہ انہوں نے کہا کہ اے عبدالواحد! کیا تم کو معلوم نہیں کہ روز ازل میں جن جن رحوں کو ایک دوسرے کی پہچان ہو گئی ہے ان میں دنیا کے اندر الفت و محبت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ بھیرے اور بکریوں کو میں ایک ساتھ چرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ جائیے اپنا کام کیجئے مجھے نماز پڑھنے دیجئے میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیرے کے ساتھ درست کر دیا ہے۔

**تبصرہ** ماں بہنو! یہ مختلف زمانوں کی بچپن با کمال عورتوں کا تذکرہ ہم نے لکھ دیا ہے تاکہ مسلمان عورتیں ان اللہ والیوں کے حالات و واقعات کو پڑھ کر عبرت اور سبق حاصل کریں اور اپنی اصلاح کر کے دونوں جہان کی صلاح و فلاح حاصل کرنے کا سامان کریں خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میں سب کو ہدایت دے اور سب کو صراطِ مستقیم پر چلا کر خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے (آمین)



## نیک بیبیوں کا انعام

محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں  
 حورانِ خلد آنکھیں بچھائیں گی راہ میں  
 ہر ہر قدم پر نعرہ تکبیر و مرحبا  
 کوڑ بھی سلسبیل بھی پتی رہیں گی یہ  
 دیدار حق تعالیٰ کا ہوگا انہیں نصیب  
 تاروں میں جیسے چاند کی ہوتی ہے روشنی  
 جنت کے زیورات، بہشتی لباس میں  
 جنت کی نعمتوں میں مگن ہو کے وجد میں  
 اے بیبیو! نماز پڑھو، نیکیاں کرو

جنت خلد سے پائیں گی سب نیک بیبیاں  
 جنت میں جبکہ جائیں گی سب نیک بیبیاں  
 اعزاز ایسا پائیں گی سب نیک بیبیاں  
 جنت کے میوے کھائیں گی سب نیک بیبیاں  
 انوار میں نہائیں گی سب نیک بیبیاں  
 اس طرح جگمگائیں گی سب نیک بیبیاں  
 سجد و سج کے مسکرائیں گی سب نیک بیبیاں  
 نعمات شوق گائیں گی سب نیک بیبیاں  
 انعام خلد پائیں گی سب نیک بیبیاں

تم اعظمیٰ کے پند و نصائح کو مان لو  
 جلوہ تمہیں دکھائیں گی سب نیک بیبیاں



## متفرق ہدایات

یہ آسمان ہدایت کے چند تارے ہیں  
خدا کرے تمہیں مل جائے روشنی ان سے

### دستکاری اور پیشوں کا بیان

اس زمانے میں سینکڑوں تعلیم یافتہ لڑکے اور لڑکیاں ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں اور اپنا خرچ چلانے سے عاجز ہیں۔ اسی طرح بعض لاوارث غریب عورتیں خصوصاً بیوہ عورتیں جن کے کھانے پینے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ! اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر لڑکا اور ہر لڑکی کوئی نہ کوئی دستکاری اور اپنے ہاتھ کا ہنر ضرور سیکھ لے۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان خصوصاً شرفاء کہلانے والے دستکاری اور ہاتھ کے ہنر کو عیب سمجھتے ہیں بلکہ ہاتھ کے ہنر سے پیشہ کرنے والوں کو حقیر و ذلیل شمار کر کے ان پر طعنہ بازی کرتے رہتے ہیں اور پیشہ ور لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ مکر و فریب کر کے رشوت خوروں کی دلالی کر کے یہاں تک کہ چوری کر کے اور بھیک مانگ کر کے کھانا ان بد بختوں کو گوارا ہے مگر کوئی دست کاری اور پیشہ کرنا ان کو قبول و منظور نہیں۔

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! سن لو کہ دستکاری اور اپنے ہاتھوں کی کمائی اسلام میں بہترین کمائی شمار کی گئی ہے بلکہ قرآن و حدیث میں اس کو خدا کے نبیوں اور رسولوں کا



طریقہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ کوئی کھانا کبھی اس کھانے سے اچھا اور بہتر نہیں ہوگا جس کو آدمی اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی سے کما کر کھائے۔ اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی کھاتے تھے۔ یعنی لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے (مشکوٰۃ باب الکسب ج ۱ ص ۲۴۱)

اس لیے مال بہنو! خبردار، خیردار کبھی ہرگز ہرگز کسی دستکاری اور اپنے ہاتھ کے ہنر کو حقیر و ذلیل مت سمجھو، اور اگر کوئی نادان اس کو حقیر سمجھے اور اس کا مذاق اڑائے تو ہرگز اس کی پروا مت کرو، اور ضرور کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ لو کہ یہ خدا کے پیارے نبیوں کی صفت ہے اور حلال کمائی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس لیے اس پر جی جان سے عمل کرو۔

## بعض نبیوں کی دستکاری

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کھیتی کی، حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھنے اور درزی کا کام کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی کا پیشہ ہے۔ حضرت ذوالقرنین جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعض مفسرین نے ان کو نبی بھی کہا ہے وہ زنبیل یعنی ڈلیا اور ٹوکری بنایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ جو معماری کا کام ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے تیر بنایا کرتے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد بکریاں چراتے تھے۔ اور بکریاں پال پال کر ان کو بیچا کرتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام بھی اونٹ اور بکریاں چراتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے۔ جو لوہار کا کام ہے حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بنایا کرتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دوکاندار کے ہاں کپڑا رنگتے تھے اور خود ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۵۸ باب الاجارہ وغیرہ مختلف کتب)



اگرچہ ان مقدس پیغمبروں کا گزر لیبر ان چیزوں پر نہیں تھا مگر یہ تو قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ ان پیغمبروں نے ان کاموں کو کیا ہے۔ اور ان دھندوں کا عار اور عیب نہیں سمجھا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے اولیاء اور فقہاء و محدثین میں سے بعض نے کپڑا بنانا ہے کسی نے چمڑے کا کام کیا ہے کسی نے جوتا بنانے کا پیشہ کیا ہے کسی نے مٹھائی بنانے کا دھندا کیا ہے کسی نے درزی کا کام کیا ہے۔

## بعض آسان دستکاریاں

لڑکوں کے لیے بعض آسان دستکاریاں اور پیشے یہ ہیں، سلائی کا ہنر، اور مشین سے کپڑے سینا، کپڑا بننا، سائیکلوں اور موٹروں کی مرمت کرنا، بجلی کی فٹنگ کرنا، بڑھئی کا کام، لوہار، معمار اور سنار کا کام کرنا، ٹائپ کرنا، کتابت کرنا، پریس چلاتا، کپڑوں کی رنگائی چھپائی، دھلائی کرنا، کھیتی کرنا۔

لڑکیوں کے لیے آسان دستکاریاں یہ ہیں سوٹر بننا، اونی اور سوئی موزے بنانا، چکن کا ڈھنا، ٹوپیاں اور کپڑے سی سی کر بیچنا، سوت کا تبا، چوٹیاں بنانا، رسی بننا، چارپائی بننا، کتابوں کی جلد بنانا، اجار، چٹنی، مربے وغیرہ بنا کر بیچنا۔

لڑکے اور لڑکیاں ان پیشوں اور ہنروں کو اگر سیکھ لیں تو وہ کبھی بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنی روزی روٹی کے لیے محتاج نہ رہیں گے۔

## نہ تکلیف دو، نہ تکلیف اٹھاؤ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ  
الْمُسْلِمُونَ مِنْ تَسَانِهِ  
یعنی مسلمان کا اسلامی نشان یہ ہے کہ تمام  
مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے  
سلامت رہیں۔

وَبِكَيْدٍ ۛ

مطلب یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے



یہ بھی فرمایا کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے اسلامی بھائیوں کے لیے بھی پسند کرنے۔

ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے لیے یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو۔ اور دکھ اٹھائے، تو پھر فرمانِ رسول کے مطابق ہر شخص پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے کسی قول و فعل سے کسی کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے۔ اس لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر ہر مسلمان کو خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۔ کسی کے گھر مہمان جاؤ یا بیمار پر سی کے لیے جانا ہو تو اس قدر زیادہ دنوں تک یا اتنی دیر تک نہ ٹھہرو کہ گھر والا تنگ ہو جائے۔ اور تکلیف میں پڑ جائے۔

۲۔ اگر کسی کی ملاقات کے لیے جاؤ تو وہاں اتنی دیر تک مت بیٹھو یا اس سے اتنی زیادہ باتیں نہ کرو کہ وہ اکتا جائے۔ یا اس کے کام میں حرج ہونے لگے۔ کیونکہ اس سے یقیناً اس کو تکلیف ہوگی۔

۳۔ راستوں میں چارپائی یا کرسی یا کوئی دوسرا سامان برتن یا اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو، کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ روزانہ کی عادت کے مطابق بے کھٹکے تیزی کے ساتھ چلے آتے ہیں اور ان چیزوں سے ٹھوکر کھا کر الجھ کر گر پڑتے ہیں۔ بلکہ خود ان چیزوں کو راستوں میں ڈالنے والا بھی رات کے اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گرتا ہے اور چوٹ کھا جاتا ہے۔

۴۔ کسی کے گھر جاؤ تو جہاں تک ہو سکے ہرگز ہرگز اس سے کسی چیز کی فرمائش نہ کرو بعض مرتبہ بہت ہی معمولی چیز بھی گھر میں موجود نہیں ہوتی۔ اور وہ تمہاری فرمائش پوری نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں اس کو شرمندگی اور تکلیف ہوگی اور تم کو بھی اس سے کوفت اور تکلیف ہوگی کہ خواہ مخواہ میں نے اس سے ایک گھٹیا درجے کے چیز کی فرمائش کی اور زبان خالی گئی۔

۵۔ ہڈی یا لوسہ شیشے وغیرہ کے ٹکڑوں یا خاردار شاخوں کو نہ خود راستوں میں ڈالو نہ کسی کو ڈالنے دو، اور اگر کہیں راستوں میں ان چیزوں کو دیکھو تو ضرور راستوں سے ہٹا دو ورنہ راستہ چلنے والوں کو ان چیزوں کے چبھ جانے سے تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ غفلت میں تمہیں کو تکلیف پہنچ جائے۔ اسی طرح کیلے اور خر بوزہ وغیرہ کے پھلکوں کو راستوں پر نہ



ڈالو، ورنہ لوگ پھسل کر گریں گے۔

۶۔ کھانا کھاتے وقت ایسی چیزوں کا نام مت لیا کر جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو، کیونکہ بعض نازک مزاج لوگوں کو اس سے بہت تکلیف ہو جا یا کرتی ہے۔

۷۔ جب آدمی بیٹھے ہوئے ہوں تو جھاڑو مت دلوادو، کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

۸۔ تمہاری کوئی دعوت کرے تو جتنے آدمیوں کو تمہارے ساتھ اس نے بلا یا ہے خبردار اس سے زیادہ آدمیوں کو لے کر اس کے گھر نہ جاؤ، شاید کھانا کم پڑ جائے، تو میزبان کو شرمندگی اور تکلیف ہوگی اور مہمان بھی بھوک سے تکلیف اٹھائیں گے۔

۹۔ اگر کسی مجلس میں دو آدمی پاس پاس بیٹھے باتیں کر رہے ہوں تو خبردار تم ان دونوں کے درمیان میں جا کر نہ بیٹھ جاؤ کہ ایسا کرنے سے ان دونوں ساتھیوں کو تکلیف ہوگی۔

۱۰۔ عورت کو لازم ہے کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسرے مرد کی خوبصورتی یا اس کی کسی خوبی کا ذکر نہ کرے، کیونکہ بعض شوہروں کو اس سے تکلیف ہوا کرتی ہے اسی طرح مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی چال ڈھال کا تذکرہ اور تعریف نہ کرے، کیونکہ بیوی کو اس سے تکلیف پہنچے گی۔

۱۱۔ کسی دوسرے کے خط کو کبھی ہرگز نہ پڑھا کرو۔ ممکن ہے خط میں کوئی ایسی راز کی بات ہو جس کو وہ ہر شخص سے چھپانا چاہتا ہو تو ظاہر ہے کہ تم خط پڑھ لگے تو اس کو تکلیف ہوگی۔

۱۲۔ کسی سے اس طرح کی ہنسی مذاق نہ کرو جس سے اس کو تکلیف پہنچے اسی طرح کسی کو ایسے نام یا القاب سے نہ پکارو جس سے اس کو تکلیف پہنچتی ہو، قرآن مجید میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

۱۳۔ جس مجلس میں کسی عیبی آدمی کے عیب کا ذکر کرنا ہو۔ تو پہلے دیکھ لو کہ وہاں اس قسم کا کوئی آدمی تو نہیں ہے ورنہ اس عیب کا ذکر کرنے سے اس آدمی کو تکلیف پرا پیدا ہوئے گی۔



۱۴۔ دیواروں پر پان کھا کر نہ تھو کو۔ کہ اس سے مکان والے کو بھی تکلیف ہوگی اور ہر دیکھنے والے کو بھی گھن پیدا ہوگی۔

۱۵۔ دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں۔ اور تم سے کچھ پوچھتے گچھے نہ ہوں تو خواہ مخواہ تم ان کو کوئی رائے مشورہ نہ دو، ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے، یہ تکلیف دینے والی بات ہے۔

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ تم اس کوشش میں لگے رہو کہ تمہارے کسی قول یا فعل یا طریقے سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، اور تم خود بلا ضرورت خواہ مخواہ کسی تکلیف میں پڑو۔

## آداب سفر

۱۔ سفر میں روانہ ہونے سے پہلے پیشاب و پاخانہ وغیرہ ضروریات سے فراغت حاصل کرلو۔

۲۔ اکیلے سفر کرنا خصوصاً خطروں کے دور میں اچھا نہیں ایک دو رفقاء سفر میں ساتھ ہوں تاکہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں یہ مسنون طریقہ ہے۔

۳۔ سفر میں کم سے کم سامان ہو۔ یہ آلام دہ اور اچھا ہے بعض عورتوں میں یہ عیب ہے کہ وہ سفر میں بہت زیادہ سامان لاد لیا کرتی ہیں جس سے بہت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ خاص کر سب سے زیادہ مصیبت مردوں کو اٹھانی پڑتی ہے۔ تمام سامانوں کو سنبھالنا لادنا اتارنا، مزدوری کے پیسے دینا یہ ساری بلائیں مردوں کے سروں پر نازل ہوتی ہیں عورتیں تو اچھی خاصی بے فکر بیٹھی رہتی ہیں پان چباتی رہتی ہیں اور باتیں بناتی رہتی ہیں۔

۴۔ لڑاکا اور جھگڑالو آدمیوں کے ساتھ ہرگز سفر نہ کیا کرو، ہر قدم پر کوفت اور تکلیت اٹھاؤ گے۔

۵۔ سفر میں جب تم کسی کے مہمان بنو تو سب سے پہلے پیشاب پاخانہ کی جگہ معلوم کرلو۔



۶۔ سفر میں مطالعہ کے لیے کوئی کتاب، چند کارڈ، نفلے، پنسل، سادہ کاغذ، ٹوناگل اس مصلیٰ، چاقو، سوئی دھاگہ، کنگھا، آئینہ ضرور ساتھ رکھ لو، اگر میزبان کے گھر بستر ملنے کی امید ہو تو خیر ورنہ مختصر بستر بھی ہونا چاہیئے۔

۷۔ جہاں جانا ہے وہاں دن میں اور جلد پہنچنا چاہیئے۔ بعض مردوں اور عورتوں میں یہ عیب ہے کہ خواہ شہر میں یا سفر میں کہیں بھی جانا ہو تو ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتے ہیں بعض کی گاڑیاں چھوٹ جاتی ہیں۔ اور بلا وجہ تاخیر سے منزل مقصود پر پہنچتے ہیں اور سارا پروگرام بگڑ جاتا ہے۔

## اللہ و رسول کا محب یا محبوب کون؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا محب بن جائے یا اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن جائے تو اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ سچی بات بولے، اور حب اس کو کسی چیز کا امین بنا دیا جائے تو وہ اس امانت کو ادا کرے اور اپنے تمام پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۲۴)

## مسلمانوں کے عیوب چھپاؤ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو دیکھ لے اور پھر اس کی پردہ پوشی کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنا بڑا ثواب عطا فرمائے گا جیسے کہ زندہ درگور کی ہوئی بچی کو کوئی قبر سے نکال کر اس کی پرورش اور اس کی زندگی کا سامان کر دے، (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۲۴ باب الشفقة والرحمة)

## دل کی سختی کا علاج

ایک شخص نے دربار رسالت میں یہ شکایت کی کہ میرا دل سخت ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۲۵)



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جوان آدمی کسی بوڑھے کی تعظیم اس کے  
 بڑھاپے کی بنا پر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کچھ ایسے لوگوں کو تیار  
 فرمادے گا جو بڑھاپے میں اس کا اعزاز و اکرام کریں گے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲۳  
 اصح المطابع)

بہترین گھر، اور بدترین گھر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو۔ اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے کہ اس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲۳ ص ۱ المطابع)

سزور اور گھنٹ کی برائی

غرور یا گھمنڈ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں دیا ننداری یا حسب  
نسب میں یا مال و سامان میں یا عزت و آبرو میں یا کسی اور بات میں دوسروں سے بڑا سمجھے اور  
دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بہت بڑا گناہ اور نہایت ہی قابل نفرت خصلت ہے  
حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں (ہمیشہ کے لیے) نہیں  
جائے گا اور جس کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔  
اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہر سرکش اور سخت دل اور متکبر جہنمی ہے اسی طرح  
ایک تیسری حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمی وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا نہ انہیں  
گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ ان لوگوں کو دردناک عذاب دے گا۔ ایک بڑھا زنا کار،



دوسرے جھوٹا بادشاہ، تیسرے متکبر فقیر۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۳۲، ص ۴۳۳ المطابع)  
 دنیا کے لوگ بھی مغرور اور گھمنڈی مردوں اور عورتوں کو بڑی حقارت کی نظروں سے دیکھتے  
 ہیں اور نفرت کرتے ہیں یہ اور بات ہے کہ اس کے ڈر سے اور اس کے فتنوں سے بچنے کے  
 لیے ظاہر بھی لوگ اس کی آؤ بھگت کر لیتے ہیں۔ مگر دل میں اس کو انتہائی برا سمجھ کر اس سے  
 بے انتہا نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں چنانچہ جب متکبر آدمی پر کوئی مصیبت  
 آن پڑتی ہے تو کسی کے دل میں ہمدردی اور مروت کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا بلکہ لوگوں کو ایک  
 طرح کی خوشی ہوتی ہے بہر حال گھمنڈ و غرور اور شیخی مارنا جیسا کہ اکثر مالدار مردوں اور عورتوں کا طریقہ  
 ہے یہ بہت بڑا گناہ اور بہت ہی خراب عادت ہے۔

اگر آدمی اتنی بات سونچ لے کہ میں ایک ناپاک قطرہ سے پیدا ہوا ہوں اور میرے  
 پاس جو بھی مال یا کمال ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اور وہ جب چاہے ایک سینکڑ  
 میں سب لے لے پھر میں گھمنڈ کس بات پر کروں اور اپنی کون سی خوبی پر شیخی ماروں، تو انشاء اللہ  
 یہ بڑی خصلت اور خراب عادت بہت جلد چھوٹ جائے گی۔

## بڑھیا عورتوں کی خدمت

حدیث شریف میں ہے کہ بڑھیا عورتوں اور مسکینوں کی خدمت کرنے کا ثواب اتنا  
 ہی بڑا ہے جتنا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور ساری رات عبادت میں مستعدی کے  
 ساتھ کھڑے ہونے والے کو اور لگاتار روزے رکھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔  
 (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۳۲، ص ۴۳۳ المطابع)

## لڑکیوں کی پرورش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی اس طرح پرورش  
 کرے کہ ان کو ادب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور  
 جنت میں داخل فرمائے گا یہ ارشاد نبوی سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص دو لڑکیوں



کی پرورش کرے؛ تو ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے بھی یہی اجر و ثواب ہے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص ایک ہی لڑکی کو پالے؛ تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ اس کے لیے بھی یہی ثواب ہے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۳ ص ۱ ص ۱ ص ۱ المطابع)

## مال باپ کی خدمت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سنا کہ وہاں کوئی شخص قرآن مجید کی قراءت کر رہا ہے جب میں نے دریافت کیا کہ قراءت کرنے والا کون ہے؛ تو فرشتوں نے بتایا کہ آپ کے صحابی حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو! دیکھ لو یہ ہے نیکو کاری۔ اور ایسا ہوتا ہے اچھے سلوک کا بدلہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہترین سلوک اپنی مال کے ساتھ کرتے تھے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۱۹ ص ۱ ص ۱ المطابع)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۱۹ ص ۱ ص ۱)

## بیٹیاں جہنم سے پردہ بنیں گی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر بھیک مانگنے کے لیے آئی۔ تو ایک کھجور کے سوا اس نے میرے پاس کچھ نہیں پایا، وہی ایک کھجور میں نے اس کو دے دی۔ تو اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضور سے کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ مبتلا کیا گیا اس نے ان بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے پردہ اور آڑ بن جائیں گی۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲۱ ص ۱ ص ۱ المطابع)



## انسان کی تیس غلطیاں

(۱) اس خیال میں ہمیشہ مگن رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہے گی (۲) مصیبتوں میں بے صبر بن کر چیخ پکار کرنا (۳) اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر سمجھنا (۴) دشمن کو حقیر سمجھنا (۵) بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج نہ کرنا (۶) اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا (۷) کسی بدکار کو بار بار آزمائش بھی اس کی چابکدہسی میں آجانا (۸) بیکاری میں خوش رہنا اور روزی کی تلاش نہ کرنا (۹) اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا (۱۰) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا (۱۱) لوگوں کی تکلیف میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی امید رکھنا (۱۲) ایک دوہی ملاقات میں کسی شخص کی نسبت کوئی اچھی یا بری رائے قائم کر لینا (۱۳) والدین کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے خدمت کی امید رکھنا (۱۴) کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمل کر لیا جائے گا (۱۵) ہر شخص سے بدی کرنا اور لوگوں سے اپنے لیے نیکی کی توقع رکھنا (۱۶) گمراہوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا (۱۷) کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا (۱۸) خود حرام و حلال کا خیال نہ کرنا اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگانا (۱۹) جھوٹی قسم کھا کر، جھوٹ بول کر، دھوکا دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا (۲۰) علم دین اور دینداری کی عزت نہ سمجھنا (۲۱) خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا (۲۲) فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا (۲۳) ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا (۲۴) اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا (۲۵) بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا (۲۶) خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا (۲۷) بغیر سوچے سمجھے بات کرنا (۲۸) تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا (۲۹) اپنے گھر کا بھید دوسروں پر ظاہر کرنا (۳۰) ہر شخص کے سامنے اپنے دکھ درد بیان کرنا۔

## سلیقہ اور آرام کی چند باتیں

۱۔ رات کو دروازہ بند کرتے وقت گھر کے اندر اچھی طرح دیکھ بھال کر لو کہ کوئی اجنبی



یا کتا بلی اندر تو نہیں رہ گیا۔ یہ عادت ڈال لینے سے اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ گھر میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

۲۔ گھر اور گھر کے تمام سامانوں کو صاف ستھرا رکھو اور ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو۔  
۳۔ سب گھروالے آپس میں ملے کر لیں کہ فلاں چیز فلاں جگہ پر رہے گی پھر سب گھروالے اس کے پابند ہو جائیں کہ جب اس چیز کو وہاں سے اٹھائیں تو استعمال کر کے پھر اسی جگہ رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو بغیر پوچھے اور بلا ڈھونڈھے وہ مل جا یا کرے۔ اور ضرورت کے وقت تلاش کرنے کی حاجت نہ پڑے۔

۴۔ گھر کے تمام برتنوں کو دھو مانجھ کر کسی الماری یا طاق پر الٹا کر کے رکھ دو اور پھر دوبارہ اس برتن کو استعمال کرنا ہو تو پھر اس برتن کو بغیر دھوئے استعمال نہ کرو۔  
۵۔ کوئی جھوٹا برتن یا غذا یا دوا لگا ہوا برتن ہرگز نہ رکھ دیا کرو۔ جھوٹے یا غذاؤں اور دواؤں سے آلودہ برتنوں میں جراثیم پیدا ہو کر طرح طرح کی بیماریوں کے پیدا ہوتے کا خطرہ رہتا ہے۔

(۶) اندھیرے میں بلا دیکھے ہرگز ہرگز پانی نہ پیو نہ کھانا کھاؤ۔  
۷۔ گھر یا آٹھن کے راستہ میں چارپائی یا کرسی یا کوئی برتن یا کوئی سامان مت ڈال دیا کرو ایسا کرنے سے بعض دفعہ روز کی عادت کے مطابق بے کھٹکے چلے آنے والے کو ٹھوکر ضرور لگتی ہے اور بعض مرتبہ تو سخت چوٹیں بھی لگ جاتی ہیں۔  
۸۔ صراحی کے منہ یا لوٹے کی ٹوٹنی سے متہ لگا کر ہرگز کبھی پانی نہ پیو کیونکہ اولاً تو یہ خلافِ تہذیب ہے دوسرے یہ خطرہ ہے کہ صراحی یا ٹوٹنی میں کوئی کیڑا مکوڑہ چھپا ہوا ہو اور وہ پانی کے ساتھ پیٹ میں چلا جائے۔

۹۔ ہفتہ یا دس دنوں میں ایک دن میں گھر کی مکمل صفائی کے لیے مقرر کر لو کہ اسی دن سب کام دھندابند کر کے پورے مکان کی صفائی کر لو۔  
۱۰۔ دن رات بیٹھے رہنا یا پینگ پر سوئے یا لیٹے رہنا تندرستی کے لیے بے نقصان ہے مردوں کو صاف اور کھلی ہوا میں کچھ چل پھر لینا اور عورتوں کو کچھ محنت کا کام ہاتھ سے



کر لینا تنزستی کے لیے بہت ضروری ہے۔

۱۱۔ جس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں اس جگہ بیٹھ کر نہ تھو کو نہ کھنکھار نکالو، نہ ناک صاف کرو

کہ خلاف تہذیب بھی ہے اور دوسروں کے لیے گھن پیدا کرنے والی چیز ہے۔

۱۲۔ دامن یا آپٹل یا آستین سے ناک صاف نہ کرو۔ نہ ہاتھ منہ ان چیزوں سے پونچھو،

کیونکہ یہ گندگی ہے اور تہذیب کے خلاف بھی۔

۱۳۔ جوتی اور کپڑا یا بستر استعمال سے پہلے جھاڑ لیا کرو ممکن ہے کوئی موزی جانور بیٹھا

ہو جو بے خبری میں نہیں ڈس لے۔

۱۴۔ چھوٹے بچوں کو کھلانے کھلاتے کبھی ہرگز ہرگز اچھال اچھال کر نہ کھلاؤ خدا نخواستہ

ہاتھ سے چھوٹ جائے تو بچے کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔

۱۵۔ نیچ دروازہ میں نہ بیٹھا کرو سب آنے جانے والوں کو تکلیف ہوگی اور خود تم بھی

تکلیف اٹھاؤ گے۔

۱۶۔ اگر پوشیدہ جگہوں میں کسی کے پھوٹا پھنسی یا درد ورم ہو تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ

کہاں ہے؟ اس سے خواہ مخواہ اس کو شرمندگی ہوگی۔

۱۷۔ پاخانہ یا غسل خانہ سے کمر بند یا تہبند یا ساڑھی باندھتے ہوئے باہر مت نکلو بلکہ

اندر ہی سے باندھ کر باہر نکلو۔

۱۸۔ جب تم سے کوئی شخص کوئی بات پوچھے تو پہلے اس کا جواب دو پھر دوسرے

کام میں لگو۔

۱۹۔ جوابات کسی سے کہو یا کسی کا جواب دو تو صاف صاف بولو اور اتنے زور سے

بولو کہ سامنے والا اچھی طرح سُن لے اور تمہاری باتوں کو سمجھ لے۔

۲۰۔ زبان بند کر کے ہاتھ یا سر کے اشاروں سے کچھ کہنا یا کسی بات کا جواب دینا یہ

خلاف تہذیب اور حماقت کی بات ہے۔

۲۱۔ اگر کسی کے بارے میں کوئی پوشیدہ بات کسی سے کہنی ہو اور وہ شخص اس مجلس

میں موجود ہو تو آنکھ یا ہاتھ سے بار بار اس کی طرف اشارہ مت کرو کہ ناحق اس شخص کو طرح



طرح کے شبہات ہوں گے۔

۲۲۔ کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دو یا برتن میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کرو، دوسرے پھینک کر کوئی چیز کسی کو مت دیا کرو۔ شاید اس کے ہاتھ میں نہ پہنچ سکے اور زمین پر گر کر ٹوٹ پھوٹ جائے یا خراب ہو جائے۔

۲۳۔ اگر کسی کو پنکھا جھلوتو اس کا خیال رکھو کہ اس کے سر یا چہرہ یا بدن کے کسی حصہ میں پنکھا لگنے نہ پائے، اور پنکھے کو اتنے زور سے بھی نہ جھلا کرو کہ تم خود یا دوسرے پریشان ہو جائیں۔

۲۴۔ میلے کپڑے جو دھو بی کے یہاں جانے والے ہوں گھر میں ادھر ادھر پڑا یا بکھرا ہوا زمین پر نہ رہنے دو، بلکہ مکان کے کسی کونے میں لکڑی کا ایک معمولی بکس رکھ لو اور سب میلے کپڑوں کو اسی میں جمع کرتے رہو۔

۲۵۔ اپنے اونٹنی کپڑوں کو کبھی کبھی دھوپ میں سکھالیا کرو اور کتابوں کو بھی، تاکہ کپڑے مکوڑے کپڑوں اور کتابوں کو کاٹ کر خراب نہ کر سکیں۔

۲۶۔ جہاں کوئی آدمی بیٹھا ہو وہاں گرد و غبار والی چیزوں کو نہ جھاڑو۔

۲۷۔ کسی دکھ یا پریشانی یا غم اور بیماری وغیرہ کی خبروں کو ہرگز اس وقت تک نہیں کہنا چاہیے جب تک کہ اس کی خوب اچھی طرح تحقیق نہ ہو جائے۔

۲۸۔ کھانے پینے کی کوئی چیز کھل مت رکھو۔ ہمیشہ ڈھانک کر رکھا کرو۔ اور مکھیوں کے میٹھنے سے بچاؤ۔

۲۹۔ دوڑ کر متہ اوپر اٹھا کر نہیں چلنا چاہیے اس میں بہت سے خطرات ہیں۔

۳۰۔ چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر اور پورا پاؤں زمین پر رکھ کر، پنچوں یا ایڑی کے بل چلنا یا پاؤں گھسیٹے ہوئے چلنا یہ تہذیب کے خلاف بھی ہے۔

۳۱۔ کپڑا پہنے پہنے نہیں سینا چاہیے۔

۳۲۔ ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو، جب تک کسی کو ہر طرح سے بار بار آزمانہ لو، اس کا اعتبار مت کر لیا کرو، خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی گجن صاحبہ نبی ہوئی



کعبہ کا خلاف لیے ہوئے کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی گھروں میں گھسی پھرتی ہیں اور عورتوں کے مجمع میں بیٹھ کر اللہ و رسول کی باتیں کرتی ہیں، خبردار خبردار ان عورتوں کو ہرگز ہرگز گھروں میں آنے ہی مت دو، دروازے ہی سے واپس کر دو۔ ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کا صفایا کر ڈالا ہے۔ ان عورتوں میں بعض چوروں اور ڈاکوؤں کی مخبر بھی ہوا کرتی ہیں جو گھر کے اندر گھس کر سارا ماحول دیکھ لیتی ہیں پھر چوروں اور ڈاکوؤں کو ان کے گھروں کا حال بتا دیتی ہیں۔

۳۳۔ جہاں تک ہو سکے کوئی سودا سامان ادھار مت منگایا کرو، اور اگر مجبوری سے منگایا کرو اور اگر مجبوری سے منگانا ہی پڑ جائے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب روپیہ تمہارے پاس آجائے تو فوراً ادا کر دو، زبانی یاد پر بھروسہ مت کرو۔

۳۴۔ جہاں تک ہو سکے خرچ چلانے میں بہت زیادہ کفایت سے کام لو اور روپیہ پیسہ بہت ہی انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ کے لیے تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

۳۵۔ جو عورتیں بہت سے گھروں میں آیا جایا کرتی ہیں جیسے دھوبن، تائن وغیرہ ان کے سامنے ہرگز ہرگز اپنے گھر کے اختلاف اور جھگڑوں کو مت بیان کرو کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھروں میں کہتی پھرتی ہیں۔

۳۶۔ کوئی مرد تمہارے دروازہ پر آکر تمہارے شوہر کا دوست یا رشتہ دار مونا ظاہر کرے تو ہرگز اس کو اپنے مکان کے اندر مت بلاؤ نہ اس کا کوئی سامان اپنے گھر میں رکھو نہ اپنا کوئی قیمتی سامان اس کے سپرد کرو ایک غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ اس کے لیے باہر بھیج دو جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے ہرگز اس پر بھروسہ مت کرو۔ نہ گھر میں آنے دو ایسے لوگوں نے بہت سے گھروں کو لوٹ لیا ہے اسی طرح اگر بے سچا بنا ہوا آدمی گھر پر آ کر یا سفر میں کوئی کھانے کی چیز دے تو ہرگز مت کھاؤ وہ لاکھ براہمنے پروا مت کرو بہت سے سفید پوش ٹھگ نشہ والی باز ہر ملی چیز کھلا کر گھر والوں یا مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔

۳۷۔ محبت میں اپنے بچوں کو بلا بھوک کے کھانا مت کھلاؤ، نہ اصرار کر کے زیادہ کھلاؤ کہ ان دونوں صورتوں میں بچے بیمار ہو جاتے ہیں جس کی تکلیف تم کو اور بچوں دونوں کو



بھگتنی پڑتی ہے۔

۳۸۔ بچوں کو سردی گرمی کے کپڑوں کا خاص طور پر دھیان لازمی ہے بچے سردی گرمی لگنے سے بیمار ہو جایا کرتے ہیں۔

۳۹۔ بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرادو اور کبھی کبھی پوچھا کرو تاکہ یاد رہے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ بچہ کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تیرے باپ کیا نام ہے؟ تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو تبادے گا پھر کوئی نہ کوئی اس کو تمہارے پاس پہنچا دے گا۔ یا تمہیں بلا کر بچہ تمہارے سپرد کر دے گا۔ اور اگر بچے کو ماں باپ کا نام یاد نہ رہا تو بچہ سی کہے گا کہ میں ابابا یا اماں کا بچہ ہوں۔ کچھ خبر نہیں کہ کون ابابا؟ کون اماں؟

۴۰۔ چھوٹے بچوں کو اکیلا چھوڑ کر گھر سے باہر نہ چلی جایا کرو۔ ایک عورت بچے کے آگے کھانا رکھ کر باہر چلی گئی، بہت سے کوؤں نے بچے کے آگے کا کھانا چھین کر کھا لیا اور چونچ مار مار کر بچے کی آنکھ بھی پھوڑ ڈالی۔ اسی طرح ایک بچے کو بلی نے اکیلا پا کر اس قدر نوح ڈالا کہ بچہ مر گیا۔

۴۱۔ کسی کو ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر بہت زیادہ اصرار مت کرو بعض مرتبہ اس میں مہمان کو الجھن یا تکلیف ہو جاتی ہے پھر سوچو کہ بھلا ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور بدنامی ہو۔

۴۲۔ وزن یا خطرہ والی کوئی چیز کسی آدمی کے اوپر سے اٹھا کر مت دیا کرو خدا نخواستہ وہ چیز ہاتھ سے چھوٹ کر آدمی کے اوپر گر پڑی تو اس کا انجام کتنا خطرناک ہوگا؟

۴۳۔ کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینی ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو خدا نخواستہ اگر کسی نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو کتنی بڑی مصیبت سر پر آن پڑے گی۔

۴۴۔ اگر تم کسی کے گھر مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکے ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے کہہ دو کہ ہم کھانا کھا کر آئے ہیں کیونکہ گھر والے لحاظ کی وجہ سے پوچھیں گے نہیں اور چپکے چپکے کھانا تیار کر لیں گے اور جب کھانا سامنے آگیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم تو کھانا کھا کر آئے ہیں سوچو کہ



اس وقت گھروالوں کو کتنا افسوس ہوگا؟

۴۵۔ مکان میں اگر رقم یا زیور وغیرہ دفن کر رکھا ہے تو اپنے گھروں میں سے جس پر بھروسہ ہو اس کو بتا دو ورنہ شاید تمہارا اچانک انتقال ہو جائے تو وہ زیور یا رقم ہمیشہ زمین ہی میں رہ جائے گی۔

۴۶۔ مکان میں جلنا چراغ یا آگ چھوڑ کر باہر مت چلے جاؤ، چراغ اور آگ کو مکان سے نکلنے وقت بجھا دیا کرو۔

۴۷۔ اتنا زیادہ مت کھاؤ کہ چورن کی جگہ بھی پیٹ میں باقی نہ رہ جائے۔

۴۸۔ جہاں تک ممکن ہو رات کو مکان میں تنہا مت رہو خدا جلنے رات میں کیا اتفاق پڑ جائے؟ لا چاری اور مجبوری کی تو اور بات ہے مگر جیب تک ہو سکے مکان میں رات کو اکیلے نہیں سونا چاہیئے۔

۴۹۔ اپنے ہنر پر ناز نہ کرو۔

۵۰۔ برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا اس لیے صرف خدا پر بھروسہ رکھو۔

## کار آمد تدبیریں

۱۔ پلنگ کی پائنتی اجوائن کی پوٹلیاں باندھنے سے اس پلنگ کے کھٹل بھاگ جائیں گے۔

۲۔ اگر مچھردانی میسر نہ ہو اور گرمیوں کے موسم میں مچھر زیادہ تنگ کریں تو ستر پر جا بجا تلہی کے پتے پھیلا دیں مچھر بھاگ جائیں گے۔

۳۔ لکڑی میں کیل ٹھوکتے ہوئے لکڑی کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو اس کیل کو پیلے صابون میں ٹھوکنے کے بعد لکڑی میں ٹھوکنا چاہیئے اس طرح لکڑی نہیں پھٹے گی۔

۴۔ کاغذی لیموں کا رس اگر دن میں چند بار پی لیں تو طیر یا کا حملہ نہیں ہوگا۔

۵۔ نو سے بچنے کے لیے تیر دھوپ میں سفر کرتے وقت جیب میں ایک پیاز رکھ لینا چاہیئے۔



۶۔ ہیضہ کے حملہ سے بچنے کے لیے سرکہ، لیموں اور پیاز کا بکثرت استعمال کرنا چاہیئے۔

۷۔ سبزیوں کو جلد اگانے اور آٹے میں خمیر جلد آنے کے لیے خربوزہ کے پھلکوں کو خوب سکھائیں اور اس کو باریک پیس کر سفوف تیار کر لیں پھر اسی سفوف کو سبزیوں میں جلد گلاسے کے لیے ڈالیں اور آٹے میں خمیر جلد آنے کے لیے تھوڑا سفوف آٹے میں ڈال دیا کریں۔

۸۔ روغن زیتون دانتوں پر ملنے سے مسوڑھے اور ہلتے ہوئے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔

۹۔ بچکی آرہی ہو تو لونگ کھا لینے سے بند ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ سر میں جو مٹی پڑ جائیٹیں تو سنت پودینہ صابون کے پانی میں حل کر کے سر میں ڈالیں اور سر کو خوب دھوئیں دو تین مرتبہ ایسا کر لینے سے کل جو مٹی مر جائیٹگی۔

۱۱۔ لیموں کی پھانک چہرہ پر کچھ دنوں ملنے اور پھر صابون سے دھو لینے سے چہرہ کے کیل مہاسے دور ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ پیدل چلنے کی وجہ سے اگر پاؤں میں ٹھکن زیادہ معلوم ہو تو نمک ملے ہوئے گرم پانی میں کچھ دیر پاؤں رکھ دینے سے تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

۱۳۔ لیموں کو اگر بھوسیل میں گرم کر کے نچوڑیں تو عرق آسانی کے ساتھ دو گنا نکلے گا۔

۱۴۔ آگ سے جل جائیں تو جلے ہوئے مقام پر فوراً روشنائی لگائیں یا چونکا کا پانی ڈالیں یا بروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں گھول کر لگائیں۔

۱۵۔ سانپ یا کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو کاٹنے سے ذرا اوپر فوراً کسی مضبوط دھاگے سے کس کر باندھ دو پھر کاٹنے کی جگہ افیون لگا دو، تاکہ وہ جگہ سن ہو جائے پھر لمبیڈ سے زخم لگا کر دبا دو، تاکہ چند قطرہ خون نکل جائے، پھر پیاز کو چوبلے میں بھون کر اور نمک ملا کر اس جگہ پر باندھ دیں۔ اور مرغی کو سونے نہ دیں۔ یہ فوری ترکیب کر کے پھر ڈاکٹر سے علاج کرائیں اور انجکشن لگوائیں۔

۱۶۔ اگر کوئی سنکھیا یا افیون یا دھتورہ کھالے تو فوراً سویہ کا بیج دو تولہ آدھ سیر



پانی میں پکا کر اس میں پاؤ بھر گھی ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور تھے کرائیں جب خوب تھے ہو جائے تو دودھ پلائیں اور اگر دودھ سے بھی تھے ہو جائے تو بہت اچھا ہے اور مریض کو سونے نہ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

## کیڑوں مکوڑوں کو بھگانا

**سانپ** | ایک پاؤ نوٹا در کو پانچ سیر پانی میں گھول کر گھر کے تمام بلوں سوراخوں اور کونوں میں چھڑک دیں اگر گھر میں سانپ ہوگا تو بھاگ جائے گا اور کبھی کبھی یہ پانی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں کبھی سانپ نہیں آئے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ گھر کے بلوں میں اور دوسرے سب سوراخوں میں رائی ڈال دیں۔ سانپ فوراً ہی مر جائے گا اور اگر اپنے آس پاس رائی ڈال کر سوئیں۔ تو سانپ قریب نہیں آسکتا۔

**بچھو** | مولیٰ کا عرق اگر بچھو کے اوپر ڈال دیا جائے تو بچھو ضرور مر جائے گا اور اگر بچھو کے سوراخ میں مولیٰ کے چند ٹکڑے ڈال دیے جائیں تو بچھو سوراخ سے باہر نہیں نکل سکے گا بلکہ سوراخ کے اندر ہی ہلاک ہو جائے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ چرچٹہ گھاس کی جڑ اگر بچھو نے پر رکھ دی جائے تو بچھو بستر پر نہیں چڑھ سکے گا۔

اگر بچھو ڈنگ مار دے تو بیروزہ کا تیل لگائیں۔ یا چرچٹہ کی جڑ گھس کر لگائیں زہر اتر جائے گا۔

**کنکھجور (کوہر)** | اگر کسی کے بدن میں چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو ٹنکر اس کے اوپر ڈالیں فوراً ہی اس کے پاؤں کھال میں سے باہر نکل جائیں گے اور اگر پیاز کا عرق کنکھجورہ کے اوپر ڈال دیں تو وہ جگہ بھی چھوڑ دے گا اور پھر فوراً ہی مر جائے گا۔ اور اگر اس کے پاؤں چھینے سے زخم ہو گیا ہے۔ تو پیاز بھجلا کر اس زخم پر باندھنا اکیس ہے۔



پستو | اندرائن کے پھل یا جڑ پانی میں بھگو کر تمام گھر میں پانی چھڑک دیں، تو اس مکان سے پستو بھاگ جائیں گے۔

چیونٹیاں | ہینگ سے بھاگ جاتی ہیں۔

کپڑوں اور کتابوں کا کپڑا | فستین یا پورینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں تو کپڑے اور کتابیں کپڑوں کے کھانے سے محفوظ رہیں گی۔

## زمانہ حمل کی احتیاط و تدابیر

۱۔ حمل کے زمانے میں عورت کو اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ ایسی تقیل غذا نہیں نہ کھائے جس سے قبض پیدا ہو جائے۔ اور اگر ذرا بھی پیٹ میں گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت روٹی چاول نہ کھائیں، بلکہ صرف شوربہ گھی ڈال کر پی لیں، یا دو تین تولہ منقہ یا ایک ہڑ کا مربہ کھالیں۔  
۲۔ حاملہ عورت کو چاہیے کہ چلنے میں پاؤں زور سے نہ مین پر نہ پڑے اور نہ دوڑ کر چلے اسی طرح اونچی جگہ سے نیچے کو ایک دم جھکے کے ساتھ نہ اترے، اسی طرح سیڑھی پر دوڑ کر نہ چلے بلکہ آہستہ آہستہ چڑھے، غرض اس کا خیال رکھے کہ پیٹ نہ زیادہ ہے اور نہ پیٹ کو تھکا گئے دے نہ بھاری بوجھاٹھائے نہ کوئی سخت محنت کا کام کرے، نہ غم اور غصہ کرے، نہ دست دینے والی دوائیں کھائے، نہ زیادہ خوشبو سونگھے۔

۳۔ حاملہ عورت کو چلنے پھرنے کی عادت رکھنی چاہیے کیوں کہ ہر وقت بیٹھے اور لیٹے ہونے سے بادی اور رستی بڑھتی ہے معہ خراب ہو جاتا ہے اور قبض کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔  
۴۔ حاملہ عورت کو شوہر کے پاس نہیں سونا چاہیے خصوصاً چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ اختیاء کی ضرورت ہے۔

۵۔ اگر حاملہ عورت کو قے آنے لگے تو پورینہ کی چٹنی یا کاغذی لیموں استعمال کریں۔  
۶۔ اگر حمل کی حالت میں خون آنے لگے تو قرص کبریا، کھائیں اور فوراً حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔



۷۔ اگر حمل گر جانے کی عادت ہو تو اس عورت کو چار مہینے تک پھر ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط رکھنے کی ضرورت ہے کرم غذاؤں سے بالکل پتہ زرخش اور اچھا یہ ہے کہ لنگوٹ باندھے رہے اور بالکل کوئی بوجھ نہ اٹھائے، اور محنت کا کوئی کام نہ کرے اور اگر حمل گرنے کے کچھ آثار ظاہر ہوں مثلاً پانی جاری ہو جائے یا خون گرنے لگے، تو فوراً ہی حکیم یا ڈاکٹر کو بتانا چاہیے۔

۸۔ اگر خدا نخواستہ حاملہ کو مٹی کھانے کی عادت ہو تو اس عادت کو چھڑانا ضروری ہے اور مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو نشاستہ کی ٹکیاں یا طباشیر کھایا کرے اس سے مٹی کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

۹۔ اگر حاملہ کی بھوک بند ہو جائے تو مٹھائی اور مرغی غذا نہیں چھڑادیں اور سادہ غذا نہیں کھائیں اور اگر پیٹ میں درد اور ریا ح معلوم ہو تو ”تنگ سلیمانی“ یا ”جوارش کوئی“ کھلائیں بہر حال تیز دواؤں کے استعمال اور انجکشن وغیرہ سے بچنا بہتر ہے۔ ایسی حالت میں علاج سے بہتر پرہیز اور احتیاط ہے۔

۱۰۔ بعض حاملہ عورتوں کے پیروں پر درم آجاتا ہے یہ کوئی خطرناک چیز نہیں ہے ولادت کے بعد خود بخود یہ درم جاتا رہتا ہے۔

## زچہ کی تدبیروں کا بیان

۱۔ حاملہ کو جب نواں مہینہ شروع ہو جائے تو بہت زیادہ احتیاط کرنے کے لئے کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں حاملہ کو طاقت پہنچانے کی ضرورت ہے لہذا مندرجہ ذیل تدبیروں کا کافی طور پر خیال رکھنا چاہیے روزانہ گیارہ عدد بادام مصری میں پس کر چائیں اور دو عدد ناریل اور شکر دونوں کو ہاون دستہ میں کوٹ کر سفوف بنالیں۔ اور دو تولہ روزانہ کھائیں۔ گائے کا دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پلائیں، مکھن وغیرہ بھی کھائیں ان سب دواؤں کی وجہ سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ جب ولادت کا وقت آجائے اور دروزہ شروع ہو جائے، تو بائیں ہاتھ میں مقناطیس لینے سے اور بائیں ران میں مونگے کی جڑ باندھنے سے بچہ پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے



ولادت کی آسانی کے لیے مجرب تعویذات بھی ہیں۔ جن کا ذکر آگے ”عملیات“ کے بیان میں ہم لکھیں گے۔

۱۔ پیدائش کے وقت کسی ہوشیار دائی یا لیدٹی ڈاکٹر کو ضرور بلا لینا چاہیے انٹری دائیوں کی غلط تدبیروں سے اکثر زچہ و بچہ کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

۲۔ پیدائش کے بعد زچہ کے بدن میں تیل کی مالش بہت مفید ہے جیسا کہ پرانا طریقہ ہے کہ ولادت کے بعد چند دنوں تک مالش کرائی جاتی ہے یہ بہت ہی مفید ہے۔

۵۔ جس عورت کے دودھ بہت کم ہوتا ہو اگر وہ دودھ آسانی کے ساتھ ہضم کر سکتی ہو تو اس کو روزانہ دودھ پینا چاہیے اور مرغ وغیرہ کا حنفن شوربہ اور گاجر کا حلوہ وغیرہ عمدہ غذائیں ہیں اور پانچ ماشہ کلونجی اور پانچ ماشہ تودری سرخ دودھ میں پیس کر ملائیں۔

## بچوں کی احتیاط اور تدابیر

۱۔ پیدائش کے بعد بچے کو پہلے نمک ملے ہوئے نیم گرم پانی سے نہلائیں پھر اس کے بعد سادہ پانی سے غسل دیں تو بچہ چھوڑے پھنسی کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نمک ملے ہوئے پانی سے بچوں کو کچھ دنوں تک نہلاتے رہیں، تو یہ بچوں کی تندرستی کے لیے بہت مفید ہے۔ اور نہلاتے رہیں تو یہ بچوں کی تندرستی کے لیے بہت مفید ہے اور نہلانے کے بعد بچوں کے بدن میں سرسوں کے تیل کی مالش بچوں کی صحت کے لیے اکیسر ہے۔

۲۔ بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے روانہ دو تین مرتبہ ایک انگلی شہد چاڑیا کریں تو یہ

بہت مفید ہے۔

۳۔ بچوں کو خواہ جھوٹے میں جھلا میں یا بھونے پر سلائیں یا گود میں کھلائیں ہر حال میں بچوں کا

سراونچا رکھیں سر نیچا اور پاؤں اونچے نہ ہونے دیں۔

۴۔ پیدائش کے بعد بچوں کو ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں روشنی بہت تیز ہو کیوں کہ بہت تیز روشنی

میں رہنے سے بچے کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

۵۔ جب بچے کے سوڑھے سخت ہو جائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو سوڑھوں پر



مرغ کی چربی ملا کریں اور روزانہ ایک دو مرتبہ مسوڑھوں پر شہد بھی ملا کریں اور بچے کے سر اور گردن پر تیل کی مالش کرتے رہیں۔

۶۔ جب دودھ چھڑانے کا وقت آئے اور بچہ کچھ کھانے لگے تو خبردار! خبردار بچے کو کوئی سخت چیز نہ چبانے دیں بلکہ نہایت ہی لطیف اور نرم اور جلد ہضم ہونے والی غذائیں بچے کو کھلائیں اور گائے یا بکری کا دودھ بھی پلاتے رہیں۔ اور پھل وغیرہ بھی بچے کو کھلاتے رہیں اور جس قدر ماں باپ کو مقدور ہو بچوں کو اس عمر میں اچھی خوراک دیں اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی وہ تمام عمر کام آئے گی ہاں اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ بچوں کو بار بار نہیں غذا دینی چاہیے۔ جب تک ایک غذا ہضم نہ ہو جائے، دوسری غذا ہرگز نہ دیں۔

۷۔ بچوں کو مٹھائی اور کھٹائی کی عادت سے بچانا بہت بہت ضروری ہے۔ کہ یہ دونوں چیزیں بچوں کی صحت کے لیے بہت مضر اور نقصان دینے والی ہیں سو کھے اور تانہ میوؤں کا بچوں کو کھلانا بہت ہی اچھا ہے۔

۸۔ ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔ اور زخم بھی جلدی بھر جاتا ہے۔



## عملیات

یہ ایمان ہے خدا شاہد کہ ہیں آیاتِ قرآنی  
علاجِ مجملہ علتہائے جسمانی و روحانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں اور قرآن مجید کی مبارک آیتوں و طواف اور دعاؤں میں اس قدر فیوض و برکات اور عجیب عجیب تاثیرات ہیں کہ جن کو دیکھ کر بلاشبہ قدرتِ خداوندی کا جلوہ نظر آتا ہے بہت سے مریض جن کو تمام حکیموں اور ڈاکٹروں نے لا علاج کہہ کر مایوس کر دیا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ اور قرآن مجید کی مقدس آیتوں سے صحیح طریقے پر چارہ جوئی کی گئی۔ تو دمِ زدن میں بڑے بڑے خوفناک اور بھیاںک امراض اس طرح ختم ہو گئے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ جادو اور آسیب وغیرہ کی بلائیں اتنی خطرناک ہیں کہ حکیموں کی طب اور ڈاکٹروں کی ڈاکٹری اس منزل میں بالکل لاچار ہے۔ لیکن دعاؤں و طیفوں اور قرآنی آیتوں کی تاثیرات قہر الہی کی وہ تلوار ہیں کہ جن کی تیز دھارسے جادو، ٹونا، آسیب سب کے سر قلم ہو جاتے ہیں۔ جادو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور آسیب بھی کبھی بھاگ جاتا ہے اور کبھی گرفتار ہو کر جل جاتا ہے اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند عملیات اور قرآنی آیات کے تعویذات تحریر کریں تاکہ اہل حاجت ان کے فیوض و برکات سے فائدہ



## اعمال اور دعاؤں کی شرائط

یاد رکھو کہ جس طرح جڑی بوٹیوں اور تمام دعاؤں کی تاثیر اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جبکہ اسی ترکیب سے وہ دوائی استعمال کی جائے جو ان کے استعمال کا طریقہ ہے اسی طرح عملیات اور تعویذات کی بھی کچھ شرائط، کچھ ترکیبیں، کچھ لوازمات ہیں کہ جب تک ان سب چیزوں کی رعایت نہ کی جائے گی عملیات کی تاثیرات ظاہر نہ ہوں گی اور فیوض و برکات حاصل نہ ہوں گے ان شرائط میں سے سات شرطیں نہایت ہی اہم اور انتہائی ضروری ہیں کہ جن کے بغیر قرآنی اعمال میں تاثیرات کی امید رکھنا نادانی ہے اور وہ سب شرطیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اکل حلال | یعنی حلال لقمہ کھانا اور حرام غذاؤں سے بچنا۔

۲۔ صدق مقال | یعنی ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہنا۔

۳۔ اخلاص | یعنی نیت کو درست اور پاکیزہ رکھنا کہ ہر نیکی اللہ ہی سے لیے کرنا۔

۴۔ تقویٰ | یعنی شریعت کے احکام کی پوری پوری پابندی کرنا۔

۵۔ شعائر الہی کی تعظیم | یعنی اللہ کے دین کے ستونوں مثلاً قرآن، کعبہ، نبی، غار وغیرہ کی تعظیم اور بزرگان دین کا ہمیشہ ادب و احترام کرنا۔

۶۔ حضور قلب | یعنی جو وظیفہ بھی پڑھیں، دل کی حضور کے ساتھ پڑھنا۔

۷۔ مضبوط عقیدہ | یعنی جو عمل اور وظیفہ پڑھیں اس کی تاثیر پورا پورا اور سختہ عقیدہ رکھنا، اگر تذبذب یا تردد رہا۔ تو وظیفہ یا عمل میں اثر



## وظائف کے ضروری آداب

اوپر ذکر کی ہوئی سات شرطوں کے علاوہ اعمال و وظائف کے کچھ ضروری آداب بھی ہیں ہر عمل کرنے والے کو لازم ہے کہ ان آداب کا بھی لحاظ و خیال رکھے، ورنہ دعاؤں اور وظیفوں کی تاثیرات میں کمی ہو جانا لازمی ہے۔ آداب دعا اور وظائف کی تعداد یوں تو بہت زیادہ ہے مگر ہم ان میں سے چند نہایت ہی اہم اور ضروری آداب کا تذکرہ کرتے ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ بارگاہِ حق میں عجز و نیاز  
یعنی ہر عمل کرتے یا تعویذات لکھنے کے وقت نہایت ہی خضوع و خشوع کے ساتھ خداوند قدوس کی بارگاہ میں عاجزی و نیاز مندی کا اظہار کرے۔

۲۔ صدقہ و خیرات  
یعنی ہر عمل اور وظیفہ شروع کرنے سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کرے۔

۳۔ درود شریف  
یعنی ہر عمل، ہر دعا، ہر وظیفہ کے اول و آخر درود شریف کا کا ورد کرے۔

۴۔ بار بار دعا مانگے  
یعنی وظیفوں کے بعد جب اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے تو ایک ہی مرتبہ دعا مانگ کر بس نہ کر دے بلکہ بار بار گڑ گڑا کر خدا سے دعا مانگے۔

۵۔ تنہائی  
یعنی جہاں تک ہو سکے ہر دعا اور وظیفہ وغیرہ عملیات کو تنہائی میں پڑھے جہاں نہ کسی کی آمد و رفت ہو نہ کسی کی کوئی آواز آئے۔

۶۔ کسی کو نقصان نہ پہنچائے  
یعنی کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کے لیے ہرگز ہرگز نہ کوئی عمل کرے نہ کوئی وظیفہ پڑھے۔

۷۔ خوراک میں کمی  
یعنی جب کوئی عمل کرے یا وظیفہ پڑھے تو اس دوران میں بہت کم کھائے اور سادہ غذا کھائے بھر پیٹ نہ کھائے، کیوں کہ پیٹ



بھرے لوگ دعاؤں کی تاثیر سے اکثر محروم رہتے ہیں۔

**۸۔ پاکی اور صفائی** | اعمال اور وظائف پڑھنے کے دوران بدن اور کپڑوں کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال و لحاظ رکھے، بلکہ خوشبو بھی استعمال کرے اور ظاہری پاکی و صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق و کردار اور باطنی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

**۹۔ پاک روشنائی** | جو تعویذ لکھے وہ نہ عرفان سے لکھے یا ایسی روشنائی سے لکھے جس میں سپرٹ نہ پڑی ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی روشنائی ہونی چاہیے جو زمزم شریف میں گھولی ہوئی ہو یا دریاؤں کے جاری پانی میں۔

**۱۰۔ اچھی ساعت اچھی نیت** | ہر عمل اچھی ساعت میں کرے اور ہر تعویذ اچھی ساعت میں قبلہ رو ہو کر لکھے، اور تعویذ لکھتے وقت ہرگز کوئی طمع اور لالچ دل میں نہ لائے۔ بلکہ انحصار کے ساتھ تعویذ لکھ کر حاجت مندوں کو دے ہاں اگر لوگ اپنی طرف سے تعویذوں کا نذرانہ خوشی کے ساتھ پیش کریں تو اس کو رد نہ کرے۔

## سفلی و رحمانی عملیات

عملیات کی دو قسمیں ہیں ایک سفلی، دوسرے رحمانی، سفلی عملیات ناجائز اور حرام ہیں بلکہ ان میں سے بعض صریح کفر اور شرک ہیں۔ لہذا تمام سفلی عملیات جادو، ٹونا وغیرہ کوئی مسلمان بھی ہرگز ہرگز نہ کرے۔ ورنہ ایمان برباد ہو جائے گا۔ ہاں رحمانی عملیات جائز ہیں۔ جو قرآن شریف کی آیتوں اور مقدس دعاؤں کے ذریعہ کیے جاتے ہیں مگر رحمانی عمل بھی اسی وقت جائز ہیں جب کہ شریعت اجازت دے، مثلاً دشمنی ڈالنے کے لیے کوئی رحمانی عمل کیا جائے تو یہ اسی صورت میں جائز ہوگا کہ شریعت اس کو جائز قرار دے۔ چنانچہ کسی مرد و عورت میں ناجائز تعلق ہو گیا ہے تو ان دونوں میں عداوت ڈالنے کے لیے کوئی رحمانی عمل کرنا جائز ہے بلکہ ثواب کا کام ہے۔ کہ دونوں کو گنہ سے بچانا مقصود ہے لیکن میاں بیوی، پابھائی بھائی کے درمیان دشمنی ڈالنے کے لیے کوئی رحمانی کرنا حرام اور گنہ ہے۔



## موکلاتی عملیات سے بچتے رہو

رحماتی عملیات کی دو قسمیں ہیں ایک موکلاتی جو موکلوں کے واسطے ہوتا ہے دوسرے غیر موکلاتی جس میں موکلوں کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ موکلاتی عملیات بہت ہی مؤثر ہوا کرتے ہیں لیکن ان میں بڑے بڑے خطرات بھی ہیں بلکہ جان کا بھی ڈر رہتا ہے۔ اس لیے موکلاتی عملیات سے ہمیشہ دور ہی بھاگتے رہنا چاہیے۔ جو لوگ بھی موکلاتی عملیات کے چکر میں پڑے وہ خطرات کے بھنور میں پھنس گئے۔ کوئی کوڑھی ہوا کوئی پاگل ہو گیا، کوئی جان سے مارا گیا شیخ کامل کی تعلیم و اجازت موکلاتی عملیات میں انتہائی ضروری ہے۔ اور اس زمانے میں ”شیخ کامل“ کا ملنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے ہم یہاں چند غیر موکلاتی عملیات لکھتے ہیں ان عملیات میں موکلوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور ہر سنی مسلمان مرد و عورت جو پابند شریعت ہوں ان سب کو ان اعمال و تعویذات کے کرنے کی اجازت ہے وہ اگر شرائط و آداب کی پابندی کریں گے تو فائدہ اٹھائیں گے ورنہ فائدہ سے محروم رہیں گے لیکن بہر حال ان کو نہ کوئی خطرہ ہو گا نہ کوئی نقصان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## خواص بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیْف“ کے خواص اور اس آیت مبارکہ کی خاصیتیں بہت ہیں ان میں سے چند فوائد یہاں لکھے جاتے ہیں جو بزرگوں کے مجرب اور آزمودہ ہیں۔

اگر کوئی سخت مشکل یا حاجت پیش آجائے تو بدھ جمعرات اور جمعہ کو مسلسل تین دن روزہ رکھے اور جمعہ کا غسل کر کے نماز جمعہ کے لیے جائے، اور کچھ خیرات بھی کرے۔ پھر نماز جمعہ کے بعد یہ دعا پڑھ کر اپنے مقصد کے لیے دل لگا کر اور گڑ گڑا کر خدا سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول ہوگی۔



اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ  
 لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاسْئَلُكَ  
 بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ  
 لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلِكُ عَظَمَتِہٖ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ  
 اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَنْتَ  
 لَہٗ الْوُجُوْءُ وَخَشَعَتْ لَہٗ الْاَصْوَاتُ وَوَحَلَّتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشِیَّتِہٖ اَنْ تُصَلِّیَ  
 عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَاَنْ تُعْطِیَنِ مَسْئَلَتِیْ  
 وَتَقْضِیَ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِکَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (فیوض قرآنی بحوالہ الترغیب  
 والترہیب و مفتاح الحسن وغیرہ)

لفظ حاجتی کے بعد اپنی ضرورت کا نام ذکر کرو۔

جس صحابی سے یہ دعا منقول ہے ان کا ارشاد ہے کہ یہ دعائادانوں کو ہرگز مت سکھاؤ،  
 کیوں کہ وہ ناجائز کاموں کے لیے پڑھیں گے اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ بزرگوں کے فرمان کے  
 مطابق میں بھی سخت تاکید کرتا ہوں کہ ناجائز کاموں کے لیے کبھی ہرگز اس دعا کو نہ پڑھنا ورنہ  
 سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

دشمنی دور ہو جائے اور محبت پیدا ہو جائے | اگر پانی پہ ۱۶، مرتبہ بسم  
 اللہ الرحمن الرحیم پڑھ

کر مخالف کو پلا دو تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ مخالفت چھوڑ دے گا۔ اور محبت کرنے لگے گا اور اگر  
 موافق کو پلا دو تو محبت بڑھ جائے گی۔

(فیوض قرآنی)

ہر درد و مرض دور ہو جائے | جس درد یا مرض پر تین روز تک سو مرتبہ بسم  
 اللہ الرحمن الرحیم حضور

دل سے پڑھ کر دم کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آرام ہو جائے گا۔

(فیوض قرآنی)



## ہجور اور اچانک موت سے حفاظت

اگر رات کو سوتے وقت اکیس مرتبہ

بسم الله الرحمن الرحيم

پڑھ لو تو انشاء اللہ تعالیٰ مال و اسباب چوری سے محفوظ رہیں گے اور مرگ ناگہانی سے بھی حفاظت ہوگی۔ (فیوض قرآنی)

بسم الله الرحمن الرحيم

## حاجتوں کے لیے لسم اللہ اور نماز

اس طرح پڑھو کہ جب ایک ہزار مرتبہ

ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھو، اور اپنی مراد کے لیے دعا مانگو، پھر ایک ہزار مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھو، اور درود شریف پڑھ کر اپنی مراد کے لیے دعا مانگو، غرض اسی طرح بارہ ہزار مرتبہ بسم اللہ پڑھو اور ہر ہزارہ پر دو رکعت نماز پڑھو اور نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر اپنی مراد کے لیے دعا مانگو انشاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہوگی (مرقع کلیمی و مہربات دہلی)

## اولاد زندہ رہے گی

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو وہ ایک کاغذ پر ایک سو ساٹھ بار بسم الله الرحمن الرحيم لکھوا کر اس کا تعویذ

بنا کر ہر وقت پہنے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد زندہ رہے گی (فیوض قرآنی)

## زہر کا اثر نہ ہو

بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الارض ولا في السماء هو السميع العليم یہ دعا پڑھ کر ہمیشہ

کھانا کھائیں اور پانی وغیرہ پیئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر کا اثر دور ہو جائے گا اور زہر کوئی نقصان نہیں دے گا، لیکن سختہ عقیدہ اور شرائط کا پایا جانا ضروری ہے (فیوض قرآنی)

## بخار سے شفاء

جس کو بخار ہو سات بار یہ دعا پڑھے، بسم الله الكبير اعوذ بالله العظيم من شر كل عرق تغار ومن شر حر النار

اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا نمازی آدمی سات بار پڑھ کر دم کر دے یا پانی پر دم کر کے پیادے، انشاء اللہ تعالیٰ بخار اتر جائے گا۔ ایک مرتبہ میں بخار نہ اترے تو بار بار یہ عمل کریں (فیوض قرآنی بحوالہ مستدرک)



## تپ لرزہ سے شفا

دال دیں۔

۷۸۶

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
اللہ	الرحمن	الرحیم	بسم
الرحمن	الرحیم	بسم	اللہ
الرحیم	بسم	اللہ	الرحمن

بازار میں نقصان نہ ہو بلکہ فائدہ ہو

بازار جاؤ تو یہ دعا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ هَذِهِ الرَّسْوَاتِ

و خَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَوْیِبَ یَمِیْنًا قَاجِرَةً اَوْ صَفَقَةً خَاسِرَةً ۝ اس دعا کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ بازار میں خوب نفع ہوگا اور کوئی گھٹانا نہیں ہوگا اس دعا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے۔ (طبرانی، تحفۃ الزاخرین ص ۲۰۹)

آسیب دور ہو جائے

آسیب زدہ مریض پر یہ پڑھا جائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلَمْص۔ ط۔ ط۔ ط۔ کھایقن

یَسَّ وَ الْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ۝ حَمَّصَتْ ق۔ ن۔ ق۔ اَلْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ط

انشاء اللہ تعالیٰ آسیب نکل جائے گا اور پھر نہ آئے گا، پڑھنے والے میں تقویٰ اعتقاد کامل اور روحانی قوت ہونی چاہیے اور حضور قلب کے ساتھ پڑھے (فیوض قرآنی)

خطرہ میں پڑ جانے کے وقت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی خطرہ میں پڑ جائے تو یہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ

لَا تَحُولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اِنْعَلِی الْعَظِیْمُ ط انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے خطرہ ٹل جائے گا (الدر المنثور ج ۱ ص ۶)



ہر آفت سے امان | جو شخص روزانہ صبح شام اس دعا کو پڑھے وہ ہر آفت و بلا سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ  
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ  
اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ  
اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَخْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ كُلِّ مَآبَةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ  
رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ إِنَّ وَلِيَّيَ اللَّهُ  
الَّذِي نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ  
إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

اس دعا کا بڑا حصہ شرح سفر السعاده ص ۸، ۹ میں مذکور ہے اور پوری دعا متعدد بزرگوں  
نے لکھی ہے "القول الجمیل" ص ۷، ۸ میں لکھا ہے کہ میں نے اس دعا کو نہایت  
مفید پایا ہے۔

دفع آسیب و رد سحر کی چھ دعائیں | ان چھ دعاؤں کو "شش قفل" (چھ تالا) بھی  
کہتے ہیں جو شخص رات کو ہمیشہ شش قفل

پڑھتا رہے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر خون و خطرہ سے اور جادو سے اور ہر قسم کی بلاؤں  
سے محفوظ رہے گا اور اگر شش قفل کو آسیب زدہ یا سحر و جادو کے مریض کے کان میں پڑھ کر  
پھونک مار دی جائے تو آسیب بھاگ جائے گا اور جادو اتر جائے گا (فیوض قرآنی)

قفل اول: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ السَّمِيعِ الْبَصِيرِ الَّذِي  
لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

قفل دوم: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الْخَلَّاقِ الْغَلِيمِ  
الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ  
قفل سوم: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ السَّمِيعِ الْبَصِيرِ



الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْبَاقِي

تفلی چہارم: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِیْعِ الْبَصِیْرِ  
الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْغَنِيُّ الْقَدِيرُ ؕ

تفلی پنجم: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ  
شَيْءٌ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُورُ ؕ

تفلی ششم: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَيْسَ  
كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُورُ الْحَكِیْمُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ  
الرَّاحِمِیْنَ ؕ

ظالم اور شیطان کی شر سے پناہ | اس کے لیے حضرت انس صحابی رضی اللہ عنہ کی دعا  
بے حد نافع اور بہت ہی فائدہ بخش ہے امام

الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس کی پوری تفصیل کے ساتھ  
بیان فرمایا ہے۔ اس مکتوب کا نام ”اقتباس الانوار القبس فی مشرَحِ دعاء انس“ ہے یہ  
مکتوب ”اخبار الاخیار“ ص ۱۹۱ کے حاشیہ پر چھپا ہے اس میں آپ لکھتے ہیں۔

”امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”جمع الجوامع“ میں محدث ابوالشیخ کی کتاب

الثواب اور تاریخ ابن عساکر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حجاج بن

یوسف ثقفی ظالم گورنر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو مختلف اقسام کے چار

سو گھوڑے دکھا کر کہا کہ اے انس! کیا تم نے اپنے صاحب ربیع رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اتنے گھوڑے اور یہ شان و شوکت دیکھی

ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس اس سے بہتر چیزیں دیکھی ہیں اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنا ہے کہ گھوڑے تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ گھوڑا جو جہاد کے لیے

رکھا جائے پھر اس کے رکھنے کا ثواب بیان فرمایا یہ عام طور پر حدیث کی

کتا بوں میں موجود ہے، دوسرا وہ گھوڑا جو اپنی سواری کے لیے رکھا جاتا ہے،



تیسرا وہ گھوڑا جو نام و نمود کے لیے رکھا جاتا ہے اس کے رکھنے سے آدمی جہنم میں جائے گا، اسے حجاج! تیرے گھوڑے ایسے ہی ہیں۔

حجاج اس حدیث کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور کہا کہ اسے انس! اگر مجھ کو اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے، اور امیر المومنین (عبد الملک بن مروان) نے تمہارے ساتھ رعایت کرنے کی ہدایت کی ہے تو تو میں تمہارے ساتھ بہت بڑا معاملہ کر ڈالتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے حجاج! قسم نجد! تو میرے ساتھ کوئی بد عنوانی نہیں کر سکتا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سے میں جن کی برکت سے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی بدولت کسی ظالم کی سختی اور کسی شیطان کے شر سے ڈرتا ہی نہیں حجاج اس کلام کی ہیبت سے دم بخود رہ گیا، اور سر جھکایا، تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر بولا کہ اے ابو حمزہ! یہ حضرت انس کی کنیت ہے، یہ کلمات مجھے بتا دیجئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہرگز تجھے نہ بتاؤں گا، اس لیے کہ تو اس کا اہل نہیں ہے راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آ گیا تو ان کے خادم حضرت ابان رضی اللہ عنہ ان کے سر ہانے آ کر رونے لگے حضرت انس نے فرمایا کیا چاہتا ہے! حضرت ابان نے عرض کی وہ کلمات ہمیں تعلیم فرمائیے جن کے بتانے کی حجاج نے درخواست کی تھی اور آپ نے انکار فرما دیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لو سیکھ لو۔ ان کو صبح و شام پڑھنا وہ کلمات یہ ہیں۔

دعاء انس رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ  
عَلٰی نَفْسِیْ وَ دِیْنِیْ - بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِیْ  
وَمَالِیْ وَ وَلَدِیْ - بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی مَا اَعْطَانِی اللّٰهُ - اللّٰهُ رَبِّیْ لَا اَشْرَکَ بِہِ  
شَیْءٌ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَاَعِزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ



مِمَّا آخَافُ وَاحْذَرْ عَزَّ جَارُكَ وَحَلَّ شَأْنُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ  
عَنِيدٍ فَإِنْ تَوَافَقُوا فَقَدْ حَبَى اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ  
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ إِنَّ وَلِيَّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى  
الصَّالِحِينَ۔

اس دعا کو تین مرتبہ صبح کو اور تین مرتبہ شام کو پڑھنا بزرگوں کا معمول ہے۔

(فیوض قرآنی)

یہ کلمات پڑھے جائیں اور ان کا تعویذ پنا جائے بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِاللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ  
الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا النُّوحُ سَكْنَتُكَ بِالَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَاءَ اَنْ  
تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهِ جِ اِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَكَرِيمٌ رَحِيمٌ بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِاللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اُسْكُنْ  
اَيُّهَا النُّوحُ سَكْنَتُكَ بِالَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُولَا جِ وَلَكِنْ  
زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ط اِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ه

یہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مجرب عمل ہے امام موصوف کا قول ہے کہ اس کے  
پڑھنے کی برکت سے مجھے کبھی طبیب (ڈاکٹر) کی ضرورت ہی نہیں ہوئی (فیوض قرآنی)

حرز الود جانہ | جو جن و شیطان وغیرہ کے شر اور شرارتوں سے بچانے والا بہترین وظیفہ  
اور اعلیٰ درجے کا عمل ہے حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "خصائص

کبریٰ" جلد ۲ ص ۹۸ میں امام بیہقی کی روایت لکھتے ہیں کہ حضرت الود جانہ رضی اللہ عنہ نے  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں گزارش کی کہ یا رسول اللہ! میں رات کو بستر  
پر لیٹا ہوں تو اپنے گھر میں جکی چلنے کی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز  
سنا کرتا ہوں اور کبھی کبھی سبلی کی سی چمک بھی دیکھتا ہوں ایک رات میں نے کچھ خوف  
زدہ ہو کر سر اٹھایا تو صحن میں ایک کالا سایہ نظر آیا جو اونچا اور لمبا ہوتا جا رہا ہے میں نے



بڑھ کر اس کو چھپا تو اس کی کھال ساہی کی کھال کی طرح کاٹنے والی تھی۔ پھر اس نے میرے منہ پر آگ کا ایک شعلہ پھینکا اور مجھے محسوس ہوا کہ میں جل جاؤں گا۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ قلم ووات اور کاغذ لاؤ میں نے پیش کیا تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ لکھو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابٌ مِّنْ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِلَى  
مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَارِ وَالزَّوَارِ وَالسَّائِحِينَ إِذَا طَرَقَ يُطَرِّقُ بِخَيْرٍ يَأْتِي  
رَحْمَةً ۚ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَإِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوَلِّعًا  
أَوْ فَاجِرًا مُّقْتَحِمًا أَوْ رَاعِيًا حَقًّا مُّبْطِلًا فَهَذَا كِتَابٌ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ  
بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُونَ مَا تَكْفُرُونَ ۚ  
أَتُرْكُوا صَاحِبَ كِتَابِي هَذَا وَأَنْ تَطْلِقُوا إِلَى عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ وَإِلَى مَنْ يَزْعُمُ  
أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ كَذَّابًا إِلَهُ الْأَهْوَاطِ كُلِّ شَيْءٍ ۚ هَٰذَا إِلَهُ الْوَحْشَةِ ط كَلِمَةُ  
الْعُكْمِ وَالْبَيْتِ تُرْجَعُونَ ۚ تُقْلَبُونَ ۚ حَمْدٌ لَا تُنْصَرُونَ ۚ حَمْدٌ ۚ عَسَقٌ ۚ تَفُوقُ  
أَعْدَاءُ اللَّهِ وَيَلْفَتُ حُجَّةُ اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ سَيُكْفِيكُمْ اللَّهُ  
اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ط

یہ عزرا سیب زوہ کی گردن میں تعویذ بنا کر پہنا دیا جائے، انشاء اللہ تعالیٰ آسیب جاتا  
رہے گا اگر گھر میں آسیب کا اثر ہے تو دیوار پر چسپاں کر دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آسیب بھاگ  
جائے گا چنانچہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اس عزر کو لے کر گھر آئے، اور رات کو اپنے سر  
کے نیچے رکھ کر سوئے، تو ان کی آنکھ اس وقت کھلی جب کوئی چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اے ابو دجانہ  
لات و عزرا کی قسم ہے کہ میں ان کلمات سے جل رہا ہوں۔ میں اس تحریر والے کے حق کا وسیلہ  
دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس عزر کو اٹھایا، تو ہم تمہارے گھر اور تمہارے ہمسایہ کے گھر نہ  
آئیں گے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ فجر کو مسجد نبوی میں آئے اور نماز پڑھ کر رات کا اجرا  
سایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اے ابو دجانہ! اس ذات کی قسم ہے مجھے، جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے



اب یہ آسیب قیامت تک عذاب میں رہے گا (فیوض قرآنی)

**خفقان کا تعوید** | دل دھڑکتا ہو یا دل گھبراتا ہو یا دل میں درد یا جلن ہو تو یہ تعوید لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے اور ڈور اتنا بڑا ہو کہ تعوید دل کے پاس لٹکار رہے تعوید یہ ہے :

بسم الله الرحمن الرحيم يا الله يا رحمن يا رحيم دل مارا کن  
مستقيم بحق اياك فعبداك نستعين وبحق الا بذكر الله تطمئن القلوب  
وبحق طه وليس وبحق ن وص وبحق يا بدوح -

## خواص سورۃ فاتحہ

امام دارمی، امام بیہقی وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے اس سورہ کا ایک نام ”شافیہ“ اور ایک نام ”سورۃ الشفاء“ ہے اس لیے کہ یہ ہر مرض کے لیے شفاء ہے (بیضاوی)

**روزی کی فراوانی وغیرہ** | مسند دارمی میں ہے کہ سو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر جو دوا مانگی جائے اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

**مکان سے جن بھاگ جائے** | اگر کسی گھر میں جن رہتا ہو اور پریشان کرتا ہو تو سورہ فاتحہ اور آیتہ الکرسی اور سورۃ جن کی ابتدائی پانچ

آیتیں پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے مکان کے اطراف و جوانب میں چھڑک دینے کے بعد جن مکان میں سے چلا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر نہ آئے گا (فیوض قرآنی)

**شفاء امراض** | بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان میں ۴۱ بار سورہ فاتحہ پڑھ کر مریض پر دم کرنے سے آرام ہو جاتا ہے اور آنکھ

کا درد بہت جلد اچھا ہو جاتا ہے اور اگر اتنا پڑھ کر اپنا تھوک آنکھوں میں لگا دیا جائے تو بہت مفید ہے (فیوض قرآنی)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو سورہ فاتحہ



اس طرح چالیس مرتبہ پڑھو کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی میم کو الحمد کے لام میں ملاؤ اور الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو تین بار پڑھو اور ہر مرتبہ آخر میں تین بار ”آمین“ کہو، انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا (فوائد الفوائد ص ۴۷)

سات دنوں تک روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ صرف اتنا پڑھو آیات

**بیماری اور آفتوں کو دفع کرنے کے لیے**

تَعْبُدُ وَاَيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اول و آخر تین تین بار درود شریف بھی پڑھو، بیماریوں اور بلاؤں کو دور کرنے کے لیے بہت ہی مجرب عمل ہے (فیوض قرآنی)

### خواص سورۃ بقرہ

حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (احمد و ترمذی و مسلم)

**شیطان بھاگ جائے**

حدیث شریف میں ہے کہ سورۃ بقرہ سیکھو، کہ اس کا حاصل کرنا بڑی برکت ہے اور اس کو چھوڑ دینا اور حاصل نہ کرنا بڑی حسرت کی بات ہے باطل پرست (جادوگر) اس کی تاب نہیں لاسکیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ)

**بڑی برکت**

### خواص آیتہ الکرسی

حدیث شریف میں ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی آیتوں میں بہت ہی عظمت والی آیت ہے (دارمی درمنثور)

اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں جو شخص ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی پڑھے گا اس کو حسب ذیل برکتیں نصیب ہوں گی۔

۱۔ وہ مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

۲۔ وہ شیطان اور جن کی تمام شرارتوں سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ اگر محتاج ہوگا تو چند دنوں میں اس کی محتاجی اور غریبی دور ہو جائے گی۔



۴۔ جو شخص صبح و شام اور بستر پر لیٹنے وقت آیتہ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں خالدون تک پڑھا کرے گا وہ چوری، غرق آبی اور جلنے سے محفوظ رہے گا۔

۵۔ اگر مکان میں کسی اونچی جگہ پر لکھ کر اس کا کتبہ آویزاں کر دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس گھر میں کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ بلکہ روزی میں برکت اور اضافہ ہوگا اور اس مکان میں کبھی چور نہ آ سکے گا۔ (فیوض قرآنی)

**تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے** | اگر تم کسی خطرناک جگہ دشمنوں کے نرسے میں پھنس جاؤ یا دشمن تمہیں گرفتار کرنا چاہیں تو اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ایک دوسرے سے پیٹھ لگا کر بیٹھیں پھر تم ان کے گرد آیتہ الکرسی پڑھتے ہوئے ایک دائرہ کھینچو، پھر تم بھی دائرہ کے اندر لوگوں سے پیٹھ لگا کر بیٹھو اور سات مرتبہ آیتہ الکرسی پڑھو پھر قرآن کی ان آیتوں کو بھی پڑھو،

وَلَا يُوَدُّهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ. وَحِفْظًا قَدْ كُلَّ شَيْطَانٍ  
مَّارِدٍ. وَحِفْظًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ. وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ  
الرَّجِيمِ. إِنَّا لَعَنُ تَزَلُّنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَعَافِطُونَ. لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ  
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ. اللَّهُ حَفِیْظُ عَلِيمٍ. وَمَا  
أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ. إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ. بَلْ هُوَ تَرَانٌ مُجِيدٌ  
فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ. فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ حَسِبَى اللَّهِ إِلَهُ الْإِلَهِ هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ  
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. اس کے بعد تین مرتبہ یا حَفِیْظُ کہو پھر تین بار یہ پڑھو،  
يَا حَفِیْظُ احْفَظْنَا اللَّهُمَّ احْرِسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَانْكُفْنَا بِكَنْفِكَ  
الَّذِي لَا يُرَامُ پھر تین بار یا اللہ پڑھو اور تین بار یا رَبُّ الْعَالَمِينَ اب دائرہ  
کے تمام لوگ اور تم خود بھی بالکل خاموش ہو جاؤ آپس میں بھی بات چیت نہ کی جائے، انشاء اللہ  
تعالیٰ تم لوگوں کو کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا۔ اور کوئی بھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ مجرب عمل ہے۔

(فیوض قرآنی)



**خواص سورۃ آل عمران** | جو شخص قرضدار ہو گیا اگر وہ روزانہ سات بار سورۃ آل عمران پڑھتا رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ قرض سے سبکدوش ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی روزی کا سامان اور انتظام فرمائے گا۔

**خواص سورۃ نساء** | اس سورۃ کو سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے میاں بیوی کو پلا دو تو دونوں میں محبت و موافقت پیدا ہو جائے گی اور اگر اس سورۃ کو مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر خفقان کے مریض کو پلا دیں تو مرض خفقان زائل ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ مائدہ** | جو شخص اس سورۃ کو روزانہ پڑھے گا وہ قحط اور فاقہ سے محفوظ رہے گا اور غیب سے اس کی روزی کا انتظام ہو جائے گا۔ اس سورۃ کو لکھ کر اور دھو کر استسقاء کے مریض کو پلا دیں تو آرام ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ انعام** | اس کے پڑھنے سے ہر طرح کی مشکل آسان ہو جاتی ہے کہا گیا ہے کہ مشکل دور ہونے کے لیے ایک بیٹھک میں اس کو اکتالیس بار پڑھو۔

**خواص سورۃ اعراف** | تین بار پڑھ کر حاکم کے پاس جاؤ حاکم مہربان ہو جائے گا۔ اور روزانہ اس کی تلاوت کرنے سے ہر آفت سے محفوظ رہو گے۔

**خواص سورۃ انفال** | جو بلا قصور قید ہو گیا ہر سات بار اس سورۃ کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ قید سے رہائی ہو جائے گی۔

**خواص سورۃ توبہ** | اگر گیارہ مرتبہ پڑھ کر حاکم کے سامنے جاؤ وہ نرمی سے پیش آئے گا۔

۲۔ اس کا نقش مال و اسباب میں رکھو برکت ہوگی۔

**خواص سورۃ یونس** | ۱۔ اکیس بار پڑھنے سے دشمن پر فتح ہوگی۔  
۲۔ تیرہ بار پڑھنے سے مصیبت دور ہوتی ہے۔



دشمن پر فتح پانے کے لیے اس کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر تعویذ بنا  
**خواص سورۃ ہود**

۱۔ حفظ قرآن کی سہولت کے لیے پہلے سورۃ یوسف یاد کر لو۔  
**خواص سورۃ یوسف**  
 اس کی برکت سے پورا قرآن مجید حفظ کرنا آسان ہو جائے گا۔  
 ۲۔ جو شخص عہدہ سے معزول ہو گیا ہو وہ اس سورۃ کو تیرہ بار پڑھے عہدہ بحال ہو جائے  
 گا اور حاکم مہربان ہو گا۔

۳۔ مفلس آدمی اسے پڑھ کر دعا مانگے انشاء اللہ چند روز میں غنی ہو جائے گا۔

جس گھر کے کاروبار کا فروغ اور جس باغ اور کھیت کی پیداوار  
**خواص سورۃ رعد**  
 کی ترقی منظور ہو اس کے چاروں کونوں پر اس سورۃ کی ابتدائی  
 آیتیں لقوم یتفکرون تک لکھ کر دفن کو دو لیکن دفن اس طرح کرو کہ تعویذ کو ہانڈی میں رکھ  
 کر اور ہانڈی کے منہ کو بند کر کے دفن کر دنا کہ بے ادبی نہ ہو اگر رونے والے بچوں پر انیس  
 بار پڑھ کر اس سورۃ کو دم کر دیں تو بچے ہنسنے کھیلنے لگیں گے۔

جو شخص جادو کے زور سے نامرد بنا دیا گیا ہو وہ روزانہ تین  
**خواص سورۃ ابراہیم**  
 بار اس سورۃ کو پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ جادو رفع ہو جائے گا  
 اور نامردی دور ہو جائے گی۔

اس سورۃ کو لکھ کر تعویذ پہننے والا لوگوں کی نظروں میں محبوب  
**خواص سورۃ حجر**  
 ہو گا۔

۲۔ اس کے کاروبار میں ترقی اور روزی میں برکت ہو گی۔

اگر اس کو لکھ کر دشمن کے مکان میں دفن کر دیں تو گھر ویران ہو جائے  
**خواص سورۃ نحل**  
 گا، کھیت اور باغ میں دفن کر دیں تو ستیاناس ہو جائے گا

لیکن یہ اسی دشمن کے لیے کرنا جائز ہے۔ جس کو تباہ کرنے کے لیے شریعت  
 اجازت دے۔



**خواص سورۃ بنی اسرائیل** | اگر کوئی لڑکا کندھن یا تو تلاوت اس سورہ کو مشک و زعفران سے لکھ کر گھولو اور پلاؤ، انشاء اللہ تعالیٰ ذہن کھل جائے گا اور لڑکا فصیح زبان والا ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ کہف** | اس سورہ کو ہمیشہ پڑھنے والا برص و جذام اور بلا خصوصاً دجال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

**خواص سورۃ مریم** | پریشان حال آدمی سات بار پڑھے تو معنی ہو جائے اس سورہ کو لکھ کر پینا تمام آنتوں سے بچنے کا تعویذ ہے باغ اور کھیت میں اس کا پانی ڈال دو تو پیداوار بڑھ جائے گی۔

**خواص سورۃ طہ** | جس لڑکی کا نکاح نہ ہوتا ہو وہ اکیس بار پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ کسی صالح مرد سے شادی ہو جائے گی اس کو بکثرت پڑھنے والے کی روزی کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس پر کوئی جادو نہیں چل سکتا۔

**خواص سورۃ انبیا** | جو شخص روزانہ اس کو تین مرتبہ پڑھے، اس کا دل نور ایمان سے روشن ہو جاتا ہے۔ اور اس کا رنج و غم دور ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ حج** | کشتی اور جہاز پر سوار ہو کر تین بار پڑھ لو، انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ کشتی ساحل پر پہنچے گی۔ اور اس کی تلاوت سے جان و مال محفوظ رہے گا۔

**خواص سورۃ مومنون** | اس کی تلاوت کی برکت سے نماز کی کاہلی دور ہو جائے گی فسق و فجور سے نفرت اور شراب کی عادت چھوٹ جائے گی۔ اس کا تعویذ پینا مفلسی کو دور کرتا ہے۔

**خواص سورۃ نور** | جسے اقلام ہو جایا کرتا ہے وہ تین بار اس سورہ کو پڑھ کر سوئے۔ دشمنوں کی زبان بندی کے لیے پانچ بار پڑھیں زنا کار کو تین مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے پلا دو، انشاء اللہ اس کی یہ بری عادت چھوٹ جائے گی۔



**خواص سورۃ فرقان** | اس کی تلاوت سے ظالم کے ظلم سے پناہ رہے گی اس کے نقش کا تعویذ سانپ بچھو سے محفوظ رکھتا ہے۔

**خواص سورۃ شعراء** | اگر اولاد آدم یا ملازم نافرمان ہوں اور شرارت کرتے ہوں تو ان کی اصلاح کی نیت سے سات مرتبہ اس سورۃ کو با وضو پڑھ کر دعا مانگو انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح ہو جائے گی۔

**خواص سورۃ نمل** | اس کو ہرن کی جھلی میں لکھ میں صندوق میں رکھ دینے سے سانپ بچھو وغیرہ سے حفاظت رہے۔

**خواص سورۃ قصص** | بیمار کو تین روز تک اس سورۃ کو پانی پر دم کر کے پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔ بالخصوص جدم دور کرنے کے لیے بہت مفید ہے۔

**خواص سورۃ عنکبوت** | غم دور کرنے کے لیے اس سورۃ کو سات بار پڑھو۔

**خواص سورۃ روم** | دشمنوں پر فتح پانے کے لیے اس کو اکیس بار پڑھیں۔

**خواص سورۃ لقمان** | اس کو پڑھنے والا کبھی پانی میں غرق نہیں ہوگا اور ہر بیماری سے شفا پائے گا۔

**خواص سورۃ سجدہ** | اس کو سات مرتبہ مریض بالخصوص جذامی اور دق والے پڑ پڑھ کر دم کریں انشاء اللہ شفا ہوگی۔

**خواص سورۃ احزاب** | جس لڑکی کے نکاح کا پیغام نہ آتا ہو اس کو اس سورۃ کا نقش پینا دو بہت جلد اس کی شادی ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ سبا** | ظالم کے ظلم سے نجات پانے کے لیے اس کو سات بار پڑھو اور سوزی جانوروں سے بچنے کے لیے اس کو لکھ کر تعویذ بناؤ اور پہن لو۔



**خواص سورۃ فاطر** | اگر اسے روزانہ بلا ناغہ پڑھا جائے تو روح میں بڑی طاقت اور بلند پروازی آجائے گی۔ اور غیبی نعمتوں کے ملنے کا انتظام ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ یس** | کسی مردہ پر اس کو پڑھا جائے تو اس کو راحت ملتی ہے جو شخص ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی زیارت کے لیے ان کی قبر پر جائے اور سورۃ یس پڑھے تو ان کے اتنے گناہ بخش دیے جائیں جتنے اس سورہ میں

حروف ہیں (الدرا المنثور ج ۵ ص ۲۵)

علامہ خواجہ احمد دیربی نے "فتح الملک البجید" میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سورۃ یس پڑھو، اس میں بیس برکتیں ہیں (۱) بھوکا آدمی اس کو پڑھے تو آسودہ کیا جائے (۲) پیاسا پڑھے تو سیراب کیا جائے (۳) تنگ پڑھے تو لباس ملے۔ (۴) مرد بے عورت والا پڑھے تو حلیاں کی شادی ہو جائے (۵) عورت بے شوہر والی پڑھے تو جلد شادی ہو جائے (۶) بیمار پڑھے تو شفا پائے۔ (۷) قیدی پڑھے تو رہا ہو جائے (۸) مسافر پڑھے تو سفر میں اللہ کی طرف سے مدد ہو (۹) غمگین پڑھے تو اس کا رنج و غم دور ہو جائے (۱۰) جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو وہ پڑھے تو جو کھویا ہے وہ پا جائے۔ باقی برکتوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ سورۃ یس کی ایک آیت سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحْمٰنِ۔ کو ایک ہزار چار سو انتہر بار پڑھو انشاء اللہ تعالیٰ جس مقصد سے پڑھو گے مراد پوری ہوگی خواجہ دیربی لکھتے ہیں کہ یہ مجرب ہے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحْمٰنِ۔ کو پانچ جگہ ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ باندھو تو حوادث اور چور وغیرہ سے حفاظت رہے گی۔ جو شخص صبح کو سورۃ یس پڑھے گا اس کا پورا دن اچھا گزرے گا۔ اور جو شخص رات میں اس کو پڑھے گا اس کی پوری رات اچھی گزرے گی حدیث شریف میں ہے کہ یس قرآن کا

دل ہے (نسائی والبوداؤد ابن ماصہ)

**خواص سورۃ الصافات** | جس مکان میں جن رستے ہوں وہاں اس سورہ کو لکھ کر صندوق میں مقفل کر دیں انشاء اللہ جن کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔



**خواص سورۃ ص** | نظر بد کو دفع کرنے کے لیے سات بار اس سورہ کو پڑھ کر دم کریں۔

**خواص سورۃ زمر** | اس کو روزانہ سات بار پڑھنے سے عزت اور دولت غیب سے ملتی ہے۔

**خواص سورۃ مومن** | جسے چھوڑے نکلتے ہوں وہ روزانہ اس سورہ کو ایک بار پڑھ لیا کرے اور اگر اس سورہ کو لکھ کر دوکان میں آویزیں کریں تو خریدار بکثرت آئیں۔

**خواص سورۃ الحکم السجد** | جس کی آنکھوں میں کوئی عارضہ ہو وہ اس سورہ پاک کو لکھ کر پاک و صاف پانی میں دھوئے، اور آنکھوں میں لگائے یا اسی پانی میں سرمہ گھس کر آنکھوں میں لگائے انشاء اللہ تعالیٰ شفاء ہوگی۔

**خواص سورۃ شوری** | جو شخص اس سورہ کو روزانہ ایک بار پڑھتا رہے گا، وہ دشمنوں پر غالب رہے گا۔

**خواص سورۃ زمر** | اس کو سات بار روزانہ پڑھنے سے تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور اس کا تعویذ تمام امراض کے لیے شفا ہے۔

**خواص سورۃ دخان** | کوئی مشکل درپیش ہو تو اس کو سات بار پڑھیں اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھ لیں۔

**خواص سورۃ جاثیہ** | جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس پر اس سورہ کو پڑھ کر دم کر دے انشاء اللہ تعالیٰ سکرات کی سختی سے نجات پا جائے گا۔ اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔

**خواص سورۃ احقاف** | اس کا دم کیا ہوا پانی آسیب والے کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔

**خواص سورۃ محمد** | اس کو آب زمزم میں مشک و زعفران مل کر سے لکھو اور پیو عزت و عظمت ملے گی اور طرح طرح کی بیماریوں سے شفا



حاصل ہوگی۔

**خواص سورۃ فتح** دشمنوں پر فتح پانے کے لیے اس کو اکیس مرتبہ پڑھو، اگر رمضان کا چاند دیکھ کر اس کے سامنے پڑھا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ

سال بھر امن رہے گا۔

**خواص سورۃ حجرات** محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان کی سلامتی اور گھر میں خیر و برکت کے لیے اس کو اکتالیس بار پڑھ کر دعا

مانگو، اور پانی پر دم کر کے پی لو۔

**خواص سورۃ ق** باغ میں پھلوں کی کثرت اور کھیتوں میں پیداوار بڑھانے کے لیے اس سورہ کو اکیس مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے درختوں اور کھیتوں

پر چھڑک دیں بے شمار خیر و برکت انشاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔

**خواص سورۃ زاریات** اس کو ستر بار پڑھنے سے آدمی غنی ہو جاتا ہے اور قحط دفع ہو جاتا ہے۔

**خواص سورۃ طور** اگر جذامی اس کو پڑھے شفا یاب ہو اگر مسافر پڑھے سفر میں بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہے۔

**خواص سورۃ نجم** اسے اکیس بار پڑھنے سے حاجت برآتی ہے۔ اور اس کا پڑھنے والا دشمنوں پر فتح پاتا ہے۔

**خواص سورۃ قمر** شب جمعہ میں اس کو پڑھنے سے دشمنوں پر فتح ملتی ہے اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

**خواص سورۃ الرحمن** اسے گیارہ بار پڑھنے سے تمام مقاصد پورے ہوتے ہیں اس کو لکھ کر اور دھو کر طحال کے مریض کو پلانا بہت مفید ہے۔

**خواص سورۃ واقعہ** مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۹ میں حدیث ہے کہ جو شخص روزانہ سورۃ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ حضرت خواجہ کلیم اللہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ادائے قرض اور فاقہ دور کرنے کے لیے اس کو بعد مغرب



بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ مغرب کے بعد بلا کچھ بات کیے سورۃ واقعہ پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُسَدِّدَ اَلْاَسْبَابِ وَيَا مُفْتِحَ اَلْاَبْوَابِ وَيَا سَرِيْعَ اَلْحِسَابِ  
يَسِّرْ لَنَا اَلْحِسَابَ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ رِزْقِيْ فِي السَّمَاءِ فَانْزِلْهُ وَاِنْ كَانَ فِي الْاَرْضِ  
فَاَخْرِجْهُ وَاِنْ كَانَ بَعِيْدًا فَقَرِّبْهُ اِلَيَّ وَاِنْ كَانَ قَرِيْبًا فَبَسِّسْهُ وَاِنْ كَانَ  
قَلِيْلًا فَكَثِّرْهُ وَاِنْ كَثِيْرًا فَخَلِّدْهُ وَطَيِّبْهُ وَاِنْ كَانَ طَيِّبًا فَبَارِكْ لِيْ  
فِيْهِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

**خواص سورۃ حدید** | بیمار آدمی یا دشمن سے پریشان آدمی اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے،  
تو انشاء اللہ تعالیٰ بیماری اور پریشانی دور ہو جائے گی اور بعض  
بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تلوار وغیرہ کے حملوں سے  
محفوظ رہے گا۔

**خواص سورۃ مجادلہ** | دو شخصوں یا دو جماعتوں کی باہمی جنگ و جدال ختم کرانے کے لیے  
اس کا پڑھنا مفید ہے۔

**خواص سورۃ حشر** | اگر حاجت براری کے لیے چار رکعت، ناز پڑھی جائے اور ہر  
رکعت میں سورۃ حشر ایک بار پڑھی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ حاجت  
پوری ہوگی چینی کی تختی پر اس کو لکھ کر پینا نسیان کا علاج ہے۔ اس سورہ کی آخری تین آیتیں بہت  
اہم ہیں حدیث میں ہے کہ ان آیتوں میں "اسم اعظم" ہے۔

**خواص سورۃ ممتحنہ** | جس لڑکی شادی نہ ہوتی ہو اس کے لیے سورۃ ممتحنہ پانچ پڑھی جائے  
انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نکاح کسی نیک مرد سے ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ صفت** | جو لڑکا ماں باپ کا نافرمان ہو اس پر تین بار سورۃ صفت پڑھ کر دم  
کرو، انشاء اللہ تعالیٰ فرمانبردار ہو جائے گا مسافراں کو پڑھے  
تو امن و امان سے رہے روزی میں خیر و برکت ہو۔



میاں بوی میں اگر مخالفت ہو جائے تو جمعہ کے دن اس سورہ کو تین بار پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے دونوں کو پلا دو، دونوں میں انشاء اللہ تعالیٰ موافقت ہو جائے گی۔

**خواص سورہ منافقون** چغلیخوروں کے شر سے بچنے کے لیے اسے روزانہ پڑھو اور اگر آنکھ میں درد ہو تو اس کو پڑھ کر دم کرو۔

**خواص سورہ طلاق** رنج و غم دور کرنے کے لیے اور ہر بیماری سے شفا کے لیے اس کی تلاوت بہت مفید ہے۔

**خواص سورہ تحریم** ادائے قرض اور حول غنا کے لیے اکیس بار پڑھو۔

**خواص سورہ ملک** حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ہر رات میں اسے پڑھے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا (صحیح نسائی)

**خواص سورہ نون** نماز میں اس سورہ کو پڑھنے سے فقر و فاقہ دور ہو جاتا ہے اور مہتر بار پڑھنے سے چغلیخوروں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

**خواص سورہ حاقہ** ۱۔ پانی پر دم کر کے آسیب زدہ کو پلاؤ۔  
۲۔ جو بچہ زیادہ روتا ہو اس کو بھی پلاؤ۔

۳۔ جب بچہ پیدا ہو تو نہلانے کے بعد اس کا پڑھا ہو پانی بچے کے منہ پر مل دو تو بچہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت ذہین ہوگا۔

**خواص سورہ معارج** اختتام کو روکنے کے لیے سونے سے پہلے آٹھ بار پڑھنا مفید ہے۔

**خواص سورہ نوح** اس کی تلاوت دشمنوں پر غالب آنے کے لیے بہت مفید ہے۔

**خواص سورہ جن** اس کی تلاوت سے آسیب اور جنوں کا اثر دور ہو جاتا ہے۔



**خواص سورۃ منزل** | اس کو گیارہ بار پڑھنے سے ہر شکل آسان ہو جاتی ہے۔

**خواص سورۃ مدثر** | اس کو پڑھ کر حفظ قرآن مجید کی دعائیں نگو انشاء اللہ تعالیٰ قرآن مجید کا یاد کرنا آسان ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ قیامت** | اس کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینے سے قلب میں نرمی اور رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور روزانہ پڑھنے سے مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

**خواص سورۃ دھر** | اس کو بکثرت پڑھنے سے علم و حکمت کی باتیں زبان پر جاری ہو جاتی ہیں اور سمجھنا پڑھنے سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

**خواص سورۃ مرسلات** | اس کو پڑھ کر دم کرنے سے ہر مرض خاص کر پھوٹا اچھا ہو جاتا ہے۔

**خواص سورۃ نباہ** | اس کو پڑھنے سے ضعف بصر کی شکایت دور ہو جاتی ہے پانی پر دم کر کے آنکھوں میں لگانا بھی مفید ہے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عصر کے بعد اس سورہ کو پانچ مرتبہ پڑھے گا۔ وہ اسیر عشق الہی ہو جائے گا۔ (فوائد الفوائد ص ۹۴)

**خواص سورۃ والنزعات** | جو شخص روزانہ اس کو پڑھے، اس کو جانکنی کی تکلیف نہیں ہوگی۔

**خواص سورۃ عبس** | اس کی تلاوت نظر کی کمزوری اور رتوندھے کے لیے مفید ہے۔

**خواص سورۃ تکویر** | پڑھ کر آنکھوں پر دم کرنے سے آتش چشم اور جالاد وغیرہ دور ہو جاتا ہے اور اگر اس سورہ کو زعفران سے لکھ کر سات روز

تک نامرد کو پلایا جائے تو امید ہے کہ انقلاب حال شروع ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ انفطار** | اس کی تلاوت کی برکت سے قیدی جلد چھوٹ جاتا ہے۔



**خواص سورۃ تطہیف** | جس چیز پر پڑھ دو گے انشاء اللہ تعالیٰ وہ دیک سے محفوظ رہے گی اور اگر لکھ کر بانجھ عورت کے گلے میں تعویذ پہنا دو، تو انشاء

اللہ تعالیٰ وہ صاحب اولاد ہو جائے گی۔

**خواص سورۃ الشقاق** | جس بچے کا دودھ چھڑانا منظور ہو اسے اس سورہ کا تعویذ پہنا دو، دردِ زہ کی تکلیف میں گڑا اور پانی پر دم کر کے پلانے

سے بہت جلد پیدائش ہو جاتی ہے۔

**خواص سورۃ بروج** | عصر کے بعد تلاوت کرنے سے پھوڑے مچھنی سے نجات مل جاتی ہے۔

**خواص سورۃ طارق** | اگر کان میں گونج یا درد پیدا ہو جائے تو اس کو پڑھ کر دم کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا اور بواسیر کا مریض پڑھتا

رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد شفا پائے گا۔

**خواص سورۃ اعلیٰ** | اگر مسافر پڑھتا رہے سفر کی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

**خواص سورۃ غاشیہ** | اس کو پڑھ کر دم کرنے سے مریض کو شفا ملتی ہے۔

**خواص سورۃ فجر** | آدھی رات کو پڑھ کر اگر بوی سے صحبت کریں تو نیک بخت اولاد پیدا ہوگی۔

**خواص سورۃ بلد** | اس کو پڑھنے سے امن و عافیت اور لوگوں کی محبت ملے گی۔

**خواص سورۃ الشمس** | اس کو پڑھ کر مرگی والے کے کان میں پھونک مارنا بہت مفید ہے اگر بکری کے دودھ پر دم کر کے بد زبان آدمی

کو پلاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بد زبان ہو جاتی رہے گی۔

**خواص سورۃ واللیل** | بچہ کی ولادت کے وقت اس کو تعویذ پنا کر بچے کو پہنا دو بچہ ہر قسم



کے کپڑے کھڑوں سے محفوظ رہے گا، جائز ابخار واسلے کو اس کا تعویذ بڑا نفع بخش ہے۔  
**خبرائے سورۃ والضحیٰ** | اس کو ۲۵ مرتبہ پڑھ کر دعائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بھاگا ہوا آدمی واپس آجائے گا۔

**خواص سورۃ الم نشرح** | جس مال پر خریدتے تھے بعد تین مرتبہ اسے پڑھ دیا جائے اس میں انشاء اللہ تعالیٰ خوب برکت ہوگی۔

**خواص سورۃ والتین** | اس کو روزانہ تین مرتبہ جو پڑھے گا اس کے اخلاق و کردار نہایت بہترین ہو جائیں گے اگر حاملہ عورت کو ابتداء حمل سے روزانہ یہ سورۃ پاک دھو دھو کر پلاتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا حسین و جمیل پیدا ہو جائے گا۔ سفید چینی کی طشتی پر زعفران سے لکھ کر پلائیں۔

**خواص سورۃ اقراء** | گٹھیا اور جوڑوں کے درد کا علاج، ترکیب یہ ہے کہ غار فجر کے پہلے سات مرتبہ اس سورۃ کو پڑھ کر تلاوت کا ایک سجدہ کریں اور سجدہ میں **حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ** سات مرتبہ پڑھیں۔

**خواص سورۃ قدر** | جو شخص روزانہ اس کو صبح و شام تین تین بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دے گا۔

**خواص سورۃ بنیہ** | یہ برص اور ریقان کا علاج ہے ترکیب یہ ہے کہ اس سورۃ کو بکثرت پڑھا کریں۔ اور اس کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔

**خواص سورۃ زلزال** | یہ سورۃ چوتھائی قرآن کے برابر ہے اس کو ستر مرتبہ پڑھنے سے شکل دور ہو جاتی ہے اور اس کے پڑھنے سے آسیب دور ہو جاتا ہے۔

**خواص سورۃ العاديات** | جس آدمی یا جانور کو نظر لگی ہو اس پر سات مرتبہ اس سورۃ کو پڑھ کر دم کرو نظر دفع ہو جائے گی۔ درد جگر والے کو



یہ لکھ کر دھو کر تین دن تک پائیں۔

**خواص سورۃ القارعہ** | اس سورہ کو ایک سو ایک بار پڑھ دینے سے نظر دفع ہو جاتی ہے مکان میں لکھ کر لگانے سے بلاؤں سے امن اور

حفاظت رہتی ہے۔

**خواص سورۃ تکوین** | یہ ہزار آیتوں کے برابر ہے اس کو تین سو بار پڑھنے سے قرض بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جائے گا اگر کسی مردہ سے

ملاقات کرنی ہو تو اس سورہ کو شب جمعہ میں ایک سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر سو جاؤ۔

**خواص سورۃ والعصر** | اس کو پڑھنے سے غم دور ہو جاتا ہے مصیبت زدہ پر سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر دم کر دو۔

**خواص سورۃ الہمزہ** | دشمن کے شر سے حفاظت کے لیے روزانہ گیارہ مرتبہ پڑھو۔

**خواص سورۃ فیل** | دشمن کے شر سے حفاظت کے لیے اس سورہ کو ایک سو بار پڑھ کر دعا مانگو۔

**خواص سورۃ قریش** | جان کی حفاظت اور فاقہ سے امن کے لیے روزانہ اس سورہ کو تائیس مرتبہ پڑھنا مجرب ہے۔

**خواص سورۃ الماعون** | بڑی مشکل پیش آ جائے تو اس سورہ کو ہزار بار پڑھنا بہت مفید ہے۔

**خواص سورۃ الکوتر** | لاد صاحب اولاد ہو جائے اس کے لیے اس سورہ کو روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھے تین ماہ تک پڑھنے کے بعد انشاء اللہ

تعالیٰ حمل قرار پا جائے گا۔ اور آدمی صاحب اولاد ہو جائے گا۔

**خواص سورۃ کافرون** | یہ چوتھا قرآن کے برابر ہے جو ضرورت مند اتوار کے دن طلوع آفتاب کے وقت دس بار اس سورہ کو پڑھے اس

کا کام بن جائے گا۔



**خواص سورۃ اللہب** دشمنوں کی مغلوبیت کے لیے اس کو بکثرت پڑھنا مفید ہے۔

**خواص سورۃ اخلاص** یہ سورۃ پاک تہائی قرآن کے برابر ہے جو بیمار اپنی بیماری کے زمانے میں اس کو پڑھتا رہے اگر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو حدیث کا بیان ہے کہ وہ قبر کے دبوچنے اور قبر کی تنگی کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اور اور قیامت کے دن فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے کر اور اپنے بازوؤں پر بٹھا کر پل صراط پر کرادیں گے اور جنت میں پہنچا دیں گے۔

جو شخص اس سورۃ کو صبح و شام تین تین مرتبہ نیچے لکھی ہوئی دعا کی صورت میں پڑھے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا پوری ہوگی پڑھنے کی ترکیب یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ  
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ لَیْسَ  
کَمِثْلِہٖ اَحَدٌ ۔ لَا تَسْلُطُ عَلٰی اَحَدٍ اِہٖ وَلَا تُجَوِّعُنِیْ اِلٰی اَحَدٍ ۔ وَاعْزِیْ بِاَرْبِ  
عَنْ کُلِّ اَحَدٍ ۔ بِفَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ  
یُولَدْ ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ اِلٰہِیْ یَا مَنْ هُوَ قَدِ یَمُتُ مَا لِمُ یَا حَیُّ  
یَا قَیُّوْمُ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ اقْضِ حَاجَتِیْ یَا فَرْدُ یَا فَرْدُ یَا صَمَدُ وَصَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی  
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ ۔

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ (امن و پناہ کے باب میں)

سورۃ فلق اور سورۃ ناس جیسی کوئی سورۃ نہ دیکھو گے

**خواص سورۃ الفلق والناس**

ان دونوں سورتوں میں جن دشمنان اور عاصروں کے شر سے محفوظ رہنے کی بے نظیر تاثیر ہے ان کو عمل میں لانے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ مسح پر سومرتبہ ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر دم کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ سحر کا اثر زائل ہو جائے گا اور اگر پانی پراتنی ہی بار پڑھ کر دم کر دیا جائے اور پلایا جائے جب بھی جادو ٹوٹ جائیگا۔
- ۲۔ اگر گیارہ مرتبہ بھی پڑھیں جب بھی فائدہ ہوگا مگر کئی روز تک ایسا کرنا ہوگا۔



۲۰ جن بچوں کو ان دونوں سورتوں کا تعویذ پہنا دیا جائے وہ جن و شیطان اور تمام زہریلے جانوروں سے محفوظ رہیں گے رفیوض قرآنی

## دوسرے مختلف عملیات

**دماغ کی کمزوری** | پانچوں نمازوں کے بعد سر پہ دایا ہاتھ رکھ کر گیارہ مرتبہ یا قسویٰ پڑھو۔

**نظر کا کمزور ہونا** | پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ مرتبہ یا شوذ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

**زبان میں لکنت** | فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس مرتبہ پڑھیں رَبِّ اسْتَخِرْنِي صَدْرِي وَتَسِّرْ لِي امْرِي وَاحْلِلْ عَقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي۔

**اختلاج قلب** | یہ آیت بِسْمِ اللّٰهِ سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں ڈور اتنا لمبا ہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

**در و شکم** | یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر بلا پیس یا لکھ کر پیٹ پر باندھ دیں لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزِفُوْنَ۔

**تلی بڑھ جانا** | اس آیت کو لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذٰلِكَ تَخْفِیْتُ مِنْ رَبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ۔

**ناف ٹل جانا** | اس آیت کو لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ یُمِیْسُکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِنْ تَزُولَا وَ لَکِنَّ زَاٰلَتَا اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔



**بخار** | اگر بغیر جاڑے کے ہر توبہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں۔ اور اسی کو پڑھ کر دم کریں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهَیْمَ۔ اور اگر بخار جاڑے کے ساتھ ہر توبہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٰہَا وَمُرْسَہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

**پھوڑا پھنسی** | پاک صاف ڈھیلہ پس کر اس پر یہ دعائیں مرتبہ پڑھ کر تھوک ہے اور اس مٹی پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ پردن میں دو چار بار مل لیا کرے چاہے پھوڑے پر یہ مٹی لگا کر پی باندھ دے۔

**گھریں سے سانپ بھگانا** | نوہے کی چار کلیں لے کر ایک ایک کیل پر پچیس پچیس مرتبہ یہ آیت دم کر کے مکان کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھریں میں نہیں رہے گا۔ اور آسیب بھی چلا جائے گا آیت یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّہُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُکَیْدًاۙ فَمَقِدِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْہَلْہُمْ رَوَیْدًا ۝

**باؤ لے کتے کا کاٹ لینا** | اوپر ذکر کی ہوئی آیت کو روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو بادلا پن اور بڑک نہ ہوگی۔

**بانجھ پن** | چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے، اور جس دن عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روز مزہ سوتے وقت کھانا شروع کرے، اور اس پر پانی نہ پوئے، اور اس درمیان میں ضرور شومر کے ساتھ سوئے، آیت یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَوْ کَظُمْتَ اَبْعُنْمَا فِیْ بُعْرٍ لِّحٰی یَنْتٰہِ مَوْجٌ مِّنْ قَوْیْمٍ سَحَابٌ ط۔ ظَلَمْتَ اَبْعُنْمَا قَوْیْمٌ لِّبَعْنٍ کَذَا اَخْرَجَ یَدَاکَ لَمَّا یَقْبَلُہَا وَہَا لَمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَاِنَّ لَہٗ مِنْ نُّوْرِہِ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اولاد ہوگی۔ پتہ سورہ نور رکوع ۱۱ آیت ۴۰



## حمل کر جانا

اس آیت کا تعویذ بنا کر کمرب میں باندھے اور تعویذ ناف کے نیچے پٹو پر رہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ  
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا  
وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۚ اِنشَاء اللہ تعالیٰ حمل کرنے سے محفوظ رہے گا۔

## پیدائش کا درد

یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران  
میں باندھیں، یا سات مرتبہ گڑ پانی پر پڑھ کر کھلائیں بچہ آسانی کے

ساتھ پیدا ہوگا وہ آیت یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۚ اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ۚ  
وَاِذَا اَرْضٌ مُّدَّتْ ۚ وَاَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۚ

## بچہ زندہ نہ رہنا

اجوائن اور کالی مرج آدھ پاؤں کے کرپے کے دن سورج ڈھلنے  
کے بعد چالیس بار سورۃ الشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے

ساتھ درود شریف بھی پڑھے اور ہر مرتبہ اجوائن اور کالی مرج پر دم کر کے اور شروع حمل سے  
دودھ چھڑانے تک روزانہ تھوڑی تھوڑی اجوائن اور کالی مرج کھا لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
اولاد زندہ رہے گی۔

قل اعوذ برب الفلق اور

## بچوں کو نظر لگنا، پارونا یا سوتے میں ڈر کر چونکنا

قل اعوذ برب الناس

بِسْمِ اللّٰهِ سَمِيتُ تین تین بار پڑھ کر نیچے پر دم کرے اور یہ تعویذ لکھ کر نیچے کے گلے میں پہنائے  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۚ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا  
خَلَقَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطٰنٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ  
عَیْنٍ لَّوْمَةٍ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ  
مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطٰنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ وَصَلٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ  
مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ۔



## ہیضہ اور دہائی امراض میں

ان دنوں میں ہر کھانے پینے کی چیز پر سورہ اِشَاءِ  
اَنْزَلْنَا پڑھ کر دم کر لیا کریں، انشاء اللہ تعالیٰ  
حفاظت رہے گی۔ اور جس کو مرض ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلائیں پلائیں انشاء  
اللہ تعالیٰ شفاء حاصل ہوگی۔

## چھپک کا گنڈہ

نیلا سات رنگ کا گنڈا لے کر اس پر سورۃ الرحمن پڑھیں، اور ہر  
فَبَاقِيَ الْاَمْرِ رَبِّكُمْ اَنْتَ الْبَاقِیَہ پر پھونک مار کر ایک گرہ لگا دیں  
پھر یہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں چھپک سے حفاظت رہے گی۔ اور اگر چھپک نکلنے  
کے بعد ڈالیں تو انشاء اللہ تعالیٰ چھپک کی زیادہ تکلیف نہ رہے گی۔

## دودھ کم ہونا

یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر اڑو کی دال میں کھلائیں۔ اور بسم اللہ  
سمیت دونوں آیتوں کو پڑھیں پہلی آیت وَالْوَالِدَاتُ یَرْضَعْنَ  
اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّتِمَّ الرِّضَاعَہ  
لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ لِّسَفِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُونِہِ مِنْ بَیْنِ فَوْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا  
خَالِصًا سَالِفًا لِّلشَّارِبِیْنَ ۝

## جادرولونا کے لیے

یہ آیت کلمہ کر مریض کے گلے میں پہنائیں اور پانی پڑھ کر پانی  
پلائیں اور اسی پڑھے ہوئے پانی سے مریض کو کسی بڑی مگن یا  
ٹب میں بٹھا کر نہلائیں اور پانی کسی جگہ ڈال دیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِہ فَلَمَّا  
اَلْفَوْا قَالَ مُوسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرَانِ اللّٰہُ سَیْبَطِلُہُ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَصْلِحُ  
عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِہِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اور قُلْ  
اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قل اعوذ برب الناس پوری پوری سورہ ایک ایک مرتبہ

## ایام ماہواری کی کمی

اگر ایام ماہواری میں کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیات  
کو کلمہ کر گلے میں ڈالیں۔ اور ڈور اتنا بڑا ہو کہ تعویذ ناف کے  
نیچے پڑے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِہ وَجَعَلْنَا فِیْہَا مِنْ نَّعِیْلِ وَفَجَعَلْنَا فِیْہَا  
مِنَ الْعِیُوْنِ لِیَا کُلُوْا مِنْ ثَمَرِہِ مَا عَمِلْتُمْ اَبْدَیْہِمْ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝ اولم یرا الذّٰوِیْنَ



كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

آپام ماہواری کی زیادتی | اگر کسی عورت کو آپام ماہواری زیادہ آتے ہوں اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیتوں کو لکھ کر تعویذ گلے میں ڈالیں اور دور

اتنا بڑا ہو کہ تعویذات کے نیچے پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِہِ وَقِيلَ يَا رَحْمٰنُ اُبَلِّغْ مَآءَکَ وَیَا سَمَآءُ اَقْلَعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءِ وَقُضِیْ الْاَمْرُ وَاُسْتُوتِ عَلٰی الْجُودِیْ وَقِيلَ بَعْدَ الْتَقْوِمِ الظِّلْمِیْنَ

غائب کو واپس بلانا | اگر کسی کا رٹکا یا کوئی بھی چلا گیا اور لاپتہ ہو گیا تو اس کو واپس بلانے کے لیے نیچے کی آیتوں کو لکھ کر اس تعویذ کو گلے یا نیلے

پپرے میں پیٹ کر گھر کی اندھیری کوٹھری میں دو تھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جائے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے، پتھر نہ ہوں تو چکی کے دو پاؤں کے درمیان اس کو دبا دینا چاہیے اور لفظ فلاں کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِہِ اَوْ كَظَلَمْتِ فِي بَحْرِ لُبْحٰی یَبْنٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہِ سَعَابٌ ظَلَمْتِ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط اِذَا اَخْرَجَ یَدَکَ لَکُمْ یَکْدِرُهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرِہِ اِنَّا رَاَدُوْہُ اِلَیْکَ فَرَدُوْہُ اِلٰی اُمِّہِ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُہَا وَتَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَدَکِنَّ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یٰبَنٰی اِنَّمَا اِنْ تَکُ مِنْقَالٌ حَبَہٌ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاۤتِ بِہَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ حَتّٰی اِذَا مَنَاقِشُ عَلَیْھِمْ اَلَزَّ رُحْمًا رَّحِبَتْ وَصَاقَتْ عَلَیْھُمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَا مَلْجَاۤءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَآ اِلَیْہِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْھُمْ لَیْسُوْا اِنَّ اللّٰہَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُہِ اَللّٰھُمَّ یَا ہَادِی الصَّلٰی وَیَا رَاۡدَ الصَّلٰتِ اَرْدُدْ عَلٰی صَالَتِیْ فُلَان۔

غریبی دور ہونے کے لیے | بعد نماز عشاء اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں گیارہ مرتبہ تسبیح یا معوذ کی پڑھ کر دعا



.. مانگیں اور اگر باپیں توبہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کریں کہ بعد نمازِ عشا آگے پیچھے سات سات ہر تہہ درود شریف پڑھ کر بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانہ یا وھاب پڑھ کر دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ روزی میں فراخی اور برکت ہوگی۔

بچوں کا زیادہ رونا | یہ تعویذ بکھر کر بچوں کے گلے میں پہنائیں۔  
 اَقِمِ هَذَا الْحَدِيثَ تَعَجُّبُونَ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ  
 وَلَيْسُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةِ سِنِينَ قَارِءُادُوتِسَعَاہ

ب	ط	د
ن	ص	ج
و	ر	ح

درودِ سر کے لیے | یہ دعا پڑھ کر بار بار سر پر دم کریں۔ اور اسی کو لکھ کر سر میں باندھیں  
 بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الارْضِ  
 وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي بِيَدِهِ الشِّفَاءُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعْرَاسِمَهُ شَيْءٌ  
 فِي الارْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

درودِ سر آدھاسیسی | یہ تعویذ لکھ کر سات تا کورے سوت کے دھاگہ میں باندھ کر سر  
 میں باندھیں اور جس طرف درود ہوا دھر تعویذ رہے۔

۷۸۶

احمد	محمد
مصطفیٰ	مرتضیٰ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی رَاسِہِ الشَّرِیْفِ وَاٰلِہٖ وَسَلَامٌ وَبَارَکَ وَسَلَامٌ

چند مفید باتیں

۱۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَامٌ صَلَوةٌ وَسَلَامٌ عَلَیْکَ



اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے اور ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر ایک سو مرتبہ پڑھیں تو دین و دنیا کی بے شمار نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔

۲۔ مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھ کر داخل ہوں اور یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ  
اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

۳۔ مسجد سے نکلنے وقت پہلے بائیں قدم باہر نکالو اور یہ دعا پڑھو، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ  
مِنْ فَضْلِكَ۔

۴۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِهْلَ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ  
وَالْوَسْلَةِ مِنْ رَبِّیْ وَرَبِّكَ اللّٰهُ يَا هِلَاکَ۔

۵۔ کشتی اور جہاز پر سوار ہونے وقت یہ دعا پڑھیں امن وامان — تمام ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجِدِّهَا وَمُرْسَمِهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

۶۔ موٹر، ٹرین، رکشا، ہوائی جہاز وغیرہ پر سوار ہونے وقت یہ دعا پڑھو سلامتی سے رہو  
گے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ۔

۷۔ جب سونے لگے تو یہ دعا پڑھ لے۔ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰی۔

۸۔ جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَاَنَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا  
وَاٰلِیْہِ السَّلٰوۃُ۔

۹۔ جب کوئی ڈراؤنا یا بُرا خواب دیکھے اور آنکھ کھل جائے تو تین مرتبہ یہ پڑھے اَعُوْذُ  
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ پھر تین مرتبہ بائیں طرف تھوکے پھر اگر سونا چاہے تو  
کروٹ بدل کر سوجائے انشاء اللہ تعالیٰ بُرے خواب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

۱۰۔ جب آسمان سے کوئی تار ٹوٹتا ہو نظر آئے تو نگاہ نیچی کر لے اور یہ دعا پڑھے،

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

۱۱۔ کوڑھی، اندھے، لنگڑے وغیرہ مریض یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو یہ دعا پڑھ لے انشاء اللہ

تعالیٰ اس مریض اور مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ مگر زکام و آشوبِ حشیم اور خارش کے مریضوں کو دیکھ



کر یہ دعا نہ پڑھے، کیوں کہ ان بیماریوں سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے وہ دعا یہ ہے اَلْعَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْصِيلاً ۝

۱۲۔ زیرِ پلے جانوروں سے حفاظت کے لیے یہ دعا صبح و شام کو پڑھ لیا کرو اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

اس دعا کو جو صبح کو پڑھ لے وہ دن بھر زیرِ پلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے وہ رات بھر ان جانوروں سے امن و امان میں رہے گا۔

۱۳۔ قرض ادا ہونے کی دعا۔ اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِي بِحَدِّكَ لِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَنْ سَوَاكَ۔

ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ اور صبح و شام سو سو بار روزانہ پڑھے، اور اول و آخر نین نین بار درود شریف بھی پڑھ لے۔

۱۴۔ بازار میں داخل ہو تو یہ کلمات پڑھ لے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ دَهْوَ حَيٍّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۱۵۔ جب نیا لباس پہنے تو یہ پڑھے اَلْعَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا اَدَارِي بِهِ عَوْرَتِي مَا تَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ۝

۱۶۔ جب آئینہ دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْعَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي ۝

۱۷۔ جب کسی کو رخصت کرے تو یہ دعا پڑھے۔ اَسْتَودِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَامَانَتَكَ وَخَوَارِجَ عَمَلِكَ ۝

۱۸۔ سفر کے لیے روانہ ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو امن و سلامتی کے ساتھ سفر تمام ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا سَأَلُوكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اَللّٰهُمَّ مَقْوُونَ عَلَيْنَا هَذَا السَّفَرُ وَاطْوَعْنَا بَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي



السَّفَرِ وَالْخَلِيقَةِ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ  
الْمَنْظَرِ وَسُوْرِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ  
۱۹۔ جب سفر سے واپس ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَسْبُوْجَ تَابُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ  
۲۰۔ جب کسی منزل یا اسٹیشن پر اترے تو یہ دعا پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقصان  
سے محفوظ رہے گا۔

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُبْرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِیْنَ  
۲۱۔ نیا لباس پہنے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوْرِیْ بِہِ عَوْرَتِیْ  
وَاتَجَمَّلُ بِہِ فِیْ حَیَاتِیْ۔  
۲۲۔ آنکھوں میں سرمہ لگاتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ طِبَالِ السَّمْعِ  
وَالْبَصَرِ۔

۲۳۔ کھانا کھانے کے بعد اس دعا کو پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا  
وَهَذَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔  
۲۴۔ جب کوئی نعمت ملے تو یہ پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہِ کُنْمُ  
الصَّالِحَاتِ ط

۲۵۔ ہر بار ہر نقصان سے امان ملنے کے لیے صبح کو اور شام کو تین تین مرتبہ اس دعا  
کو پڑھوے انشاء اللہ تعالیٰ ہر بار اور ہر نقصان سے محفوظ رہے گا۔  
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّہٗ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ  
وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

۲۶۔ جب آندھی چلے تو یہ دعا پڑھے۔  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ مَا فِیْہَا وَخَیْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِہِ وَاَعُوْذُ بِكَ  
مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْہَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہِ۔  
۲۷۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔



اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تَهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ.

۲۸۔ اگر کسی قوم یا کسی گروہ سے جان و مال کا خون ہو تو یہ دعا پڑھے :-

اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ۔

۲۹۔ مرغ کی آواز سن کر یہ پڑھے۔

أَسْأَلُ اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ الْعَظِيمِ۔

۳۰۔ گدھا بولے تو یہ دعا پڑھیں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔



# میلادِ ولعت

## میلادِ شریفِ منظوم

راہِ حضرت مولانا حسن بریلوی علیہ الرحمۃ

صہب نے کس کی آمد کی سنائی	مرادِ ببل بے تاب لائی
مچی ہیں شادیاں کیسی گلوں میں	مبارکبادیاں ہیں بلبلوں میں
یہ نرگس کس کا رستہ دیکھتی ہے	یہ سوسن کس کی مدحت کر رہی ہے
کھلے پڑتے ہیں سب غنچے یہ کیا ہے	انہیں کس پھول کا شوق لقا ہے
نئی پوشاک بدلی ہے گلوں نے	مچا یا شور ہے کیوں بلبلوں نے
نئی معلوم ہے یہ ماجرا کیا	یہ کیا حکم ہے رضواں کو آیا
بنادے تو چمن ہر اک چمن کو	نہ ہو حبت سے کچھ نسبت دہن کو
ہوا مانک کو یہ حکم خداوند	کہ دروازے جہنم کے ہوں سب بند
قریشی جانور کیوں بولتے ہیں	یہ کس کے وصف میں لب کھولتے ہیں
زین کی سمت کیوں ماٹل ہیں تارے	یہ کس کی دید کے سائل ہیں تارے
یہ بہت کس واسطے اوندھے پڑے ہیں	زمین پہ کیوں خجالت سے گرے ہیں



نہیں پر کیوں ملائک آرہے ہیں یہ کیوں تحفے پہ تحفے لارہے ہیں  
یہ آمد کون سے ذیشان کی ہے یہ آمد کون سے سلطان کی ہے

اسی حیرت میں تھے اہل تماشا

کہ ناگہ ہاتھ غیبی یہ بولا

وہ اٹھی دیکھو گردِ سواری  
نقیبوں کی صدا میں آرہی ہیں  
مؤدب ہاتھ باندھے آگے آگے  
فدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں  
یہی والی ہیں سارے جکیوں کے  
انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا  
انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں  
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت  
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں  
فردوں رتبہ ہے صبح و شام ان کا  
کوئی دامن سے پٹا رو رہا ہے  
ادھر بھی اک نظر ہو تاج والے  
بہت نزدیک آپہنچا وہ پیارا

عیاں ہونے لگے آنوارِ باری  
کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں  
چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے  
یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں  
یہی فریادیں ہیں بے بسوں کے  
انہیں کے در سے ہے سب کا گذارا  
انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں  
کریں خود بخود کی روٹی پر قناعت  
انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں  
محمد مصطفیٰ سے نام ان کا  
کوئی ہر گام محو التجا ہے  
کوئی کب تک دل مضطرب نہ جائے  
فدا ہے جان و دل جس پر ہمارا

ابھیں تعظیم کو یارانِ محفل  
ہوا جلوہ نما وہ حانِ محفل

میلاد شریف

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ  
وَالِہِ وَصَحْبِہِ أَجْمَعِينَ ۔



سَلِّمُوا يَا قَوْمِ بَلِّ صَلُّوا عَلَيَّ الصَّلَاةِ الْوَسِيلَةِ  
مُصْطَفَى مَا جَاءَ إِلَّا رَحْمَةً بَلِّغَا لِمَنِ

آواز ہو بلند درود و سلام کی محفل ہے ذکر مولد خیر الانام کی  
اللہ کا یہ وظیفہ ہے اور قدیوں کا بھی کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی  
رَبِّ سَلِّمْ عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ  
مَرْحَبَا، مَرْحَبَا رَسُولِ اللَّهِ

بھیج اے رب میرے درود و سلام اپنے پیارے نبی پر بھیج مدام  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔  
بزم ہستی کے تاجدار آئے گلشن دہر کی بہار آئے  
جس کے دامن میں چھپ کے دنیا وہ رسول کرم شعار آئے

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بلکہ تمام عالم اور سارے جہان کے  
پیدا کرنے سے بہت پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا  
فرمایا اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس نور سے اپنی تمام کائنات کو  
شرف و جود سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَوَّلُ  
مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِيَّ يَعْنِي سَبَّحَ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ وَكُلُّ  
الْخَلَائِقِ مِنْ نُورِيَّ اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے خلق فرمایا وَآنَا  
مِنْ نُورِ اللَّهِ اور میں اللہ کا نور ہوں۔

رَبِّ سَلِّمْ عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ  
مَرْحَبَا مَرْحَبَا رَسُولِ اللَّهِ

بھیج اے رب میرے درود و سلام اپنے پیارے نبی پر بھیج مدام  
برہا برس بلکہ ہزاروں برس تک یہ نور محمد خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول و  
مصرف رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس مقدس  
نور کو ان کی پیشانی میں امانت رکھا۔ اور جب تک خداوند عالم کو منظور تھا حضرت آدم علیہ  
السلام بہشت کے باغوں میں اپنی بیوی حضرت حوا کے ساتھ سکونت فرماتے تھے۔



یہاں تک کہ جب تک خداوندِ عالم کے حکم سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام بہشتِ بریں سے روئے زمین پر تشریف لائے۔ اور بال بچوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا تو نور محمدی جو آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ وہ آپ کے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہوا۔ اور سلسلہ بسلسلہ درجہ بدرجہ نور محمدی مقدس پیٹھوں سے مبارک شکموں کی طرف تفویض ہوتا رہا، اور جن جن مقدس پیشانیوں میں یہ نور چمکتا رہا ہر جگہ عجیب عجیب معجزات و خوارقِ عادات کا ظہور ہوتا رہا اور اس نور پاک کی برکتوں کے فیوض طرح طرح سے ظاہر ہوتے رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہو گئے۔ اور تمام فرشتوں نے ان کے سامنے سجدہ کیا۔ یہی نور جب حضرت نوح علیہ السلام کو ملا تو طوفان میں اسی نور کی بدولت ان کی کشتی سلامتی کے ساتھ جو دی پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہر گئی۔ اسی نور محمدی کا فیضان تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب فرود کافرنے آگ کے شعلوں میں ڈال دیا، تو وہ آگ جس کے بلند شعلوں کے اوپر سے کوئی پرند بھی نہیں گذر سکتا تھا۔ ایک دم ٹھنڈی اور سلامتی و راحت کا باغ بن گئی۔

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی تشریف آوری کے مشاق و منظر رہے۔ اور ہر دور کے مقدس رسولوں کی جماعت آپ کی آمد آمد کے انتظار میں آپ کی مدح و ثنا کا خطبہ پڑھنے میں مشغول رہی۔ چنانچہ ہر زمانے کے مقدس نبیوں اور رسولوں کا یہ حال رہا کہ

خلیل اللہ نے جس کے لیے حق سے دعائیں کیں  
ذبیح اللہ نے وقت ذبح جس کی التباہیں کیں  
جو بن کے روشنی پھر دیدہ یعقوب میں آیا  
جسے یوسف نے اپنے حسن کے نیزنگ میں پایا  
دلِ یحییٰ میں ارمان رہ گئے جس کی زیارت کے

لبِ عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شانِ رحمت کے  
الغرض نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برابر ایک پیشانی سے دوسری پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا اور اپنے فیوضِ برکات کے جلووں سے ہر دور کے لوگوں کو نورانیت بخشتا رہا یہاں



تک کہ یہ نور پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کو ملا اسی نور اقدس کا  
طفیل تھا کہ ابرہہ بادشاہ حبش کا وہ لشکر جو کعبہ ڈھانے کے لیے چڑھائی کر کے آیا تھا حضرت  
عبد المطلب کی بدولت چھوٹے چھوٹے پرندے ابا بیلوں کی کنکریوں سے پورا لشکر مع ہاتھیوں  
کے ہلاک و برباد ہو گیا اور خدا کا مقدس گھر خانہ کعبہ ایک کافر کے حملوں سے سلامت رہا۔

سَلِّمُوا يَا قَوْمِ بَلِّ صَلُّوا عَلَى الصِّدْرِ الْأَمِينِ

مُصْطَفَى مَا جَاءَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالِیْہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صَلَوةً وَسَلَامًا

عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت عبد المطلب سے یہ نور پاک منتقل ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت  
عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور حضرت عبد اللہ سے آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو  
تفویض ہوا۔ ایام حمل میں طرح طرح کے فیوض و برکات کا ظہور ہوتا رہا چنانچہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ ہر رات خواب میں ایک فرشتہ آکر مجھے نبی آخر الزماں صلی  
اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت و خوشخبری سناتا رہا یہاں تک کہ وہ مقدس وقت قریب  
سے قریب تر ہوتا رہا۔ کہ خزانہ قدرت کی سب سے زیادہ انمول دولت روئے زمین کی طرف  
متوجہ ہو اور خداوند قدوس کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت کا ظہور ہو چنانچہ

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا

دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا

خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سیفینے کی

کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب اس مہینے کی

ربیع الاول کے مبارک مہینے کی بارہویں تاریخ آگئی اس رات میں عجیب عجیب مناظر

قدرت کے جلوے نظر آئے جن کے بیان سے زبان قاصر و عاجز ہے حضرت جبریل علیہ  
السلام ستر ہزار مقدس فرشتوں کی فوج لے کر آسمان سے حرم کعبہ میں اتر پڑے سبحان اللہ!



یکایک ہو گئی ساری فضا مثال آئینہ  
نظر آیا معلق عرش تک اک نور کا زینہ

خدا کی شان رحمت کے فرشتے صف بہ صف اترے

پر سے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اترے

حضرت جبریل ابن علیہ السلام ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں جا کر خداوند قدوس کے حضور سر بسجود  
ہو کر دعا مانگتے کہ یا اللہ! جلد اپنے محبوب کو دنیا میں بھیج دے۔ اور ایک مرتبہ کا شانہ نبوت  
پر حاضر ہو کر بعد ذوق و شوق التجا میں کرتے کہ اَظْهَرِ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ اَظْهَرِ يَا  
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اَظْهَرِ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ۔ یعنی اسے تمام رسولوں کے سردار ظاہر  
ہو جائیے اور اسے تمام نبیوں کے خاتم تشریف لائیے۔ اور اسے تمام گناہگار ان امت کو  
اپنی شفاعت کی کلمی میں چھپانے والے آقا جلد ظہور پر نور فرمائیے یہی عالم تھا کہ صبح صادق  
نمودار ہوئی اور سارے جہان کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہوئی کہ

آجھی جبریل اترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے

کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبد اللہ کے گھر سے

مبارک ہو کہ دور راحت و آرام آ پہنچا !

نجات دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے

خواب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

بعد اندازہ یکتائی بغایت شان دریاائی

ایں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

یعنی نبی آخر الزماں خاتم پیغمبر ان حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

کی وہ دت با سعادت ہوئی اور ہر طرف مبارکباد کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور سرزمین حرم

کا ذرہ ذرہ زبان حال سے یوں مستغرق رہتا تھا کہ



مبارک ہو کہ وہ شہ پر دے سے باہر آنے والا ہے  
 گدائی کو زمانہ جس کے در پہ آنے والا ہے  
 فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں کے پائیں گے  
 کہ سلطان جہاں محتاج پرور آنے والا ہے  
 چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو  
 خبر زردل کو دو، مہر منور آنے والا ہے  
 حسن کہہ دے اٹھیں سب اتنی تعظیم کی خاطر  
 کہ اپنا پیشوا اپنا چمبہ آنے والا ہے

## صلوٰۃ و سلام

یا نبی سلام علیک،	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
السلام اے تاج والے	دو جہاں کے راج والے
عاصیوں کی لاج والے	اے مرے معراج والے
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
کاش حائل ہو حضوری	دور ہو جائے یہ دوری
دیکھ لوں وہ شکل توری	دل کی یہ حسرت ہو پوری
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
دکھ بھرے نالوں کا صدقہ	ناز کے پالوں کا صدقہ
کربلا والوں کا صدقہ	بھیک دو لالوں کا صدقہ



یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
تم شفیع المذنبین ہو	سرورِ دنیا و دین ہو
صادق الوعد و امین ہو	رحمۃً للعالمین ہو
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
بانی محفل کی سن لو	سامعین کے دل کی سن لو
رحم کے قابل کی سن لو	عاشقِ بسم کی سن لو
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک

### حمدِ باری تعالیٰ

پوچھا گل سے یہ میں نے کہ اسے خوب رو	تجھ میں آئی کہاں سے نزاکت کی خو
یاد میں کس کی ہنتا مہکتا ہے تو	ہنس کے بولا کہ اسے طالبِ رنگ و بو
اللہ ... اللہ ... اللہ ... اللہ ... اللہ	
عرض کی میں نے سنبل سے اے شکر	صبح کو پر کے شبنم سے تازہ و صو
جھوم کر کون سا ذکر کرتا ہے تو	سن کے کرنے لگا دمِ مذکر ہو
اللہ ... اللہ ... اللہ ... اللہ ... اللہ	
جب کہا میں نے ببل سے اے خوش کلو	کیوں چمن میں چمکتا ہے تو چار سو
دیکھ کر گل کے یاد کرتا ہے تو	وجد میں بول اٹھا وَحْدًا، وَحْدًا
اللہ ... اللہ ... اللہ ... اللہ ... اللہ	



جب پیسے سے پوچھا اسے نیم جاں  
کون ہے "پی ترا" کیا ہے نام و نشان  
یاد میں کس کی کہتا ہے تو "پی کہاں"  
بول اٹھا بس وہی جس پر شدید ہے تو  
اللہ ..... اللہ ..... اللہ

میں نے قمری سے کی جا کے یہ گفتگو  
ڈھونڈتی ہے کس کی ہے آرزو؟  
گاتی رہتی ہے "کو کو" تو کیوں کو بگو  
بول سن میرا نعمت ہے "حق سیرا"  
اللہ ..... اللہ ..... اللہ

آگے جگنو جو چکا مرے رو برو  
کس کی طلعت ہے تو کس کا جلوہ ہے تو؟  
عرض کی میں نے اسے شاہد شعلہ رو  
یہ کہا جس کا جلوہ ہے ہر چار سو  
اللہ ..... اللہ ..... اللہ

میں نے پوچھا یہ پروانے سے دو برو  
شعلہ نار میں کس کی ہے جستجو؟  
کس لیے شمع کی کو پہ جلتا ہے تو  
جلتے جلتے کہا اس نے "یا نورا"  
اللہ ..... اللہ ..... اللہ

اعظمیٰ گرچہ بے حد گنہ گار ہے  
حق تعالیٰ مگر ایسا غفار ہے  
مجرم و بے عمل ہے خطا کار ہے  
اس کی رحمت کا نعرہ ہے لا تقنطوا  
اللہ ..... اللہ ..... اللہ

## دیگر

اے میرے مہر حق اے کردگار  
فضل سے تیرے ہی اے رب کریم  
سارے عالم کا تو ہے پروردگار  
گلشن ہستی کی ہے ساری بہار  
ہو گیا میں دو جہاں کا تاجدار  
تو ہے غفار اور میں عصیاں شمار  
فضل کا تیرے میں ہوں امیدوار  
شکر ہے محدود نعمت بے شمار  
کس طرح ہو شکر نعمت کا تری



ناز ہے اتنی سی نسبت پر مجھے  
تیرے سجدوں نے وہ رفت دی مجھے  
ہیں ہوں مجرم، اور تو آمر نہ گار  
رفتِ افلاک ہے مجھ پر نثار  
ہندہ فرا کر بٹھایا کس قدر  
قدسیوں میں میرا شانہ و قدر  
خاک بوسِ طیبہ ہے یہ اعظمی  
حشر میں مارب نہ ہو یہ شرمسار

## نعت شریف

سرورِ عالم، نبی الانبیاء، میرے رسول  
صدرِ بزمِ انبیاء، مولائے کل، فخرِ مرسل  
مظہرِ شانِ الہی، تاجدارِ کائنات  
مہبطِ لولاک، سیارِ فلک، عرشِ آستان  
سورۃ والفجر عکسِ روئے روشن کا بیان  
مطلعِ انوارِ رشکِ آفتاب و ماہتاب  
ابنِ مریم کی بشارت، روحِ پیغامِ کلیم  
منصبِ شانِ رسالت لقبِ ختمِ الرسل  
جن کے قدموں سے ہے وابستہ دو عالم کی نجات  
اولیں و آخرین کے پیشوا میرے رسول  
محرمِ اسرارِ حق، شانِ خدا میرے رسول  
نائبِ حق، حاکمِ ہر ماسوا میرے رسول  
صاحبِ معراج و مصداق "وفا" میرے رسول  
مطلعِ الشمس و شرحِ الضحیٰ میرے رسول  
نیرِ برجِ شرف نورِ خدا میرے رسول  
بانیِ کعبہ کی تاریخی دعا میرے رسول  
منزلِ محبوبیت میں مصطفیٰ میرے رسول  
وہ امیرِ کارواں، وہ حقِ نما میرے رسول

اعظمی مومن ہوں، ربِّ العالمین میرا خدا  
رحمۃ للعالمین صلی علی میرے رسول

ۛ

نگارِ طیبہ! ازل سے ہے تیری آرزو  
نرا سکوت ہے لطفِ وکرم کی اک دنیا  
نسیمِ خلد نے مانگی ہے بھیکِ خوشبو کی  
میری وفات کا دن میری عید کا دن ہو  
میرے وجود کا مقصد ہے جستجو تیری  
نسیمِ خلد کی جنت سے گفتگو تیری  
کھلی مدینہ میں جب زلفِ شکوہ تیری  
بوقتِ مرگ جو صورت ہو رو برو تیری



سنا ہے جب سے کہ لطف و کرم ہے خوشتری  
جہاں میں طلعتِ زیبا سے چہار سو تری  
کہ یادگارِ حرم میں ہے کو بگو تری

نہ چھوٹے دامنِ عبدیتِ اعظمیٰ ان کا  
اسی سے دونوں جہاں میں ہے آبر و تری

گناہ کر کے بھی امید وارِ جنت ہوں  
کہاں نہیں رُخِ انور کی جلوہ سہ امانی  
حرمِ کعبہ میں بھی یاد آئی طیبہ کی

مگر آپ کا نام درِ زباں ہے  
سرِ عرش جس کے قدم کا نشان ہے  
انہیں کی تجلی یہاں ہے وہاں ہے  
کہ پامال ان کا مکان امامکاں ہے  
زمین آپ کی آپ کا آسماں ہے  
کلامِ خدا مصطفیٰ کی زباں ہے

بہ پوچھ اعظمیٰ منزلِ سرِ بندی  
مرا سر ہے محبوب کا آستان ہے

یہ حالت ہے اب سانس لینا گراں ہے  
کوئی جانے کیا اس کا پرچم کہاں ہے  
وہ فانوسِ فطرت ہیں دونوں جہاں میں  
یہ سارا جہاں ان کے زیرِ قدم ہے  
کفِ دستِ رحمت میں ہے سارا عالم  
مسلم ہے ان کو خدا کی نیابت

رحمت حق کا علمبردار تھوڑی دور ہے  
عاصیو اوہ مصطفیٰ بازار تھوڑی دور ہے  
گنبدِ خضرا کا وہ مینار تھوڑی دور ہے  
وہ محمد کا سنی دربار تھوڑی دور ہے  
وہ احد کا جنتی کہسار تھوڑی دور ہے  
وہ یقیع پاک خلدِ آثار تھوڑی دور ہے  
پھول سے بہتر ہیں جس کے خار تھوڑی دور ہے  
اسے مسیحا اب تیرا بیمار تھوڑی دور ہے

حاجیو! اب گنبدِ سرکارِ تھوڑی دور ہے  
ہے خریدارِ گنہ رحمت کا تاجر جس جگہ  
عشق و مستی میں قدم آگے بڑھا کر دیکھ لو  
نعمتِ کونین ملتی ہے گداؤں کو جہاں  
لے کے آئے تھے جہاں جبریل بھی فوجِ ملک  
وہ شہیدانِ محبت کی مبارک خوابگاہ  
اللہ! اللہ! وہ گلستانِ مدینہ مر جبا  
چل پڑا ہوں گرتا پڑتا سوئے طیبہ المدد



دشتِ طیبہ ہے یہاں چل سر کے بل اسے اعظمی  
مصطفیٰ کا جنتی دربار تھوڑی دُور ہے

## حاجیوں کا استقبال

مبارک آگئے مکہ مدینہ دیکھنے والے  
حرمِ کعبہ میں مستوں کا میلہ دیکھنے والے  
جہاں کعبہ کا اونچا منارہ دیکھنے والے  
لیٹ کر رونے والے کعبہ ہاں کے غلافوں سے  
طوافِ کعبہ میں ہر قدم پر جھومنے والے  
جمالِ اقدس روضہ بسا ہے ان کی آنکھوں میں  
کمالِ شوق سے ہم ان کو سو سو بار دیکھیں گے  
مبارک ہیں مبارک ہیں خدا شاہد مبارک ہیں  
یہ مکہ دیکھنے والے، مدینہ دیکھنے والے  
بڑے پیارے ہیں یہ مکہ مدینہ دیکھنے والے  
حقیقت میں ہیں یہ جنت کا نقشہ دیکھنے والے  
بھرے پیالوں میں زمزم کا چھلکنا دیکھنے والے  
مزارِ مصطفیٰ پہ حق کا جلوہ دیکھنے والے  
خدا کا گھر، رسولِ حق کا روضہ دیکھنے والے

ملا ہے اعظمی مکہ مدینہ سے شرف ان کو  
نگاہِ دل سے دیکھیں ان کا رتبہ دیکھنے والے

## دیگر

مبارک مرصبا، مکہ مدینہ دیکھنے والے  
زمین پر عرش کی منزل کا زمینہ دیکھنے والے  
حطیمِ کعبہ میں سجدے وہ بوسے سنگِ اسود کے  
در کعبہ پہ رونا گر گڑا دیکھنے والے  
مقامِ ملتزم، میزاب اور رکنِ یسانی پر  
ہمیشہ ابرِ رحمت کا برسنا دیکھنے والے  
وہ پیاسوں کا ہجوم عاشقانہ کیف کا عالم



وہ پیانوں میں زمزم کا چھلکنا دیکھنے والے  
 طواف کعبہ کی مستی، صفا مروہ کے منظر میں  
 شراب معرفت کا جام و مینا دیکھنے والے  
 منیٰ میں عید قربانی کا منظر دیکھ کر آئے !  
 سرعرات پر دانوں کا میلہ دیکھنے والے  
 فرشتے پر پہچانے میں جہاں تیرے قدم سینے  
 خدا کا گھر رسولِ حق کا روضہ دیکھنے والے  
 ستارہ تیری قمت کا ثریا سے بھی اونچا ہے  
 جمالِ گنبدِ خضراء کا جلوہ دیکھنے والے  
 مبارک ہیں مبارک اعظمیٰ بشیک مبارک ہیں  
 خدا کا گھر، نبی کے در کا جلوہ دیکھنے والے

حسنِ یوسف اور ہے لالہ کا جلوہ اور ہے  
 ماہِ کنعاں اور ہے، مہرِ مدینہ اور ہے  
 آسمانوں پر گئے اور نیچے و عیسیٰ شک نہیں  
 دم میں سیرِ لامکان معراج اسرای اور ہے  
 ہے خلیل اللہ، حبیب اللہ میں فرقِ عظیم  
 شانِ غلت اور ہے تاجِ فطر علی اور ہے  
 الفناء بحرِ برہان عظیم الشان تھا  
 انشاقِ بدر کا لیکن نتیجہ اور ہے  
 مفت بھی لیتے نہیں عاشقِ حیات خضر کو  
 خالی جینا اور ہے، مر مر کے جینا اور ہے



جنتی پھولوں کی خوشبو تو مسلم ہے مگر  
 نگہت گل اور ہے ان کا پسینہ اور ہے  
 اعلیٰ تھی نوح کی کشتی میں عالم کی نجات  
 اہل بیت پاک کا لیکن سفینہ اور ہے

### از اعلیٰ حضرت قبلہ بریلوی علیہ الرحمۃ

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا بنی  
 جس کو شایان ہے عرشِ خدا پر جلوئی  
 خلق سے انبیاء انبیاء سے رسل  
 حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم  
 جس کی دو بوند ہیں کوثر و سبیل  
 کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے  
 جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد  
 سب سے بالا و والا ہمارا بنی  
 ہے وہ سلطان والا ہمارا بنی  
 اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا بنی  
 وہ یلج دل آرا ہمارا بنی  
 ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا بنی  
 پر نہ ڈویے نہ ڈوبا ہمارا بنی  
 ہے وہ جانِ سیما ہمارا بنی  
 غمزدوں کو رضا شردہ دیجئے کہ ہے  
 بے کسوں کا سہارا ہمارا بنی

نہ ہے عزت و اعتلا سے محمد  
 مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا  
 خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم  
 عصائے کلیم اڑ رہا ہے غضب تھا  
 خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے  
 اجابت کا سہرا، عنایت کا جوڑا  
 رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے  
 کہ ہے عرش حق زیرِ پائے محمد  
 ملک قادمان سرائے محمد  
 خدا چاہتا ہے رضا سے محمد  
 گروں کا سہارا عصائے محمد  
 جو آنکھیں ہیں محوِ تقائے محمد  
 دلہن بن کے نکلی دعائے محمد  
 کہ ہے رب سلیک صدائے محمد



سترابہ قدم ہے تن سلطانِ زمین پھول  
 لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول  
 واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ  
 مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دہن پھول  
 تشکا بھی ہمارے تو ہائے نہیں ہلتا  
 تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول  
 دل اپنا بھی شیدا ہے اس ناخنِ پاکا  
 اتنا بھی مہرِ نو پہ نہ اسے چرخِ کہن پھول  
 دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت  
 کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آفا کا دہن پھول  
 کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی  
 زہر ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں  
 سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں  
 ابر نیلیاں مومنوں پر، تیغِ عسریاں کفر پر  
 جمع ہیں شانِ جلالی و جمالی ہاتھ میں  
 مالک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں  
 دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خال ہاتھ میں  
 سایہ افکن سر پہ ہو پہچم الہی جھوم کر  
 حب "لِوَا مِرَآءِ الْحَمْد" لے امت کا والی ہاتھ میں  
 دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو  
 اسے میں قرباں جانِ جاں انگشت کیالی ہاتھ میں



آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود  
 وقف سنگ درجہیں، روضہ کی جالی ہاتھ میں  
 حشر میں کیا کیا منزے دار فتگی کے لوں رشتا  
 لوٹ جاؤں پاکے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں  
 یہی پھول خار سے دور ہے ہی شمع ہے کہ دھواں نہیں  
 میں تثار تر سے کلام پر ملی یوں تو کس کو زبان نہیں  
 وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں  
 بخدا خدا کا یہی ہے درہنہ اور کوئی مقرر مقرر  
 جو وہاں سے ہو ہیں آکے ہو جو یہاں ہیں تو وہاں نہیں  
 دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل دجاں نہیں  
 کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک "ہیں" کہ وہ ہاں نہیں  
 وہی نور حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب انہیں کا لب  
 نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں  
 سر عرش پر ہے تری گذر، دلِ فرشتہ پر ہے تیری نظر  
 ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر حیاں نہیں  
 کہوں مدح اہلِ دول و مٹاؤں سے اس بلا میں مری بلا  
 میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا دین پارہ ناں نہیں

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی  
 دیکھنی سے حشر میں عزت رسول اللہ کی



قبر میں لہرائیں گے تا حشر چٹے نور کے  
بدو فدا ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

اِنَّ دَرَبَ الْعَرْشِ جَوْجِسُ كَوْمَا سَا سَا  
ہی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی  
وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی  
ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند  
حشر میں کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

یارب! اک ساعت میں دھل جائیں گنہگاروں کے جرم  
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی  
اے رمنا جو دھاب قرآن ہے مدارج رسول  
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

از مولانا حسن بریلوی علیہ الرحمۃ

اے مدینے کے تاجدار سلام	اے غریبوں کے غم گسار سلام
حری اک اک ادا پہ اے پیارے	سودرودیں فدا، ہزار سلام
”رَبِّ سَلِّمْ“ کے کہنے والے پر	جان کے ساتھ ہوں نثار سلام
میری بگری بنانے والے پر	بھیج اے میرے کردگار سلام
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو	اے میرے حق کے رازدار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا

تجو پر اے خلد کی بہار سلام

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ	کو سب بستیں ہیں نثار مدینہ
مبارک ہوا سے عندلیبوں تمہیں گل	ہیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ



میری خاک یارب ابنِ برباد ہو جائے پس مرگ کر دے غبارِ مدینہ  
 رگِ گل کی جب ناز کی دیکھتا ہوں مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ  
 جدھر دیکھیے بارغِ جنت گھلا ہے نظریں ہیں نقش و نگارِ مدینہ  
 رہیں ان کے جلوے بسیں انکے جلوے مرادِ دل بنے یادگارِ مدینہ  
 بنا آسمان منزلِ ابنِ مریم  
 کئے لا مکان تا جدارِ مدینہ

تمہارا نام مصیبت میں حبس یا ہو گا  
 ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا  
 دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی  
 کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا  
 خدا ئے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی  
 خدا ئے پاک خوشی ان کی چاہتا ہو گا  
 کسی کے پاؤں کی بٹری یہ کاٹتے ہوں گے  
 کوئی اسیرِ غم ان کو پکارتا ہو گا  
 کسی کے پلے پہ ہوں گے یہ وقتِ وزنِ عمل  
 کوئی اُمید سے مُنہ ان کا تک رہا ہو گا  
 کوئی کہے گا دھائی ہے یا رسول اللہ  
 تو کوئی تھام کے دامنِ محب ہو گا  
 کسی کو رے کے فرشتے چلیں گے موئے جہیم  
 وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہو گا  
 کوئی قریبِ ترازو، کوئی لبِ کوثر  
 کوئی صراطِ پہ ان کو پکارتا ہو گا



وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ  
ہجوم فکر و تردد میں گھر گیا ہو گا

از مولانا جمیل الرحمن بریلوی علیہ الرحمۃ

سلطان جہاں محبوب خدا! تیری شان و شوکت کیا کہنا  
ہر شے پہ لکھا ہے نام ترا، تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا  
مواج ہوئی تا عرش گئے حق تم سے ملا، تم حق سے ملے  
سب رازِ خفا و حقی دل پہ کھلے، یہ عزت و حشمت کیا کہنا  
ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے، ہر دل میں تیرا کاشانہ ہے  
ہر شمع تری پروانہ ہے، اسے شمع ہدایت کیا کہنا  
آنکھوں سے کیا دریا جاری اور لب پہ دعا پیاری پیاری  
رورو کے گذاری شب ساری اسے عالی امت کیا کہنا  
عالم کی بھری ہر دم بھولی، خود کھائیں فقط جو کی روٹی  
وہ شان عطا و سخاوت کی، یہ زہد و قناعت کیا کہنا  
وہ پھول بتولی گلشن کے اک سبز ہوئے اک سرخ ہوئے  
بغداد و عرب جن میں تھے، ان پھولوں کی نکلت کیا کہنا

جا کے صبا تو کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
لا کے سنگھا خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
چاک ہے مجھ سے اپنا سینہ، دل میں بسا ہے شہر مدینہ  
چشم لگی ہے سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
رنگ ہے انکا باغ جہاں میں انکی ہر ایک خلد و جہاں میں  
سب میں بسی خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم



ہونہ کبھی تا حشر نمایاں ایسا بلالِ مید ہو قربان  
 دیکھے اگر اردئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 تشنہ دہانوں! غم ہے تمہیں کیا؟ ابر کرم اب جھوم کے برا  
 لا وہ کھلے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 شمس و قمر میں، ارض و فلک میں، جن و بشر میں خور و ملک میں  
 سایہ لگن ہے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دین کے دشمنان کو تائیں دیتے ہیں یہ سب کو دعائیں  
 سب سے زالی خوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہونہ جمیل قادری مضطر باتھ اٹھا کر حق سے دعا کر  
 مجھ کو دکھاوے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم  
 میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم  
 اس بیکس و عزیز پر جو کچھ گذر رہی ہے  
 ظاہر ہے سب وہ تم پر اتم پر سلام ہر دم  
 بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے  
 رحم اے حبیبِ قادر! تم پر سلام ہر دم  
 بے داتوں کے وارث، بے دایوں کے والی  
 تسکینِ جان مضطر تم پر سلام ہر دم  
 اللہ! اب ہماری فریاد کو پہنچئے،  
 بے حد ہے حالِ ابر تم پر سلام ہر دم  
 در یوزہ گریہوں میں بھی ادنیٰ سا اس گلی کا  
 لطف و کرم ہو مجھ کو تم پر سلام ہر دم



کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں  
 سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم  
 بر خدا بجاؤ ان غار ہائے غم سے  
 اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

میرے مولیٰ میرے سرور رحمۃً للعالمین  
 میرے آقا میرے رہبر رحمۃً للعالمین  
 مظہرِ ذاتِ خدا، محبوبِ ربِّ دوسرا  
 بادشاہِ ہفت کشور رحمۃً للعالمین  
 عالمِ علم لدنی آپ کو حق نے کیا  
 حال سب روشن ہیں تم پر رحمۃً للعالمین  
 تو نے فرمایا هُوَ الْمُعْطٰی وَ اِنِّیْ فَاْسِمٌ  
 کیوں نہ مانگوں تیرے در پر رحمۃً للعالمین  
 میں پیامِ زندگی سمجھوں اگر یوں موت آئے  
 آپ کا در ہو مرا سر رحمۃً للعالمین  
 ہم سیہ کاروں کی بخشش کا کوئی سامان نہیں  
 ناز ہے تیرے کرم پر رحمۃً للعالمین  
 بس خدا ان کو نہ کہنا اے جو چاہو کہو  
 سب سے بالاسب سے بہتر رحمۃً للعالمین  
 دستِ اقدس سینے پر ہو روح کھینچتی ہو مری  
 لب پہ جاری ہو برابر رحمۃً للعالمین  
 سایہ عرشِ الہی میں کھڑا کرنا مجھے  
 ہیں سیہ عصیاں سے دفترِ رحمۃً للعالمین



آئینہ متفعل تیرے جلوے کے سامنے

ساجد ہیں مہر و مہر تر ہے تلوے کے سامنے

جاری ہے حکم یہ کہ دو پارہ قمر ہوا

انگشت مصطفیٰ کے اشارے کے سامنے

کیوں در بدر فقیر تمہارا کرے سوال

جب تم ہو بھیک مانگنے والے کے سامنے

جنت تو کھینچتی ہے کہ میری طرف چلو

ایمان لے چلا ہے مدینے کے سامنے

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا

کعبہ جھکا ہوا ہے مدینے کے سامنے

یہ وہ کریم ہیں کہ جو مانگو وہی ملے

اے سائلو! چلو تو دعا لے کے سامنے

رب کریم! یہ ہے دعا میری روزِ محشر

شرمندہ میں نہ ہوں ترے پیارے سامنے

ہے بے مثال جمالِ محمدِ عربی

خدا سے پوچھیے حالِ محمدِ عربی

عجب ہے جو دو نوالِ محمدِ عربی

ملا نہ کوئی مثالِ محمدِ عربی

میں ہوں غلامِ بلالِ محمدِ عربی

نہیں ہے جس کو خیالِ محمدِ عربی

کروں فلا بجمالِ محمدِ عربی

بیان ہو کس سے کمالِ محمدِ عربی

مجال کیا ہے کہ انس و ملک کریں تعریف

زمانہ پلتا ہے اس آستانِ عالی سے

لگا رہے ہیں ہمیشہ سے ہر دم چکر

اندھیری رات نہ ہو گی مری لحد میں کبھی

گیاہ و خار و خس و خاک سے وہ بدتر ہے

یہ جان کیا دو جہاں مجھے گریس ہوں



جمیل قادری شکر خدا کہ تو بھی ہوا  
غلامِ عترت و آلِ محمدِ عربی

از حضرت آسی علیہ الرحمۃ

کہاں گلشن! کہاں روئے محمد      کہاں سنبل! کہاں موسے محمد  
ہے عالم آہن و آہن ربا کا      کھنچا جاتا ہے دل سوئے محمد  
نہ چھانی مشیتِ خاک اپنی کسی نے      ہے دل ہی میں رہ کوئے محمد  
دل صد چاک میں مانندِ شانہ      رچی ہے بوئے گیسوئے محمد  
دم جاں بخش اعبازِ میما      نسیم گلشن کوئے محمد  
حیاتِ جادواں پاتا ہے آسجی  
قتیلِ تیغِ ابروئے محمد

## دیگر

نہ میرے دل نہ جگر پر نہ دیدہ تر پر  
کرم کرے وہ نشانِ قدم تو پتھر پر  
تمہارے حسن کی تصویر کوئی کیا کھینچے  
نظر ٹھہرتی نہیں عارضِ منور پر  
کسی نے لی رہِ کعبہ گیا ہوئے دیر  
پڑے رہتے تیرے بندے مگر تیرے دیر  
گناہ گارہوں میں واعظو! تمہیں کیا فکر  
مرا معاملہ چھوڑو شفیعِ محشر پر



ہر اک شہید ہے سلطانِ عرب کا      عراق ہو کہ رومی ہو کہ شامی  
 نگاہ سیر گاہِ حقِ معر اللہ      تعالیٰ اللہ تری عالی مقامی  
 اسی سرورِ خرا مال کا ہے صدقہ      نسیم صبح! تیری خوش خرامی  
 شفیق اندازِ حسرت کے علاوہ  
 مرے اشعار میں ہے رنگِ حامی

## از مولانا نسیم بستیوی مدظلہ

محمد کا دارالسلام اللہ، اللہ      وہ بارانِ فیضِ دوام اللہ اللہ  
 جہانِ رسالت کے خورشیدِ تابان      نبوت کے ماہِ تمام اللہ اللہ  
 نگاہوں میں طیبہ کی پھرتی ہے اکثر      حسین صبح، پر نور شام اللہ اللہ  
 سرِ حشرِ تہذیبوں کو وہ اپنے      چٹائیں گے کوثر کا جام اللہ اللہ  
 جبیں اس کے قدموں پہ جھکتی ہے سب کی      جو ہے مصطفیٰ کا غلام اللہ اللہ  
 دل مضطرب بہر طیبہ ہے نالاں      کریں اب کوئی اہتمام اللہ اللہ  
 نسیم اور ان کی محبت کی منزل  
 رہے عاشقِ تیز گام اللہ اللہ

## دیگر

یہ کیا مبارک مقام آ رہا ہے      لبوں پر درود و سلام آ رہا ہے  
 ادب سے چلو اور سروں کو جھکا لو      محمد کا دارالسلام آ رہا ہے  
 بسائی گئی راہ میں نکبتِ گل      رسولِ خدا کا غلام آ رہا ہے  
 قدم چومنے آ رہے ہیں فرشتے      زمیں پر وہ ماہِ تمام آ رہا ہے  
 مدینے کے آقا کا ہر ہر سوالی      تبسم بہ لب، شاد کام آ رہا ہے  
 وہ دیکھو اٹھیں رحمتوں کی گٹھائیں      زبان پر محمد کا نام آ رہا ہے



غریبوں کا ٹونس، یتیموں کا ہمد  
 رسولِ گرامی کے روضہ کی جانب  
 لیے زندگی کا پیام آ رہا ہے  
 زمانہ بعدِ احترام آ رہا ہے  
 نسیمِ ثنا خوانِ سرور! مبارک  
 خدا کی طرف سے سلام آ رہا ہے  
 دیگر

## طیبہ کے مسافر سے

سلطانِ دو جہاں سے میرا سلام کہنا  
 محبوبِ دو جہاں سے میرا سلام کہنا  
 امت کے پاسباں سے میرا سلام کہنا  
 وحدت کے رازداں سے میرا سلام کہنا  
 عظمت کے حکمران سے میرا سلام کہنا  
 رفعت کے آسماں سے میرا سلام کہنا  
 روضے کے نوری جلوے آنکھوں رکھ کے لانا  
 پُر نور آستان سے میرا سلام کہنا  
 عرشِ علا کی شوکتِ خلدِ جہاں کی زینت  
 پیغمبرِ امان سے میرا سلام کہنا  
 ارض و سما کے سرور، صدرِ شکِ ماہِ واختر  
 تنویرِ کھکشاں سے میرا سلام کہنا  
 سمجھ پر نثارِ جاؤں بادِ صبا خدارا  
 تسکینِ قلب و جاں سے میرا سلام کہنا  
 روضے کی جالیوں سے بھی ہم کنار ہو کر  
 خلدِ نظرِ سماں سے میرا سلام کہنا



شاہ و گدا کے خالی دامن کو بھرنے والے

عالم کے حکمران سے میرا سلام کہنا

اسے عازمِ مدینہ! عرضِ نسیم لے جا

غمِ خوارِ بیکیاں سے میرا سلام کہنا

## دیگر

زمین پر مالکِ خلد ہیں تشریف لاتے ہیں

جہاں میں رحمتُ للعالمین تشریف لاتے ہیں

مبارک وہ شہِ دنیا و دین تشریف لاتے ہیں

امامِ انبیاء و مرسلین تشریف لاتے ہیں

سکون بخشِ دل اندھو گئیں تشریف لاتے ہیں

بہارِ گلشنِ علم و یقین تشریف لاتے ہیں

سلاطینِ جہاں جس کے قدم پر چھکائیں گے

وہی محبوبِ ربِّ العالمین تشریف لاتے ہیں

نبوت کے، رسالت کے، شریعت کے، طریقت کے

مقدس تاجدارِ اولین تشریف لاتے ہیں

فقیر و بے نوا اب دل شکستہ نہیں سکتے

دو عالم جس کے ہے زیرِ نگین تشریف لاتے ہیں

زمین سے آسمان تک روشنی ہی روشنی ہو گی

کہ شمعِ پر ضیاء، نورِ مبین تشریف لاتے ہیں

ہزاروں عید ہے قربان اس پر نورِ ساعت پر

کہ جس میں رحمتُ للعالمین تشریف لاتے ہیں



جہانِ حسن کے مند نشین کی آمد آمد ہے  
 شہِ خوبان و رشکِ مہ جہیں تشریف لاتے ہیں  
 نسیمِ آوازِ دوجن و بشرِ ہر سلامِ آئیم سے  
 سرِ یہ آرائے بزمِ مرسلین تشریف لاتے ہیں

## سلام

فخرِ عیسیٰ نازِ آدم الصلوٰۃ والسلام  
 تاجدارِ عرشِ اعظم الصلوٰۃ والسلام  
 سرورِ ارض و سما، سلطانِ بزمِ انبیاء  
 رنج و غم کی شام ہو یا لطف و راحت کی سحر  
 جب شبِ معراج رکھا عرش پر غم نے قدم  
 راحتِ قلبِ حزیں ہے آپ کا ذکرِ جمیل  
 ہم اسیرانِ غم و افکار پہ ہر خُدا  
 روحِ ایمان، جانِ عالم، الصلوٰۃ والسلام  
 شمعِ حق نورِ مجسم الصلوٰۃ والسلام  
 خلق میں سب سے مکرم الصلوٰۃ والسلام  
 بادِ بڑھتے رہیں ہم الصلوٰۃ والسلام  
 مسکرائی روحِ آدم الصلوٰۃ والسلام  
 اسے سکونِ چشمِ پر غم الصلوٰۃ والسلام  
 ہو کر سلطانِ اکرم الصلوٰۃ والسلام  
 ہر گھڑی آغوشِ رحمت میں وہ رہتا ہے نسیم  
 جو پڑھا کرتا ہے ہر دم الصلوٰۃ والسلام

## دیگر

نبی کی نگاہِ کرم اللہ اللہ  
 کہاں بارگاہِ رسالت کی رفعت  
 وہ شہرِ مدینہ کی صبحِ دلِ آراء  
 جب آمد ہوئی سرورِ دو جہاں کی  
 سوالی کوئی ان کا محروم کیوں ہو  
 بیاباں ہے رشکِ ارم اللہ اللہ  
 کہاں معصیت کا رحم اللہ اللہ  
 وہ پر کیفِ شام و سحر اللہ اللہ  
 گرے منہ کے بل سب صنم اللہ اللہ  
 وہ ہیں شاہِ جو دو کرم اللہ اللہ



وہ جاہیں تو ذرے بنیں ماہ و انجم اشاروں میں رب کی قسم اللہ اللہ  
 نسیم ان کے جنت بکف آستان پر  
 فرشتوں کے سر بھی ہیں خم اللہ اللہ

## مالک کو نہیں

مکس آپ کے ہیں مکاں آپ کا ہے  
 ہیں شاہانِ عالم جہاں سر خمیدہ  
 حقیقت کی آنکھوں سے دیکھتے تو کوئی  
 سر عرش ہے ان کی عظمت کا پرچم  
 یہاں سے وہاں تک ہے رحمت ہی رحمت  
 مقدس، مطہر، مبارک، منور  
 حبیب خدا، تاجدارِ مدینہ  
 حقیقت میں سارا جہاں آپ کا ہے  
 وہ جنت بکف آستان آپ کا ہے  
 ہر اک شے میں جلوہ عیاں آپ کا ہے  
 دو عالم میں سکتہ رواں آپ کا ہے  
 اگر نام درو زبان آپ کا ہے  
 ازل ہی سے نام و نشان آپ کا ہے  
 زمین آپ کی آسمان آپ کا ہے

نسیم حزیں پر نگاہِ کرم ہو  
 کہ وہ بھی شہا بدمرح خواں آپ کا ہے

## جانِ ایمان

جانِ ایمان یا رسول اللہ  
 عرش و فرش و فلک ہیں سب تیرے  
 اور کس کے حضور لے جاؤں  
 تیری ہستی بنائی ہے رب نے  
 منزلیں قبر و حشر کی ہوں گی  
 ہوگا محشر میں سائبانِ سر پہ  
 تا ابد قلت میں رہے روشن  
 تیرے قربان یا رسول اللہ  
 زیرِ فرمان یا رسول اللہ  
 خالی و امان یا رسول اللہ  
 کیسی ذیشان یا رسول اللہ  
 تم سے آسان یا رسول اللہ  
 تیرا دامان یا رسول اللہ  
 طمعِ ایمان یا رسول اللہ



تیرے انسانیت پہ بی شک لاکھوں احسان یا رسول اللہ  
 کعبہ دل نہ کیوں ہوں عرش مقام غم ہو مہمان یا رسول اللہ  
 کر دو پورے نسیم کے دل کے  
 سارے ارمان یا رسول اللہ

## از حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ بریلوی مدظلہ

تو شمعِ نبوت ہے عالمِ ترا پروانہ  
 تو ماہِ رسالت ہے اسے جلوۂ جانانہ  
 جو ساقی کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے  
 ہر دل بنے مے خانہ، ہر آنکھ ہو پیمانہ  
 دل اپنے چمک اٹھے ایمان کی طلعت سے  
 کہ آنکھیں بھی نورانی اسے جلوۂ جانانہ  
 میں شاہ نشین ٹوٹے دل کو نہ کہوں کیسے  
 ہے ٹوٹا ہوا دل ہی سرکار کا کاشانہ  
 کیوں زلفِ معبر سے کوچے نہ مہک اٹھتے  
 ہے پنجرۂ قدرت جب زلفوں کا تری شانہ  
 ہر پھول میں بوتیری، ہر شمع میں شمعوتیری  
 بگم ہے ترا بلبل، پروانہ ہے پروانہ  
 اس دور کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری  
 ہے نہ ہر معاصی کا طیبہ ہی دوا خانہ  
 آباد اسے فرا ویاں ہے دلِ نورانی  
 جلوے ترے بس جائیں آباد ہو ویرانہ



# از حضرت محدث اعظم قبلہ کچھو چھوی علیہ الرحمۃ

شب معراج عجب نور ہے سبحان اللہ  
پتہ پتہ شجر طور ہے سبحان اللہ

اک قدم فرش پر ہے ایک قدم عرش پر ہے  
ان کو نزدیک ہے جو دور ہے سبحان اللہ

غیب کی چیز ہے؛ دیکھ آئے ہیں وہ غیب الغیب  
یعنی وہ ذات جو مشہور ہے سبحان اللہ

دیکھ آئے ہیں وہ آیاتِ خدا کے برتر  
یہی قرآن میں مسطور ہے سبحان اللہ

مر جا کہتا ہے کوئی تو کوئی صلی علی

لغزہ سنجی میں لب حور ہے سبحان اللہ

رَبِّ هَبْ لِي يَهْ كِهَارِ نَبِيِّ كِهَارِ مِيرِ صَبِيبِ

تم کو منظور، تو منظور ہے سبحان اللہ

اے شفاعت کے دھنی تیری شفاعت سن کر

شادماں مہر دل رنجور ہے سبحان اللہ

پالیا ان کو تو کوئین کو پایا سید

یعنی جھولی مری بھر پور ہے سبحان اللہ

## از مولانا قدرت اللہ صاحب عارف بستوی

تو دنیا میں ہوتی نہ خلقت کسی کی

نہ مقبول ہوتی عبادت کسی کی

نمایاں ہے ان میں صباحت کسی کی

نہ ہوتی جو منظور بعثت کسی کی

خدا کی قسم! انبیاء بھی نہ آتے

یہ چاند اور سورج کی نوری شعلہاں



شفاعت کی کنجی عطا کر کے مولیٰ دکھائے گا محشر میں عزت کسی کی  
 سبھی انبیاء و مہسٹے و عیسیٰ سنانے کو آئے بشارت کسی کی  
 کسی کی محبت سے جنت ملے گی دلائے گی دوزخ عداوت کسی کی  
 بیوں پر گنہ گار عارف کے یارب  
 دم نزع جاری ہو مدحت کسی کی

## دیگر

### مدح چار یار

جہاں میں جو آئینہ دار نبی ہیں حقیقت میں وہ چار یار نبی ہیں  
 رفیق نبی غم گسار نبی ہیں فدائے نبی جہاں نثار نبی ہیں  
 بڑا ان کا رتبہ ہے اللہ اکبر  
 ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر  
 یہ چاروں خلافت کے مسند نشین ہیں یہ چاروں الکیں دین نبی ہیں  
 یہی باغبانِ ریاضِ یقین ہیں یہی راز دارِ رسولِ امین ہیں  
 یہ محبوبِ سرور، یہ مقبولِ داور  
 ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر  
 یہ پروانے ہیں شمعِ باغِ حرا کے فدائے نبی اور مقربِ خدا کے  
 نمونے ہیں یہ سیرتِ انبیاء کے یہ پتے وفا کے، یہ پیکرِ حیا کے  
 یہ عدلِ مجسم، یہ صدقِ مصور  
 ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر  
 یہ معراجِ ایمان کے ہیں چار زینے یہ چاروں ہیں تاجِ شرف کے نگینے  
 مجلی ہیں انوار سے ان کے سینے سنوارا ہے ان کو جمالِ نبی نے



مُرکُی ، مُصفا ، مقدس ، مُطہر

ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر

الہی تڑپتی ہے جبت تک رگِ جاں مجت رہ جان کے سینے میں رقصاں

دلا ان کی ہے جان دیں روحِ ایمان خدا سے دعا ہے یہی میری ہر آن

رہے تادم مرگ میری نہ باں پر

ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر

### از جناب خمار بارہ بنکوی

واہ رہے داغِ عشقِ رسول شام کوتارا ، صبح کو پھول

کیسے چھپیں انوارِ رسول چاند یہ کس نے ڈالی دھول

پیشِ نظر ہے شکلِ رسول دیدے خدایا حشر کو طول

نام محمد لے کے تو دیکھ رحمتیں ہیں بے تابِ نزول

باتِ مدینے جیسی کہاں کون کرے فردوس قبول

ان سے یہ کہنا جا کے صبا دل ہے بہت دوری ہے ملول

اب تو بلا لو پاس مجھے اب تو گزارش کر لو قبول

پیشِ نظر روضہ ہو خمار

اور پڑھوں میں نعتِ رسول

### از حضرت بیدم دار ثنی علیہ الرحمۃ

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزو سے رسول

کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسول

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو سے رسول

خوشا وہ آنکھ کہ ہو محو حسنِ رسول



تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ کی قسم !  
 پختے ہیں آنکھوں سے ذراتِ خاک کوئے رسول  
 پھر ان کے نشہِ ایمان کا پوچھنا کیا ہے  
 جو پیچھے ہیں ازل میں منے ہوئے رسول  
 بلائیں لوں تری اسے جذبِ شوقِ صلی علی  
 کہ آج دامن کھنچ رہا ہے سوئے رسول  
 شگفتہ گاشنِ زہرا کا ہر گلِ تر ہے  
 کسی میں رنگِ علی ہے کسی میں بوئے رسول  
 عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدم  
 کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں رو بروئے رسول

## از جناب حیات وارثی صاحب

حب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے  
 عطرِ جنت میں بھی ایسی خوشبو نہیں  
 اس لیے ہے اسی سمت کعبہ جھکا  
 پھول تو پھول کانٹوں میں بھی حسن ہے  
 کیا مقدر ہے ابو بکر و فاروق کا  
 بے سہارا نہ سمجھے زمانہ مجھے  
 میں یہاں ہوا مرا دل مدینے میں ہے  
 جیسی خوشبو نبی کے سینے میں ہے  
 گھر خدا کا محمد کے سینے میں ہے  
 لطفِ جنت سے بڑھ کر مدینے میں ہے  
 جن کا گھر رحمتوں کے خزانے میں ہے  
 میرے آقا کا مسکن مدینے میں ہے

موت لائی حیات اب نئی زندگی  
 یہ مرفہ میرے مرفر کے جینے میں ہے



## ترانہ نماز

دیدار حق دکھائے گی اسے بیوی نماز  
 دربارِ مصطفیٰ میں تمہیں یکے جائے گی  
 عزت کے ساتھ نوری لباس اچھے زیورات  
 جنت میں نرم نرم بچھونوں کے تخت پر  
 خدمت تمہاری حوریں کریں گی ادب کے ساتھ  
 کوثر کے سلسیل کے شربت پلائے گی  
 سب عطر و پھول ہوں گے نچھاور سینے پر  
 رحمت کے شامیانوں میں خوشبو کے ساتھ ساتھ  
 باغِ بہشت، روضہٴ رضواں، بہارِ غلہ  
 حوریں ترانے گائیں گی، اور جھوم جھوم کر  
 پڑھتی رہو نماز کہ دونوں جہان میں  
 فاقہ سے، مفلسی سے، جہنم کی آگ سے  
 پڑھ کر نماز ساتھ لو سامانِ آخرت  
 بات اعظمیٰ کی مانو، نہ چھوڑو کبھی نماز  
 اللہ سے ملائے گی اسے بیوی نماز

## شجرہٴ نقشبندیہ مجددیہ

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے  
 بہرِ سلاطین، قاسم و جعفر، بحق بایزید  
 خواجہ یوسف، عبد خالق، عارف و محمود حق  
 بابا سماسی محمد، سید میر کمال  
 حضرت بو بکر با صدق و صفا کے واسطے  
 ابوالحسن اور بوعلی شاخدا کے واسطے  
 شہ عزیزان علی صدر العلماء کے واسطے  
 شہ بہاؤ الدین امام الاولیاء کے واسطے



شیخ علاء الدین و یعقوب و عبید اللہ ولی خواجہ زاہد شاہ، درویش خدا کے واسطے  
 شاہ اکبرنگی محمد، خواجہ باقی بحق حضرت احمد، مجدد حق نما کے واسطے  
 خواجہ معصوم، سیف الدین و محسن دہلوی سید نور محمد پارسا کے واسطے  
 منظر حق جان جان و شاہ عبد اللہ ولی مولوی عبد الرحمن مقتدی کے واسطے  
 مولوی عبدالغفور و سید احمد میاں حافظ ابراہیم حسن پیر پدی کے واسطے  
 حضرت محبوب احمد کے توسل کر عطا

نعت دارین عبد المصطفیٰ کے واسطے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

## شجرۂ قادریہ رضویہ

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے !  
 یا رسول اللہ کرم بھیجے خدا کے واسطے  
 مشکلیں حل کر شرہ مشکل کٹا کے واسطے  
 کربلا میں رد شہید کربلا کے واسطے  
 سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے  
 علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے  
 صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر  
 بے غیب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے  
 بہر معروف و سرشتی معروف دے بنو دہری  
 جند حق میں گن مجتہد با صفا کے واسطے  
 بہر شبلی شیر حق دنیا کے گتوں سے بچا  
 ایک کار رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے  
 بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد  
 ابوالحسن اور بوسید سعدنا کے واسطے



قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا  
 قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے  
 احسن اللہ لہ رزقاً سے دے رزق حسن  
 عبدالرزاق ابن غوث الاولیاء کے واسطے  
 نصرانی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ  
 دے حیات دین مچی جاں فزا کے واسطے  
 طور عرفان و علو و حمد و حسنی و بہا  
 دے علی، موسیٰ، حسن، احمد، بہا کیواسطے  
 بہرا برائیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر  
 بھیک دے دانا بھکاری بادشاہ کے واسطے  
 خانہ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال  
 شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے  
 دے محمدؐ کے لیے، روزی کرا محمدؐ کے لیے  
 خوانِ فضلِ اللہ سے حقہ گدا کے واسطے  
 دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے  
 عشق حق دے عشقِ عشقِ انتہا کے واسطے  
 حبِ اہل بیت دے آلِ محمدؐ کے لیے  
 کر شہیدِ عشقِ حمزہؑ پیشوا کے واسطے  
 دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پر نور کر  
 اچھے پیارے شمسؑ دیں بدلا علیؑ کے واسطے  
 دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر  
 حضرت آلِ رسولِ مقتدی کے واسطے  
 نورِ جان و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے



ابوالحسنؒ احمد نوری لقا کے واسطے  
 کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے  
 میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے  
 سایہ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے  
 میرے مرشد حضرت حامد رضا کے واسطے  
 یا الہی ان مشائخ کے وسیلے کر عطا  
 نعمت کو نین عبدالمہ خفیؒ کے واسطے  
 صدقہ ان اعیان کا دے چھو عین عز، علم و عمل  
 عفو، عرفان، عافیت اس بیوا کے واسطے  
 (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

## فاتحہ سلسلہ

شجرہ مبارکہ ہر روز بعد نماز فجر ایک بار پڑھ لیا کریں اس کے بعد درودِ غوثیہ سات  
 بار، الحمد شریف ایک بار، آیتہ الکرسی ایک بار، قل ھو اللہ شریف سات بار پھر درود  
 غوثیہ تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخ کرام کی ارواحِ طیبہ کو نذر کریں جس کے  
 ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لیے دعائے عافیت و سلامت کریں ورنہ  
 اس کا نام بھی شامل فاتحہ کر لیا کریں۔

## درودِ غوثیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مُّعَدِّنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ  
 وَاٰلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ!



## پنج گنج قادری

بعد نماز فجر یا عَزَّیْزُ یا اَللّٰهُ۔ بعد نماز ظهر یا کَرِیْمُ یا اَللّٰهُ۔  
بعد نماز عصر یا جَبَّارُ یا اَللّٰهُ۔ بعد نماز مغرب یا سَتَّارُ یا اَللّٰهُ۔  
بعد نماز عشاء یا غَفَّارُ یا اَللّٰهُ۔

سب سو سو بار اول و آخر تین تین بار درود شریف ان کو روزانہ پڑھنے سے دین و دنیا کی بے شمار برکتیں ظاہر ہوں گی۔

## برائے قضاے حاجات

۱۔ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَٹھ سو چوہتر بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار اس قدر ستین تعداد میں با وضو قبلہ رو دو زانو بیٹھ کر تا حصولِ مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں بے گنتی بے شمار پڑھتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

۲۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ سترھ چار سو مرتبہ روزانہ تا حصولِ مراد پڑھیں، اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کو بکثرت پڑھیں، انشاء اللہ تعالیٰ کام میں جائے گا۔

۳۔ ”طویل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر“ بعد نماز عشاء ایک سو گیارہ بار اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھیں، یہ تینوں تینوں عمل نہایت مجرب اور آسان ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

## مناجات

یا الہی! جبکہ تیری عطا کا ساتھ ہو  
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو



یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو  
شادی دایدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی! گور تیرہ کی جب آئے سخت رات

ان کے پیار سے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الہی! جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر

امن دینے والے پیارے مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی! جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے

ساقی کو ترشہ جو دو عطا کا ساتھ ہو

یا الہی! گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن

دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الہی! رنگ لائیں جب سری بیباکیاں

ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الہی! جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم سے

ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الہی! جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے

دبِ سلیم کہنے والے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الہی! جب رہتا خوابِ گراں سے سر اٹھائے

دولتِ بیدارِ حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو



